مجھے پیار کا بادل کر دو

از آن فاطمہ

صبح کے تازہ ہوا کے دوش پہ سرسراتے پتوں کی آہٹ پہ ریت کے ذروں نے کشادہ فضا میں مدھم سا رقص کرنا شروع کر دیا تھا۔

نیلے بادلوں کی اوٹ سے جلوہ افروز ہوتی سورج کی کرنیں چاروں اطراف میں اپنی شعائیں بکھیرتی ایک روشن صبح نے ایک گہری سانس لی تھی۔ ہوا کی اس انوکھی سی مہک کو بہت سے پودوں اور پھولوں نے گہرا سانس بھرتے اپنے وجود میں تحلیل کرتے آنکھوں کو موندا تھا۔ گھر کے کشادہ پھولوں اور سبزے کی مہک سے لدے ہوئے لان میں موجود کرسی پہ براجمان اپنے لبوں میں پین دیے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔ ناجانے اس کی سوچوں کا محور اس وقت کس کی ذات تھی۔ سامنے ہی میز پہ رکھا لیپ ٹاپ جس کی سکرین پہ انگریزی الفاظ کا مجموعہ شاید اسی کا لکھا گیا تھا۔ ایک جانب رکھی ڈائری جس

WhatsApp ; 0344-4499420

پہ وقتاً فوقتاً وہ کچھ لکھتی اور پھر جھنجھلا کر پین سے کر اس کا نشان لگا دیتی۔ آنکھوں میں الجھن بھرے تاثرات شدت سے جھلملائے تھے۔ وہ تھک ہار کر کرسی سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گئی۔

معاً کسی سوچ کے زیرِ اثر اس کی آنکھیں اگلے ہی لمحے چمکی۔ اس نے سرعت سے لیپ ٹاپ کے دائیں جانب رکھا فون اٹھاتے کسی کو کال ملائی تھی۔ لبوں پہ ایک مدھم سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ اسے شک نہیں بلکہ یقین تھا کہ مقابل شخص لازماً اس کی بات سنے گا بھی اور اس کے حکم کی تاب بھی لائے گا۔

"یو ہیو اونلی ٹوینٹی منٹس۔ آئی رئیلی نیڈ یو ایٹ دس ٹائم۔"

دوسری جانب سے فون اٹھاتے ساتھ ہی وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ مقابل کی جانب سے ناجانے کیا کہا تھا کہ اس کی کھنکھتی ہوئی ہنسی لان کی فضا میں گونجتے فضا میں تحلیل ہوئی تھی۔ اس کی ہنسی پہ پرندے بھی قربان جاتے کھکھلائے تھے۔ اپنا کام مکمل ہوتے ہی اس نے فون رکھا اور پین اور ڈائری اٹھاتے پین کی مدد سے اپنا نام درج کیا۔ رنم فیصل لکھتے ہی اس کے لبوں کی تراش پہ ایک نہایت دلکش مسکراہٹ رقصاں تھی نام لکھتے ہی اس نے عقیدت سے اس نام کو چومتے اپنے دل کے مقام سے لگایا یہ کام دن میں وہ نجانے کتنی بار دہراتی تھی۔ اس کے بعد وہ سرعت سے اپنا پھیلاوا سمیٹتی بیگ میں اڑستے سرعت سے گلاس ڈور کھولتے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ پورے گھر میں خاموشی کا راج دیکھ اس نے ہر جگہ ارم کی تلاش میں تانکا جھانکی کی مگر وہ کہیں بھی موجود نہیں تھی وہ کندھے اچکاتے اپنے

WhatsApp ; 0344-4499420

کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی جہاں ارم کی موجودگی محسوس کرتے وہ مدھم سا مسکرائی تھی جو کہ ہمیشہ کی طرح اس کے بکھرے ہوئے پھیلاوے کو سمیٹنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔وہ ایک زبردست سی انگڑائی لیتے گرنے والے انداز میں بیڈ پہ چت لیٹی تھی۔ارم جو غصے سے اس کی بکھری چیزوں کو سمیٹ رہی تھی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"میں نے ناجانے کتنی بار سمجھایا ہے تمہیں یوں اچھل کود سے گریز برتا کرو رنم ناجانے کب بڑی ہوگی۔گریجویشن مکمل ہونے والا ہے مگر تمہاری حرکات دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ بس تمہیں لالی پاپ پکڑانے کی دیر ہے۔"

وہ ناپسندیدگی سے اس کی جانب دیکھتے ڈپٹنے والے انداز میں بولی جو سیاہ رنگ کی ٹائٹس پہ گھٹنوں کو چھوتا فراک پہنے جس پہ ہاتھوں سے کڑھائی ہوئی تھی وہ اپنے ہاتھوں کی مدد سے اپنے بالوں کو سہلا رہی تھی۔رنم نے جواب میں ہنوز مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔جانتی تھی کہ یہ صرف وقتی غصہ ہے جو بہت جلد اڑنچھو ہو جائے گا۔

"مما میں نے بھی آپ سے ناجانے کتنی بار کہا ہے کہ مجھے مت ٹوکا کریں کیونکہ میں نے ہر بار ایسی ہی حرکت کرنی ہے۔آپ کی ہی انرجی ویسٹ ہوگی اس سے کیونکہ میں تو باز نہیں آنے والی۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ ہٹ دھرمی سے کھلکھلا کر مزے سے بولتی بیڈ سے پشت ٹکاتے اپنا لیپ ٹاپ ٹانگوں پہ رکھتے دوبارہ اپنا دھیان کام میں لگانے لگی۔ ارم نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جس کو کوئی بھی بات کہنا مطلب بھینس کے آگے بین بجانا تھا۔ وہ الماریوں کے پٹ بند کرتی اب اس کے کتابوں کے ریک کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔ صفائی ستھرائی سے انہیں شدید قسم کا لگاؤ تھا اور رنم ان کے بلکل برعکس تھی جہاں جاتی تھی پھیلاوا ڈالنا اس کی پسندیدہ خوبی تھی اور اپنی عادت کی بدولت ارم کو ہی اس کی چیزیں سمیٹنی پڑتی تھی ساتھ ڈانٹ پڑنا تو روز کا معمول تھا مگر اب رنم کو بھی اس چیز کی عادت ہو چکی تھی۔ معاً ڈور بیل کی آواز نے اس نے چور نگاہوں سے ارم کی جانب دیکھا تو وہ مشکوک نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ رنم نے گھبرا کر نگاہوں کا زاویہ بدلا معاً کچھ سوچتے وہ ان کی گھوریوں سے بھی لاپرواہی برت گئی کیونکہ باہر جو شخصیت کھڑی تھی ان کے آگے کو ان کی بھی نہیں چلتی تھی۔

"ڈونٹ ٹیل می رنم کہ تم نے آج پھر فیصل کو گھر بلایا ہے۔"

وہ غیض کے عالم میں اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ رنم ان کی بات پہ زیرِ لب مسکراتے تقریباً بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی۔ ارم اس کی نظر اندازی پہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔ دروازہ کھولتے ہی جو شخصیت اسے دیکھنے کو ملی وہ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھیرنے کیلیے کافی تھی۔

"ویلکم ہوم ایس ایس پی فیصل بلوچ۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ مسکراتے لہجے میں انہیں سلیوٹ کرنے والے انداز میں بولی تو انہوں نے محبت سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کی پیشانی چومی تھی۔اس کی صورت دیکھ کر ہی ان کی ساری تھکن ذائل ہو جاتی تھی۔

"کیسے یاد گیا میری جان نے مجھے۔"

رنم انہیں لیتے سیدھا اپنے کمرے کی جانب ہی آگئی تھی جہاں ارم پہلے سے ہی ان کی شامت بلوانے کیلیے موجود تھی۔

"کیا کرتے ہیں آپ فیصل۔ آپ جانتے ہیں اس کی حرکتوں کو مگر پھر بھی۔اس کا تو بس چلیں آپ کو کہی جانے ہی نا دے۔"

وہ خشمگین نگاہوں سے رنم کو دیکھتی اب کی بار فیصل کی جانب اپنی توپوں کا رخ کیا مگر ان کے سر پہ جوں بھی نارینگی۔وہ ان کی بات کو ہوا میں اڑا گئے۔

"میری بیٹی نے مجھے یاد کیا ہے ایسا کیسے ممکن ہے کہ میں اس کی آواز پہ بھاگا بھاگا نا آؤں۔میرے پہ یہ فرض ہے کہ میں اس کے حکم کی تکمیل کروں۔"

وہ اپنے سر سے کیپ اتارتے اس کے سر پہ پہناتے ہوئے محبت سے بولے جواباً رنم تفاخر سے مسکرائی تھی اور ارم کو دیکھتے بائیں آنکھ دبائی۔

www.zubiinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp : 0344-4499420

"مت خراب کریں اس کی عادتیں۔ مزید بگڑ گئی تو کوئی سنوارنے والا نہیں ہو گا۔ ناجانے کیا ہوتا جارہا ہے اس لڑکی کو۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے غصے سے بولی اور ڈسٹ کلوتھ سے الماری کے پٹ صاف کرنے لگی۔ رنم نے ان کی باتوں پہ آنکھیں گھماتے پشت پہ جھولتے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے اس میں پینسل گھسائی تھی۔

"جب خراب کرنے والا میں ہوں تو آپ پریشان مت ہو بیگم سنوارنے والا بھی میں ہی تلاش کروں گا۔"

وہ اب کی بار اپنی تمام تر توجہ اپنی عزیز ترین بیگم کی جانب مبذول کراتے ہوئے محبت سے بولے ناراض وہ انہیں بھی نہیں کرسکتے تھے۔ رنم نے ان کی بات پہ واٹ ایور کرتے سر جھٹکا تھا جن کی ہر بات یہی پہ آکر ختم ہو جاتی تھی اور اسے اس بات سے اتنی ہی کوفت تھی۔

وہ اب ان دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھ وہ اپنا کام ادھورا پڑا دیکھ لیپ ٹاپ کھول چکی تھی تا کہ فیصل کے ساتھ مل کر اپنا تھیسز ورک مکمل کرسکے جس میں اسے سراسر کسی دانش مند بندے کی رہنمائی درکار تھی اور اس کے خیال میں اس کے بابا سے بڑھ کر اس دنیا میں عقلمند کوئی پیدا ہی نہیں ہوا تھا ابھی۔

www.zubiinovelzone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

"بابا آئی تھنک آپ گھر میرے لیے آئے تھے نا کہ مما کے لیے۔ سو پلیز سٹ ہیئر آئی بیڈلی نیڈ یور ہیلپ۔

وہ اسے اپنے نزدیک ہی بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے لیپ ٹاپ کی سکرین ان کی جانب موڑتے ہوئے ارم کی بجائے ان کا رخ اپنی جانب کرتے بیچارگی سے بولی۔

"اب آپ آ ہی گئے ہیں تو کھانا کھا کر ہی جایئے گا۔ میں انتظام کرتی ہوں جا کر کچھ۔ اس لڑکی نے آپکا دماغ چٹ کر جانا ہے۔"

وہ ان دونوں پہ ایک نگاہ ڈالتے سر پہ ڈوپٹہ درست کرتے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"آئی لو یو بابا۔"

وہ ان کا گال چومتی محبت سے گویا ہوئی جواباً انہوں نے بھی اس کی پیشانی چومتے محبت کا جواب محبت سے دیا۔ ان کے جانے کے بعد بھی وہ دونوں لیپ ٹاپ میں سر دھنسائے اپنے کام کے متعلق راز و نیاز میں مصروف تھے۔ ان کی باتوں کا مرکز فلحال مکمل طور پہ رنم کا تھیسز ورک تھا جس میں اسے کسی بھی صورت میں اپنا بیسٹ دینا تھا تاکہ کسی قسم کی غلطی کی گنجائش باقی نا رہے۔ وہ چاہتی تھی جیسے اس کے

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

بابا یونیورسٹی میں گولڈ میڈلسٹ تھے ویسے ہی وہ بھی گولڈ میڈلسٹ ہو اور لوگ اس کی بدولت اس کے بابا کو فخر کی نگاہ سے دیکھیں۔

کسی کے بھاری قدموں کی چاپ رات کی گہری تاریکی اور سناٹے میں زور و شور سے گونج رہی تھی۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتا آگے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ عام سے لباس میں ملبوس وہ شخص آنکھوں میں سرد تاثر لیے اطراف میں نگاہیں گھما رہا تھا گویا سب کی غیر موجودگی چاہتا ہو۔ مطلوبہ جگہ پہ پہنچتے ہی اس کی آنکھوں میں پتھریلا تاثر ابھرا۔ اس نے سرعت سے اپنی جیب سے فون نکالتے کسی کو کال ملائی تھی۔ ہاتھوں میں طرح طرح کے بینڈز پہنے ہوئے تھے۔

"ہاں بولو کام ہوا یا نہیں۔"

مقابل کی بات پہ اس کی نگاہیں اس کی نگاہوں کے سامنے موجود کلب کی جانب اٹھی جہاں سے شور شرابے کی خوب آوازیں آ رہی تھی۔ گہما گہمی روشنیوں سے بھرا وہ کلب جہاں لڑکے لڑکیاں بغیر کسی روک ٹوک کے اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اشتعال سے اس کے ماتھے اور بازوؤں کی رگیں ابھر کر نمایاں ہونا شروع ہو گئی۔ اس نے لہو ہوتی نگاہوں سے ان لوگوں کی جانب دیکھا جنہیں اپنی عزت کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"میں نے کتنی بار سمجھایا ہے کہ جب تک میں کال نا کروں تو کوئی مجھے فون نا کیا کریں۔"

وہ آنکھوں میں بے پناہ طیش لیے قہر آلود لہجے میں مقابل پہ برسا۔ ایک تو سامنے کا منظر دیکھ اس کی آنکھیں شدید اشتعال سے سرخ پڑ رہی تھی اور دوسرا مقابل بار بار اسے فون ملاتے مزید غصے میں مبتلا کر رہا تھا۔

"اب تم اپنے باس پہ حکم چلاؤ گے۔"

ان کے سخت لہجے پہ وہ گڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور سرعت سے فون کاٹ کر جیب میں اڑستے چہرے پہ رمال باندھتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ کلب کی داخلی دروازے پہ پہنچتے ہی اس کی حسیات ایکدم چوکنا ہوئی کیونکہ وہاں پولیس کے کچھ اہلکار ایک جانب کھڑے کھچڑی پکانے میں مصروف تھے۔ ان کے ہاتھ میں موجود پیسے ان کے امیروں کے ہاتھوں بکنے کے گواہ تھے۔

"بکاؤ کتے۔"

وہ ناگواری سے بڑبڑاتے پاس باہر کھڑے گارڈ کو دکھانے لگا جس نے جانچتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اسے اندر جانے کی اجازت دی تھی۔ اندر قدم رکھتے ہی رنگ و بو کا سیلاب دیکھ اس کی آنکھیں ساکت رہ گئی۔ لڑکے تو لڑکے لڑکیاں بھی تمام تر شرم بھلائے ایک دوسرے کی باہوں میں جھول رہی تھی۔ موسیقی کی آواز کان کے پردے پھاڑ رہی تھی۔ حرام مشروب زور و شور سے پیا جا رہا تھا۔ ایک

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ویٹر ٹرے میں مشروب رکھے اس کی جانب آیا تو وہ ایک ذہریلی نگاہ اس پہ ڈالتے سر جھٹکتے آگے کی جانب بڑھنے لگا اور اپنے مخصوص انداز میں آنکھوں پہ چشمہ لگاتے ایک کونے میں بیٹھے دو تین پولیس کے اہلکاروں کو دیکھا جو گناہ کے کاموں میں بری طرح مگن تھے۔اس نے اپنی آنکھیں کئی لمحوں تک انہی پہ مرکوز رکھی۔مٹھیاں سختی سے بھینچی ہوئی تھی۔معاً کسی سوچ کے تحت اس کی چشمے میں چھپی آنکھیں مسکرائی تھی۔وہ مضبوط قدم اٹھاتے کونے میں بنے گول صوفوں کی جانب بڑھا جہاں ایک الگ قسم کا اہتمام جاری تھا۔وہ خاموشی سے ان سے کچھ فاصلے پہ بیٹھ گیا۔کانوں کو چھوتے بالوں کے پیچھے لگا ائیر پیس ان کی نگاہوں سے مخفی تھا۔اس نے اشارے سے کسی کو نزدیک آنے کا کہا تو وہ اس کے ہاتھ میں مشروب کا گلاس تھماتے آگے کی جانب بڑھ گیا شاید وہ کسی کو خود پہ شک کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

"ارے یہ دیکھو اس لڑکے کو اتنی رات کے وقت وہ بھی کلب میں چشمے کے ساتھ بیٹھا ہے حالانکہ یہاں سن کا نام ونشان نہیں ہے۔ویسے تم یہ کیوں لگاتے ہو۔"

ایک آفسر اس کے چشمے کو چھوتے اس کا مزاق اڑانے والے انداز میں بولا۔وہ دل ہی دل میں ان کی حماقت پہ مسکرا دیا کیونکہ ابھی وہ اس مشروب کے زیرِ اثر نشے میں دھت تھے جس کی بدولت وہ کچھ

WhatsApp ; 0344-4499420

بھی بولتے ہوئے سوچ نہیں رہے تھے۔ لڑکیاں بار بار اس کے نزدیک آتی جسے دیکھ وہ غصے سے لب بھینچ جاتا۔

"یہ چشمہ کوئی عام چشمہ نہیں ہے اس سے میں اس پوری دنیا کو پرکھ سکتا ہوں اور ایک جھٹکے سے عرش سے فرش پہ بھی پٹخ سکتا ہوں۔"

وہ پراسرار لہجے میں بولتے قہقہہ لگا اٹھا۔ اس پولیس کی وردی میں ملبوس نوجوان نے تمسخر سے مسکراہٹ دبائی۔

"اچھا تو کیا یہ ہمیں بھی پرکھ لے گا کہ ہم اس وقت اپنی ڈیوٹی چھوڑے یہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔"

وہ بھنویں اچکاتے نشے کی بدولت اپنی بند ہوتی آنکھوں کو کھولتا ہوا گویا ہوا۔ اس کی آنکھوں میں جیت کی چمک واضح ہوئی۔

"شش۔ چپ کر یہ ہمارا اسیکریٹ ہے۔"

اس کا ایک ساتھی اسے اپنے ساتھ لیتے وسط میں بنے فلور کی جانب بڑھ گیا جہاں لڑکے لڑکیاں رقص کرنے میں بری طرح غرق تھے۔ اس نے اپنی آنکھیں ان دونوں پہ جمادی ایسے جیسے اس کی آنکھیں یہ سب کچھ اپنے اندر محفوظ کر رہی ہو۔ معاً وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور جس قدموں سے

WhatsApp ; 0344-4499420

وہاں آیا تھا انہی وقدموں سے وہاں سے نکلتا چلا گیا جیسے کسی کو بھی اس کی آمد کا علم نہیں ہوا تھا مگر وہ بہت کچھ یہاں سے ساتھ لے جارہا تھا۔ باہر اپنی جیپ کے پاس پہنچتے ہی اس نے اپنی آنکھوں سے چشمہ اتارتے ایک سیاہ رنگ کے ڈبے میں احتیاط سے رکھی تھی۔ اس دوران گھنی مونچھوں تلے لبوں پہ ایک جان لیوا مسکراہٹ رقص کررہی تھی۔ اس نے اپنے مخصوص انداز میں اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا تو اس کی چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی چمک اٹھی۔

اس نے کسی کو میسج لکھ کر بھیجا اگلے ہی لمحے دوسری جانب سے کال موصول ہوتے دیکھ اس نے فون اٹھایا تھا۔

"کام ہو گیا۔"

"جی ہو گیا ہے۔"

مختصر سے سوال پہ اس نے بھی مختصر سا جواب دیا۔

"اب بنا کوئی وقت ضائع کیے واپس پہنچو مجھے ضروری کام ہے تم سے۔ سمجھو کچھ قیمتی سونپنا ہے۔"

انہوں نے سنجیدگی سے بولتے اس کی سنے بغیر کال کاٹ دی۔ وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اپنا حلیہ درست کرتے جیپ پہ براجمان ہوا۔ جیپ اگلے ہی لمحے دھول اڑاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

---

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اگلے دن کی صبح بھی ہمیشہ کی طرح روشن اور خوشگوار تھی۔ارم کچن میں موجود ڈائننگ ٹیبل پہ ناشتہ لگاتی رنم کی محو انتظار تھی جس کی یونی کا وقت ہوتا جارہا تھا۔گھڑی صبح کے آٹھ بجارہی تھی اور اس کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔کچھ ہی دیر میں انہیں فیصل پولیس وردی میں ملبوس اپنی مخصوص چال چلتے انہی کی جانب آتے ہوئے دکھائی دیے۔انہوں نے اپنی عادت کے مطابق سب سے پہلے ان کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔یہ عادت ان کی شادی سے اگلے دن شروع ہوئی تھی اور اب رنم کے اکیس سال کے ہوجانے پہ بھی جوں کی توں تھی۔اب تو ارم کو بھی اس چیز کی عادت پڑچکی تھی۔وہ سنجیدگی سے کرسی کھسکاتے اپنی جگہ پہ براجمان ہوگئے۔

"رات کو کافی دیر ہوگئی تھی آپ کو رنم کے ساتھ۔"

انہوں نے سلائس پہ بٹر کی تہہ لگاتے ان کے آگے رکھی پلیٹ میں رکھا تو انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"رنم کے ساتھ نہیں تھا بلکہ میں تو پولیس سٹیشن گیا تھا کچھ ایمرجنسی ہوگئی تھی۔سر نے بلوایا تھا خیر آپ بتایئے ابھی تک رنم جاگی نہیں اسے آج اپنا تھیسز ورک جمع کروانا ہے۔"

انہوں نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے سنجیدگی سے جواب دیتے استسفار کیا جواب رنم کیلیے ناشتہ تیار کررہی تھی۔عین اسی لمحے نک سک سی تیار رنم سیاہ رنگ کے گھٹنوں کو چھوتے کرتے شلوار میں ڈوپٹہ

WhatsApp ; 0344-4499420

کندھے پہ جھول رہا تھا بالوں کو یوں ہی کھولتے پشت پہ کھلا چھوڑا تھا وہ سہج سہج کرتی قدم اٹھاتی انہی کی جانب چلی آئی۔

"گڈ مارننگ مما بابا۔ مما ذرا جلدی کر دیں مجھے اگلے پانچ منٹ میں نکلنا ہے یہاں سے۔ کافی دیر ہو گئی ہے ویسے بھی۔"

وہ ان دونوں کے گالوں کو چوم کر عجلت میں اپنی جگہ پہ براجمان ہوئی اور جلد بازی میں بولی۔ اس کی بات پہ ارم تاسف میں سر ہلاتے تیزی سے ہاتھ چلانے لگی سلائس کے دو پیس انہوں نے اسکی پلیٹ میں رکھتے چائے کا کپ رکھا تو رنم نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور اپنے ناشتے پہ جھک گئی۔ اگلے پانچ منٹ میں جلدی جلدی میں اس سے جتنا کھایا گیا وہ کھا کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور ان دونوں کو اللہ حافظ کہتے باہر کی جانب بھاگی جہاں ڈرائیور پہلے ہی اس کا منتظر تھا۔ اس کے نکلتے ہی فیصل بھی رومال سے اپنا چہرہ تھپتھپاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"فیصل میں کیا سوچ رہی تھی آپ نے جو ڈرائیور ہائر کیا ہے رنم کیلیے۔ مطلب کبھی وہ ایسے گئی نہیں نا ہمیشہ آپ نے ہی اسے ڈراپ کیا ہے تو کیا اس کے حق میں درست فیصلہ ہے یہ۔ مجھے نا جانے کیوں بے چینی سی ہو رہی ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ پر سوچ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے گھبراہٹ آمیز لہجے میں بولی۔ان کی بات پہ وہ ہولے سے مسکرائے تھے۔

"میں نے پہلے کبھی بھی آپ دونوں کے حق میں کوئی بھی فیصلہ غلط نہیں کیا بلکہ بہت سوچ سمجھ کر کرتا ہوں۔ابھی بھی جو ڈرائیور ہائر کیا ہے میں نے وہ کوئی عام ڈرائیور نہیں ہے بلکہ بہت ماہر گارڈ ہے جو وقت آنے پہ کسی کیلیے جان دے بھی سکتا ہے اور کسی کی جان لے بھی سکتا ہے۔بہت ہی کوئی پراسرار بندہ ہے۔"

وہ مسکرا کر انہیں جتانے والے انداز میں بولے اور ان کا گال تھپتھپاتے اپنی چیزیں لیتے باہر کی جانب بڑھ گئے کیونکہ آج ان کی سینئیر آفیسرز سے ملاقات تھی۔ارم نے باہر دروازے تک انہیں چھوڑا اور ان کی گاڑی کے نکلتے ہی انہوں نے بھی گھر کا پھیلاوا سمیٹنے کا سوچا تھا۔

فیصل اور ارم کی پسند کی شادی تھی۔جامعہ میں ایک ساتھ پڑھتے محبت کا جذبہ ایک دوسرے میں پروان چڑھتے ہی انہوں نے اپنے رشتے کو کسی پاک بندھن میں پرونے کا سوچا تھا جو کہ انہوں نے اپنی تعلیم ساتھ جاری رکھتے ساتھ ساتھ ہی اپنے رشتے کو نکاح جیسے بندھن میں باندھ لیا تھا۔اسی بدولت وہ دونوں شہر میں براجمان تھے۔فیصل پڑھائی مکمل ہو جانے کے بعد ہی پولیس کے شعبے میں قدم رکھتے اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے پولیس میں جانا ان کا بچپن کا خواب تھا چھوٹے رینک سے ہوتے

www.zubiinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ہوئے اور ان کی بہترین کارگردگیوں کو دیکھتے انہیں ایس ایس پی کا اعلیٰ درجہ سونپا گیا تھا۔ اس کے برعکس ارم نے گھر میں بیٹھ کر اپنی بیٹی کو سنبھالنے میں ہی ترجیح دی تھی اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کیلیے بہترین ہمسفر ثابت ہوئے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے ان کے گھر رنم کی پیدائش کے بعد ان کی ادھوری زندگی کو مکمل کر دیا تھا۔ رنم کے وقت ارم کی طبیعت بگڑنے کی بدولت کوئی سرجری کی گئی تھی جس کی بدولت وہ دوبارہ ماں نہیں بن سکی تھی۔ فیصل نے اس کے بعد ان دونوں کو اپنے پروں میں سمیٹ لیا تھا۔ رنم تو ویسے بھی ان کی اکلوتی اولاد تھی اسی بدولت لاڈ پیار نے اسے اکھڑ مزاج بنا دیا یے وہ انتہا کی موڈی ہو چکی تھی۔ کبھی بھی کسی کو کچھ بھی بولنے سے قبل وہ ایک بار بھی نہیں سوچتی تھی مگر فیصل ہمیشہ اس کی کوتاہیوں پہ اسے بچہ کہتے اس پہ پردہ ڈال دیتے تھے اور ارم ان کی اپنی بیٹی کیلیے دیوانگی دیکھتی رہ جاتی۔

گھر سے نکلتے ہی وہ گاڑی میں بیٹھی کانوں میں ہینڈ فری لگائے ساتھ ساتھ گنگناتے ہوئے ونڈ سکرین سے باہر دیکھتی اپنی سوچوں میں غلطاں تھی۔ اور چمکتی نگاہوں سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک رقص کر رہی تھی آخر کو اس نے اپنے بابا کی مدد سے ایک معرکہ جو سرانجام دے دیا تھا۔ اب تو بس یونی میں اس کی ہی واہ واہ ہونی تھی۔ وہ چمکتی نگاہوں کو

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp : 0344-4499420

موندتے اس خیراں کر دینے والے منظر کو محسوس کر رہی تھی جب اسے اس کے کام کی وجہ سے پوری کلاس کے سامنے سراہا جاتا تھا۔وہ سوچتے ہوئے اس کے شگرفی لب ہنوز مسکرا رہے تھے معاً گاڑی کو جھٹکے سے بریک لگنے کی بدولت اس کا سر ایک جھٹکے سے گاڑی کی اگلی سیٹ سے ٹکرایا تھا۔درد کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں سرائیت کرتی چلی گئی۔اس نے خونخوار نگاہوں سے ڈرائیور کی جانب دیکھا جو نا جانے کیوں اب ونڈ سکرین سے باہر جھانک رہا تھا۔

"کیا مصیبت آن پڑی ہے تمہیں۔جلدی کرو۔تمہاری تو میں بابا سے شکایت کرتی ہوں یونی انتہائی دیر سے پہنچاتے ہو گاڑی ڈرائیو کرنا تو تمہیں آتا نہیں ہے۔"

وہ بدتمیزی کے تمام ریکارڈ توڑتی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ڈرائیور نے جی میڈیم کہتے ایک بار پھر باہر نگاہیں جمالی۔

"اب باہر کیا جھانک۔"

عین اسی لمحے رنم کی نگاہ ونڈ سکرین پہ باہر گئی جہاں ایک بھدا سا آدمی کھڑا اسے ہی دیکھ کر خباثت سے مسکرا رہا تھا۔اس کی زبان کو وہی بریک لگی اور آنکھوں میں خوف سا اتر آیا۔اس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا بھی موجود تھا۔رنم نے بے ساختہ تھوک نگلا۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سے ڈرائیور کی جانب دیکھا مگر اسے بھی اپنی جگہ سے غائب دیکھ اسے اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اب یہ کہاں دفعہ ہو گیا اچانک۔"

اس نے سختی سے لبوں کو بھینچ کر اپنی چیخ روکی تھی معاً یہ سوچ کر پر سکون ہو گئی کہ کوئی اسے کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ایک پولیس آفیسر کی بیٹی ہے تبھی گردن اکڑا کر پر سکون ہو کر بیٹھ گئی۔ ویسے بھی اسے یاد تھا کہ ایک بار فیصل نے اسے سمجھایا تھا۔

دشمن کے سامنے خود کو اگر کمزور محسوس کرواؤ گے تو وہ آپ کو مزید کمزور کرنے کے لاکھ جتن کرے گا مگر اگر آپ خود کو مضبوط دکھاؤ گے تو وہ آپ کی بہادری پہ پریشان ہو جائے گا اور اس کی یہی پریشانی ایک لمحے کیلیے اس کا ویک پوائنٹ ہوتی ہے جس کا ہم بھرپور انداز میں فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں۔

فیصل کی سنجیدہ آواز اس کے ذہن کے دریچوں میں گونجی تو اس نے آسودگی سے آنکھیں موندی معاً گولی چلنے کی زوردار آواز پہ وہ چیخ مارتے بدک کر گاڑی کے شیشے سے جا لگی۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ونڈ سکرین کے پار زمین پہ گرے اس آدمی کے وجود کو تڑپتے کو دیکھا جس کے بازو سے خون کا ایک لاوا سا ابل رہا تھا۔ وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ اوپر کی جانب اٹھی جہاں وہ ڈرائیور اب اپنی پستول کو جیب میں اڑستے اپنے ہاتھ جھاڑ رہا تھا۔ رنم کی آنکھوں میں طیش کی ایک لہر کوندی۔ وہ اگلے ہی لمحے تمام خوف بھلائے گاڑی کا دروازہ کھولتے تن فن کرتی اس کے سر پہ پہنچی تو مقابل نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"یو ایڈیٹ۔یو شوٹ ہم بٹ وائے۔"

وہ آنکھوں میں ناگواری لیے حلق کے بل دھاڑی۔ڈرائیور نے اس کی بات پہ ہنوز چہرہ جھکایا ہوا تھا۔شاید خود پہ ضبط کر رہا تھا۔

"میڈم جی سر نے مجھے حکم دیا تھا کہ اگر کسی کی بری نگاہ ان کی بیٹی پہ ہو تو مجھے یہ پورا حق حاصل ہے کہ میں اسے موقع پہ ہی شوٹ کر دوں۔"

وہ مدھم لہجے میں عزم سے پختگی لیے بولا۔رنم اس کی بات پہ ایک لمحے کیلیے خاموش رہ گئی اور جانچتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا۔

"مگر وہ مجھے دیکھ نہیں رہا تھا جاہل انسان۔ایسے اتنی سی بات پہ کون کسی کو مارتا ہے۔"

اسے یہ بات قطعی ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ ایسا اس سے اس کے بابا کہہ سکتے ہیں تبھی کاٹ دار لہجے میں بولی۔

"میڈم جی برا مت مانیے گا مگر سر نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ کی زبان قابو میں نا آئے تو میں آپ کو بھی شوٹ کر دوں۔"

وہ اپنی جیب سے پستول نکالتے اس کی جانب تانتے ہوئے سخت لہجے میں بولا۔رنم کی آنکھیں اس کی جرأت پہ آخری حد تک پھیل گئی۔اس سے پہلے کہ وہ اشتعال کے عالم میں اس کا پستول والا ہاتھ جھٹکتی

www.zubnovelszone.com
Digital Book Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس سے پہلے ہی وہ مہارت سے اپنی جیب میں پستول ڈالتے گاڑی کی اگلی سیٹ کی جانب بڑھ گیا۔ رنم نے اس کے دو کوڑی کے ایٹیٹیوڈ پہ مٹھیاں بھینچی تھی اور ایک نگاہ ابھی بھی زمین پہ گرے وجود پہ ڈالی جو ہنوز بازو پہ سختی سے ہاتھ رکھتے اسے ہی گھور رہا تھا۔ وہ ایک تنفر بھری نگاہ اس شخص پہ ڈالتی اس کے وجود پہ ٹھوکر رسید کرتی گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی ویسے بھی صبح صبح اس ہنگامے پہ اس کی جان جا رہی تھی۔ سونے پہ سہاگہ یہ عجیب و غریب ڈرائیور۔

"اے سنو تم اپنا چہرہ کیوں نہیں دکھاتے ہوں اتنی بڑی کیپ پہن کر چہرہ جھکانے کا کیا تک ہے۔ چہرہ دکھاؤ اپنا۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کٹیلے لہجے میں بولی۔

"کیوں آپ نے میرے گھر رشتہ بھیجنا ہے کیا۔ء

جواباً اس کی سرد آواز پہ رنم کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی مگر وہ مٹھیاں بھینچتے خود پہ ضبط کر گئی۔

"ہنہہ اتنے حسین تم اگر ہوتے تو آج میرے ڈرائیور نا ہوتے خیر تمہارا نام کیا ہے۔"

گاڑی کا دروازہ زور سے بند کرتے اس نے میرے پہ خاص زور دیتے رعونت زدہ لہجے میں اسے کو مخاطب کیا۔

"ایم سوری مگر میں غیر شناسا لوگوں کو اپنا نام بتانا پسند نہیں کرتا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ پتھریلے لہجے میں بولتے گاڑی ایک جھٹکے سے جامعہ کی جانب بڑھا گیا۔

"تم شاید یہ بات فراموش کر چکے ہو کہ تم میرے حکم کے غلام ہو اسی لیے جو بول رہی ہوں وہ کرو زیادہ زبان چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ خفت سے سرخ پڑتے چہرے سمیت اس کی سیٹ کی پشت پہ ہاتھ مارتے اشتعال کے عالم میں گویا ہوئی۔

"مائنڈ یو میڈم مگر زبان میں نہیں آپ چلا رہی ہیں دوسری بات میں آپ کے حکم کا غلام نہیں بلکہ آپ کے بابا کے حکم کی تکمیل کرنے کی خاطر اب تک یہاں ہوں۔"

اس کے برفیلے لہجے پہ رنم ایک لمحے کو ساکت رہ گئی۔

"مر جاؤ تم شودے انسان۔"

وہ ناگواری سے بڑبڑاتی سر جھٹکتی ونڈ سکرین کے پار دیکھنے لگی۔

"پلیز کیپ سائیلنس مجھے ڈرائیورنگ کرنے دیں اس سے پہلے کہ اپنے ساتھ آپ کو بھی لے مروں۔"

رنم نے اس کے طرزِ مخاطب پہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑتے مٹھیاں بھینچی تھی۔اب وہ شاید کسی کو فون ملا رہا تھا مگر رنم کی نگاہوں سے یہ چیز اوجھل ہی رہی۔

---

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

یونیورسٹی میں ہر جانب رنگ و بو کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ جگہ جگہ دیگر لڑکوں لڑکیوں کے گروپس کھڑے آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ وہ بھی اپنے گروپ کی تلاش میں نگاہیں دوڑاتے آگے کی جانب بڑھی اور اپنی مطلوبہ جگہ پہ اسے اپنا گروپ دکھائی دے بھی دیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ان تک پہنچی۔

"رنم اتنی تاخیر کیوں کر دی آنے میں۔"

اس کی دوست کشف نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھتے استسفار کیا جواباً بیچ راہ میں ہونے والی پوری روداد اس نے اس کے گوش گزار دی۔ کشف اور مشعل کی آنکھیں اس کی بات پہ تحیر کے مارے پھیل گئی۔

"اچھا اب تم دونوں کوئی فضول گوئی مت کرنا۔"

ان کے کچھ بولنے سے قبل ہی رنم نے تنبیہ کرنا ضروری سمجھا تو وہ دونوں کچھ خجل سی ہو گئی کیونکہ وہ تو بولنے ہی والی تھی۔

"اب اتنی بڑی بات ہوئی ہے تھوڑی گوسپس تو بنتی ہیں نا رنم۔"

مشعل نے آنکھیں گھماتے مزے سے اسے ٹھوکا مارا۔ اس نے باقاعدہ دانت کچکچائے۔ کشف اسے یوں گھورتا دیکھ سرعت سے ان کے درمیان حائل ہوئی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"رنم یونو ہمارا ٹرپ جا رہا ہے وہ بھی ایبٹ آباد صرف لاسٹ سمیسٹر والوں کو لے کر جا رہے ہیں فلحال میں تو بہت ایکسائٹڈ تھی مگر ماما نے عین وقت پہ میری ایکسائٹمنٹ پہ پانی پھینک دیا کہ ہمیں شادی پہ جانا ہے پشاور۔ اینڈ آئی ایم لائک آہہہ۔"

وہ غصے سے پیچ و تاب کھاتی رہ گئی جبکہ اس کی بات پہ وہ دونوں کھکھلا کر ہنس دی تھی۔

"میں تو ضرور جاؤں گی کیونکہ تم لوگوں کو یہ بات اچھے سے ازبر ہے کہ میرا کوئی خاندان نہیں ہے اور اگر کوئی خاندان ہے بھی تو ہمارا ان سے کوئی ملنا ملانا نہیں ہے اور صد شکر کہ نہیں ہے۔"

وہ کوفت سے آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔ ان دونوں نے تاسف سے اس کی جانب دیکھتے سر ہلایا تھا جسے نا جانے کیوں خاندان کے نام سے اس قدر کھار تھی۔ معاً مشعل کی نگاہ انہی کے جانب آتے مزمل کی جانب پڑھی جو انہی کے سمیسٹر کا ایک عجیب سا شخص تھا کہ اتنی بار بے عزتی کروانے کے باوجود بھی منہ اٹھا کر آجاتا تھا۔ اس نے ان دونوں کا ٹھوکا مارتے انکی توجہ بھی اس جانب مبذول کرائی۔ رنم نے مخصوص انداز میں بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا۔ اتنی دیر میں وہ پہنچ چکا تھا۔

"کیسی ہو مس نک چڑھی۔"

www.zubiabooks zone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ ان کے گروپ کے نزدیک آتے ہی ازلی دوستانہ لہجے میں خصوصاً رنم کو دیکھتے ہوئے بولا۔ مشعل اور کشف نے نگاہوں کا تبادلہ کیا جبکہ رنم نے نہایت سنجیدگی سے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کی جانب دیکھا جس کے تیور کس قدر بدلے بدلے سے تھے۔

"جیسی بھی ہوں میں تمہیں کس خوشی میں بتاؤں۔"

اس کے تنک کر بولنے پہ وہ مبہم سا مسکرایا تھا۔ رنم نے ناگواری سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"اتنا سڑی ہوئی کیوں رہتی ہوں ہر وقت کی مرچیں چبا چبا کر عاجز نہیں آتی۔"

وہ ابھی بھی مصالحتی لب و لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔ رنم نے برہمی سے اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں بلکل نہیں مگر تمہاری یہ شکل دیکھ کر ضرور عاجز آگئی ہوں اور مرچیں بھی اسی لیے چباتی ہوں تاکہ تمہارے جیسا گھٹیا اور جوکر انسان میری جانب کا راستہ بھول جائے۔ مگر کہتے ہیں نا کچھ لوگ لاتوں کے بھوت ہوتے ہیں جو باتوں سے قطعی نہیں مانتے۔ تمہارا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے۔"

وہ کٹیلی نگاہوں سے اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ طنز آمیز لہجے میں بولی۔ وہ جو اپنی اس قدر توہین پہ ضبط کرے کھڑا تھا ایک بار پھر اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے ہولے سے ہنس دیا۔ رنم کے ساتھ ساتھ ان دونوں کی آنکھوں میں بھی تحیر کے بادباں کھلے۔

"ہائے ظالم دل ہی توڑ دیا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ با قاعدہ اپنا سینہ مسلتے ہوئے ایک ادا سے بولا۔ رنم تمسخرانہ انداز میں ہنسی جو اپنی ذلت کو اس طریقے سے چھپا رہا تھا۔

"ہو کئیرز مسٹر۔ لیٹس گو گرلز۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولتی ایک چبھتی نگاہ اس پہ ڈال کر کشف اور مشعل سمیت اپنی کلاس کی جانب بڑھ گئی کیونکہ ان کی کلاس کا وقت ہو رہا تھا۔ اس کی پشت کو بغور تکتے وہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔ اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک دمک رقص کر رہی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے۔

"بھائی تو کیوں اس کے پیچھے پڑا ہے۔ تو جانتا ہے اس کا باپ پولیس میں ہے۔"

اس کے دوست نے ہمیشہ کی طرح اسے سمجھانا ضروری سمجھا مگر اس نے بے دردی سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"تو کوئی مسئلہ نہیں اس کا باپ لوگوں کو تحویل میں لیتا ہے اور میں ان کی بیٹی کو ایک دن تحویل میں لے لوں گا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ پر عزم لہجے میں بولتے قہقہہ لگا اٹھا۔اس کے دونوں دوست بیچارگی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

گلگت:بلتستان

گلگت سے کچھ فاصلے پہ مقیم چھوٹے سے گاؤں کی سرزمین بارگو بالا میں ہر جانب خاموشی کا راج تھا۔اسے جنت کا ٹکرا کہا جائے تو مزید بہتر تھا۔جس کی حسین وادیاں اور سنہری آبشاریں دیکھنے والوں کے دل و دماغ پہ سحر طاری کر دیتی تھی۔یہ جگہ نو ماہ تک برف میں ڈھکی رہتی ہے۔ تازہ دم ہوا اور سبزے کی لہلہاہٹ روح کو معطر کرتے وجود میں جذب ہو رہی تھی۔چرند پرند کی مخصوص آواز سے ماحول میں ایک خوشنما سارنگ بھر جاتا گویا وہ اس پاک ذات کی حمد و ثنا کر رہی تھی۔پھولوں کی مہک

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس گاؤں کی حدود میں مکمل طور پہ دھڑکنوں کی تال میل پہ رقص کرتے محسوس ہو رہی تھی۔ نیلے شفاف آسمان پہ چند ایک بادلوں کی اوٹ سے چھپن چھپائی کرتا زمینوں کی چمک میں اضافہ کر رہا تھا۔ یہ قدرت کے حسین نظاروں میں سے ایک نظارہ معلوم ہو رہا تھا۔ بارش کی بدولت مٹی سے آنے والی بھینی بھینی مہک ایک الگ ہی احساس سے روشناس کر رہی تھی۔ دور کہی نگاہ پڑتی تو کچھ عورتیں پانی کے بڑے بڑے مٹکے بھرتی اپنے سر پہ لاد کر اپنے کچے مکانات کی سمت جا رہی تھی تو کچھ نہر کے نزدیک بیٹھے کپڑے دھونے میں مصروف تھی۔ یہ کچھ وقت مخصوص عورتوں کا تھا تاکہ وہ اپنے کچھ کام نپٹا لیں۔ سرسبز کھیت چاروں اطراف میں پھیلے ہوئے درخت پرسکون ہوا یہ گاؤں اپنی خودمختاری کی بدولت ہی اپنی مثال آپ تھا کیونکہ یہاں کے فیصلوں کا اختیار ایک انصاف پسند شخص کے ہاتھ میں سونپا گیا تھا۔ رحمان سردار سائیں گاؤں کے عزیزِ جان سرپنچ۔ ہر شخص ان سے بے تحاشہ خوش تھا۔ جنہوں نے آزادی اس حد تک بخشی ہوئی تھی کہ ان کے فیصلوں کے آگے کسی کی بھی بولنے کی جرأت نہیں تھی اور اپنے فیصلوں میں اٹل اور انصاف پسند اس قدر تھے کہ اپنے خاندان کا بھی کوئی ہوتا تو اسے سزا دینے میں تاخیر نہیں کرتے تھے۔ انصاف تو ان کی رگوں میں لہو بن کر دوڑتا تھا اور یہی ان کی خصوصیت تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

بڑی حویلی باہو بالا کے نواحی قصبے کے وسط میں رحمان سردار سائیں نے تعمیر کرائی تھی۔ لال اینٹوں سے بنی ایک وسیع و عریض رقبے پہ پھیلی، بڑے بڑے ستونوں پہ مبنی یہ حویلی دیکھنے والے کی آنکھ کو مبہوت کر دیتی تھی۔ لال اینٹوں کے ساتھ موجود روش میں ہی مختلف طرز کے قد آور درخت جن میں کھجور اور نیم کے زیادہ پھیلے ہوئے تھے۔ درختوں کی قطار کے اختتام کے ساتھ ہی حویلی کا بڑا سا دروازہ جہاں ہمہ وقت دو آدمی اس کی رکھوالی کیلیے کھڑے ہوتے تھے۔ حویلی کے اندر قدم رکھتے ہی دو چھوٹی نہریں دونوں اطراف میں بہہ رہی تھی۔ ساتھ ہی ہر لین میں مختلف کیاریاں بنی ہوئی تھی جس میں ہر طرح کی سبزی اگائی جاتی تھی۔ بڑا سا صحن جس کے عین وسط میں چارپائیاں رکھی ہوئی تھی ساتھ ہی پانچ چھ موڑے جس پہ پوری حویلی کے مکین شام کے وقت مل کر چائے کا دور چلاتے تھے جس سے ان میں موجود محبت مزید بڑھتی چلی جاتی تھی۔ وہاں سے دکھائی دینے والا اطراف میں دراز قامت پہاڑوں کا حسین منظر کسی کی بھی آنکھوں کو خیراں کر دینے کیلیے کافی تھا۔ کوئی بھی قدرت کے اس حسین شاہکار سے نگاہیں نہیں پھیر سکتا تھا۔ بائیں جانب ایک ہینڈ پمپ لگا ہوا تھا جہاں سے حویلی کی خواتین پانی نکالنے کا فریضہ سرانجام دیتی تھی۔ صبح کے سات بج رہے تھے۔ تمام مرد حضرات ناشتے کی میز پہ موجود تھے اور خواتین ڈھنگ سے ڈوپٹہ اوڑھے میز پہ ناشتے کے طرح طرح کے لوازمات رکھنے میں مصروف تھی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ہی بنائے تھے۔ حویلی میں نوکر چاکر ہونے کے

www.zubiinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

باوجود باورچی خانہ مکمل طور پہ عورتوں کی سپرد تھا۔وہ صبح کے وقت پہ ہی میز سجادیتی اور پھر وہ سب ایک ساتھ کھانا شروع کیا کرتے تھے۔اب بس سربراہی کرسی پہ رحمان سردار سائیں کا انتظار تھا کہ کب وہ تشریف لائیں اور کھانا شروع کیا جائے۔

"رضوانہ بیگم باباسائیں نہیں آئے ابھی تک۔"

ندیم سائیں نے میز پہ برتن رکھتی اپنی زوجہ کو نرمی سے مخاطب کیا۔

"جی بس نورے کو بلانے بھیجا ہے آتے ہی ہونگے۔آپ پریشان مت ہو سائیں۔"

وہ مؤدب لہجے میں بولتی دوبارہ کچن کی جانب مڑ گئی۔حورے اور نورے ان کی اٹھارہ سالہ جڑواں بیٹیاں تھی جو ابھی انٹر کے امتحانات سے فراغت حاصل کر کے بیٹھی تھی۔گاؤں میں سکول کا انتظام بھی سردار سائیں کی مرہونِ منت تھا۔ہاں بس کسی لڑکی کو باہر شہر جا کر پڑھنے کی اجازت انہوں نے سختی سے رد کی تھی کیونکہ ان کا یوں لڑکیوں کا لڑکوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا قطعاً پسند نہیں تھا۔

کچھ ہی دیر میں سردار سائیں اپنی زوجہ کے سنگ مخصوص پروقار چال چلتے ڈائننگ ٹیبل کی جانب چلے آئے۔تمام ملازمین نے ان کے آمد پہ سر جھکاتے سلام پیش کیا تو وہ مسکرا کر سلام کا جواب دیتے سربراہی کرسی کھینچ کر اپنی جگہ پہ براجمان ہوگئے۔ان کے ساتھ ہی رقیہ بیگم نے بھی جگہ سنبھالی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کھانا شروع کرنے کا حکم صادر کرتے ان کی نگاہ دائیں جانب رکھی خالی کرسی کی

WhatsApp ; 0344-4499420

جانب اٹھی انہوں نے تند نگاہوں سے اپنے درمیانے بیٹے خرم کی جانب دیکھا تو ان کی نگاہوں کا مفہوم سمجھتے انہوں نے سرعت سے اپنی زوجہ کی جانب رخ کیا۔

"فرزام نہیں پہنچا اب تک ناشتے کی میز پہ۔"

ان کی سخت آواز سردار سائیں کی سماعتوں سے مخفی نہیں رہ سکی۔

"کیا یہ صرف بہو پہ واجب ہے کہ وہ فرزام کو نیند سے جگائے۔ آپ پہ بھی کچھ ذمہداریاں عائد ہوتی ہیں شاید۔ اولاد صرف ان کی نہیں آپ کی بھی ہے۔"

وہ ان کے تیور دیکھ ناپسندیدگی سے گویا ہوئے تو ان کی اچانک آواز پہ وہ دونوں ہی ہڑبڑا گئے۔ سعدیہ نے مسکینیت سے ان کی جانب دیکھا۔

"وہ بابا سائیں۔"

اس سے پہلے وہ اپنے حق میں کچھ بولتے حورے کی آواز نے بروقت ان سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"دادا سائیں فرزام لالہ آ گئے۔"

حورے کی آواز پہ سب نے بیک وقت اس جانب دیکھا جہاں وہ مسکراتا ہوا اپنے بالوں کو سنوارتا انہی کی جانب آ رہا تھا۔ آنکھوں کے سرخ ڈورے اس کے رت جگے کی عکاسی کر رہے تھے۔ سیاہ رنگ کی پینٹ شرٹ زیب تن کیے جس کے سامنے کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے وہ سب کو با آواز سلام کرتے

WhatsApp : 0344-4499420

کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ سب نے ہولے سے سلام کا جواب دیا تھا۔ سردار سائیں ایک گہری نگاہ اس پہ ڈال کر رہ گئے وہ بلکل لاپرواہ سا تھا۔

"ناشتہ شروع کریں۔"

ان کی سنجیدہ آواز پہ سب خاموشی سے اپنے آگے رکھی پلیٹس پہ جھک گئے جہاں گرما گرم لزیز دیسی گھی سے بنے پراٹھے جو ان سب کا پسندیدہ ناشتہ تھا۔۔ اب اس پورے وقفے کے دوران کسی کی ہمت نہیں تھی کہ چوں کی بھی آواز نکالتا۔ اس کے برعکس سردار سائیں کے ذہن میں انتشار پھیلا ہوا تھا۔ تقریباً اگلے پندرہ منٹ میں وہ کھانے سے ہاتھ کھینچ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ مزید کھانا ان کی صحت کیلیے درست نہیں تھا۔ سب نے بیک وقت ان کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے کھڑے تھے۔ ان کے اٹھتے ہی ان کا خاص آدمی کو ہمہ وقت ان کے ساتھ ہوتا تھا ان کی ڈائری اور عینک تھام کر ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔

"ندیم سائیں خرم سائیں آپ دونوں مجھے اگلے دس منٹ میں ڈیرے پہ ملیے۔ زمینوں کا پھیرا لگاتے مجھے آپ دونوں سے کچھ اہم بات کرنی ہے۔ فصلوں کی کاشت کاری کا بھی وقت ہوتا جا رہا ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتے اپنے ایک خاص آدمی کے سنگ حویلی کے خارجی دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ سب کے لبوں سے دبی دبی سانس خارج ہوئی۔ سعدیہ بھی اپنی جگہ سے اٹھتے اب محبت سے فرزام کے بال سنوار رہی تھی۔

"فرزام لالہ آپ شہر کب جائیں گے۔"

حورے نے ناشتے میں مصروف فرزام کو مخاطب کیا جو رشتے میں اس کا چچازاد تھا مگر عمر میں اس سے سات سال بڑا۔

"کیوں تمہیں کچھ چاہیے تھا۔"

اس نے رومال سے چہرہ صاف کرتے چونک کر حورے کی جانب دیکھتے سنجیدگی سے سوال کیا۔ اس نے بھی شہر جا کر یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی جس کی بدولت اس کا شہر آنا جانا لگا ہوتا تھا اور اس پہ کوئی پابندی بھی عائد نہیں تھی تبھی حورے کے پوچھنے پہ اس نے الٹا سوال کیا۔

"نہیں فرزام چھوڑو اسے تو ہر بار ہی کسی نا کسی شے کی طلب محسوس ہوتی رہتی ہے۔ اس کا بس چلے کسی دن بول دے کہ مجھے بھی اپنے ساتھ شہر لے چلو۔"

رضوانہ سائیں نے اپنی بیٹی کو سخت نگاہوں سے گھورتے فرزام کو ٹالنا ضروری سمجھا تو اس کی بات پہ حورے منہ بسور کر رہ گئی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"نہیں تائی سائیں ایسے مت کہیں یہ میری چھوٹی بہن ہے۔ تم بولوں حورے۔"

وہ سہولت سے رضوانہ بیگم کی بات کو رد کرتے متانت سے حورے سے مخاطب ہوا۔اس کی بات پہ فرزام کی ماں سعدیہ بیگم نے بھی زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا تھا ورنہ دل ہی دل میں وہ اپنے بیٹے کی فراخ دلی پہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

"نورے تمہیں کچھ چاہیے تو بتادو۔"

وہ رومال کی مدد سے اپنا چہرہ تھپتھپاتے نورے سے مخاطب ہوا جس نے سہولت سے پلیٹ میں چمچ گھماتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں فرزام لالہ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔"

اس کی بات پہ رضوانہ نے تشکر بھرا سانس خارج کیا کہ ان کی ایک بیٹی میں ابھی شرم ولحاظ موجود تھا ورنہ دوسری تو نا جانے کس کھیت کی مولی تھی۔

انہی باتوں کے دوران وہ دونوں سردار سائیں کی تقلید میں ڈیرے کی جانب بڑھ گئے۔

"آیئے اماں سائیں آپ کو صحن میں لے چلوں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

ناشتے سے فراغت حاصل کرتے ہی ملازم برتن سمیٹنے میں مصروف تھے جب رضوانہ بیگم نے رقیہ بیگم کو مخاطب کیا۔ یہ ان کا معمول تھا کچھ دیر صحن میں دھوپ سینکنا اور گھر کی سب عورتیں مل کر سنگترے کھاتی تھی۔

"بھابھی سائیں آپ رہنے دیں میں لے چلتی ہوں نا۔"

سعدیہ نے ہمیشہ کی طرح اس کے ہاتھ کو جھٹکتے خوشامدی لہجے میں بولتے رقیہ بیگم کا بازو تھاما۔

"چھڈو تسی مینوں میں آپے چلی جانی آ۔"

(چھوڑوں تم لوگ مجھے میں خود ہی چلی جاؤں گی)

رقیہ بیگم ان کے روز کے معمول سے اکتا کر اپنی خالص پنجابی زبان میں بولی۔ سردار سائیں کی شادی خالص پنجابی لوگوں میں طے پائی تھی کیونکہ سردار سائیں کا پورا ننکا پنجابی تھا۔ ان کے یوں بولنے پہ رضوانہ نے پریشانی سے ان کی جانب دیکھا مگر سعدیہ نے ہنوز ان کا بازو تھاما ہوا تھا۔ رقیہ بیگم نے ایک نگاہ رضوانہ کے اترے ہوئے چہرے پہ ڈالی اور ایک سعدیہ پہ جو دانت نکوس رہی تھی۔

وہ انہیں لیتے صحن کی جانب بڑھ گئی۔ رضوانہ بیگم نے اس کی عجلت پہ تاسف سے سر ہلایا تھا۔

"یہ چاچی سائیں بھی آپ سے عجیب ہی قسم کی کھار کھائے رہتی ہیں اماں سائیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

حورے کو ان کی یہ حرکت بلکل نا بھائی تبھی سر جھٹکتے ہوئے منہ بناتے ہوئے بولی جواباً انہوں نے سرزنشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بڑوں کی باتوں میں ٹانگ اڑانے کی ضرورت نہیں ہے حورے۔ چلو نورے تم بھی۔"

وہ تنبیہی لہجے میں بولتے نورے کو بھی اندر جانے کا اشارہ کرنے لگی۔

"چدفلیں ہم تو بشام لالہ کو فون ملانے چلے۔"

وہ رضوانہ بیگم کا گال چومتی نورے کو لیتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تاکہ بشام کو ویڈیو کال ملا سکے۔ رضوانہ تشکرانہ انداز میں آسمان کی جانب دیکھتے ہولے سے ہنس دی تھی جنہوں نے یہ دو مہکتے پھول ان کی جھولی میں ڈالے تھے۔

رحمان سردار سائیں بڑی حویلی میں اپنی زوجہ کے ساتھ مقیم تھے۔ ان کی چار اولادیں تھی۔ تین بیٹے اور اس سب سے چھوٹی بیٹی جنہیں انہوں نے بہت نازو سے پالا تھا۔ سب سے بڑے بیٹے ندیم بلوچ زوجہ رضوانہ بیگم جس کی دو اولادیں تھی سب سے بڑا بیٹا بشام بلوچ صدا کا نرم مزاج اور کم گو مگر جب غصہ آتا تو اپنے آپے میں بلکل نہیں رہتا تھا۔ جو کسی کام کے سلسلے میں مسقط میں مقیم تھا اس سے چھوٹی جڑواں بیٹیاں نورے اور حورے جو ابھی انٹر کے امتحانات سے فارغ ہوئی تھی۔ اس سے چھوٹے بیٹے خرم بلوچ زوجہ سعدیہ بیگم جن کی ایک ہی اولاد تھی فرزام بلوچ اکھڑ مزاج طبیعت کا مالک بس اپنی فیملی

WhatsApp ; 0344-4499420

کیلیے نرم دل تھا۔ اس سے چھوٹا بیٹا فیصل جن کو اپنی مرضی سے شہر میں شادی کرنے کی بدولت جائیداد سے عاق کر دیا گیا تھا کیونکہ ان کے خاندان میں خاندان سے باہر شادی کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا وہ بھی شہری لڑکی سے اسی ناراضگی میں بیٹے سالوں میں وہ ایک بار بھی ایک دوسرے کی صورت نا دیکھ پائے تھے۔ کیونکہ سردار سائیں کے اصول سب کیلیے ایک سے تھے پھر چاہے وہ ان کی اپنی سگی اولاد ہی کیوں نا ہو۔ وہ دن گیا اور آج کا دن انہوں نے ایک بار بھی فیصل کا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا حالانکہ دل ہمک ہمک کر اس کی فرمائش کرتا تھا۔ سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی مریم جس کی شادی انہوں نے اپنے کسی خاص دوست کے توسط کروائی تھی جو خود بھی قبیلے کے چھوٹے موٹے سردار تھے اور اس کے بھی دو چھوٹے بچے تھے وہ اپنے گھر میں بے حد خوشحال زندگی گزار رہی تھی۔ سردار سائیں نے شروع سے ہی اپنے خاندان کو ایک لڑی میں سینچ سینچ کر رکھا تھا مگر ان کی بدولت گزرے اٹھارہ سالوں سے اس لڑی کا ایک موتی شاید بکھر کر کہی کھو گیا تھا۔

تیز چلچلاتی دھوپ ذور و شور سے زمین پہ بسنے والے لوگوں پہ آگ برسا رہی تھی مگر اس موسم میں بھی مزدور کھیتوں میں کام کرنے میں مصروف تھے محنت تو گویا ان کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ کھیتوں کے ایک جانب چھوٹا سا ڈیرہ بنایا گیا تھا جہاں ایک چارپائی اور دو تین کرسیاں رکھی ہوئی تھی۔ جس نے

WhatsApp ; 0344-4499420

بھی سردار سائیں سے کوئی بات کرنی ہوتی وہ یہی حاضر ہوتا تھا۔ چھوٹے سے ڈیرے کے اوپر ایک اچھی خاصی تپائی بناتے اس سے ڈھانپا گیا تھا۔ ساتھ ہی لکڑی کی سیڑھی رکھی ہوئی تھی کیونکہ بچے شام کے وقت ڈیرے کے اوپر بنی جگہ پہ چڑھ کر موسم سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ ندیم سائیں اور خرم سائیں دونوں سنجیدگی سے چلتے اندر داخل ہوئے تو سردار سائیں سامنے چارپائی پہ ہی براجمان تھے۔

"جی بابا سائیں آپ نے عرض کیا ہمیں۔"

ندیم ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے نرمی سے مخاطب ہوئے۔ سردار سائیں نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا گیا۔

"میں صبح سویرے زمینوں کا چکر لگا آیا ہوں اب آپ خرم سائیں شام کے وقت زمین کا چکر لازمی لگالیجیے گا تاکہ مزدوروں کے کام کے بابت ہمیں علم ہوسکے"۔ ابھی وہ سب سنجیدگی سے انہی باتوں میں مصروف تھے معاً دور سے دکھائی دیتے وجود کو اپنی جانب آتا دیکھ سردار سائیں نے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا۔ وہ شخص روتے ہوئے ان کے قدموں میں دوزانوں بیٹھا تو خرم سائیں نے اکڑ کر مونچھوں کو تاؤ دیا تھا۔ وہ نا جانے کیوں اتنے ظالم ثابت ہو رہے تھے گاؤں کے لوگوں کے معاملے میں۔

"ندیم سائیں میں آپ کی خدمت میں ایک درخواست لیے حاضر ہوا ہوں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ایک نظر سردار سائیں کو دیکھتے ہاتھ جوڑ کر ان کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔ خرم کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"جب ایک بار بابا سائیں فیصلہ سنا چکے ہیں تو میرا نہیں خیال اس فیصلے سے انکار کا کوئی جواز ہے۔ تم اپنے بیٹے کو جانے کا بول دو یہاں سے ورنہ ہمیں دھکے دے کر بھی نکالنا آتا ہے۔"

وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے کرخت لہجے میں بولتے وہاں موجود سب نفوس کو ٹھٹھکا گئے۔ اس شخص نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا۔

"خرم سائیں آپ جگہ سنبھالیں وہ ہم سے مخاطب ہیں۔"

ندیم نے اس شخص کی حالت دیکھ جتانا ضروری سمجھا۔ وہ سر جھٹک کر بیٹھ گئے۔

"ایک بار صرف سردار سائیں سے کہیں ہماری بات سن لیں۔ ایک غریب باپ کی سسکیاں سن لیں۔ فریاد سن لیں۔"

وہ اس سے پہلے کہ روتا ہوا ان کے قدموں کو چھوتا وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ انہیں بلکل بھی پسند نہیں تھا کہ کوئی ان کے پیروں کو چھوتا۔ ان کے دل پہ گہری ٹیس پہنچی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"سردار سائیں مہربانی کر کے مجھ غریب پہ رحم کیجیے۔ میں جانتا ہوں میرے بیٹے سے بہت بڑی کوتاہی ہوگئی ہے۔ وہ آپ کے حکم کے مطابق باہر تعلیم حاصل کرنے گیا تھا مگر نا جانے کیسے باہر دل لگا آیا کمبخت اور شادی بھی رچالی۔ ایک بار معافی دے دیجیے وہ ہماری اکلوتی اولاد ہے جان سے بھی عزیز۔ ہم بوڑھے ماں باپ کا سہارہ ہم اس کے بغیر مر جائیں گے۔ میں اسے یہی رہ کر سزا دوں گا سردار سائیں۔ آپ ایسا کریں مجھے جان سے مار ڈالیں مگر اسے جانے کا مت کہیں میرا کلیجہ پھٹتا ہے۔"

وہ التجائیہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ ندیم کے چہرے پہ تکلیف بھرے تاثرات ابھرے تھے۔ اس نے ترچھی نگاہوں سے سردار سائیں کی جانب دیکھا جو پر سوچ گہری نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔ آنکھوں میں جلتی جوت نا جانے کیوں بجھی ہوئی تھی۔

"بابا سائیں نے کبھی بھی اپنے فیصلے کے خلاف جاتے کسی کو بھی معافی نہیں بخشی یہاں تک کہ اپنی سگی اولاد کو بھی نہیں تو پھر تم۔"

اس سے پہلے کہ خرم ناگواری سے بولتے اپنی بات مکمل کرتا اس آدمی کے سر پہ بابا سائیں کا کپکپاتا ہاتھ اس کے سر پہ دیکھ اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹنے والی ہوگئی۔ اس نے جھٹکے سے سردار سائیں کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ ازلی سنجیدگی رقم تھی۔ اس کے برعکس ندیم نے نرم مسکراہٹ سمیت ان کی جانب دیکھا جن کے دل میں پڑی میل آہستہ آہستہ ہٹنے لگی تھی اور وہ دل سے یہی چاہتے تھے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"بابا سائیں آپ اپنے ہی فیصلوں سے انحراف کیسے برت سکتے ہیں۔ کیا آپ بھول رہے ہیں کہ آپ نے اپنی سگی اولاد کو بھی صرف اسی وجہ سے۔"

اس سے پہلے کہ خرم بے یقینی کی کیفیت میں مزید کچھ بولتا بابا سائیں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید کچھ بولنے سے ٹوکا۔

"اور آپ کس دم پہ ہمارے فیصلوں سے انحراف کرنے چلے خرم سائیں۔ یہ ہمارا گاؤں ہیں ہماری حکومت ہے ہمارے فیصلے ہیں آپ اس معاملے میں خاموشی اختیار رکھیں۔ ہم نے آپ کو یہ حق نہیں دیا کہ آپ اپنے باپ کے سامنے زبان درازی کریں ورنہ ہم کوئی انتہائی قدم اٹھانے پہ مجبور ہو جائیں گے۔"

وہ سرد مہری سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس آدمی نے تشکرانہ انداز میں ان کی جانب دیکھتے ہاتھ جوڑے۔

"جاؤ تم تمہارا بیٹا کہی نہیں جارہا مگر ہمارے گاؤں میں سب دین کے بے حد قریب ہیں۔ خیال رہیں کہ وہ نئ آنے والی لڑکی ہمارے گاؤں کے اصولوں سے کھیل مت جائے کیونکہ اب کی بار میں نے دل بڑا کر لیا اگلی بار میں کسی کو معاف نہیں کروں گا۔"

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے غیر مرئی نقطے پہ نگاہیں جمائے تنبیہی لہجے میں بولے۔ان کا لہجہ سراسر باور کرواتا ہوا تھا۔

وہ شخص سرعت سے اثبات میں سر ہلاتے مرے مرے قدموں سے وہاں سے کھیتوں کی جانب بڑھ گیا۔ندیم نے چمکتی نگاہوں سے بابا سائیں کی جانب دیکھا۔دماغ میں اگلے ہی لمحے جھماکہ سا ہوا۔اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ان کے منہ سے اگلوا کر رہے گا۔

"بابا سائیں کیا کوئی بات چل رہی ہے آپ کے ذہن میں۔"

ندیم نے جانچتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ناجانے کیا اگلوانا چاہا مگر وہ سرد مہری سے نفی میں سر ہلا گئے۔ندیم وہی دل مسوم کر رہ گیا۔

"بابا سائیں آپ کے اصولوں کو کون توڑے گا آپ اپنے اصولوں سے خود ہی دستبردار ہو رہے ہیں۔جب آپ فیصل کو اتنی بڑی سزا دے سکتے ہیں تو پھر اس کے بیٹے کو کیوں نہیں وہ تو پھر ایک معمولی سا شخص۔"

اس سے پہلے کہ وہ غصے میں اپنی تمام حدیں پھلانگتا سردار سائیں نے شر ربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"معمولی نہیں ہے اس گاؤں کا کوئی بھی شخص سب قیمتی ہیں کیونکہ وہ سب میری سرپرستی میں جی رہے ہیں اور میں نے آج تک کسی کو بھی خود سے کمتر نہیں سمجھا۔ آئندہ ایسے لہجے میں مخاطب ہوتے ہوئے فیصل کا انجام یاد کر لینا۔"

وہ پتھریلے لہجے میں بولتے اس کے چہرے پہ بارہ بجا گئے۔ خرم کی گھگھی ان کی باتوں پہ ہی بندھ چکی تھی۔ اس نے خاموشی سے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی۔

وہ خرم کو زمینوں پہ جانے کی تاکید کرتے خود ندیم کو لیے واپس حویلی کی راہ لی تھی کیونکہ دوپہر کا وقت تھا اور کھانے کے انتظامات تمام عورتوں نے گھر میں کر لیے ہونگے اسی بدولت وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی وجہ سے کوئی بھی کھانے کو انتظار کروائے۔ وہ سب ڈیرے کی ہی باتوں میں مشغول چہل قدمی کرتے حویلی کی جانب بڑھ رہے تھے۔ یہ چہل قدمی کرنا کہی نا کہی ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

"آپ کو تو میرے فیصلے سے کوئی اختلافات نہیں ندیم سائیں۔"

وہ بغور ان کی جانب دیکھتے آنکھوں میں عجیب سی چمک لیے بولے۔ انہوں نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بابا سائیں میری اتنی حیثیت نہیں کہ میں آپ کے سامنے زبان درازی کر سکوں۔ آپ جانتے ہیں یہ حوصلہ ہمارے گھر کی جوان نسلوں میں ہی ہے بس۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ مبہم سا مسکراتے ہوئے بولے۔ سردار سائیں اس کی باتوں کا مفہوم بخوبی سمجھ گئے تھے۔

" آپ ہمارے شیر کی بابت بات کر رہے ہیں ندیم سائیں۔ وہ تو پھر اس لائق ہے نا کہ اس کی ہر بات مانی جائے اور کسی بھی بات کو ٹال کر انہیں ناراض نا کیا جائے۔"

وہ اپنی آنکھوں میں اس کا چہرہ بھرتے متبسم لہجے میں گویا ہوئے ویسے بھی یہ ناممکن سی بات تھی کہ کبھی ان کے شیر کا ذکر ہو اور وہ مسکرائے نا۔ ندیم نے ان کی بات پہ مسکاتے اثبات میں سر ہلایا جن کے چہرے پہ الوہی سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

شام کے سائے آسمان پہ اپنی چھاپ چھوڑ چکے تھے۔ پورے آب و تاب سے چمکتے سورج کو نیلے بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لیتے چاند کو اپنی چمکتی روشنی پھیلانے کا حسین موقع فراہم کیا تھا۔ گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز اوپن کچن میں گونج رہی تھی۔ رنم آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس ڈائننگ ٹیبل کی کرسی گھسیٹ کر بیٹھی بریانی کی پلیٹ میں چمچ ہلانے میں مصروف تھی۔ اس کی تیزی پہ ارم نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔ انہوں نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا کو شام کے چھ بجا رہی تھی۔

" آج یونی سے آنے میں اتنی دیری کیوں ہو گئی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کیلیے ملک شیک بناتے ہوئے مصروف سے انداز میں گویا ہوئی۔ رنم نے چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں ڈالتے ان کی جانب دیکھا۔

مما آپ جانتی ہیں آپ تھیسز ورک جمع کروانا تھا اور پھر ٹرپ بھی تو جا رہی ہے ہماری بس اسی کے بارے میں کچھ معلومات لینی تھی۔"

وہ چاولوں سے بھرے منہ کے ساتھ بولی۔ ارم نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا کون کہ سکتا تھا کہ وہ یونیورسٹی کی طلبہ ہے

"کتنی بار سمجھایا ہے رنم کہ پہلے کھانا ختم کرلو پھر کسی کو مخاطب کیا کرو۔ اور اس قدر جلد بازی میں کھانا کھانا بلکل بھی اچھی بات نہیں ہے۔"

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں بولتے گلاس میں ملک شیک انڈیلنے لگی۔

"مما آپ جانتی ہیں کہ میں بھوک کے معاملے میں کس قدر کچی ہوں۔ یا وحشت صبح کا کچھ بھی نہیں کھایا تھا سوائے ناشتے کے۔ پیٹ میں چوہے اچھل کود کر رہے تھے اتنی شدت سے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی سب کچھ پھاڑ کر باہر آجائیں گے۔ جلدی سے ملک شیک بھی دیں نا۔"

وہ اپنے پیٹ میں ہاتھ رکھتے تھکے ہارے لہجے میں بولی اور دوبارہ اپنے پسندیدہ مشغلے کھانے میں مصروف ہو چکی تھی۔ ارم نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ملک شیک کا گلاس اس کے آگے رکھا

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

جسے اس نے سرعت سے منہ سے لگا لیا تھا۔ وہ اس کے سر پہ چپت لگاتی سنک کی جانب بڑھ گئی تاکہ فیصل کے آنے سے قبل ہر کام سے فراغت حاصل کر لیں۔

"ڈیڈ آج کل اتنا لیٹ کیوں ہو جاتے ہیں مما۔"

اس وقت وہ دونوں ٹی وی لاؤنج میں موجود تھی۔ رنم نے ارم کی گود میں سر دھرا ہوا تھا جس میں وہ وقتاً فوقتاً انگلیاں پھیرتی تو وہ آسودگی سے آنکھیں موند جاتی۔

"پتہ نہیں شاید کسی کیس میں الجھے ہوئے ہیں۔ بول رہے تھے ان کی تاریخ میں آج تک اس قدر مشکل کیس انہیں نہیں ملا مگر یہ کیس انہیں اپنے ساتھ خود میں الجھا رہا ہے۔"

وہ ٹی وی کا والیوم ہلکا کرتے ہوئے بولی جہاں رنم نے اپنے پسندیدہ کارٹون ڈورے مون لگائے ہوئے تھے۔ اتنی بڑی ہو جانے کے باوجود اس کی عادتیں بلکل بچوں جیسی تھی۔ اس کا پورا دھیان ٹی وی کی جانب تھا معاً ڈور بیل کی آواز کے ساتھ اگلے ہی لمحے چابی کی مدد سے گھر کا دروازہ کھولتے فیصل چپکے سے اندر داخل ہوئے تو ان کے ہاتھ میں ڈھیر ساری چاکلیٹس اور چپس کے پیک دیکھ وہ اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھتے ان کی جانب بڑھی اور جھپٹنے والے انداز میں ان کے ہاتھ سے وہ سب لیا تھا جو ابا پولیس وردی میں ملبوس تھکے ہارے سے فیصل نے اس کی مسکراہٹ کو اپنے دل میں اترتا محسوس کیا تھا اور یہی ان کی تمام تر تھکان ایک لمحے میں اڑنچھو ہوئی تھی۔ وہ اب صوفے پہ ان کے ساتھ ہی بیٹھی چاکلیٹ سے

www.zubiyazone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

بھرپور انصاف کرنے میں مصروف تھی۔ ایک ختم کرتے ہی اس نے جوں ہی دوسری کھولی ارم نے بروقت اس کے آگے سے شاپنگ بیگ اٹھایا تھا۔

"کیا کرتے ہیں آپ فیصل۔ سیدھا گھر نہیں آیا جاتا بس آپ سے۔ تھکن سے چہرہ ستایا ہوا ہے مگر یہ سب چیزیں ضروری ہے آپ کیلیے۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو وہ رنم کی جانب دیکھتے ہولے سے مسکرائے تھے۔ اس ایک مسکراہٹ میں کیا کچھ نا تھا وہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"مما بابا کی تمام تھکاوٹ مجھے دیکھ کر غائب ہو جاتی ہے رہی بات ان چاکلیٹس کی تو آپ بھی کھالیں مگر فلحال جیلس مت ہو۔"

اس کی بات پہ ارم نے دانت کچکچائے جو بولنے سے قبل ایک بار بھی نہیں سوچتی تھی۔ ان کی گھوریوں پہ وہ دونوں زیرِلب مسکرائے تھے۔

"چلیں رنم جلدی سے بابا کا سر دباؤ۔"

وہ اس کے ہاتھ اپنی پیشانی پہ رکھتے ہوئے بولے جوابًا رنم نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"اوکے مائی لارڈ۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ ان کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ان کا سر دبانے لگی۔ کون کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی ہٹ دھرم لڑکی ہے جو اپنی بات کے آگے کسی کی نہیں سنتی اور فیصل کے سامنے تو وہ بلکل بچی ہی تھی۔

"ارے ہاں بابا مجھے دراصل آپ سے ایک بات کرنی تھی۔ یہ آپ نے کس طرح کا ڈرائیور رکھا ہے اب کس قدر عجیب سا ہے ہر وقت سڑا ہوا رہتا ہے میں نے آج نام پوچھا تو نہیں بتایا اس نے۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ منہ توڑ دوں کمینے انسان کا۔"

وہ صوفے پہ چڑھ کر بیٹھی اور فیصل کی پیشانی پہ دباؤ دیتی سر دباتے ہوئے پر سوچ لہجے میں بولی۔ اس کے بات کرنے کے انداز پہ فیصل نے سرزنشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ خجل سی ہو گئی۔

"رزم نام ہے اس کا۔"

انہوں نے مختصر جواب دیا تو وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی۔ اس دوران ارم اپنی جگہ سے اٹھتے فیصل کو فریش ہونے کا کہتے خود کچن کی جانب بڑھ گئی تا کہ کھانے کے انتظامات دیکھ سکیں۔

"رزم وزن جو بھی ہے نن آف مائی بزنس بابا مگر آپ جانتے ہیں اس نے آج کیا کیا اس نے آج وہ کام سر انجام دیا کہ جو کوئی عام شہری کرے نا تو آپ اسے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیں۔"

وہ نمک مرچ لگاتے مزے سے تمام باتیں ان کی سماعتوں میں اتار رہی تھی۔ ساتھ ساتھ سر دبانے کا شغل بھی جاری تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"اس نے آج ایک آدمی کے بازو پہ فائر کیا بابا۔ وہ شخص ہاں گندا سا تو تھا مگر فائر کرنے کا کیا تک تھا۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی جواباً فیصل ہنستے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے۔

"اس نے جو بھی کیا فقط میرے کہنے پہ کیا آپ اپنے ذہن میں اس قدر زور مت ڈالیں وہ اچھے سے جانتا ہے کہ اسے اپنی ڈیوٹی کیسے نبھانی ہے۔"

وہ اس کا گال تھپکتے فریش ہونے کا سوچتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ رنم نے پر سوچ نگاہوں سے ان کی پشت کو تکا مگر پھر سر جھٹکتے چپل پیروں میں اڑستے ارم کو دیکھنے کی خاطر کچن کی جانب بڑھ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر فیصل نے ارم کو تنہا کام کرتے دیکھ لیا اس کی موجودگی میں تو اس کی شامت پکی تھی تبھی کچن کا راستہ ناپا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھی فریش ہوتے ڈائننگ ٹیبل پہ آ گئے۔ ارم نے کھانا لگاتے اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"بابا ہمارا ٹرپ جا رہا ہے ناردن ایریاز تو میں سوچ رہی تھی کہ میں بھی چلی جاؤں۔"

وہ انہیں کھانے میں مصروف دیکھ کچھ سوچتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔ فیصل نے جھٹکے سے کھانے کی پلیٹ سے سر اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔ چہرے کا رنگ اگلے ہی لمحے اڑا۔

"نہیں قطعی نہیں۔ فلحال آپ بلکل نہیں جا سکتی رنم۔ ایم سوری میرا بچہ۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ نہایت سنجیدگی سے اس کی درخواست رد کرتے ہوئے محبت سے بولے۔ ارم کو یک گونہ سکون سا محسوس ہوا کہ انہوں نے خود ہی انکار کر دیا کیونکہ اگر ابھی ہمیشہ کی طرح وہ انکار کرتی تو رنم نے دو دن ڈھنگ سے کسی سے بات ہی نہیں کرنی تھی۔

"مگر بابا یہ کیا بات ہوئی آخر۔ ہمارا آخری سمیسٹر ہے اور اب تو ختم ہونے والا لاسٹ ٹائم ٹرپ جا رہی اور میں ہی نا جاؤں دس از ناٹ فیئر بابا۔"

وہ ان کی بات پہ تڑخ کر بولی۔ شاید اسے فیصل سے اس قسم کی توقع قطعی نہیں تھی کہ وہ صاف انکار اس کے منہ پہ مار دیں گے۔

"میں نے بول دیا تو بول دیا اب آگے کسی بھی ضد کا جواز نہیں ہے اور اگر پھر بھی آپ جانا چاہتی ہیں تو گارڈ ہمہ وقت آپ کے ساتھ رہے گا اگر منظور ہے تو میں حامی بھر لیتا ہوں ادروائز سوری۔"

وہ نیپکن سے چہرہ تھپتھپاتے ہوئے اٹل لہجے میں بولے۔ رنم نے اس ڈرائیور کو سوچتے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔

"میں اس تھرڈ کلاس جوکر ڈرائیور کے ساتھ بلکل نہیں جاؤں گی بابا۔ اٹس فرینڈز ٹور ناٹ ڈرائیور ٹور جو میں ہر جگہ اسے اپنے پلو سے باندھ کر پھرتی رہوں۔"

وہ ضدی لب و لہجے میں بولتے انہیں اشتعال میں مبتلا کر گئی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"میں آپ کو ہر چیز کی اجازت دیتا ہوں اس کا مطلب یہ مت اخذ کریں آپ کہ ہر اچھی بری بات میں میں آپ کا ساتھ دونگا۔ ویسے بھی ہمارے خاندان میں لڑکیوں کا یوں کسی حد تک لڑکوں کے ساتھ جانا اچھا نہیں مانا جاتا۔ آپ ٹرپ کا پلین کینسل کر دیں ہم پھر کبھی چلیں گے۔"

وہ غیض کے عالم میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ارم اس گھمبیر ہوتی صورتحال پہ جہاں کی تہاں رہ گئی اتنے عرصے میں پہلی بار ان کے لبوں سے اپنے خاندان کی روایتوں کے بارے میں کچھ نکلا تھا اب جواب میں وہ کچھ بول کر اپنی شامت نہیں بلوا سکتی تھی ویسے بھی ان کی بات کسی حد تک بجا تھی۔ رنم نے سپاٹ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اور کرسی کھینچتے بھاگنے والے انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ اس کے جاتے ہی وہ بھی تھکی سی سانس خارج کرتے ارم سے نگاہیں چراتے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ ارم کو واضح حیرت ہوئی تھی کیونکہ رنم ناراض تھی اور وہ اس کے کمرے میں جانے کی بجائے اپنے کمرے میں جا رہے تھے۔ خیر وہ ان سب سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے چولہے پہ چائے کیلیے دودھ چڑھانے لگی۔ کچھ ہی دیر میں وہ دو کپوں میں چائے انڈیلتی جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی فیصل ریوالونگ چیئر پہ بیٹھے کھڑکی کے پار آسمان پہ نگاہیں جمائے گہری سوچوں کے یلغار میں بہتے چلے جا رہے تھے۔ ارم نے ان کے شانے پہ ہاتھ رکھا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹتے گہری سانس بھر گئے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔"

انہوں نے چائے کا کپ فیصل کی جانب بڑھایا۔

"ہاں بس ذہن منتشر ہے مختلف سوچوں میں تو اس کا سارا غبار میں نے رنم پہ نکال دیا مگر یہ ضروری بھی تھا کیونکہ اگر ابھی میں اسکی ضد مانتے اسے جانے کی اجازت دے دیتا تو کچھ بھی ہونے کا خدشہ تھا۔ میں جس شعبے میں کام کر رہا ہوں وہاں سب سے پہلے دشمن آپ کی کمزوری پہ وار کرتے ہیں ارم اور میری کمزوری فیملی ہے جو کہ تم اور وہ۔ میں چاہ کر بھی فلحال تم دونوں کے معاملے میں لاپرواہی برتنے کی کوتاہی نہیں کر سکتا۔"

وہ چائے کا کپ لبوں سے لگاتے چسکی بھرتے ویران لہجے میں بولے۔ ارم نے ان کی بات کو مزید کریدنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ ویسے بھی انہوں نے کبھی بھی کوئی کیس ان سے ذکر نہیں کیا تھا۔

"اللہ پاک آپ کیلیے آسانیاں کریں فیصل۔ بہت جلد آپ اس جھنجھٹ سے نکل جائیں گے انشاءاللہ۔"

وہ ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے پر امید لہجے میں بولتی انہیں بھی مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ وہ آسودگی سے گہرا سانس بھر گئے تھے۔ جس نے بھی کہا تھا بلکل بجا فرمایا تھا کہ ایک بہترین ہمسفر آپ کی آدھی پریشانیاں اپنی باتوں سے ہی ذائل کر دیتا ہے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"آپ کی لاڈلی۔"

انہوں نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی۔ فیصل نے کپ شیشے کی میز پہ رکھا۔

"صبح منالوں گا کیونکہ ابھی گیا تو اس کی بات ٹرپ سے شروع ہو کر ٹرپ پہ ہی ختم ہو گی کل نرمی سے اسے قائل کرلوں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنے بابا کو ضرور سمجھے گی۔ ابھی میرے وقتی ردِ عمل پہ وہ بجھ گئی ہے۔"

وہ متانت سے بولے تو ارم نے ان کی بات پہ تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔ ان کے چائے پیتے ہی وہ کپ ٹرے میں رکھتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اسی لمحے ان کا موبائل میں میسج کی رنگ ٹون بجی تو انہوں نے چونک کر موبائل اٹھایا مگر سامنے سکرین پہ موجود میسج کو دیکھتے ان کی پیشانی پہ بے تحاشہ شکنیں نمودار ہوئی تھی۔ کالی رات مزید گہری ہوتی جا رہی تھی مگر ان کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔

پرندوں کے زور سے چہچہانے کی آواز پہ ندیم نے اخبار طے کرتے پلنگ پہ ایک جانب رکھا تھا۔ صبح صبح روح کو معطر کر دینے والی ہوا وجود میں جلا سی بخش رہی تھی۔ وہ پرندوں کو دانہ ڈالتے کسی سوچ کے زیرِ اثر تھے کہ اسی لمحے گھر کے داخلی دروازے سے انہیں ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھامے رضوانہ بیگم آتی

www.zubiinovelszone.com
Digital BAMS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ہوئی دکھائی دی۔ وہ دانوں سے بھرا شاپر ایک جانب رکھتے ان کی جانب متوجہ ہوئے جو صبح صبح ان کے نا کہتے ہوئے بھی ان کے سارے کام خود بخود کر دیا کرتی تھی۔

"سلام سائیں۔"

انہوں نے سلام کرتے چائے کی ٹرے پلنگ پہ ہی رکھی تھی۔ جواباً انہوں نے ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے چائے کا کپ تھاما اور انہیں وہی بیٹھنے کا اشارہ کیا تاکہ کل کی ڈیرے پہ ہونے والی بات ان تک پہنچا سکے۔ نورے اور حورے دونوں ان کے بائیں جانب بنے واٹر پمپ سے پانی نکالنے میں مصروف تھی۔ ان کا دھیان مکمل طور پہ اسی جانب لگا ہوا تھا۔ ان دونوں کی شکلوں میں مکمل طور پہ مماثلت تھی بس ایک کا رنگ ذرا سا سانولا تھا بلکل رضوانہ کی طرح اور دوسری کا سرخ و سفید ندیم کی مانند مگر پھر بھی ان دونوں میں کبھی بھی اس بات پہ لڑائی یا کسی قسم کی احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہوا تھا۔ ان دونوں کی نگاہیں اپنے آنگن میں منڈلاتی تتلیوں کی جانب اٹھی تو وہ محبت سے مسکرا دیے تھے۔ فلحال یہی دونوں تو ان کا قیمتی سرمایہ تھی جنہیں دیکھ دیکھ کر وہ مسکراتے تھے اور ان کی مسکراہٹ میں کوئی کمی بھی نہیں آنے دیتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک بیٹیاں ہی گھر میں رونق کا سبب ہیں۔

"آپ کی برشام سے بات ہوئی کب لوٹ رہا ہے وہ اب تو دو سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اکلوتا بیٹا ہے ہمارا اور یوں چہرہ چھپائے بیٹھا ہے۔"

www.zubiiwezone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

انہوں نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے سنجیدگی سے استفسار کیا کیونکہ کام میں مصروفیت کی بدولت وہ ہفتہ ہفتہ اس سے بات نہیں کرپاتے تھے مگر نورے اور حورے کی بدولت رضوانہ بات کرلیا کرتی تھی۔

"سو بار پوچھا ہے سائیں مگر سیدھے منہ جواب نہیں دیتا بلکل بھی۔ کہتا ہے کہ جب بھی لوٹوں گا آپ کو معلوم ہو جائے گا اماں سائیں۔ ناجانے کیا چاہتا ہے یہ لڑکا۔ میں تو عاجز آگئی ہوں اس کی حرکتوں سے۔"

وہ ناراضگی اور اداسی کے ملے جلے عنصر سمیت بولی۔ ان کی بات کے جواب میں انہوں نے چائے کا کپ پرچ میں رکھا تھا۔ صبح کے چھ بج رہے تھے۔ وہ سب فجر کی نماز کے بعد بلکل نہیں سوئے تھے اور اب تو سردار سائیں بھی نیند سے جاگنے والے تھے جو نماز پڑھ کر دوبارہ کچھ دیر کی نیند لیتے تھے۔ سات بجے تک ناشتے کی میز ان کے اٹھنے سے قبل بلکل تیار ہونی چاہیے تھی۔

"اسے بھی دیکھے کافی عرصہ ہو گیا اور فیصل وہ تو نا جانے اب کہاں ہو گا کیسا ہو گا۔ مگر میں آپ کو کہتا ہوں نا بیگم میرا شیر بلکل اپنے چاچا سائیں کا پرتو ہے ویسے ہی نین نقش نرم مزاج بس رنگت میں کمی رہ گئی۔ اس کے علاوہ وہ دوسرا فیصل بلوچ ہے۔ میرا بس نہیں چلتا کہ کسی دن وہ دونوں میرے نزدیک ہو

WhatsApp ; 0344-4499420

اور میں انہیں سینے میں بھینچ لوں۔ اسے اپنا بھائی نہیں بیٹا مانا تھا میں نے مگر فلحال تو دونوں ہی نگاہوں سے اوجھل ہے۔"

ان کے لہجے میں محسوس نا کیے جانے والا مان در آیا اپنے بھائی اور بیٹے کیلیے۔ رضوانہ نے ہولے سے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ وہ بلکل درست کہہ رہے تھے کیونکہ جب وہ اس گھر میں شادی کر کے آئی تھی فیصل سترہ اٹھارہ سال کا تھا۔ بشام کی رنگت بھی نورے کی طرح ذرا سانولی تھی جس سے کسی کو تو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا مگر رضوانہ کا دل کبھی کبھار بوجھل ہوتا تھا کہ کاش اس کی رنگت بھی اپنے باپ پہ جاتی تو اس میں کوئی کمی باقی نا رہتی۔

"آپ بابا سائیں سے بات کرتے کیوں نہیں آخر۔ میرے خیال میں اب انہیں ناراضگی ختم کرتے خود ہی پہل کرنی چاہیے۔ ویسے بھی ماں باپ کا دل کبھی بھی اپنی اولاد کیلیے اس قدر سخت نہیں ہو سکتا۔"

وہ تفکر بھرے لہجے میں بولی۔

"جو شخص زندگی کے اٹھارہ سال اپنی اولاد سے منہ پھیرے بیٹھا رہا اس کا دل ابھی بھی کٹھور نہیں ہو سکتا کیا بیگم؟"

انہوں نے اذیت سے بولتے بھنویں اچکائی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"ویسے بھی فلحال میں خود خاموش ہوں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ بابا سائیں خود میرے سے اس بابت بات کریں۔ میں جانتا ہوں کہ ان کا دل فیصل کی جانب سے نرم ہو چکا ہے بس وہ ہچکچا رہے ہیں۔ وہ شرمندگی سے خاموش ہیں کہ نا جانے ان کے بیٹے ان کا ساتھ دیں یا نا دیں۔"

ان کی بات پہ رضوانہ نے بے یقینی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا گویا ان کی بات پہ یقین کرنا بے حد مشکل کام ہو۔ ان کی آنکھوں میں پنہاں سوال پڑھتے وہ مدھم سا مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئے۔ انہوں نے بے ساختہ آسمان کی جانب دیکھتے تشکر بھرا سانس خارج کیا کہ اتنی عرصے بعد کچھ تو مثبت ہوا جس سے ان کا یقین مزید پختہ ہو گیا تھا۔

"بس اب کی بار خرم کوئی اول فول بات ان کے دماغ میں نا ڈال دے نا جانے کیوں وہ ابھی تک فیصل سے اس قدر چڑتا ہے۔ باقی میں سنبھال لوں گا آپ پریشان مت ہو بیگم۔"

وہ تسلی بخش لہجے میں بولتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملا گئے معاً ان کی نگاہ چلاتی ہوئی حورے کی جانب اٹھی۔

"ارے فرزام لالہ یہ مٹکا پکڑیں اور اندر پہنچا دیں ہمارے ساتھ بہت بھاری ہو گیا ہے۔"

نورے نے صبح صبح چہل قدمی کر کے آتے فرزام کو دیکھتے دور سے ہی ہانک لگائی جو ابا وہ بنا کسی تاخیر کے مضبوط قدم اٹھاتا ان تک پہنچا تو نورے نے وہ پانی سے بھرا ہوا مٹکا اس کی جانب بڑھایا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"اب کیا میں عورتوں والے کام سرانجام دوں۔"

وہ کوفت سے آنکھیں گھماتا ہوا بولا۔ان دونوں نے ناسمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"فرزام لالہ عورتوں کی مدد کرنے سے آپ عورت نہیں کہلائیں گے بلکہ بہترین مرد کہلائیں گے۔"

نورے کی بات پہ اگلے ہی لمحے اس نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کرلیا اور وہ مٹکہ تھام کر سر جھٹکتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ان دونوں نے بھی کندھے اچکاتے اس کی پیروی کرتے اندر جانے میں ہی عافیت جانی تھی کیونکہ ابھی چاچی سائیں سے روٹیاں بھی تو سیکھنی تھی اور اگر وہ وقت پہ نا پہنچتی تو پھر چاچی سائیں بے تحاشہ غصہ ان پہ انڈیلتی۔ندیم اور رضوانہ نے ان سب کی پشت کو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔چند ساعتوں بعد دودھ والے کی آمد پہ رضوانہ منہ پہ نقاب کرتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔جبکہ ندیم اپنی جگہ سے اٹھتے اس کی جانب بڑھے اور اس سے مصافحہ کرتے مویشی خانے کے متعلق تمام معلومات حاصل کرنے لگے جہاں خالص گائے کا دودھ فراہم کیا جاتا تھا۔ان کا اپنا مویشی خانہ ہونے کی بدولت وہ وقتاً فوقتاً سب کچھ جانتے رہتے تھے کچھ لوگوں کو اس کی رکھوالی کیلیے رکھا ہوا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"رنم ابھی تک سو رہی ہے نا۔ چلیں واپسی پہ ملاقات ہو جائے گی۔"

وہ آئینے میں دکھائی دیتے اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"آپ آج جلدی آجایئے گا۔رنم ویسے بھی ناراض ہے آپ کے ساتھ کچھ شاپنگ وغیرہ کرے گی تو ایک پل میں خفگی مٹادے گی۔"

ان کے سر پہ کیپ پہناتے ارم نے سنجیدگی سے انہیں مخاطب کیا۔

"آج تو قطعی ممکن نہیں ہے ارم آج تو میری ایک نہایت ضروری میٹنگ ہے سر کے ساتھ۔"

وہ اپنی بھاری ہوتی آنکھوں کو دباتے متانت سے بولے۔آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔ارم نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا اور ان کا چہرہ اپنی جانب موڑا۔

"اگر آپ کو کچھ پریشانی ہے تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں فیصل۔"

انہوں نے بغور ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہموار لہجہ اپنایا تاکہ وہ اپنے دل کا غبار ان پہ انڈیل دے۔وہ کئی دنوں سے ان کی بکھری بکھری حالت محسوس کر رہی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"نہیں بس کچھ نہیں بابا سائیں کی یاد آ رہی تھی ایک عجیب سی بے چینی نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے مجھے کل پوری رات اسی بے چینی میں بیتی ہے۔"

وہ تھکے ہارے لہجے میں بولتے ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھے۔ ارم نے ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے ان کے شانے پہ ہاتھ رکھا تو وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا دکھتا ہوا سر گرا گئے۔ جبکہ ان کے کمرے کے ہینڈل پہ ہاتھ جمائے کھڑی رنم کے پاؤں بابا سائیں نامی شخص کا نام سنتے زمین میں ہی جم کر رہ گئے۔

"آج سے پہلے نا ان کا ذکر کبھی اس گھر میں ہوا تھا نا ہی بابا نے کبھی بتایا تھا تو پھر کون تھے یہ بابا سائیں۔"

وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے ذرا سا کھلے دروازے سے کان لگائے کھڑی ہو گئی۔

"آپ آخری بار کب گئے تھے ان سے ملنے کی خاطر۔"

وہ اپنے لہجے میں آزردگی سموئے بولی ساتھ اپنی جگہ سے اٹھتے سائیڈ ٹیبل پہ موجود جگ میں سے گلاس میں پانی انڈیلا۔ وہ جانتی تھی کہ ان کا بابا سائیں سے لگاؤ کس قدر تھا۔ یونی کے دنوں میں جب جب وہ اس سے ان کا ذکر کرتے تھے تو کبھی کبھی تو وہ جل جاتی تھی۔

"کافی عرصہ بیت چکا ہے مگر انہوں نے اس وقت بھی مجھ سے ملنا گوارا نہیں کیا تھا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اذیت سے بولتے پانی کا گلاس لبوں سے لگا گئے۔ دروازے کے ہینڈل پہ رنم کے ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔ آنکھوں میں لہو سا اتر آیا۔ مطلب بابا سائیں کوئی اور نہیں بلکہ ان کے بابا تھے یہی سوچ ہی اسے پاگل کرنے کے درپے تھی۔

"ایسا کیسے ممکن ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد سے اتنا وقت دوری بنائے رکھیں۔ ایک بار تو زندگی میں کبھی نا کبھی ان کی روح بھی بے چین ہوئی ہو گی۔"

ارم کو اس کی بات کسی صورت بھی ہضم نا ہوئی تبھی عجیب سے لہجے میں بولی۔

"میں اس متعلق کچھ نہیں جانتا بس یہ جانتا ہوں کہ میں جب جب ان سے ملنے کی خاطر گیا ہوں انہوں نے یوں ہی مجھ سے ملنے سے انکار کرتے دھتکار دیا ہے۔

کاش اس دن وہ نا ہوا ہوتا تو نا جانے کتنے رشتے بچ جاتے۔"

وہ بے بسی و بے کسی کی کیفیت میں گویا ہوا۔ اس سے پہلے کہ ارم مزید کچھ بول کر بات کو بڑھاوا دیتی ان کی نگاہ کمرے کے ذرا سے کھلے دروازے سے دکھائی دیتے کسی کے عکس پہ پڑی اور یہ کسی کا عکس کس کا ہو سکتا تھا یہ وہ بخوبی جانتی تھی تبھی فیصل کی توجہ بھی اسی جانب مبذول کرائی۔ ان کی نگاہوں کے تعاقب میں جوں ہی فیصل نے دروازے کی جانب دیکھا وہاں کھڑی رنم شاید چوری چھپے ان کی باتیں سننے کھڑی تھی۔ ان دونوں کو یہ حرکت شدید ناگوار گزری تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"رنم آپ جانتی ہیں کہ کسی کی باتیں سننا وہ بھی چوری چھپے کتنا بڑا گناہ ہے۔"

ان کی اچانک آواز پہ رنم جو اپنے باپ کی تکلیف کو دل پہ محسوس کر رہی تھی۔ گڑبڑاتے شرمندگی سے سرخ پڑتا چہرہ لیے اندر داخل ہوئی۔ فیصل نے آنکھوں کے اشارے سے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا تو وہ مرے مرے قدموں سے چلتی ان کے سامنے ہی دیوان پہ براجمان ہوگئی مگر ان کی جانب دیکھنا گوارا نہیں کیا۔

"کیا کر رہی تھی باہر آپ۔"

انہوں نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"کچن میں جا رہی تھی آپ کے پاس بلکل نہیں آرہی تھی وہ بس آچانک آپ کی بات سن لی تو وہی رک گئی۔"

وہ خفت سے لال ہوتے چہرے سمیت انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی تو فیصل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے بغور اس کی جانب دیکھا جس کی ناراضگی ہنوز برقرار تھی۔

"اچھا باقی باتیں چھوڑیں مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی ناراضگی دور کرنے کی خاطر ایسا کیا کیا جائے کہ آپ پہلے کی طرح ہو جائیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے نزدیک آئے اور اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے مشفقانہ لہجے میں بولے۔رنم نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ جانتے ہیں بابا۔"

وہ مدھم لہجے میں بولی۔فیصل نے بے بسی سے پیشانی مسلی۔

"اس بار بس اپنے بابا کو معاف کر دے میرا بیٹا انشاآللہ میں بول رہا ہوں نا کہ اگلی بار پھر کبھی آپ پلین ترتیب دینا میں بھیج دوں گا بس اس بار نہیں کیونکہ اس بار میں اپنے ایک ضروری کیس میں الجھا ہوا ہوں میں آپ پہ دھیان نہیں دے پاؤں گا جو میری فیملی کیلیے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے پھر۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامتے سمجھانے والے انداز میں بولے۔ارم نے گہرا سانس بھرا۔

"دیکھو رنم اگر ماں باپ اپنی اولاد کو سمجھتے ہر بات میں ان کی فیور کرتے ہیں تو اولاد کا بھی حق ہے کہ زیادہ نا سہی مگر تھوڑا بہت والدین کو سمجھیں۔"

وہ اس کی مسلسل خاموشی سے عاجز آتے تپے تپے لہجے میں بولی۔رنم نے ان کے یوں ڈانٹنے پہ منہ بناتے فیصل کی جانب دیکھا جواباً انہوں نے ارم کو مصنوعی گھوری سے نوازتے رنم کو اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

"بلکل نہیں ارم آپ ہماری بیٹی کو قطعی نہیں ڈانٹ سکتی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

"یسے آپ اپنے باباس۔سا۔افف کیا بول رہے تھے آپ۔"

وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔فیصل اس کی بات پہ ہولے سے ہنس دیے جبکہ ارم اپنی جگہ سے اٹھتے اب ان کی چیزیں ایک ساتھ رکھ رہی تھی۔یہ ان کا روز کا معمول تھا۔

"باباسائیں۔"

وہ اس کی تصحیح کرتے ہوئے نرمی سے بولے۔رنم نے عجیب سی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ بال کی کھال اکھیڑتی فیصل نے پہلو بدلا۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔شاید رات کو دیری ہو جائے۔آپ دونوں پریشان مت ہو جایئے گا اور گھر کے دروازوں کو لاک رکھیے گا۔"

وہ جاتے جاتے بھی سختی سے ان دونوں کو تنبیہہ کرتے ہوئے بولا۔رنم نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"اللہ کی امان میں۔"

گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتے ان دونوں کی بیک وقت آواز پہ فیصل کے آگے کی جانب بڑھتے قدم وہی رکے۔وہ مسکراتے ہوئے سینے پہ ہاتھ رکھتے جھکے تو رنم اور ارم کے لبوں پہ ایک آسودہ سی

www.zubinovelszone.com
Digital BAKS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

مسکراہٹ رینگ گئی۔ فیصل نے دوبارہ خود پہ سنجیدگی کا خول چڑھاتے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔ ان دونوں کی نگاہوں سے دور تک ان کا پیچھا کیا تھا جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گئے۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ دور کہی سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں ماحول میں ہولناکی کو بڑھا رہی تھی۔ پتوں کی سرسراہٹ سے پیدا ہوتی آواز سونے پہ سہاگہ کھیتوں میں چلنے کی بدولت پیدا ہوتی اونچی آواز وہ وجود تیز تیز قدموں سے چلتا حویلی کی جانب بڑھنے لگا۔ پانی گرنے کی آوازیں اس کا سانس خشک کر رہی تھی۔ پہاڑوں کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا گویا کوئی وجود اپنے پر پھیلائے انہیں گھور رہا ہو۔ سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ اس نے ایک نگاہ چاروں اطراف میں گھمائی کسی کی بھی موجودگی کا گمان نا ہوتے دیکھ وہ مزید تیز تیز قدموں سے آگے کی جانب بڑھنے لگا۔ ٹھنڈی ہوائیں اس کے وجود پہ پڑتی ایک عجب سا احساس بخش رہی تھی اس نے پھیلے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی جہاں تاروں اور ماہتاب کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ سیاہ بادلوں نے پورے آسمان پہ بسیرا کرتے چاند تاروں کو اپنی لپیٹ میں لیتے پورے گاؤں میں سکون بھرا ماحول برپا کر دیا تھا۔ وہ بارش ہو جانے کے خوف سے مزید تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔ حویلی کے نزدیک پہنچتے ہی اس نے گیٹ کو لگے تالے کو دیکھتے دانت کچکچائے۔ مزید غصہ اس آدمی پہ آیا جو کرسی پہ بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ وہ اپنی بیئرڈ مسلتے اندر جانے کا طریقہ سوچنے لگا معاً

WhatsApp ; 0344-4499420

اس کی نگاہ ایک جانب رکی پھر ٹھٹھکی اور پھر اس کی آنکھوں میں موجود چمک میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا تھا۔ وہ حویلی کے پچھلے دروازے کی جانب بڑھا اور اسے پھلانگنے کی کوشش کرنے لگا۔ آخر کار چوتھی بار مسلسل اچھلنے کی باعث وہ دیوار پہ لٹکنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک ہی جست میں خود کو زور لگا کر اوپر کھینچتے وہ اندر کود گیا۔ جس کی بدولت پاؤں میں بری طرح کوئی چیز چبھی تھی۔ اس نے سختی سے آنکھوں کو میچتے تکلیف دبائی۔ مزید وہاں ٹھہرنا ممکن نہیں تھا تبھی اپنی تکلیف کو پسِ پشت ڈالتے وہ حویلی کے اندر داخل ہوا تھا۔ پوری حویلی میں سناٹے کا راج تھا۔ رات کے دس بج رہے تھے اور یہاں حویلی کیا پورا گاؤں سو چکا تھا۔ ذرا ذرا سے قدموں کی آواز پہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی زور زور سے پاؤں زمین پہ مار رہا ہو۔

وہ جوتے اتار کر اپنے ہاتھوں میں تھام کر دبے قدموں سے زینوں کی جانب بڑھنے لگا۔

"فرزام لالہ۔"

معاً اپنے عقب سے آنے والی حیران کن آواز پہ اس کے قدم پہلی سیڑھی پہ جم گئے۔ اس نے سرعت سے رخ پھیرتے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ناسمجھی سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ کچن سے آتی روشنی سے اس کا سانولا رنگ مزید دمک رہا تھا مطلب وہ نورے تھی۔ اس نے اس اللہ میاں کی گائے کو دیکھتے تشکر بھرا سانس خارج کیا کیونکہ حورے ہوتی تو اب تک پوری حویلی میں

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

بھونچال آچکا ہوتا اور پھر اسے سردار سائیں کے عتاب سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔ وہ سر جھٹکتے اس کے نزدیک پہنچا۔ جس نا جانے کہاں سے آن ٹپکی تھی۔

"گھور کیا رہی ہو آنکھیں نیچے کرو۔"

وہ اس کی پھیلی آنکھوں پہ چوٹ کرتا سرد لہجہ اپناتا تحکم بھرے لہجے میں بولا اس کے یوں بولنے پہ اس نے سرعت سے نگاہیں جھکائی تھی مگر اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں فرزام کے پاؤں میں موجود زخم دیکھتے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ الفاظ حلق میں ہی دب گئے۔

"فرزام لالہ یہ آپکا پاؤں۔"

وہ سکتے کی کیفیت میں بس اتنا ہی بول پائی کیونکہ اس کے پاؤں میں وہ نوکیلی چیز ابھی بھی موجود تھی مگر اسے درد کا احساس کیوں نہیں جاگ رہا تھا۔ اسے شدید حیرت ہوئی۔ فرزام نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں اپنے پاؤں کو دیکھا اگلے ہی لمحے وہ چونک اٹھا معاً اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک لہرائی وہ غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کچن میں موجود کرسی کو گھسیٹ کر بیٹھا اور اپنا پاؤں اس کے آگے کیا تھا۔ نورے نے تحیر سے پھیلی آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا جو آنکھوں کے ذریعے اسے کوئی اشارہ کر رہا تھا۔ کچھ کچھ حد تک وہ اس کے اشاروں کے معنی اخذ کر گئی تھی۔

"بیٹھو اور یہ نکالو نورے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ پتھریلے لہجے میں بولا۔اس کی آنکھوں میں موجود خوف کی تحریر اس کا مزا ہی دوبالا کر گئی تھی۔اسے یاد تھا کہ اس کا ڈرنا اسے لطف میں ہمیشہ سے مبتلا کرتا تھا۔

"مم۔میں کیسے نکالوں فرزام لالہ۔مجھے ڈر لگتا ہے۔میں نکالوں گی تو اس میں سے خون نکلے گا۔پھر آپ کو درد ہو گا۔"

وہ اس کی بات کو مفہوم سمجھتے بدک کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔فرزام نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جو سبز اور سیاہ رنگ کے امتزاج کے کڑھائی والے سوٹ میں ملبوس پھیلی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ڈوپٹہ ہمیشہ کی طرح سر پہ موجود اور بالوں کو ڈھکے ہوئے تھا۔

"میں کیا بکواس کر رہا ہوں تمہیں سمجھ نہیں آرہی۔"

اس کے غصے سے بھرے لہجے پہ نورے کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔وہ پانی کا جگ سلیب پہ رکھتے ہانپتے ہوئے جھکی اور اپنے کانپتے ہاتھوں سے اس کے سرخ و سفید پاؤں کو تھاما اور ہرنی کی مانند خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔فرزام اس کے یوں دیکھنے پہ نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔اگلے ہی لمحے اس نے اس نوکیلی چیز کو تھاما مگر دھک دھک کرتے دل سمیت گھبرا کر دوبارہ سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔فرزام نے پیشانی پہ شکنیں ڈالے اس کی جانب دیکھا تو اس نے گڑبڑا کر اپنی توجہ دوبارہ اسی جانب مبذول کرالی۔اسی دوران اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے پاؤں پہ گرا۔فرزام

WhatsApp : 0344-4499420

اپنے پاؤں پہ آنسو محسوس کرتے سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے مذاق کو بڑھاوا دینے کا ارادہ ترک کرتے ہولے سے ہنس دیا۔

"نورے اوئے میری بھولی بہن میں مذاق کر رہا تھا یار۔ یہ دیکھو ابھی نکل جائے گا۔"

اس نے اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرتے دیکھ اپنے پیر سے وہ چیز کھینچتے ڈسٹ بن میں ڈالی تو اس جگہ سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔ وہ مزید گھبرا گئی اور اپنے ہاتھ مسلنے لگی۔

"چلو جاؤ کمرے میں اور اس بارے میں کچھ مت بتانا کسی کو بھی۔ کسی کو نہیں مطلب کسی کو بھی نہیں کیونکہ یہ ہم بھائی بہن کا سیکرٹ ہے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے اس کا سر تھپکتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ چال میں ہلکی ہلکی لڑکھڑاہٹ ابھی بھی موجود تھی۔ شاید اسے درد محسوس ہو رہا ہو گا۔ نورے نے اس کی ڈانٹ کا سوچتے جھرجھری سی لی شکر تھا کہ وہ مذاق کر رہا تھا ورنہ وہ تو رو رو کر اپنا برا حشر کر لیتی۔

"مگر فرزام لالہ اتنی رات گئے آئے کہاں سے۔ بابا سائیں نے تو نو بجے حویلی کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہوا ہے۔ تو پھر فرزام لالہ۔"

وہ دانتوں میں انگلیے دیے پر سوچ لہجے میں خود سے مخاطب ہوئی مگر اسے ان سب سوالات کا جوابات دینے والا کوئی بھی نہیں تھا تبھی کندھے اچکا گئی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"جہاں سے مرضی آئیں میری بلا سے۔"

اس کے اپنے کمرے میں جانب بڑھتے ہی نورے بھی سر جھٹکتی جگ لیتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اوپر ریلنگ پہ کھڑا وجود کچھ سوچتے آنکھوں میں مخصوص چمک لیے شیطانیت سے مسکرا دیا۔اس کا ذہن مختلف باتوں کا تال میل جوڑنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

"آپ کی سالگرہ آرہی ہے بیگم سائیں۔کچھ جو آپ میرے سے چاہیں۔"

سردار سائیں اور رقیہ بیگم دونوں شام کے وقت اپنے کمرے میں موجود تھے کہ انہوں نے دوائی کھانے میں مصروف اپنی بیگم کو مخاطب کیا تو انہوں نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔آنکھوں میں ایک عجیب سی وحشت ناچ رہی تھی۔انہوں نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا اور بیڈ کراؤن سے پشت ٹکالی۔جانتی تھی کہ جو وہ چاہتی ہیں وہ کسی صورت ممکن نہیں۔

"آپ رہنے دیں سردار سائیں کیونکہ میری خواہشات پوری کرنا شاید آپ کے بس کی بات نہیں رہی اب۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تلخ لہجے میں بولتے نگاہوں کا زاویہ بدلتے ادھ کھلی کھڑکی سے دکھائی دیتے آسمان کو دیکھنے لگی۔ سردار سائیں نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا مگر ان کی معنی خیز بات کو وہ پھر سے نہیں سمجھ پائے تھے۔ ناجانے وہ کس بابت بات کر رہی تھی۔

"آپ پریشان مت ہو بیگم سائیں۔ ہمارے بازوؤں میں ابھی اتنی سکت ہے کہ اپنی بیوی کی خواہشات پوری کر سکیں۔"

وہ بغیر ان کی بات کا مفہوم سمجھتے باور کرانے والے انداز میں بولے۔ وہ اذیت سے ہنس دی تھی۔

"آپ صرف کہتے ہیں سردار سائیں میں آپ کی جانب سے اپنے لیے کسی عملی کام کی منتظر ہوں۔ آپ بس باتیں مت بنائیں کچھ ہاتھ پیر بھی چلائیں۔"

وہ گہرے طنز میں ڈوبے لہجے میں بولتی انہیں حیرت میں مبتلا کر گئی۔

"آپ مجھے بتائیں بس باقی باتوں کو رفع دفع کر دیں ان کا ہماری زندگی میں کیا عمل دخل بھلا بیگم سائیں۔"

وہ آئینے میں دکھائی دیتے اپنے عکس کو دیکھتے مونچھوں کو مخصوص انداز میں تاؤ دیتے ہوئے بولے۔ رقیہ بیگم نے بغور ان کی آنکھوں میں دیکھا جیسے خود کو کچھ کہنے کیلیے تیار کر رہی ہو۔

www.zubinovelszone.com

WhatsApp : 0344-4499420

" چلیں ٹھیک ہے پھر میری وہ خواہش پوری کر دیں جس کی خواہش ناجانے مجھے کتنے بیٹے سالوں سے ہیں۔ جس کی تکمیل کیلیے میں تڑپ رہی ہوں سسک رہی ہوں۔"

وہ خالی خالی نگاہوں سے ان کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھ کر مدھم لہجے میں بولی۔ ان کے لہجے میں شکستگی سمٹ آئی تھی۔ رقیہ بیگم کے وجود میں تکلیف بھرا احساس سرائیت کرتا چلا گیا۔ انہوں نے غائب دماغی سے ان کی جانب دیکھا۔

" ایسا کسی صورت ممکن نہیں ہے بیگم سائیں اس کے علاوہ آپ جو بھی مانگیں گی آپ کے آگے پیش پیش۔"

وہ ان کی جانب سے رخ پھیرتے ان کی طرف پشت کرتے سنگ دلی سے بولے۔ رقیہ بیگم نے جھڑیوں زدہ ہاتھ سے اپنے چہرے پہ پھسلنے والے آنسوؤں کو پونچھا تھا۔ جانتی تھی کہ ہمیشہ کی طرح ان کی جانب سے انکار نہیں ہوگا مگر پھر بھی ایک موہوم سی امید تھی کہ شاید ان کا دل انہیں دغا دے جائے ان کا ضمیر انہیں ملامت کرے مگر ان کی سنگدلی کی داستاں تو وہ گزرے اٹھارہ سالوں سے دیکھتی آرہی تھی ان کا جوان بیٹا ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہیے سردار سائیں۔ کیونکہ اب مجھے ان تحفے تحائف کی نہیں بلکہ اپنے جوان بیٹوں کی ضرورت ہے سہارے کی ضرورت ہے جو آپ جانتے بوجھتے انجان بن کر مجھ سے چھین رہے ہیں۔ جو کہ سراسر ناانصافی ہے۔"

وہ افسردگی سے بولتی بے رخی سے نظریں پھیر گئیں۔ ان کے دل کو دھکا سا لگا آج اتنے عرصے بعد وہی بات چھڑ گئی تھی جس کا نتیجہ وہ آج تک نہیں نکال پائے تھے۔ ان کا ضمیر انہیں کچوکے لگانے کی کوشش بھی کرتا تو وہ سختی سے اس کی بات بھی رد کر دیتے۔

"یہ ناانصافی نہیں ہے یہ اصول ہے بیگم سائیں۔"

وہ قہر برساتے لہجے میں بولتے انہیں تمسخرانہ انداز میں مسکرانے پہ مجبور کر گئے۔ ان کی مسکراہٹ میں کیا کچھ نا تھا۔ انہوں نے باقاعدہ نگاہیں چرائی۔

"یہ اصول بھی نہیں ہے سردار سائیں کیونکہ اصول بھی سب کیلیے یکساں ہوتے ہیں مگر آج آپ نے ڈیرے پہ موجود شخص کے بیٹے کو معاف کرتے اپنے ہی اصولوں سے اختلاف کیا ہے اور اس بات کا اعتراف آپ خود اپنے لبوں سے کر چکے ہیں میرے سامنے۔ جب اسے معافی مل سکتی ہے تو ہماری سگی اولاد کو کیوں نہیں۔"

www.zubinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ آج ضبط کا شیرازہ بکھرتے ہی بھرائے لہجے میں تکلیف سے بولی۔ ان کے لبوں سے نکلا گیا ایک ایک لفظ ان کے ضمیر کو بری طرح ہلا رہا تھا وہ دم سادھے مسلسل ایک ہی جگہ پہ کھڑے تھے۔

"اس شخص کی صرف ایک ہی اولاد تھی۔"

انہوں نے کمزور لہجے میں دفاع کیلیے نئی بات اٹھائی۔

"اولاد ایک یا دو نہیں ہوتی سائیں اولاد تو برابر ہوتی ہے والدین کی نگاہوں میں۔ میں نے ہر ایک کو اپنی کوک سے جنما ہے ایک ہی جیسا درد سہہ کر تو میں کیسے ان سب میں فرق کر لوں۔ آپ کیلیے سب کی جگہ مختلف ہو گی مگر میرے لیے یہ سوچ ہی میرا کلیجہ پھاڑ دیتی ہے۔"

وہ بولتے بولتے ہانپ گئی تبھی لڑکھڑاتے قدموں سمیت اپنی جگہ سے اٹھتے پاؤں بیڈ سے لٹکا کر بیٹھ گئی۔ ہمت متجمع کرتے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ان کے قدموں میں اپنا ڈوپٹہ پھیلاتے حسرت سے ان کی جانب دیکھا تھا۔ وہ سپید پڑتے چہرے سمیت سرعت سے ان سے فاصلہ قائم کرتے انہیں اٹھانے کے جتن کرنے لگے مگر وہ اٹل اپنی جگہ پہ بیٹھ کر آنسو بہاتی رہی۔

"آج سے کئی سال پہلے بھی یہی ہوا تھا آپ کے قدموں میں تھی میں اور آج پھر میں آپ کے قدموں میں بیٹھی اپنا بیٹا مانگ رہی ہوں مجھے لٹا دیں اسے۔ میرے جگر کا ٹکڑا لٹا دیں سائیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ بہت تکلیف میں ہے وہ ہمارے لیے آج بھی بچوں کی مانند سسک سسک کر روتا ہے۔ میں ماں ہوں نا

WhatsApp ; 0344-4499420

اس کی آہ و پکار سن سکتی ہوں۔ آپ کو یاد ہے وہ ہمیشہ کہیں بھی جاتے ہوئے ہمارے پیر چوما کرتا تھا منتظر ہے میرے پیر اس اولاد کے جو کوئی غلطی نا ہونے کے باوجود بھی ایسی سزا کاٹ رہا ہے۔ کتنا بڑا ہو گیا ہو گا ناوہ۔ اب تو آپ کی ہی طرح اس کی شخصیت بھی بارعب ہو گئی ہو گی۔ ایسے ہی مونچھوں کو تاؤ دیتا ہو گا۔"

وہ آس بھرے لہجے میں بولتی اس سے پہلے ان کے قدموں میں مزید جھکتے اپنی چادر پھیلاتی انہوں نے ان کی مزاحمت کی پرواہ کیے بغیر بروقت تھام کر صوفے پہ بٹھایا اود سپاٹ چہرے سمیت اپنے سر سے پگڑی اتارتے تھکے انداز میں صوفے پہ رکھی تھی۔ رقیہ بیگم نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا جو نا جانے کیا سوچ رہے تھے اور چہرہ انتہائی پیلا پڑ رہا تھا۔

"ہم اس بابت کل بات کرتے ہیں۔"

وہ حلق تر کرتے اپنی جگہ سے اٹھے اور ایک بار پھر کٹھور بنتے ان کے کانوں میں صور پھونکتے غسل خانے کی جانب بڑھ گئے۔ انہوں نے خالی خالی نگاہوں سے ان کی پشت کو تکا جنہوں نے آج بھی ان کی بات کی نفی کر دی تھی۔ وہ بوڑھی ماں اپنی اولاد کیلیے ترس رہی تھی اور وہ کیوں اتنے ظالم بنے ہوئے تھے۔ کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ

وہ سرعت سے اپنے گالوں کو پونچھ گئی۔ ندیم کے اندر آتے ہی ان کے سامنے سر جھکایا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"سلام اماں سائیں۔اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔"

وہ ان کے دونوں ہاتھوں کو چومتے ہوئے عقیدت سے بولے جواباً انہوں نے بمشکل مسکراتے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔

"باباسائیں کہاں ہیں۔"

اس نے چند ایک باتوں کے بعد اطراف میں نگاہیں دوڑاتے استفسار کیا چند ساعتوں بعد وہ انہیں غسل خانے سے نکلتے ہوئے دکھائی دیے۔وہ ان کی آمد پہ سیدھا ہو کر بیٹھے تھے اس کے برعکس رقیہ بیگم خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔

"چلیں باباسائیں ہمیں بیٹھک میں جانا ہے۔"

وہ ان کے نزدیک آتے ہی کھڑا ہوتے سنجیدگی سے بولتے جواب طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ نک سک سے تیار اثبات میں سر ہلا گئے۔

"ندیم پتر بہورانی کدھر ہے۔مجھے ذرا باہر صحن میں جانا ہے ٹھنڈی ہوا لینے۔"

وہ براہ راست ندیم سے مخاطب ہوئی۔

"آیئے اماں سائیں میں آپ کو باہر تک چھوڑ دیتا ہوں۔سب باہر صحن میں ہی ہے بچیاں بھی وہاں ہی ہیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ان کا ہاتھ تھام کر محبت سے بولے تو وہ بھی کچھ سوچتے ان کا ہاتھ تھام کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔ سردار سائیں نے سپاٹ نگاہوں سے ان کی پشت کو دیکھا تھا جن کی ناراضگی کا پیمانہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔شام کے سائے ہر جانب اپنے پر پھیلا رہے تھے۔نیلے شفاف آسمان تلے وہ سب بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ندیم نے انہیں چارپائی پہ بٹھاتے ساتھ ہی باہر کا رخ کیا جبکہ رضوانہ نے چائے کا کپ اٹھاتے ان کی جانب بڑھایا تھا۔ان کی نگاہ ایک جانب بیٹھی نورے اور حورے پہ پڑی جو لڈو کھیلنے میں مصروف تھی۔ کبھی ایک کھکھلا کر ہنستی تو کبھی دوسری۔ فرزام بھی واٹر پمپ کے پاس کرسی لگا کر بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا البتہ سعدیہ وہاں سے غائب تھی۔نورے اور حورے کو دیکھتے رقیہ بیگم کی آنکھوں میں پانی سا جمع ہو گیا۔رضوانہ نے تفکر سے ان کی جانب دیکھا جو حسرت بھری نگاہوں سے نورے اور حورے کو اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔وہ دونوں بھی بھاگتے ہوئے ان کے قریب آئی اور ان کے دونوں اطراف میں ان کے شانے سے لگ کر بیٹھ گئی۔

وہ بھی اتنی ہی ہو گی نا یا پھر اس سے کچھ سال بڑی۔

انہوں نے خالی الذہنی سے رضوانہ کی جانب دیکھا تو وہ چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے ان کی جانب دیکھنے لگی جو نا جانے کس کا ذکر کر رہی تھی۔ان کے چہرے پہ چھائی نا سمجھی کو دیکھتے وہ چونک گئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ارے میرے فیصل کی دھی رانی۔ ہمارے خاندان کی پہلی بیٹی۔ انکو اتنی محبت توجہ ملی ہے تو سوچو اس کو کتنی ملتی۔"

وہ حورے اور نورے کے بال سہلاتے ہوئے بولی تو ان دونوں نے بھی حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"فیصل کون اور کون ہمارے جتنی ہو گی۔"

وہ دونوں بیک وقت بولی۔ فرزام کی زیرک سماعتوں سے بھی ان کی آواز مخفی نا رہ سکی۔ فیصل کے متعلق تو وہ جانتا تھا کہ اس نام کے اس کے چاچو ہیں مگر دادی سائیں مزید کس کا ذکر کر رہی تھی۔ وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کس کے بابت بات کر رہی تھی۔

"نہیں کوئی نہیں تم یہ سب چھوڑو۔ اور آجاؤ آج اسی مل کر لڈو کھیلا گے۔"

وہ اپنے چہرے پہ پھیلی پریشانی غائب کرنے کی خاطر مسکراتے لہجے میں بولتی ان کا دھیان ہٹانے پہ کامیاب ہو گئی۔ وہ دونوں ان کی غیر متوقع بات پہ ہنستے ہوئے لڈو کی جانب بڑھی تھی کیونکہ آج تک وہ انہیں ٹوکتی ہی آئی تھی مگر آج وہ خود ان کا ساتھ دینے والی تھی۔

"اماں سائیں آپ بابا سائیں سے بات تو کر کے دیکھیں۔ انشاآللہ اگر ہمارے حق میں یہ اچھا ہوا تو ضرور ٹھیک ہو جائے گا سب۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

رضوانہ ان کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ان کا خالی چہرہ دیکھ وہ رنج و غم کی کیفیت میں بولی۔ان کا دل اندر ہی اندر کٹتا رہتا تھا ان کی حالت دیکھ کیونکہ وہ بھی تو ایک ماں تھی ان کا بیٹا بھی ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔

"کوئی فائدہ نہیں ہے اب اس بات کا ذکر مت کرنا نورے اور حورے آ رہی ہیں۔"

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولتی اپنا دھیان نا چاہتے ہوئے بھی ان کے ساتھ مبذول کرانے لگی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہو بھی گئی تھی۔رضوانہ نے آسمان کی جانب دیکھتے تھکی تھکی سی سانس خارج کی تھی۔

"چلیں میں بھی کھیلتا ہوں آخر کو چار کھلاڑیوں کا پورا ہونا ضروری ہے۔کیوں دادی سائیں۔"

فرزام کچھ سوچتے اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرتے موبائل میز پہ رکھتے مسکراتے لہجے میں بولا۔

"آجا میرا شہزادہ پتر۔ایتھے آجا میرے کول۔"

رقیہ بیگم نے نورے کو ٹھوکا مارتے اٹھنے کا اشارہ کیا اور فرزام کو اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔فرزام نورے کا پھولا چہرہ دیکھ ہنستے ہوئے اس کی ناک دباتا اس کے عین سامنے رقیہ بیگم کو اپنے حصار میں لیتے براجمان ہو گیا۔رقیہ بیگم تو اس کے صدقے واری چلی گئی۔اب وہ چاروں پوری دلجمعی سے لڈو کھیلنے میں مصروف تھے۔رضوانہ اپنی جگہ سے اٹھتی رات کے کھانے کے انتظامات دیکھنے کی خاطر اندر کی

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

جانب اس سے پہلے بڑھتی تاریکی بڑھتے دیکھ صحن کی لائٹ جلاتے ایک نگاہ ان سب پہ ڈالتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ان سب کی کھکھلاہٹ صحن کی پر سکون فضا میں گونجتے اندر کچن میں مصروف رضوانہ کو بھی مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"ہاں کیا خیال ہے پھر چل رہی ہو یا نہیں ٹرپ پہ۔"

شام کے وقت مشعل کی کال آئی تو اس نے فون اٹھاتے ساتھ ہی پہلا سوال یہی کیا تھا۔وہ اس کے پوچھے گئے سوال پہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔

"نہیں ملی اجازت بابا سے۔انہوں نے صاف انکار کر دیا۔"

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بجھے دل کے ساتھ بولی۔اس کی بات پہ مشعل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی مطلب رنم کو انکار ہوا وہ بھی اس کے بابا سے۔

"خیر ہے نا انکل نے تمہیں انکار کر دیا رنم تمہیں۔اس بار میں نے رو رو کے اجازت مانگی تو تم دونوں کے مسئلے مسائل نہیں ختم ہو رہے۔"

وہ بے دلی کی کیفیت میں بولتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔رنم نے ناخن کترتے منہ بسورا۔

"اب بھلا اس میں میرا کیا قصور میں نے بابا سے اجازت مانگی کیونکہ مجھے مکمل یقین تھا کہ وہ مان جائیں گے مگر انہوں نے میری امیدوں پہ پانی پھیر دیا۔"

وہ گہرا سانس بھر کر بولتے کھڑکی سے دکھائی دیتے چاند کو دیکھنے لگی۔

"ویسے خیریت ہے نا مطلب انکل کبھی ایسا کرتے نہیں کیونکہ آج تک جتنے بھی ٹرپس گئے ہیں تم لازماً گئی ہو تو ذرا یہ والا انکار ہضم کرنا مشکل ہے۔"

اس نے ایک بار اسے پھر کر دینا چاہا جانتی تھی کہ وہ بہت افسردہ ہو گی مگر اپنا آپ کسی پہ ظاہر نہیں کرے گی۔

"ہاں بس شاید کوئی ذاتی ڈر ہے یا پھر ڈیوٹی سے منسلک کچھ انہوں نے تفصیل نہیں بتائی مگر انہوں نے جلد ہی خود لے کر جانے کا وعدہ لازمی کیا ہے۔"

www.zubiabooks.com
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دھیمے لہجے میں بولتے آخر میں مسکرا دی۔

"مطلب انکل نے آدھی ناراضگی اسی وقت ختم کر دی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ رنم نے بے ساختہ آنکھیں میچی۔

"ہاں میری تو پوری کی پوری ہو چکی بس بابا کو تنگ کرنا ہے بہت سارا۔"

وہ شریر لہجے میں بولتے ہولے سے ہنس دی۔

"ہاں ضرور کرو مگر زیادہ مت کرنا تم جانتی ہو تمہارے بغیر وہ ایک منٹ بھی مشکل ہی کاٹتے ہیں۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولی۔ رنم نے تکیہ سینے میں بھی بھینچتے مسکراہٹ دبائی کیونکہ اس کی باتوں سے وہ مکمل طور پہ صحمت تھی۔ کچھ ہی دیر میں ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے اس نے فون رکھا تھا۔

بیٹھک سے واپسی پہ ٹھنڈی ہواؤں نے ذور پکڑا ہوا تھا۔ آسمان پہ سیاہ بادلوں سے ہوتی ہلکی پھلکی رم جھم اعصابوں پہ خوشگواری بکھیر رہی تھی۔ ندیم کافی وقت سے ان کا اترا ہوا چہرہ محسوس کر رہا تھا مگر وہ چاہتا تھا کہ جو بھی ان کے ذہن میں یا دل میں ہے وہ خود ہی اس پہ آشکار کر دے مگر انہوں نے تو گویا کچھ نا بولنے کی قسم کھائی ہوئی تھی اور وہ خود بات کا آغاز کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بڑھتی بارش کے اعصار دیکھ وہ

WhatsApp ; 0344-4499420
www.zubinovelszone.com
Digital Bank Library

دونوں ایک شیلٹر کے نیچے ہو گئے۔ ویسے بھی ایسی جگہات پہ بن موسم بارش کبھی بھی برستی رہتی تھی تو اسی بدولت جگہ جگہ ایسے شیلٹرز کسی ایمرجنسی کی صورت میں تعمیر کروائے گئے تھے۔ ندیم نے جیب سے فون نکالتے ملازم کو گاڑی لانے کا حکم صادر کیا جو وہ بہت کم کام میں لاتے تھے کیونکہ ان سب کو پیدل چلنے کی زیادہ عادت تھی۔

"بابا سائیں میں بات کا آغاز کرنا تو نہیں چاہتا تھا مگر آپ کے مرجھائے چہرے نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کچھ بولوں۔"

وہ ادب کے دائرے میں رہتے انہیں مخاطب کر اٹھا۔ سردار سائیں نے کسی خیال سے جاگتے اثبات میں سر ہلایا اور سوالیہ نگاہیں اس پہ مرکوز کر لی۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ کے ساتھ کوئی تو مسئلہ ہے مگر آپ وہ کسی کو بتانا نہیں چاہتے مگر بابا سائیں دل کی باتیں دل میں رکھ کر کچھ نہیں ہو گا۔ اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں دل ہلکا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کا یہ بیٹا ہمہ وقت حاضر ہے۔ میں آپ کو زندگی کے کسی موڑ پہ بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔"

وہ عقیدت سے ان کے جھریوں زدہ ہاتھ تھامتے ہوئے بولے۔ سردار سائیں کی آنکھوں میں ویرانی سی چھلکی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"میں تمہاری ماں کی بات ناجانے گزرے کتنے عرصے سے ٹالتا آیا ہوں۔ مگر اب وہ بھی ہمت ہار رہی ہے وہ چاہتی کہ میں فیصل کو تمام گلے شکوے بھلاتے اپنے سینے سے لگالوں۔ میں ایسا سوچتا بھی ہوں مگر پھر یہ بات دل میں ایک نئے سرے سے جاگتی ہے کہ اتنے عرصے

"میں اسے بھی تو اپنے بوڑھے ماں باپ کی یاد نہیں ستائی پھر ہم۔"

وہ دکھ سے بولتے اپنی آنکھوں کو صاف کرنے لگے۔

"بابا سائیں ان رشتوں میں یہ سب کہا دیکھا جاتا ہے ہم نے یہ سب آپ سے ہی سیکھا ہے کہ ہمیں جو رشتہ عزیز ہو اسے بچانے کی خاطر اگر ہمیں اپنی انائیں بھی مارنی پڑے تو اس سے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیے۔ وہ نہیں آیا تو آپ بھی تو نہیں گئے نا۔ اس بار آپ پہل کی جیے اور اماں سائیں کی اس سالگرہ پہ انہیں یہ تحفہ دے دیجیے جو ان کے وجود میں نئے سرے سے زندگی پھونک دے۔"

وہ محبت سے مسکراتے ہوئے بولے۔ سردار سائیں نے باہر برستی بوندوں اور باہر پڑتی اوس کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

"مگر ہم اسے ڈھونڈیں گے کیسے اور کیا یقین ہے کہ وہ ہمیں قبول کرلے گا۔ میری معافی میری فریاد سن لے گا۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Book Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ شرمندگی سے سرخ پڑتے چہرے سمیت بے چینی سے بولتے اپنی نم ہتھیلیاں مسلنے لگے۔ یہی فکر تو انہیں کھائے جارہی تھی کہ اگر وہ اس کے سامنے گئے اور جواب میں اس نے یا اس کی بیوی نے دھتکار دیا تو ان کا کیا ہوگا وہ تو پھر جیتے جی مر جائیں گے۔

"بابا سائیں اسے ڈھونڈنا کچھ مشکل نہیں ہم کل صبح سویرے ہی فجر کی نماز کے بعد اپنے آدمیوں کو اس کام کیلیے بھجوادیں گے اگر ممکن ہوسکا تو ہم بھی چلیں جائیں گے۔ ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے وہ تو پھر ایک ادنیٰ سا بندہ ہے اور رہی بات اس کی آل کو بلانے کی تو حوصلہ رکھیں اود اپنے خون پہ بھروسہ رکھیے وہ نا صرف آپ کا ویلکم کرے گا بلکہ سب سے پہلے آپ کے قدموں پہ بوسہ دے گا کیونکہ جو رشتے مخلص ہوتے ہیں نا ان میں انائیں مر جاتی ہیں ان کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولتے ہنس دیے۔ سردار سائیں نے حسرت سے اس کی جانب دیکھا اور دل ہی دل میں اس کی بات سچ ہونے کی دعا کی تھی۔ مطلب وہ جلد ہی اپنے بیٹے سے ملیں گے اسے سینے میں بھینچیں گے اس کا ماتھا چومیں گے وہ بھی اتنے سالوں بعد۔ وہ ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت میں غلطاں تھے۔ وہ اب رقیہ بیگم کو ان کی سالگرہ پہ ان کی پسند کا تحفہ بھی دے سکیں گے۔ معاً گاڑی کی ہیڈ لائٹس اطراف میں پھیلتے وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ندیم سائیں آپ کل لازماً آدمیوں کو بھیج دیجیے گا۔ میں بہت بے چین ہوں اسے اپنے سینے سے لگانے کیلیے۔

اور آپ سوچیں ہماری بیگم کس قدر خوش ہونگی یہ جان کر مگر ہم انہیں فلحال نہیں بتائیں گے ہم سیدھا ان کے بیٹے کو لے کر ان کے پاس جائیں گے وہ تو خوشی کے مارے پورے گاؤں میں جھومیں گی۔"

گاڑی میں بیٹھتے وہ انہیں یاد دہانی کرواتے ہوئے تصور کی آنکھ سے یہ سب دیکھتے ہوئے بولے۔ ان کی جلد بازی پہ وہ ہولے سے ہنس دیے تھے وہ جانتے تھے کہ اب پوری رات سردار سائیں کو اسی بات کی خوشی میں نیند بھی نہیں آنی۔ انہوں نے دل ہی دل میں فیصل کے جلد از جلد مل جانے کی دعا کی تھی۔ ویسے بھی انہوں نے سنا تھا کہ سفر میں کی جانے والی دعا پوری ہوتی ہے۔ گاڑی بڑی حویلی کی جانب گامزن تھی اس کے برعکس گاڑی میں بیٹھے دونوں نفوس کا ذہن مختلف سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ ناجانے اب قسمت کیا رخ لینے والی تھی۔ کیا سچ میں فیصل دوبارہ اس حویلی کی سرزمین پہ قدم رکھتا۔ کیا رنم اتنے بڑے دھچکے کو برداشت کرپاتی جو اس کے گمان میں بھی نہیں ہے۔

سورج پوری آب و تاب سے چمکتے ایس ایس پی فیصل بلوچ کے گھر کے اوپر پھیلاوے میں سایہ کیا ہوا تھا۔ صبح کے آٹھ بج رہے تھے اور وہ سب ڈائننگ ٹیبل پہ موجود ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ آج

WhatsApp ; 0344-4499420

رنم کو یونی سے ہوتے ہوئے اپنی کسی دوست کے گھر جانا تھا تبھی وہ بے تحاشہ خوش دکھائی دے رہی تھی۔ فیصل نے اسے یہاں جانے کی اجازت کھلے دل سے دے دی کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی بیٹی کے دل میں کسی بھی قسم کی بدگمانی جنم لے۔ وہ اسے ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتے تھے اور جب سے رنم نے مشعل کے گھر جانے کی اجازت مانگی تھی انہوں نے بغیر کسی تگ و دو کے دے دی کیونکہ ان سب سہیلیوں کا ساتھ اب کا نہیں بلکہ بچپن کا تھا۔ ساتھ پڑھنا اٹھنا بیٹھنا کھیلنا رنم نے انہی کے ساتھ سیکھا تھا۔

"بابا پلیز آج آپ مجھے ڈراپ کر دیں یونی۔ مجھے راستے میں سٹور پہ رک کر کچھ چیزیں لینی ہیں۔"

وہ خاکی وردی میں ملبوس فیصل کو مخاطب ہوتے ہوئے عاجزانہ لہجے میں گویا ہوئی۔ فیصل نے کچھ سوچ کر اثبات میں سر ہلایا۔

"میں کر دیتا ہوں مگر آپ دیری بلکل نہیں کریں گی مجھے وقت پہ تھانے پہنچنا ہے۔"

وہ تنبیہی لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ارم نے چیزیں لا کر ان کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔ رنم بھی عجلت میں اپنا ناشتہ ختم کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ایک دوسرے کی تقلید میں باہر کی جانب بڑھے تھے۔ گارڈز کو خیال کرنے کی تاکید کرتے گاڑی میں بیٹھتے ہی فیصل نے زن سے گاڑی جامعہ کی جانب بڑھائی۔

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

"بابا یہ کیا بات ہوئی آج آپ مجھے چھوڑنے جا رہے ہیں تو اس ڈرائیور نامی بلا کا نام و نشان تک نہیں ہے۔اسے تو ہمہ وقت یہی کہی ہونا چاہیے کیونکہ ہمیں تو کسی بھی وقت اچانک بھی کہی جانا پڑ سکتا ہے نا۔"

وہ خشمگین نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

"اسے کوئی ضروری کام تھا وہ بس آپ کو چھوڑنے کیلیے یہاں آنے والا تھا تو جب آپ نے مجھ سے درخواست کرلی تو میں نے پہلی فرصت میں اسے ٹوک دیا کہ وہ اپنا کام نپٹالے۔"

ان کی باتوں پہ وہ کسی حد تک مانتے ہلکی پھلکی ہوگئی تبھی مسکرا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف گاڑی آگے کی جانب بڑھا رہے تھے معاً سٹور آتے ہی رنم نے شور مچانا شروع کر دیا تھا۔فیصل کو گاڑی روکتے ہی بنی۔باہر نکلتے ہی انہوں نے رنم کو اپنے حصار میں لیا اندر کی جانب بڑھ گئے۔وہاں گزرتا ہر شخص ان کی شخصیت سے مرعوب ہوتے انہیں مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا۔رنم ان سب کے یوں دیکھتے پہ زیرِلب مسکرا دیتی۔

اس کے مسلسل چیزیں خریدنے پہ فیصل نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"رنم یہ سب کچھ کھائیں گی آپ۔"

www.zubiinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ سکتے کی کیفیت میں گویا ہوئے جس کے ہاتھ میں اتنا بڑا شاپنگ بیگ موجود تھا اور وہ اب بل بنوا رہی تھی۔ رنم کے معصومیت سے اثبات میں سر ہلانے پہ وہ سر پیٹ کر رہ گئے۔ ایک تو ان کی بیٹی نا جانے کیوں کس قدر کھاتی تھی مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ اسے لگتا پھر بھی نہیں تھا۔

"بابا اب رات تک مجھے بھوک پہ بھوک لگے گی تو میں کیسے برداشت کروں گی آپ جانتے ہیں نا مجھے۔"

وہ ناراضگی سے منہ بسورتے ہوئے بولی تو فیصل اس کی بات پہ مسکینیت سے ہنس دیے۔ سچ میں وہ کیسے برداشت کرے گی کیونکہ مشعل نے تو جیسے اسے اپنے گھر میں کچھ دینا نہیں تھا۔ ابھی وہ لوگ گاڑی میں آکر بیٹھے ہی تھے کہ فیصل کا فون زور و شور سے بجا۔ انہوں نے چونک کر فون کان سے لگایا کیونکہ ڈی آئی جی سر کی کال تھی۔ اگلی جانب سے ان کے احکامات سن فیصل بھی بھونچکا رہ گئے۔

"جی جی سر میں بس کچھ ہی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔ آپ اسلحہ تیار رکھیں۔"

انہوں نے دھیمی آواز میں بولتے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی تھی۔ رنم نے ان کا چہرہ دیکھ انہیں مزید پریشان کرنا ضروری نہیں سمجھا ویسے بھی یونی یہاں سے کافی فاصلے پہ تھی اس کے برعکس مشعل کا گھر قریب۔

"بابا آپ ایسا کریں مجھے مشعل کے گھر ڈراپ کر دیں میں وہی سے چلی جاؤں گی اینڈ ایم سوری فار یور ان کنوینئینس۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔ فیصل نے اس کی بات پہ آمادگی ظاہر کرتے گاڑی کا گئیر بدلا اور جہاز کی سی تیزی سے دوڑاتے مشعل کے گھر کے دروازے کے عین باہر لا کر ہی روکی تھی۔

"آپ سب سے پہلے اپنا خیال رکھیے گا۔"

رنم نے ان کی پیشانی پہ بوسہ دیتے باور کرایا۔ فیصل اس کی بات پہ ہولے سے مسکائے۔

"مجھ پہ پہلے اس ملک کا خیال رکھنا فرض ہے پھر کہی دور جا کر اپنا۔ خیر آپ نے یہی رہنا ہے میں خود یا ڈرائیور سے کہہ دوں گا کہ آپ کو پک کر لے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے وہی سے مڑ گئے تھے۔ رنم نے کندھے اچکاتے اندر جانا ہی بہتر سمجھا۔ اندر پہنچ کر اس کی والدہ سے ملتے وہ سیدھا مشعل کے کمرے میں پہنچی تھی جو کمفرٹر اوڑھے لمبی تان کر سو رہی تھی۔ رنم نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"تم بدتمیز جاہل انسان۔"

اس نے بے دردی سے کھینچ کر کمفرٹر نیچے پھینکا تو وہ ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی۔ بالوں کو سرعت سے سمیٹتے اس نے نیم واں آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑی رنم کو دیکھا تو اس کی آنکھیں اگلے ہی لمحے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ حیرت کے مارے چلائی اور سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارتے لائٹ جلائی۔

"چھاپہ مارنے آئی ہوں۔ابھی میں یونی جا کر خوار ہو رہی ہوتی اور تم یہاں سکون سے نیند کے مزے لوٹ رہی ہو۔"

وہ غصے میں اس پہ جھپٹ پڑی۔

"اچھا اچھا میری ماں میں بس اٹھنے ہی والی تھی تم نے اچانک ہی سرپرائز کر دیا۔ویسے بھی میں اب سوچ رہی ہوں کہ تو آ تو گئی ہے اب یونی نہیں جاتے وہاں کا چکر پھر کبھی لگا لیں گے۔سکون سے گھر میں بیٹھ کر مووی انجوائے کرتے ہیں۔"

وہ ایک ذوردار قسم کی انگڑائی لیتے ہوئے بولی۔رنم کو بھی اس کی بات کافی حد تک پسند آئی تبھی تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلا گئی۔

"اور کشف اس کا کیا کریں۔"

معاً اچانک یاد آنے پہ رنم اس کے بیڈ کے دوسرے جانب بیٹھتی ناسمجھی سے گویا ہوئی۔

"وہ تو میرے خیال میں ویسے بھی نہیں آرہی آج اس کے کچھ کزنز آرہے ہیں گاؤں سے۔اسے تو دھڑکا لگا ہوا ہے کہ کہی ان ایک کزن میں سے اس کو کسی کا ساتھ ناٹر خا دیں۔"

وہ پوری بات بتاتے کشف کا چہرہ یاد کرتے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہنس دی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"گاؤں گھن آتی ہے مجھے ایسی جگہوں سے جہاں نا کوئی صفائی ستھرائی ہے نا کچھ ہم شہر میں پلے بڑھے لوگوں کو وہاں جانا پڑ جائے تو ہمارا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ اللہ اسے بھی ان سب چیزوں سے بچائے بس۔ میرے دل کو تو حقیقتاً ہمدردی سے اس سے۔"

وہ کوفت سے آنکھیں گھماتے ہوئے بولی ساتھ ہی اپنا موبائل کھنگالا جہاں ارم کی کال آئی ہوئی تھی۔

"اب یہ تم زیادتی کر رہی ہو نم تم سن کر حیرت تو ہو گی مگر دیہاتی لوگ ہم سے زیادہ صفائی ستھرائی کا خیال کرتے ہیں۔ خیر تم مانوں گی نہیں مگر میں نے پنجابی موویز دیکھی ہیں آئی سوئیر میں خود حیران تھی کہ یہ لوگ تو ہم سب سے زیادہ ویل مینرڈ ہیں۔ ہم لوگ دوپہر کر کے اٹھتے ہیں جبکہ وہ لوگ صبح سویرے فجر کی نماز کے بعد سوتے ہی نہیں اسی لیے ہم سست اور اور وہ لوگ اتنی عمروں کو پہنچ جانے کے باوجود ہٹے کٹے ہوتے ہیں۔"

وہ تفصیل سے اسے آگاہ کرتے ہوئے بولی۔

"واٹ ایور۔ مجھے ان سے کسی قسم کا لگاؤ نہیں ہے ویسے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تمہیں دیہاتی لوگوں سے کچھ زیادہ ہی محبت جاگ رہی ہے سب خیریت ہے نا آنٹی سے کہنا پڑے گا کہ آپ کی بیٹی کیلیے کسی دیہی لڑکے کا ہی رشتہ ڈھونڈیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ آنکھیں گھماتے ہوئے طنزیہ لہجے میں بولی۔ مشعل اس کے انداز پہ ہولے سے ہنس دی۔ یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی کہ رنم اور گاؤں کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے وہ تو اس کا نام سنتے ہی وہاں سے فرار ہو جاتی تھی۔

"اگر انسان دل کا اچھا اور مجھ سے محبت کرنے والا ہوا نا رنم تو آئی سوئیر میں گاؤں میں بھی خوش رہ لوں گی کیونکہ ان سے زیادہ مخلص تو کوئی شہری بھی نہیں ہوتا۔ وہ بہت اچھے ہوتے ہیں نرم مزاج کے ایک دوسرے کو سمجھنے والے غم بانٹنے والے ایسے لوگوں میں کون نہیں جانا چاہے گا۔"

وہ کھوئی کھوئی پر لطف کیفیت میں بولی۔ رنم نے داد دینے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا معاً اس کی آخری بات پہ وہ تمسخرانہ انداز میں ہنس دی تھی۔

"میں نہیں جانا چاہوں گی رنم بلوچ نہیں جانا چاہے گی ایسے لوگوں کے درمیان کیونکہ مجھے اپنی آزادی بہت پیاری ہے جبکہ وہ لوگ پرانی دقیانوسی سوچ کے حامل ہوتے ہیں میں اب خوشی خوشی اپنے پر کتر کر ان کے ہاتھوں میں اپنی ڈور نہیں تھما سکتی۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی ارم کو کال ملاتی ٹیرس کی جانب ہو گئی تاکہ اسے آگاہ کر سکے۔ مشعل نے تاسف سے اس کی جانب دیکھتے کمرے کی حالت کچھ حد تک درست کی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھی فون بند کرتے واپس آ گئی۔ اب کی بار مشعل نے کوئی بھی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا جس کی بدولت رنم کا

WhatsApp ; 0344-4499420

لہجہ تلخ ہو کیونکہ وہ بولتے ہوئے پھر سوچتی بلکل نہیں تھی یہ کہا جائے تو بہتر ہو گا کہ اس کی زبان ہی اس کا ساتھ نہیں دیتی تھی۔ مشعل اسے کچھ وقت ٹھہرنے کا کہتے خود باہر کی جانب بڑھ گئی تا کہ اس کیلیے سنیکس لے آئے مگر اس سے پہلے ہی مشعل کی والدہ کمرے کی جانب ہی آ رہی تھی۔

"ارے آنٹی آپ نے ایسے ہی تکلف کیا۔"

وہ انہیں ٹرے اپنے سامنے رکھتے دیکھ جھجک کر بولی۔ منزہ بیگم نے ہولے سے اس کے سر پہ چپت لگائی۔

"کیا میں نہیں جانتی کہ میری بیٹی بھوک کی کس قدر کچی ہے۔ چلو کھانا شروع کرو اور کچھ بھی چاہیے ہو تو بلا جھجک مجھے آواز دے دینا مشعل بیٹے۔"

انہوں نے جاتے جاتے واشروم میں فریش ہوتی مشعل کو مخاطب کیا تو وہ بھی جی امی کہتے خاموش ہو گئی۔ ان کے کمرے سے نکلتے ہی رنم نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے دانت کچکچائے۔

"تم۔ تم مسجد میں اعلان کیوں نہیں کروا دیتی مشعل۔"

اس کے واشروم سے باہر نکلتے ہی وہ تن فن کرتی اس کے سر پہ پہنچی اور کینہ توز نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیسا اعلان بھئی۔ ہٹو پیچھے مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کی بغیر مفہوم کی کیے جانے والی باتوں سے عاجز آتے ہوئے اسے ایک جانب کرتے ہوئے بولی۔

"کہ میں بھوک کی کچی ہوں۔ پوری دنیا کو علم ہونا چاہیے نا۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے ناراضگی سے بولی۔

"چلو اب یہ کھالو ورنہ آخری سینڈوچ بھی میں ہی کھا جاؤں گی پھر اس کے بعد ناراضگی مت جتانا۔"

وہ جان بوجھ کر بلند آواز میں بولی۔ رنم کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا۔ اس نے سرعت سے رخ پھیرتے اس کے ہاتھوں سے وہ سینڈوچ جھپٹتے اس کی بائٹ لی تھی۔ وہ اس کی حرکت پہ کھکھلا کر ہنس دی۔

"ویسے تم نے اس ڈرائیور۔"

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی رنم نے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہاری بات ڈرائیور سے شروع ہو کر ڈرائیور پہ ہی کیوں ختم ہو جاتی ہے۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے جوس کا گلاس لبوں سے لگا گئی۔ مشعل نے باقاعدہ آنکھیں گھمائی۔

"دراصل میں دیکھنا چاہتی ہوں اس ماہان ہستی کو جس نے مس رنم کی بے عزتی کرنے کی ہمت کی ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

اس کے مزے سے بولنے پہ رنم کے تن بدن میں اگ لگ گئی۔اس نے سائیڈ سے تکیہ اٹھاتے اس کی جانب اچھالا جسے بروقت اس نے کیچ کرتے رنم کو بھی ساتھ ہی اپنے ساتھ بھینچا تھا۔اگلے ہی لمحے ان دونوں کی کھکھلاہٹیں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔باہر سے گزرتی منزہ بیگم نے ان کے ہنسنے پہ بے ساختہ کانوں کو ہاتھ لگایا۔

اگلی صبح معمول کے برعکس کافی حد تک روشن اور ہوادار تھی۔ٹھنڈی ہواؤں نے زور پکڑا ہوا تھا۔برف سے ہر چیز ڈھلی ہوئی تھی۔گھڑی صبح کے سات بجا رہی تھی۔گھر کی عورتیں ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔حورے اور نورے سعدیہ سے پراٹھے بنانا سیکھ رہی تھی کیونکہ یہ ذمہ داری رقیہ بیگم نے خود سعدیہ بیگم کے سر لگائی تھی۔رضوانہ بیگم لسی میں مدانی گھمانے میں مصروف تھی گاہے بگاہے ان دونوں کی جانب بھی نگاہ گھما لیتی جو سعدیہ کی نگاہوں سے بچتے اپنی ہی مستیوں میں مصروف تھی۔وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"تم دونوں سرعت سے یہ کام نپٹاؤ میں سائیں کو اٹھا کر آ رہی ہوں۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Baks Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ان دونوں کو سختی سے تاکید کرتی خود کپڑے سے ہاتھ پونچھتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے جاتے ہی وہ دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مارتے کھکھلا کر ہنس دی تھی۔ رضوانہ نے ان دونوں کو زبردست گھوری سے نوازا۔

سعدیہ کو آج فجر کے بعد سے ہی خرم پہ انتہائی غصہ تھا کیونکہ انہوں نے فجر کی نماز ادا کرتے کھیتوں کا چکر لگانے جانا تھا مگر ان کی کاہلی کی بدولت یہ کام بھی ندیم کرنے نکل پڑے تھے۔ انہوں نے غصے سے کھینچ کر پردے پیچھے کیے اور اس کے پٹ کھولتے دھوپ کو اندر آنے کا راستہ دیا تھا۔ سورج کی کرنیں چھن سے آتے خرم کے چہرے پہ پڑی تو انہوں نے اشتعال کے عالم میں ان کی جانب دیکھا۔

"اسے تو بند کر دے ابھی وقت ہی کیا ہوا ہے۔"

وہ کسمسا کر بولتے آنکھیں موند گئے۔ سعدیہ نے میز پہ رکھا پانی کا جگ پورے کا پورا ان کے اوپر انڈیل دیا وہ اپنی جگہ سے ہڑبڑا کر اٹھے تھے۔

"وقت دیکھیں کیا ہو گیا ہے ساڑھے سات بج رہے ہیں۔ ایک کام سونپا تھا بابا سائیں نے آپکو مجال ہے ڈھنگ سے کیا ہو۔"

وہ تلملا کر بولی تو خرم کی آنکھیں وقت دیکھتے پٹ سے کھلی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"یہ جائیداد یہ گاؤں کی سرداری حاصل کرنی ہے نا تو اس کاہلی کو اللہ حافظ کہنا پڑے گا ورنہ ہمیشہ کی طرح ہم بس سب کا منہ ہی دیکھتے رہ جائیں گے۔"

وہ پاٹ دار آواز میں گویا ہوئی۔ خرم نے رعونت سے آنکھیں گھمائی۔

"یہ تمہاری ہر بات جائیداد سے شروع ہو کر سرداری پہ ہی کیوں ختم ہو جاتی ہے جو مل رہا ہے اس میں کیوں نہیں جیتی۔ خود کا تو دماغ گھوما ہوا ہے ہی مجھے بھی اپنے ساتھ لٹو پہ گھماتی ہے۔ تنگ آ گیا ہوں میں تیری روز روز کی ایک ہی بات سے۔ ضرور تیری اولاد بھی اسی وجہ سے تنگ ہے تیرے سے۔ نا جانے کس کو میرے پلے باندھ دیا یے نا دن کا سکون میسر ہے نا رات کا ہر وقت کی چک چک سماعتیں مفلوج ہو چکی ہیں میری۔"

وہ غیض کے عالم میں بڑبڑاتے غسل خانے کی جانب بڑھ گئے۔ سعدیہ نے ان کے بولنے پہ رعونت سے آنکھیں گھمائی اور بیڈ کی چادر درست کرتے نیچے کی جانب بڑھ گئی اسے نہیں فرق پڑتا تھا کہ کون کیا بول رہا ہے اسے بس ایک ہی چیز سے غرض تھا ملکیت سے پیسوں سے اور اس جائیداد سے۔ وہ کسی بھی صورت میں یہ سب ہتھیانا چاہتی تھی۔

"فرزام نہیں جاگا اب تک۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

سردار سائیں کی سنجیدہ آواز پہ میز پہ ناشتہ لگاتی سعدیہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اب اگر وہ انہیں بتاتی کہ انہوں نے جگایا ہی نہیں تو کلاس پکی تھی تبھی جھوٹ کا سہارہ لینے کا سوچا تھا۔

"بابا سائیں وہ اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ جسم میں حرارت محسوس ہو رہی تھی تو میں نے سوچا کچھ دیر آرام کر لے۔ٹھیک کیا نا۔"

وہ کھسیانی ہنسی ہنستے بڑی صفائی سے جھوٹ بولتے ہوئے بولی۔ان کی بات پہ انہوں نے پریشانی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔سعدیہ اپنی جیت پہ دل ہی دل میں دلکشی سے مسکرادی۔خرم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ سر جھٹکتے ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔باقی سب اس دوران ناشتہ کرنے میں مصروف ہو چکے تھے۔

"اٹھ جا میرا شیر کب تک سوئے گا۔"

سعدیہ فرزام کے کمرے کا دروازہ ہولے سے واں کرتے اندر داخل ہوئی تو وہ بیڈ پہ اوندھا لیٹا گہری نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔کمفرٹر اس کے اوپر سے اترتے نیچے زمین پہ گرا ہوا تھا۔ناشتے کی میر پہ انہوں نے بابا سائیں کو جھوٹ بولتے ٹال دیا تھا کہ اس کی طبیعت کچھ خراب ہے ورنہ تو وہ اس کے دیر سے جاگنے پہ ہنگامہ برپا کر دیتے۔صد شکر تھا کہ انہوں نے بات کی تصدیق کیلیے کسی کو نہیں بھیجا تھا ورنہ تو وہ

WhatsApp ; 0344-4499420

رنگے ہاتھوں پکڑی جاتی اور پھر نا جانے انہیں جھوٹ بولنے کی کیا سزا ملتی۔انہوں نے جھر جھری لیتے کھڑکیوں کے پردے برابر کیے تو سورج کی کرنیں کھڑکیوں کے راستے سے ہوتے سیدھا اس کے چہرے سے جا ٹکرائی مگر وہ ایک لمحے کیلیے بھی ٹس سے مس نا ہوا۔

انہوں نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے زمین سے کمفرٹر اٹھایا اور اسے تہہ لگاتے اس کے نزدیک بیٹھتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں محسوس کر اس نے ہولے سے آنکھیں واں کی اور مسکراتی نگاہوں سے سعدیہ کی جانب دیکھا تھا۔

"اٹھ گیا میرا بچہ چل اب فریش ہو جا جلدی سے میں ناشتے کا انتظام کرتی ہوں۔"

وہ ممتا بھرے لہجے میں بولتے اس سے پہلے کہ کھڑی ہوتی فرزام نے نفی میں سر ہلاتے ان کی گود میں سر دھرا۔

"اماں سائیں آپ نے وقت پہ کیوں نہیں اٹھایا دادا سائیں ناراض ہو رہے ہونگے۔"

وہ ہنوز آنکھیں موندے دھیمے لہجے میں بولا۔

"نہیں تو پریشان مت ہو میں نے جھوٹ بول دیا تھا کہ تیری طبیعت نہں میں ٹھیک تو وہ خاموش ہو گئے تو اٹھ جا اب میرا بچہ۔"

ان کی بات پہ وہ جو آنکھیں موندے لیٹا تھا جھٹ سے کھولتے اٹھ بیٹھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"اماں سائیں آپ نے جھوٹ کیوں بولا۔ مجھے ایک بار جگاتی تو سہی میں اٹھ جاتا۔ ایسے دادا سائیں کو بھی اچھا نہیں لگا ہو گا اور مجھے بھی اچھا نہیں لگ رہا کہ آپ میری وجہ سے جھوٹ بولیں کسی سے۔"

وہ غصے سے بولا۔ سعدیہ بیگم اس کے غصے پہ گھبرا گئی تبھی اس کا شانہ سہلاتے اسے رام کرنے لگی۔

"اچھا تیرے سے ایک بات پوچھوں۔"

وہ خوشامدانہ لہجے میں بولی۔ ان کے بولنے کے انداز پہ فرزام نے چبھتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"جی کہیں مگر پلیز اماں سائیں کچھ ایسا مت کہیے گا جو ہمارے اعصابوں پہ گراں گزرے۔"

وہ تھکے ہارے لہجے میں بولتے انہیں سختی سے تنبیہہ بھی کر گیا۔ انہوں نے بے ساختہ تھوک نگلا۔

"وہ تو کیا نورے کو پسند کرتا ہے۔"

ان کی بات فرزام کے اعصابوں پہ بجلی بن کر برسی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہوا گویا پوری حویلی کی عمارت اس کے سر پہ آن گری ہو۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا جنہوں نے نا جانے کیا سوچ کر یہ بات کہی تھی۔

"اماں سائیں آپ اپنے حواسوں میں ہیں نا۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے بولا۔

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"حواسوں میں ہوں تبھی تو پوچھ رہی ہوں۔ وہ بس مجھے لگا تو میں نے پوچھا تو ہاں یا ناں میں جواب دے دے۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں مزاح کا رنگ دیتے ہوئے بولی مگر ان کی بات فرزام کے دل پہ بجلیاں گرا رہی تھی۔

"وہ میری بہن ہے اماں سائیں سمجھ گئی آپ۔ ایک بار عمروں کا فرق دیکھ لیا کریں پھر کچھ بولا کریں خدارا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سعدیہ اس کی بات پہ سر جھٹکتے تمسخر سے ہنسی۔

"ہاں جانتی ہوں کہ وہ تیری تایا زاد ہے سگی بہن نہیں۔ مگر جیسے کل رات وہ تیرے رعب اور دبدبے میں آئی ہوئی کوئی سہمی چڑیا لگ رہی تھی تو یقین کر مجھے تو بہت لطف آیا یہ چیز دیکھ کر کیسے تھر تھر کانپ رہی تھی تو کیا یہ ساری زندگی کیلیے نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو جائے تو پھر کتنی اچھی بات ہے تو بھی سکھی میں بھی سکھی۔"

ان کی بات پہ اس نے جھٹکے سے اپنا رخ ان کی جانب کرتے غیض کے عالم میں ان کی جانب دیکھا۔ جو نا جانے کس منہ سے یہ سب باتیں بول رہی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"فار گاڈ سیک اماں سائیں۔ آپ کی اطلاع کیلیے عرض ہے وہ مجھ سے نہیں بلکہ میرے پاؤں میں موجود زخم کو دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔ آپ جانتی ہیں کہ وہ بچپن سے ہی حورے کے مقابلے میں ایسی ہے۔ جڑواں بچوں میں ایسا ہو جاتا ہے ایک ہمیشہ پیچھے رہ جاتا ہے نورے کے ساتھ بھی یہی مسئلہ ہے کہ وہ جلدی گھبرا جاتی ہے اور کل بھی کچھ ایسا ہی تھا آپ کی بڑی مہربانی اس بات کو کوئی اور رنگ مت دیں اور اپنے ہی بیٹے کو کسی بھی رشتے میں مت باندھیں ہمارا کوئی جوڑ نہیں ہے۔"

وہ ان کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتا ہوا اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔ اس کے انکار پہ سعدیہ بیگم کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"ہم نے جوڑ پہلے بنانے بھی نہیں ہیں جوڑ تو شادی کے بعد ہی بنے ہوئے اچھے لگتے ہیں جیسے میرا اور تیرے بابا سائیں کا جوڑ۔"

وہ دانتوں میں ڈوپٹہ دیتے شرمائے گھبرائے لہجے میں بولی۔ فرزام ان کی حرکت پہ انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

"جی اماں سائیں دیکھا ہے آپ کا اور بابا سائیں کا جوڑ میں نے بہت غور سے۔"

وہ باور کرانے والے انداز میں بولتے سپاٹ چہرے سمیت اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سعدیہ بیگم کے مسکراتے لب اس کی بات پہ سرعت سے سمٹے۔

"اچھا چل مان لی تیری بات مگر مجھے یہ بتا کہ میری اس بات کا کیا جس کا وعدہ میں نے تجھ سے لیا تھا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ناگواری سے اپنی نالائق اولاد کو دیکھتے ہوئے بولی جو نا جانے کس پہ چلا گیا تھا ہٹ دھرم کہی کا۔

"میں نے آپ سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔"

وہ سر جھٹک کر ان کی بات کو ہوا میں اڑاتے ہوئے بولا۔

"تو کیسے اس بات کو فراموش کر سکتا ہے فرزام تو اپنی باتوں سے پھر نہیں سکتا۔ نورے یا حورے جو مرضی ہو مگر تجھے ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنے جال میں پھنسانا ہے۔ نورے ہو گی تو زیادہ بہتر ہے اسے تو مار بھی لو تو وہ زیادہ نہیں بولتی مگر حورے کی زبان ہی کچھ زیادہ لمبی ہے۔"

وہ سخت لہجے میں بولی۔ فرزام نے نہایت سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھا۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔ سعدیہ نے مٹھیاں بھینچی۔

"تمہاری یہ نالائق اولاد ہمیں کہی منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گی۔ آدھی آدھی راتوں کو گھر لوٹنا بس تمہارا پسندیدہ مشغلہ ہے اود یہاں تم ہمیشہ باپ کی ناک ہی کٹوانا۔ میں چاہتا تھا کہ بابا سائیں جب گاؤں کا اگلا سردار اپنے پوتوں میں سے کسی کو رکھیں تو وہ تم ہی ہو۔ تمہارے باپ کو تو وہ فوقیت ملی

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

نہیں جو ندیم بھائی کو ملی مگر جو تم سے مجھے امیدیں وابستہ تھی مجھے تو وہ بھی ٹوٹتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ اگر اس کی جگہ بشام کو یہ جگہ۔"

عین وقت پہ خرم سائیں کی کرخت آواز پہ اس نے ناگواری سے سختی سے دانتوں پہ دانت جماتے چہرہ جھکا لیا۔

"میں مانتا ہوں بابا سائیں کہ میں بہت نالائق ہوں تو براہِ مہربانی آپ اس نالائق سے کسی قسم کی امیدیں مت لگائیں کیونکہ جب امیدیں ٹوٹتی ہیں تو ان کی چبھن پورے وجود کو لہولہان کرتی ہے۔"

وہ پراسرار لہجے میں بولتے ان دونوں کو ٹھٹھکا گیا۔ ان دونوں نے اکتا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"اماں سائیں کھانا دینا ہے تو بتائیں کیونکہ آپ سب کی انہی باتوں سے میرا پیٹ بلکل نہیں بھرنے والا۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے غسل خانے کی جانب بڑھ گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ جوں ہی تروتازہ ہوتے باہر نکلا وہ دونوں کمرے میں نہیں تھے۔ اس نے گہرا سانس بھرتے اپنے نم بالوں کو بکھیرا۔ ذہن کے دریچوں میں دا بھیگی آنکھوں کا عکس شدت سے لہرایا۔ اس نے غصے سے تولیہ زمین پہ دے مارا۔

"میں کیوں سزا کا حقدار کسی معصوم کو ٹھہراؤں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اپنی پیشانی مسلتے پورے کمرے میں ٹہلنے لگا معاً کسی نتیجے پہ پہنچتے وہ خود کو سنوارتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"چچی سائیں یہ روٹی گول نہیں بن رہی میرے سے۔"

نورے نے کوئی پانچویں بار روٹی کا پیڑا اٹھایا تھا مگر ہر بار ناکام ہو جاتی کیونکہ کبھی وہ روٹی پتلی ہوتے درمیان سے پھٹ جاتی تو کبھی سائیڈ سے۔وہ تھک ہار کر سعدیہ بیگم سے مخاطب ہوئی۔رضوانہ سائیں کسی کی عیادت کے لیے رقیہ بیگم کے ساتھ عزیز و اقارب کے گھر گئی تھی۔

"نالائق لڑکی۔دیکھ حورے نے بھی تو بنالی ہے ایک تجھ سے کچھ نہیں ہوتا۔ہر چیز میں پیچھے رہ جاتی ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اسے جھاڑ پلاتے ایک بار پھر روٹی بیلنے کا طریقہ سمجھانے لگی۔

"یہ دیکھ تھوڑی سی بیل کر باقی دونوں ہاتھوں میں گھمانا خود ہی پتلی اور بڑی بنے گی۔ چل جلدی کر اس کے بعد لچھے دار پراٹھا بھی بنانا ہے فرزام کیلیے۔"

وہ اسے لتاڑتے ہوئے دوبارے حورے کی جانب متوجہ ہوئی جو کامیاب ہو چکی تھی تبھی کھکھلاتے ہوئے اچھل رہی تھی۔ آخر کار تین چار کوششوں کے بعد نورے نے بھی ہلکی پھلکی ٹیڑھی میڑھی روٹی بنا ہی لی۔ حورے نے بے ساختہ اسے ساتھ لگاتے شاباشی دی تھی۔

"چل نورے اب پراٹھا بنانا ہے جلدی کر۔"

وہ ان دونوں کے ہاتھ میں بڑے بڑے پیڑے تھماتے ہوئے بولی تو انہوں نے ان کی ہدایت پہ عمل کرتے کام شروع کیا تھا۔ نورے نے جیسے جیسے وہ کر رہی تھی ویسا ویسا سب کرتے ان کی جانب دیکھا جو اسے توے پہ ڈالنے کا کہہ رہی تھی۔

"چچی سائیں یہاں سے تو ڈر لگتا ہے کہ اگر ہاتھ جل گیا۔"

وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔ سعدیہ نے غصے سے اس کی جانب دیکھا۔ اس وقت وہ ان دونوں کو سخت گیر استانی معلوم ہو رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا چل شاباش جلدی۔ باہر وہ آ گیا ہو گا فرزام۔ میرا بچہ کب سے بھوکا ہے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اسے سمجھاتے توے پہ خالص دیسی گھی ڈالتے ہوئے بولی۔ نورے نے بمشکل مسکراتے پراٹھا توے پہ رکھا اگلے ہی لمحے بڑی حویلی اس کی دلخراش چیخوں سے گونج رہی تھی کیونکہ پراٹھا توے پہ ڈالنے کے چکر میں اچھا خاصہ گرم گھی کی چھینٹیں نورے کے بازو پہ گرتے اسے جھلسا گئی تھی۔ حورے نے روٹی وہی رکھتے بروقت تڑپتی ہوئی نورے کو سنبھالا جس کا بازو سرخ ہو رہا تھا۔

"کیا ہو گیا سب ٹھیک۔ نورے کیا ہوا۔"

باقی کے الفاظ اس کا سرخ بازو دیکھتے اس کے لبوں پہ ہی دم توڑ گئے۔ اس نے جھٹکے سے سرخ چہرہ اٹھاتے سعدیہ کی جانب دیکھا جو مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ وہ ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کی تلقید کرتا باہر دالان کی جانب بڑھا اور دوائیوں والا ڈبا اٹھاتے اس میں سے ٹیوب نکالی تھی۔

"کیا ضرورت ہے کچن میں کام کرنے کی جب آتا ہی نہیں ہے۔"

وہ سرد مہری سے بولتے ٹیوب اس کے بازو پہ لگانے لگا۔ جلن کے احساس سے اس نے آنکھیں میچی تھی۔

"فرزام لالہ نورے نے چچی سائیں کو منع کیا تھا مگر وہ نہیں مانی۔ تو مجبوراً اسے بنانی پڑی۔"

حورے نے عین اسی لمحے بھانڈا پھوڑا تو فرزام نے ٹیوب کا ڈھکن بند کرتے اس کے زخم پہ پھونک ماری۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ابھی بھی جلن ہو رہی ہے۔"

وہ نرمی سے مخاطب ہوا۔ حورے نے پریشانی سے اس کے چہرے پہ پھیلنے والے آنسوؤں کو پونچھا۔

"نہیں فرزام لالہ میں ٹھیک ہوں اب۔"

وہ مدھم لہجے میں بولی۔ فرزام اثبات میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عین اسی لمحے سعدیہ عجلت میں پراٹھا اور سالن ٹرے میں رکھتے اس کے نزدیک آئی تو وہ دوبارہ کرسی پہ بیٹھ گیا۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی بارہا بار اس کی نگاہ ناجانے کیا سوچتے نورے کی جانب اٹھی جو ہر بار پوری مصروفیت کے ساتھ چھالوں پہ پھونک مارنے میں مصروف تھی۔

"اب بلکل بھی کام کو ہاتھ مت لگانا جب تک یہ ٹھیک نہیں ہو جاتا اوکے۔"

وہ نرمی سے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ نورے بے ہولے سے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں کیسے اس کی زندگی کے ساتھ کھلواڑ کرلوں جو ابھی ان سب چیزوں کیلیے بنی ہی نہیں ہے۔ نہیں یہ غلط ہے امی اپنا غصہ سب پہ کیوں اتار رہی ہے میری سمجھ سے بالاتر ہے یہ سب۔"

وہ فقط سوچ کر رہ گیا۔

"فرزام لالہ پراٹھا کیسا بنا ہے یہ میں نے بنایا ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

عین اسی لمحے نورے کی آواز پہ وہ سوچوں کے گرداب سے نکلتے چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا جو اشتیاق سے آنکھیں پھیلائے اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"بہت اچھا بنا ہے۔"

وہ مدھم سا مسکراتے بمشکل جواب دیتے چہرہ جھکا گیا۔ نا جانے کیوں اس سے نظریں ملاتے ہوئے بھی خود سے شرم کا احساس جاگ رہا تھا۔

"اوہ ہاں اب آپ کے پاؤں کا زخم کیسا ہے لالہ۔"

وہ اس کے پاؤں پہ نظریں گھماتے ہوئے بولی جس پہ سنی پلاس لگا ہوا تھا۔ وہ پرسکون سا سانس کھینچتی مسکرا دی۔ فرزام بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا اماں سائیں میں جا رہا ہوں دادا سائیں کے پاس حاضری لگوانے۔"

وہ اسے نظر انداز کرتے کچن میں مصروف سعدیہ بیگم سے مخاطب ہوا تو وہ اس کا ماتھا چومتے دوبارہ اپنے کام میں جت گئی۔

"اللہ کی امان میں لالہ۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

باہر کی جانب بڑھتے اس کے مضبوط قدم نورے کی مسکراتی آواز پہ ساکت رہ گئے۔اس نے بغور اس کی جانب دیکھا جو اسے دیکھتے مسکرا رہی تھی۔جس کی ہر بات لالہ سے ہوتے لالہ پہ ہی ختم ہوتی تھی وہ اس کی بات پہ پیچ و تاب کھاتے رہ گیا اور پیر پٹختے دروازہ عبور کر گیا۔

اس وقت وہ تھانے میں موجود اپنی جگہ پہ بیٹھے فائل ہاتھ میں تھامے اسی الجھے ہوئے کیس کی ورق گردانی کرنے میں مصروف تھے۔ان کے دائیں اور بائیں جانب دو سپاہی سپاٹ چہرے سمیت کھڑے تھے۔وہ دونوں خاموشی سے ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا ملاحظہ کر رہے تھے کیونکہ وہ جیسے جیسے فائل پڑھتے جا رہے تھے ان کے چہرے کے تاثرات بھی بگڑتے چلے جاتے۔ان دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

"یہ کام تو خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے۔اگر اب انہیں نہیں روکا تو یہ خود کو نعوذباللہ خدا سمجھتے خون خرابے میں بہت آگے نکل جائیں گے جو مجھے کسی بھی حالت میں قبول نہیں ہے۔"

وہ فائل ذور سے میز پہ پٹختے برفیلے لہجے میں بولے۔آنکھوں میں گویا لہو اتر آیا۔

"سجاد تم بتاؤ کیا حالات ہیں اب۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

انہوں نے براہِ راست سجاد کو مخاطب کیا جو ان کے ساتھ اسی کیس میں شامل تھا۔اس سے وقتاً فوقتاً ان کی اس کیس سے متعلق بات چیت ہوتی رہتی تھی ابھی بھی وہ انہی کے پاس موجود تھا۔

"سر کل ان لوگوں نے واضح دھمکی دے دی ہے۔دونوں پارٹیز آپس میں حالات اس حد تک الجھا چکی ہیں کہ کل پھر ان دونوں کے درمیان فائرنگ ہوئی ہے مگر ان کے علاقے کے ایس پی نے کوئی ایکشن لینا مناسب نہیں سمجھا اسی بدولت سر نے یہ کام آپ کو سونپ دیا ہے۔"

اس نے سنجیدگی سے انہیں تفصیل سے آگاہ کیا تو وہ پین لبوں پہ رکھتے گہری سوچ میں گم ہو گئے۔یہ کیس تو مزید پیچیدہ ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"تمہیں میں نے ان کے ساتھی کو گرفتار کر کے اسے حوالات میں بند کرنے کا کہا تھا تم نے وہ کام کیوں نہیں سرانجام دیا۔"

وہ پتھریلے لہجے میں بولے۔

"سر وہ لوگ جواب میں ہمارے کانسٹیبلز پہ بھی فائرنگ کرنے سے گریز نہیں کرتے۔اس کی بدولت گزرے دنوں میں ایک کانسٹیبل شدید زخمی ہوا ہے۔"

اس نے گھبرا کر مزید تفصیل ان کی سماعتوں کی نذر کی۔فیصل نے اپنی پیشانی مسلتے قریب رکھے پانی کے گلاس کو لبوں سے لگاتے ایک ہی سانس میں پی لیا۔ان کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑ رہا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"سر سے آج میری ملاقات ہو جانی ہے ایک بار مجھے اوپر سے اجازت مل جائے میں کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس علاقے کی پولیس بے ایمان ہے جو فقط چند پیسوں کی عوض ان کے ساتھ مل کر بے ایمانی کر رہی ہے مگر میں ایک ایماندار آفیسر ٹھہرا جو ان جیسے کتوں کیلیے اپنا ضمیر نہیں بیچ سکتا۔ ایسے لوگوں کی بدولت ہی تو ملک کے حالات بہتر ہونے کی بجائے مزید بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ مجھے اس ملک کی حفاظت کا ذمہدار ٹھہرایا گیا ہے میں اپنی جان تو دے دوں گا مگر ان غداروں کے سامنے کبھی نہیں بکوں گا۔ ان جیسوں رشوت خوروں کی بدولت پولیس کا پورا عملہ ہی بدنام ہے۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے گویا ہوا۔ چہرے پہ ڈھونڈنے سے بھی نرمی کا عنصر دکھائی نہیں دیا تھا۔

"سر مگر آپ کو یقین ہے کہ یہ کیس ہم لوگ حل کر لیں گے۔"

وہ شش و پنج میں مبتلا بولا۔ اس سے پہلے کہ فیصل کوئی جواب دیتے فون بجنے کی آواز کیبن کی فضا میں گونجی تو انہوں نے سکرین پہ دکھائی دیتے نمبر کو مسکرا کر دیکھا اور بغیر کسی دیری کے فون اٹھاتے کان سے لگایا۔ اس دوران وہ سپاہی خاموشی سے اپنے کام میں مصروف ہو گئے تا کہ فیصل کو ان کی موجودگی سے بالکل بھی خلل نا پڑے۔

"کہاں مصروف ہو کہ مجھے ہی فراموش کر گئے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ تحیر کے عالم میں بولتے مقابل کی آنکھوں میں روشنیاں سی بھر گئے۔ وہ ہولے سے ہنس دیا۔

"ویسے آپ بھول رہے ہیں کہ ابھی آپ کو فون ملانے والا میں ہوں اور شکوے شکایات بھی میری جانب ہی حقِ بجاں ہیں۔"

وہ اپنے فون کرنے والی حرکت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ فیصل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"اور کیسا چل رہا ہے سب کچھ۔"

وہ ذو معنی لہجے میں بولتے شریر ہوئے۔ مقابل ان کا اشارہ سمجھتے صوفے سے پشت ٹکاتے آنکھیں موندتے نفی میں سر ہلا گیا۔

"ابھی چند دن قبل ہی تو چھٹیاں ملی ہیں کچھ تو سوچا آرام سے زندگی گزارو مگر آپ نے تو وہ سکون بھی چھین لیا ہے میرے سے۔"

وہ معنی خیز لہجے میں بولتے فیصل کو مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

"مت بھولیں کہ آپ کس سے مخاطب ہیں۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے بہت کچھ جتا گئے۔ وہ چند پل خاموش رہا پھر متبسم لہجے میں گویا ہوا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"اپنے لیڈر سے۔ ارے نہیں نہیں ایس ایس پی فیصل بلوچ سے مجھ جیسا ایک ادنیٰ سا انسان مخاطب ہے۔"

وہ نرم لہجے میں بولا جو فیصل کو بہت بھایا تھا۔ اس کے لہجے کی مٹھاس کس قدر بھلی محسوس ہوتی تھی۔

"خیر آپ کے کیس کا کیا بنا۔"

وہ ساری باتوں کو ذہن سے جھٹکتا کام کی بات کی جانب آیا۔ فیصل بھی سرعت سے سنجیدہ ہوئے تھے۔

"انشاءاللہ بہت جلد اس کیس کو لڑ کر اپنے انجام پہ پہنچاتے ایک عہدہ مزید بڑھوالوں گا۔"

وہ پرعزم لہجے میں بولے۔ ان کے انداز میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔ مقابل کافی محفوظ ہوا۔ اس کی سیاہ گہری آنکھوں میں ایک چمک سی لہرائی۔

"اور مجھے اس دن کا بے صبری سے انتظار ہے۔ یقین کیجیے سب سے پہلے پھولوں کے ہار پہنانے میں ہی وہاں پہنچوں گا کیونکہ مجھے آپ کی جیت پہ پورا یقین ہے مائین لیڈر۔ آپ کے قدموں پہ قدم رکھتے میں نے یہ مقام حاصل کیا ہے تو پھر آپ سے ناامیدی مجھے نہیں بھاتی مجھے ہر حال میں اپنے لیے نہیں تو آپ کیلیے یقیناً مثبت اور ثابت قدم رہنا ہے۔"

وہ بھاری لہجے میں یقین سموئے بولا۔ فیصل نے اس کی بات پہ گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

www.zubinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

معاً اگلے ہی لمحے کیبن ناک ہونے کی آواز نے اس نے چونک کر اس جانب دیکھا جہاں سے ایک کانسٹیبل اندر آتے اسے سلیوٹ کر کے ایک جانب کھڑا ہو گیا۔

"ہاں بولو کیا بات ہے۔"

انہوں نے کال بند کرتے اپنی توجہ اس کی جانب مبذول کرائی۔

"آپ کی ڈی آئی جی سر سے ملاقات کا وقت ہے سر۔"

وہ چہرہ جھکائے سنجیدگی سے بولا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ سوچ چکے تھے کہ آج آر یا پار کا فیصلہ وہ کر کے ہی رہے گے۔

"بابا سائیں۔ بابا سائیں۔"

ندیم سائیں ہانپتے ہانپتے ڈیرے پہ داخل ہوئے تو وہ خرم سائیں کے ساتھ کسی بات میں مصروف تھے۔ ان کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ نا جانے کیوں سردار سائیں کو کسی غیر معمولی پن کا گمان ہوا تھا۔ خرم نے بھی ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جو مسلسل ہانپ رہا تھا۔ ندیم جو خوشی سے پھولے نا سماتے ہوئے اندر داخل ہوا وہاں موجود قاسم کو دیکھتے اس کی ساری خوشی جھاگ کی مانند بیٹھ گئی۔ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سردار سائیں کو کوئی اشارہ کیا تو وہ اس کی بات کو سمجھتے اثبات میں سر ہلا گئے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"سب خیریت ہے نا ندیم سائیں آپ یوں اچانک یہاں۔"

انہوں نے تمام کاموں کو ایک جانب رکھتے سنجیدگی سے انہیں مخاطب کیا۔

"جی سب ٹھیک ہے بس کچھ اہم بات کرنی تھی آپ سے۔"

وہ مؤدب لہجے میں بولتے خرم کے چودہ طبق روشن کر گئے۔ان کی تمام حسیات ان کی جانب مبذول ہو چکی تھی۔

"خرم سائیں میں نے آپ کو سب کچھ سمجھا دیا ہے اب جس کا جتنا معاوضہ بن رہا ہے آپ سب تک پہنچا دیجیے جتنا جلدی ہو سکے۔"

وہ تمام مالی اخراجات کا رجسٹر بند کرتے پلنگ کی ایک جانب رکھتے ان سے مخاطب ہوئے تو وہ دل ہی دل میں ضبط کرتے بمشکل مسکراتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔وہ جانتے تھے کہ یہ سب انہیں یہاں سے بھیجنے کا بہانہ ہے مگر فلحال وہ ان کی حکم عدولی بھی نہیں کر سکتے تھے تبھی ان سے اجازت لیتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ وہاں ٹھہرنا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا کیونکہ چاروں اطراف میں تو سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے تبھی جی کڑا کر رہ گئے۔

"کیا ہوا بولیں ندیم سائیں کوئی خبر ہے کیا۔"

انہوں نے بے چینی سے ان کا ہاتھ تھامتے استسفار کیا۔وہ نم نگاہوں سے ہنستے ہوئے سر ہلا گئے۔

www.zubinovelszone.com
Digital BAKS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"بابا سائیں میں نے آپ کے حکم کے مطابق اپنے بندوں کو دن چڑھتے ہی یہاں سے بھیج دیا تھا پہلی فلائٹ سے اور وہاں اسلام آباد جا کر انہیں زیادہ تگ ودو نہیں کرنی پڑی۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولے۔ بولتے ہوئے خوشی سے ان کی آواز کپکپا رہی تھی اور بابا سائیں کے ہاتھ۔

"پھر۔ پھر کیا ہوا۔"

انہوں نے چونک کر سوال کیا۔

"وہ وہاں اتنے بڑے عہدے پہ فائز ہے بابا سائیں وہ بڑا افسر بن گیا ہے وہاں۔ وہی رعب وہی دبدبہ۔ مجھے ان سب نے بتایا ہے۔ ایس ایس پی فیصل بلوچ۔"

وہ خوشی سے بتاتے رو دیے۔ بابا سائیں نے بے یقین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا آیا وہ کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہے۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں نا میرا فیصل اتنا بڑا ہو گیا وہ۔ ہم کب جائیں گے اس کے پاس۔ جلدی چلتے ہیں ہمیں اس سے ملنا ہے اسے سینے سے لگانا ہے۔ اس سے معافی بھی مانگنی ہے۔ اسے بتانا ہے کہ اسے یہاں سے نکال کر ہم بھی ایک لمحہ بھی سکون میں نہیں رہے۔"

وہ اپنے جھڑیوں ذدہ ہاتھوں سے ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولے۔ ندیم نے انہیں گلے سے لگایا جن کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

"ہم ابھی نکلیں گے بابا سائیں۔نیک کاموں میں دیری نہیں کرنی چاہیے۔میں نے ٹکٹس بھی بک کروالی ہیں اللہ نے ہمیں اس سے ملانے کا راستہ نکالا ہے باقی کا راستہ ہمیں خود پار کرنا ہے۔"

وہ پر عزم لہجے میں بولے۔

"مگر ہم سب کو کیا بتائیں گے ندیم سائیں۔"

وہ پریشانی بھرے اثرات سمیت بولے کیونکہ وہ گھر میں سب کو تحفہ دینا چاہتے تھے پہلے خود اس سے مل کر۔

"وہ ہم کوئی بھی بہانہ لگادیں گے آپ پریشان مت ہو ہمیں بس نکلنا ہے ابھی۔پیکنگ کی ضرورت نہیں پڑے گی کیونکہ ہمیں تو اسے لے کر لوٹنا ہے نا۔"

وہ سمجھانے والے انداز میں بولے۔

"کن کو لینے جانا ہے آپ دونوں کو اور کیا بہانہ لگائیں گے۔"

فرزام کی اچانک بھاری آواز پہ ان دونوں نے پھیکے پڑتے چہرے کے ساتھ اس کی جانب دیکھا جو مشکوک نگاہوں سے انہی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"ہم وہ۔"

اس سے پہلے کہ ندیم سائیں کوئی بہانہ بناتے فرزام نے درمیان میں ہی انہیں ٹوک دیا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"معذرت تایا سائیں اور دادا سائیں مگر میں آپ کی تمام باتیں سن چکا ہوں اسی لیے جھوٹ مت بولیے گا۔ آپ کسی سے ملاقات کیلیے اسلام آباد جا رہے ہیں مگر وہ کون ہے یہ مجھے جاننا ہے۔"

وہ کندھے اچکاتے بے نیازی سے بولا۔ اب کی بار سردار سائیں کی گھوریوں کا بھی اس پہ کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔

"دیکھو فرزام ہم ابھی جو بھی تمہیں بتا رہے ہیں وہ ہمارے درمیان کی بات ہے اور کسی کو نا علم ہو اس بابت۔ ہم اسلام آباد تمہارے چاچو سائیں سے ملنے جا رہے ہیں جنہیں بہت پہلے بابا سائیں نے اپنے اصولوں کی نذر کرتے یہاں سے نکال دیا تھا۔"

ان کی بات پہ کئی لمحے تو فرزام کچھ بول نا پایا بس حق دق بیٹھا سردار سائیں کو دیکھ رہا تھا جیسے یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ انہوں نے اپنی سگی اولاد کے ساتھ ہی یہ سب۔

"آپ کے اصل بیٹے رائٹ بابا سائیں۔"

اس نے اپنی بات کی تائید چاہی تو ندیم سائیں نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں نے آپ سے سوالات کرنے کا نہیں کہا۔ بات بتانے کا مقصد بس اتنا ہی تھا کہ ویسے بھی سب کچھ تو آپ سن ہی چکے تھے تو بس اسی لیے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

انہوں نے بابا سائیں کا اترا ہوا چہرہ دیکھ اسے جھڑکنا ضروری سمجھا تو وہ کچھ سوچ کر ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ جاؤں گا ویسے بھی شہر کے راستوں کا آپ لوگوں کو اتنا علم نہیں ہو گا مگر مجھے ہے میرے ہوتے آپ کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہو گی۔"

اس کی غیر متوقع بات پہ ان دونوں نے کئی لمحے تو عجیب سی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً کچھ سوچ کر سردار سائیں نے حامی بھرلی۔ فرزام ان کا سر اثبات میں ہلتا دیکھ دلکشی سے ہنس دیا۔

"مگر ٹکٹ۔"

ندیم نے ایک بار پھر سے ٹوکنا چاہا۔

"اس کی آپ مت فکر کریں میں ابھی ٹریول ایجنسی سے بول کر ایمرجنسی کی ٹکٹ بک کروالیتا ہوں۔"

وہ آسان حل پیش کرتے ہنس دیا۔ اس کے بعد ان تینوں نے آگے پیچھے ایک دوسرے کی پیروی کرتے قدم بڑی حویلی کی جانب بڑھائے تاکہ جلد از جلد گھر کی عورتوں کو اطلاع دیتے سفر اپنا شروع کرسکیں۔

WhatsApp : 0344-4499420

گھڑی شام کے سات بجا رہی تھی اور ارم متفکر سی اسے فون پہ فون ملا رہی تھی جو فون اٹھانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ تھک ہار کر انہوں نے فیصل کو فون ملایا تھا۔ دوسری جانب وہ جو ڈرائیونگ میں مصروف واپسی کا سفر طے کر رہے تھے چونک کر موبائل کی جانب متوجہ ہوئے جہاں بیگم کالنگ جگمگا رہا تھا۔ انہوں نے سرعت سے فون کان سے لگایا تو دوسری جانب سے ان کی گھبرائی ہوئی آواز سنتے وہ چونکے تھے۔

"کیا ہوا سب خیریت ہے نا ارم۔"

وہ تفکر بھرے لہجے میں بولتے گاڑی کو ایک جانب بریک لگا گئے تاکہ تسلی سے ان کی بات سن سکیں۔

"آپ مجھے بتائیں کہ آپ کہاں ہیں۔"

وہ ابھی بھی اپنی ہی بات پہ اٹل تھی۔ فیصل نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"میں واپسی کا سفر طے کر رہا ہوں آپ مجھے بتائیے کہ کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ اب کی بار اپنے لہجے کو حتی الامکان نرم بناتے ہوئے بولے جواباً وہ پریشانی سے رو دی تھی۔ فیصل کے دل کی حالت خراب ہونے لگی۔

"وہ رنم فون نہیں اٹھا رہی میرا اور نا ہی مشعل۔ مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے پہلے کبھی اتنی تاخیر نہیں ہوئی اسے آنے میں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ہنوز روتے روتے بولی۔فیصل کے ذہن میں ان کی بات پہ جھماکہ سا ہوا کیونکہ وہ تو جاتے ہوئے جلد بازی میں انہیں مشعل کے گھر چھوڑ کر گئے تھے۔

"آپ بے فکر رہیں وہ مشعل کے گھر ہی ہو گی میں ابھی اسی وقت وہاں جاتا ہوں۔روئیں مت پلیز ارم۔"

وہ انہیں قائل کرتے سرعت سے کال کاٹ گئے اور گاڑی کا گئیر بدلتے عجلت میں مشعل کے گھر کی جانب دوڑائی تھی۔اگلے دس منٹ میں وہ جوں ہی اس کے گھر کی حدود میں داخل ہوئے تو ایک بار پھر سے اسے فون ملایا تھا جو ہنوز بزی جا رہا تھا۔انہوں نے تھک ہار کر چوکیدار کو اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی بیٹھا اونگھ رہا تھا پولیس وردی میں ملبوس آدمی کو دیکھتے بھاگتا ہوا اس تک آیا۔

"اندر سے رنم کو بلوا دیں۔"

اس کی سپاٹ آواز پہ اس کی حسیات ایکدم روشن ہوئی اچھا تو یہ رنم بی بی کے والد صاحب ہیں تبھی سر ہلاتے بغیر کوئی سوال کیے اندر کی جانب بڑھ گیا۔اگلے دس منٹ وہ ایسے ہی اس کا انتظار کرتے رہے تھے۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ نیند میں جھولتی گاڑی تک آئی اور دروازہ کھولتے سکون سے بیٹھتے ایک بار پھر سے آنکھیں موند گئی۔

"رنم لسن ٹو می۔"

WhatsApp : 0344-4499420

فیصل نے اس کا چہرہ تھپتھپاتے اس کا رخ اپنی جانب کیا تو اس نے سوئی سوئی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"رنم گیٹ اپ کو ئکلی۔"

وہ اب کی بار سخت لہجے میں بولے تو رنم کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھی۔

"کال کیوں نہیں پک کر رہی تھی آپ ماما کی۔ وہ گھر میں اکیلی پریشان ہو رہی ہیں اور آپ نے فون اٹھانا گوارا نہیں کیا رنم وقت کا احساس ہے آپکو۔"

وہ برفیلے لہجے میں بولے تو وہ خجل ہوتے چہرہ جھکا گئی کیونکہ یہاں اسی کی غلطی تھی۔

"ایم سوری بابا نا جانے کب آنکھ لگ گئی تھی اور فون سائیلنٹ پہ تھا بس اسی لیے۔"

وہ شرمندگی اور افسوس کے ملے جلے عنصر سمیت بولی۔

"آئندہ ایسی لاپرواہی آپ کی جانب سے بلکل نہیں ہونی چاہیے۔ گوٹ اٹ۔"

ان کی سنجیدہ بھاری آواز پہ اس نے مرے مرے انداز میں اثبات میں سر ہلاتے دوبارہ سے ان کے شانے پہ چہرہ چھپاتے آنکھیں موندی تھی۔ اس نیند کی پاگل لڑکی کو فیصل نے اپنے حصار میں لیتے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔ گھر پہنچتے ہی اس کا ارادہ بھانپتے ارم نے غصے میں اسے ٹوکنا چاہا مگر وہ سہولت سے انہیں منع کر گئے تھے یہ کہتے کہ وہ اس سے قبل ہی اس کی کلاس لے چکے ہیں۔ ارم نے محبت سے اس

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

کے بال سنوارتے سر جھٹکا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ جوتوں سمیت اوندھے منہ بیڈ پہ لیٹی تو فیصل نے اس کے پاؤں تھامے تھے۔

"آپ رہنے دیں میں کرتی ہوں۔"

وہ سختی سے انہیں ٹوک گئی۔ انہیں بلکل اچھا نہیں لگا یوں ان کا اس کا پاؤں چھونا۔

"پریشان مت ہو بیگم آپ کے بھی بہت نکھرے اٹھائے ہیں اب میری گڑیا کی باری ہے جو مجھے دل و جان سے عزیز ہیں۔ نا جانے وہ کون لوگ ہوتے ہیں وہ بیٹیوں سے پناہ مانگتے ہیں بلکہ مجھے تو بیٹیاں ہی گھر کی آنگن کی رونق محسوس ہوتی ہے جیسے یہ میری گڑیا میرے آنگن کو ہرا بھرا کرنے والی۔"

وہ اس کے جوتوں کو ایک جانب رکھتے اس کے سر کے نزدیک آکر بیٹھے اور ہولے ہولے اس کا سر دبانے لگے۔ ارم نے نم نگاہوں سے اس منظر کو تکا معاً ڈور بیل کی آواز پہ وہ دونوں چونکے۔ اس سے پہلے کہ فیصل اس کے پاس سے اٹھتے ارم نے انہیں وہی بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا اور خود ڈوپٹہ سر پہ درست کرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ ڈور بیل مسلسل بج رہی تھی۔

"ارے آرہی ہوں کون ہے۔"

وہ حیرت کے مارے بولی جو شاید بیل پہ ہاتھ رکھتے بھول ہی گیا تھا۔ دروازہ کھولتے ساتھ ہی باہر کھڑے نفوس کو دیکھتے ارم کی رنگت سپید پڑ گئی۔ اس نے خالی خالی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا تھا جو

WhatsApp ; 0344-4499420

سنجیدگی سے اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔ وہ بے یقین نگاہوں سے یک ٹک ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔ وہ کس قدر خوبصورت تھی فرزام تو یک ٹک پہلی بار ان کی جانب دیکھ رہا تھا جو عمر کے اس حصے میں بھی کھلی کھلی سی تھی۔

"آپ۔"

اس کے لبوں سے سرگوشی کی صورت میں الفاظ ادا ہوئے۔ سردار سائیں نے سپاٹ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جبکہ ندیم نے آگے بڑھ کر کپکپاتا ہاتھ اس کے سر پہ رکھا تو وہ گویا ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔ اٹھادہ سال بعد انہی لوگوں کو سامنے دیکھ وہ ساکت رہ گئی تھی یقین کرنا بے حد مشکل تھا کہ وہ ان کے گھر کی دہلیز پہ کھڑے ہیں۔ اس نے ہولے سے ایک جانب ہوتے انہیں اندر آنے کا کہا تو سب ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتے اندر داخل ہوئے تھے۔ بابا سائیں تو حیرت سے ہر چیز کا جائزہ لے رہے تھے جہاں سے سلیقہ جھلک رہا تھا۔ اس نے نا جانے سوچتے بابا سائیں کے آگے سر جھکایا تو انہوں نے نم نگاہوں سے انہیں دیکھتے اپنا کپکپاتا ہاتھ ان کے سر پہ رکھا تھا۔ اتنے عرصے بعد اسے ایسا محسوس ہوا گویا کسی نے کوئی بھاری سل ان کے دل سے ہٹا دی ہو۔ فرزام نے خود ہی آگے بڑھتے انہیں سلام کیا تو انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"آپ سب بب۔ بیٹھیں نا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی تو وہ سب خاموشی سے صوفے پہ براجمان ہو گئے۔

"آئی ایم ٹیلنگ یو بابا کہ سب کے پہلے میں ہی پزا کھاؤں گی آپ کیسے مجھے دھوکا دینے کا سوچ سکتے ہیں۔"

وہ ناراضگی بھرے لہجے میں بولی۔ فیصل نے وہی بیٹھے بیٹھے پزا آرڈر کرنے پہ اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

"رنم واٹ از دس بیٹا ابھی آپ گہری نیند میں تھی اور اب آپ میرے اور ارم کے درمیان مداخلت نہیں کر سکتی۔"

وہ اسے جتانے والے لہجے میں بولے۔ رنم کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"ہاں نا اب میں آپ کو بوجھ لگنے لگی ہوں نا۔ ایک پزا نہیں دیا جائے گا آپ کو اچھا لگے گا کیا کہ آپ اپنی اکلوتی بیٹی کے بغیر پزا کھائیں گے۔ میں ابھی ماما سے کہتی ہوں۔ رک جائیں ذرا آپ۔ ماما۔ ماما سن۔"

وہ جوں بے دھیانی میں بولتے کمرے سے باہر نکلی ہی تھی سامنے صوفے پہ پگڑیاں پہنے وجود کو دیکھتے اس کے الفاظ وہی دم توڑ گئے جبکہ آنکھیں باہر کو ابل پڑی۔ اس نے نا سمجھی سے ارم کی جانب دیکھا۔ اس کے برعکس باقی سب بھی ساکت بیٹھے اس سنہری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ رہے تھے جس کی آنکھوں میں غیر شناسائی تھی انہیں لے کر جبکہ فرزام کی آنکھوں مسکرائی تھی جیسے۔ وہ بلکل اپنی ماں کا ہی پر تو تھی۔ وہ سکون سے صوفے سے پشت ٹکاتا تمام صورتحال کا ملاحظہ کرنے لگا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"آج آپ کی مما بھی آپ کا ساتھ نہیں دے گی کیوں ارم ٹھیک۔"

فیصل بھی جو اس کی تقلید میں بولتے باہر نکلے تھے باہر بیٹھے نفوس کو دیکھتے پیروں تلے زمین کھسکنا کسے کہتے ہیں یہ فلحال کوئی ان سے پوچھتا۔ان کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔یہ کیسا معجزہ تھا کہ کل جن کیلیے ان کا دل تڑپ رہا تھا آج وہ ان کی نگاہوں کے سامنے تھے۔فیصل کے چہرے پہ اذیت بھرے تاثرات رنم کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہے تھے۔اس کی ماں بھی چہرہ جھکائے کھڑی تھی کوئی اسے کچھ بتا ہی نہیں رہا تھا۔وہ اکتا کر خود ہی سردار سائیں کی جانب بڑھی تو انہوں نے بغور اس کی جانب دیکھا جو سیاہ رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس تھی جس میں اس کی سرخ و سفید رنگت مزید کھل رہی تھی۔وہ شاید نہیں یقیناً نورے اور حورے سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔

"آپ کون۔"

وہ حیرت سے ان تینوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

ارم نے بوکھلا کر سرعت سے اس کا ہاتھ تھامتے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

"مما آپ دونوں کو ان سب کو دیکھتے ایسے سٹیچو ہوئے ہیں گویا کوئی جن دیکھ لیا ہو۔مجھے تو فلحال انسان ہی دکھ دہے ہیں یہ سب۔آپ لوگوں نے تو کچھ بتایا نہیں تو میں نے سوچا کیوں نا خود ہی تعارف کروا دو اور ان سے جانچ پڑتال کر لوں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BKS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کندھے اچکا کر مزے سے بولی۔اس کی ہمت پہ فرزام نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور قدم بقدم چلتا اس کے نزدیک آیا تھا۔رنم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو قد میں اس سے ذرا سا اونچا تھا۔

"ہائے مائی سیلف فرزام۔یور کزن۔"

وہ اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے مسکراتے لہجے میں بولا۔رنم نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی پھیلی ہتھیلی کو دیکھا اور تمسخرانہ انداز میں ہنس دی۔

"ایم سوری مگر میں اجنبیوں سے ہاتھ نہیں ملاتی۔اور السلام وعلیکم۔شہر کی ضرور ہوں مگر اپنی تعلیمات بخوبی جانتی ہوں۔سو پلیز اس بات کا خیال کیجیے۔"

وہ مسکرا کر بولتی اس کا سکون غارت کر گئی۔وہ سردار سائیں اور ندیم سائیں کے آگے جھکی تو سرداد سائیں اسے سینے میں بھینچتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیے تھے۔وہ ان کے اکلوتے بیٹے کی اولاد تھی کتنی بڑی ہو گئی تھی وہ۔پہلے تو وہ اسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر گئے تھے مگر اب اسے دیکھ اپنا ضبط ہار گئے۔

"کیا ہو گیا ہے آپ ایسے کیوں رو رہے ہیں بھئی۔"

www.zubiadeezone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کسمسا کر خود کو ان کی گرفت سے آزاد کرانے کی تگ و دو کرنے لگی۔ فیصل اب بھی بے یقین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔ اب وہ ان سب کے شکنجے میں بیٹھی عجیب و غریب منہ بنا رہی تھی کیونکہ ان سب کے سوال ہی ایسے تھے۔

"تم ہمارے ساتھ چلو وہاں تمہاری دو بہنیں مزید ہیں۔

تمہیں ان سے مل کر یقیناً بہت اچھا لگے گا۔"

سردار سائیں اس کے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔ ندیم نے بھی متفقانہ انداز میں اثبات میں سر ہلایا جبکہ اس نے بوکھلا کر ان کی جانب دیکھا یہ وہ اس سے کس قسم کی بات کر رہے تھے۔

"ایک منٹ ایک منٹ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں یہاں ہوں میرے ماں باپ یہاں ہے اور میری دو بہنیں وہاں آپ کے گھر ہو۔ ابھی اتنی بھی ٹیکنالوجی نہیں ایجاد ہوئی۔"

وہ بے دھیانی میں سر جھٹکتے ہوئے بولی۔ اسے شاید ان کی بات کافی عجیب محسوس ہوئی تھی۔ اس کی بات پہ فرزام کا چھت پھاڑ قہقہہ ان سب کو گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا۔ رنم نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب بھی مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"تم کس خوشی میں اپنے یہ بتیس دانت دکھا رہے ہو۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اپنی آستینیں چڑھاتی اس پہ چڑھ دوڑی جسے ملے ابھی گھنٹہ کو ہوا تھا اور وہ اس کے ساتھ شغل لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ویسے آئی کانٹ بلیو دس کہ شہر میں رہنے والی لڑکی. اور ایسا ذہن وہ تمہاری تایا زاد بہنوں کی بات کر رہے ہیں ناکہ سگے بہن بھائیوں کی۔"

وہ ہنوز متبسم لہجے میں بولا تو وہ خجالت سے سرخ پڑتے اثبات میں سر ہلا گئی۔ سردار سائیں اور ندیم حیرت سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہے تھے البتہ ارم دل ہی دل میں رنم کو کوسنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی معاً ان کی نگاہ فیصل کی جانب اٹھی جو ڈھیلے ڈھالے قدموں سے اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ وہ بوکھلا کر سردار سائیں کا زرد پڑتا چہرہ دیکھ ان کے پیچھے بھاگی۔

"فیصل کیا ہو گیا ہے آپکو۔ یہاں دیکھیں تھوڑی سی ہمت دکھائیں پلیز۔"

وہ ان کا ہاتھ تھام کر عاجزانہ لہجے میں بولی۔ وہ دونوں ہاتھوں میں سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچتے نفی میں سر ہلا گئے۔

"میں پوری ہمت دکھاؤں گا مگر مجھے پہلے یقین تو کر لینے دو کہ میرا باپ میری دہلیز پہ آیا ہے۔ تم جانتی ہو کہ یہ وہ ہوا ہے وہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ میں تو سمجھتا تھا کہ سب اپنی اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ گئے ہونگے کسی کو میری ضرورت نہیں ہو گی اب مگر یہاں میں غلط ٹھہرا ارم۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ عجیب سے لہجے میں بولے۔ آنکھوں میں ایک الگ ہی جوت جل رہی تھی جس نے ارم کی آنکھوں میں بھی روشنیاں سی بکھیر دی۔ کس قدر شفاف مسکراہٹ تھی ان کے لبوں پہ۔

"دیکھیں ابھی کل ہی آپ اس بابت بات کر رہے تھے بابا سائیں کو یاد کر رہے تھے اور اس ذات نے آپ کی سنتے سب کچھ آپ کو لٹا دیا واپس۔ اب آپ کو دیری بلکل نہیں کرنی چاہیے اور ان سے ملنا چاہیے جو باہر آپ کے منتظر ہیں فیصل۔ آج سارے شکوے شکایت جو بھی ہے کھل کر کر لیجیے یقیناً پھر آگے کا سفر آسان ہو گا۔"

وہ نم لہجے میں بولی۔ انہوں نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔ اب تو سچ میں آگے کا سفر بہت آسان ہونے والا تھا بلکل پر سکون جس کی انہیں برسوں سے تمنا تھی۔

"میں بہت خوش ہوں ارم۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتے انہیں بھی رونے پہ مجبور کر گئے۔ بھلا ان سے بہتر اس بات کو کوئی جانتا تھا۔

"س بات کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا فیصل کوئی بھی نہیں۔ تکلیف آپ تو تھی ماں باپ سے بچھڑنے کی قصوروار میں نے خود کو ٹھہرایا ہے کوسا ہے خود کو کہ شاید میں ہی ایک اولاد کو ماں باپ سے دور کرنے کا سبب بنی ہوں۔"

وہ چہرہ جھکاتے شرمندگی کی کیفیت میں بولی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ایسامت سوچو ارم تم نے انہی ماں باپ کی بے رخی والے دنوں میں مجھے ایک خوبصورت سا آشیانہ دیا ہے۔ میرے گھر کو سنہری کرنوں سے بھر دیا ہے۔"

وہ ان کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہوئے محبت سے بولے۔ ان دونوں نے ہمت متجمع کرتے باہر کی جانب قدم بڑھائے تو لاؤنج میں پہنچ کر رنم کو ان سب کے درمیان بے چین دین فیصل سرعت سے آگے بڑھے تھے۔ ابھی بھی انہیں اپنی بیٹی سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔ جانتے تھے کہ وہ ذیادہ لوگوں کی موجودگی سے گھبرا جاتی ہے۔

رنم نے بوکھلا کر مدد طلب نگاہوں سے فیصل کی جانب دیکھا تو وہ شکستہ قدموں سے چلتے ان کے نزدیک آئے تھے۔ ندیم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے شانے چہرے بالوں ہر چیز کو چھو کر محسوس کرنے لگے۔ انہوں نے ہمیشہ سے اسے ایک بیٹے کے جیسے پالا تھا۔ سکول آنا جانا حتیٰ کہ اپنے پیسوں سے سب سے پہلے اسے کچھ دلوانا۔

"بھائی جان۔"

وہ ندیم کے کندھے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔ ندیم بار بار اس کی پیشانی چومتا۔ کبھی اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا گویا یقین چاہتا ہوں کہ وہ ان کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ ان سے

WhatsApp : 0344-4499420

گلے سے ہٹتے انہوں نے ناسمجھی سے پرکشش سے فرزام کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے کھڑا تھا۔

"یہ خرم کا بیٹا ہے فرزام۔"

ان کی بات پہ ارم اور فیصل دونوں کے چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ سمٹی تھی جسے کسی اور نے نا سہی مگر فرزام نے شدت سے محسوس کیا تھا۔ فیصل نے خود ہی آگے بڑھتے اسے سینے سے لگایا تو ایک اپنائیت بھرا احساس فرزام کے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

سردار سائیں حسرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے کہ ناجانے کب وہ ان کے پاس آئے گا اور ہمیشہ کی طرح انہیں چومے گا۔ فیصل ان سب سے فارغ ہوتے سردار سائیں کی جانب بڑھا جو رنم کو ساتھ لیے بیٹھے تھے شاید برسوں کی دید مٹانا چاہتے تھے۔ وہ دوزانوں ان کے قریب بیٹھتے ان کے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

"آپ لوٹ آئے بابا سائیں۔"

وہ اذیت و بے بسی سے بولا۔ سردار سائیں اس وجیہہ شخص کو تک رہے تھے جو ابھی بھی پولیس کی وردی میں ملبوس تھا آنکھیں ناجانے کونسی داستانیں سنا رہی تھی مگر لب وہ ساکت تھے گویا کسی نے تالا لگا دیا ہو۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"اتنی دیر کر دی بابا سائیں۔ میں آپ کو یاد نہیں آیا۔ آپ نے ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا نا کہ میں کیسے آپ کے بغیر جیتا مجھے خود سے علیحدہ کر دیا آپ نے کسی فالتو چیز کی مانند۔ ایک بار سوچتے میرے بارے میں میرا گناہ اتنا بڑا تو نہیں تھا کہ آپ اتنے لمبے عرصے کی بے رخی برتتے۔ پسند کی شادی گناہ نہیں ہوتی جس کی سزا آپ نے مجھے اتنی بڑی دی کہ مجھے خود سے ہی جدا کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنی چھوٹی سی پوتی کے بارے میں بھی نہیں سوچا تھا۔ جب میں اس حویلی کی چوکھٹ پہ کھڑا حسرت بھری نگاہوں سے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ میری ماں کی منتیں مرادیں کچھ بھی نہیں سنا آپ نے۔ ایک لمحے میں روشنیوں سا بھرا وجود اندھیروں میں دھکیل دیا؟"

وہ ان کے ہاتھوں پہ سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دیے یہ جانے بغیر کہ ان کی انکشاف پہ رنم نے بے یقین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا اور سپید پڑتے چہرے سمیت سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کسی نے اس کے اٹھنے کا دھیان نہیں لیا تھا اسے تو بس یہ بات پریشان کر رہی تھی صرف پسند کی شادی کرنے کی اتنی بڑی سزا برادری سے باہر شادی کرنا کیا گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ وہ دونوں ہاتھ سختی سے لبوں پہ جما گئی مطلب اس کی جو گاؤں کے متعلق سوچ تھی وہ بلکل ٹھیک تھی وہ غلط نہیں سوچتی تھی۔

"مجھے معاف۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اپنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولے۔

"نہیں بابا سائیں مجھے آپ کو محسوس کرنے کی تمنا تھی آپ نے خود سے پہل کی ہے تو اب یہ معافی نہیں بلکل بھی۔ میں کون ہوتا ہوں آپ کو معاف کرنے والا۔ آپ یہ سب چھوڑیں یہ بتائیں کہ اماں سائیں کیسی ہیں۔"

وہ بچوں کی طرح ان کے ہاتھ چومتا ہوا بولا جبکہ رنم اس کے ذہن میں سامنے بیٹھے نفوس کا عکس بہت ہی عجیب پڑا تھا۔ وہ بھی ویسے ہی دقیانوسی سوچ کے مالک لوگ تھے اود اس کی بابا کا خاندان وہ پریشانی سے ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کل آپ کی اماں سائیں کی سالگرہ ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں انہیں تحفہ دینے وہ بہت روتی ہیں آپ کیلیے ترس گئی ہے آپ کو دیکھنے کی خاطر۔ چاہے واپس لوٹ آیئے گا ہمیں کوئی گلہ نہیں بس ابھی ہمارے ساتھ چلیے۔ اپنی اماں سائیں کو کچھ پل کا سکون دے دیجیے۔"

وہ گزارش کرنے والے انداز میں بولے۔ فیصل نے سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔ ایک طرف تھانہ تھا تو دوسری جانب اس کی ماں۔ مگر ایک ہی تو دن کی بات تھی تبھی ناجانے کیا سوچتے حامی بھر گئے تھے۔ رنم ان کا سر اثبات میں ہلتا دیکھ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔ وہ کیسے ان ظالم لوگوں کے درمیان پھر سے جاسکتے تھے۔ وہ اپنے باپ کی نرم مزاجی پہ ساکت رہ گئی جنہیں شاید اپنی عزتِ نفس

WhatsApp ; 0344-4499420

سب کی خوشی کے آگے کچھ بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے نکلتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ سب نے ٹھٹھک کر اسکی جانب دیکھا تو ادم اس کی حرکت پہ شرمندہ ہوتے اس کے تعاقب میں چل دی۔ وہ کمرے میں پہنچتے ساتھ ہی اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا گئی تھی۔

"ایسے کسی کے سامنے سے آخر کون آتا ہے رنم۔"

وہ سختی سے بولی۔ اس نے تلخی سے ان کی جانب دیکھا جو خود بھی بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔

"ماما کیا ہو گیا ہے آپ کو اور بابا کو۔ ان لوگوں نے ذلیل کر کے آپ کو اس گھر سے نکالا اور آپ ایک بار پھر اس گھر کی دہلیز کو پھلانگنے جا رہی ہیں۔ یہ لوگ دقیانسی سوچ کے مالک ہیں جن کی اپنی روایات ہوتی ہیں وہ کسی کو بھی آزاد نہیں دے سکتے۔ حیرت ہے فقط پسند کی شادی پہ سب کچھ ختم کر لیا اپنی سگی اولاد سے سب رشتے ناطے بھی۔ میں گاؤں نہیں جاؤں گی یہ یاد رکھیں بس۔ دم گھٹے گا میرا۔"

وہ بدتمیزی کی تمام حدوں کو پھلانگتی سرد لہجے میں بولی۔ آنکھوں کے ڈورے انتہائی سرخ ہو رہے تھے۔

ارم کا ہاتھ اگلے ہی لمحے اٹھا مگر نا جانے کیا سوچ کر وہ بیچ راہ میں ہی روک گئی تھی۔ رنم کی آنکھوں میں نمی سی جاگی۔

www.zubimoviezone.com
Digital BAR Library
WhatsApp : 0344-4499420

"اگر تمہیں اپنے باپ کی خوشی ذرا سی بھی عزیز ہے نارنم تو سب کچھ بھلا کر بس ان کی خوشی کی خاطر خاموش ہو جاؤ۔ سمجھو کہ تمہیں ان کی محبت کا صلہ ایسے ہی دینا ہے۔ میں نے دیکھا ہے انہیں ان سب کیلیے تڑپتا ان کی آزمائش مشکلوں سے ختم ہوئی ہے اب تم ان کیلیے ایک نئی آزمائش مت بن جانا۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی اسے بہت کچھ باور کراتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ ان کے جاتے ہی وہ ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پہ بیٹھی ان کی باتیں ابھی بھی اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھی۔ کیا وہ اپنے بابا کا دل توڑ سکتی تھی۔ نہیں بلکل نہیں۔ اس کے دل نے فوراً اس کی بات کی نفی کی۔ وہ سرعت سے آنسو پونچھتے واشروم کی جانب بڑھی اور پانی کے دو تین چھپاکے مارتے تولیے سے چہرہ پونچھتی جوں ہی باہر نکلی تو باہر فیصل کو اپنا منتظر پایا تھا۔ ان کے چہرے پہ خوشی دیدنی تھی ایک الوہی سی چمک۔ وہ کیوں نا اپنے بابا کی خوشی میں خوش ہوتی۔ وہ انہیں دکھ تو نہیں دے سکتی تھی۔

"آپ خوش ہیں بابا۔"

وہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔ انہوں نے بغیر کسی توقف کے اثبات میں سر ہلایا۔ اسے بھی تو ان کی خوشی عزیز تھی۔ وہ ان کیلیے گاؤں تو کیا کہی بھی جا سکتی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"میں اپنی خوشی لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا بس یہی کہوں گا کہ اتنے سالوں کی دعاؤں کا ثمر مل رہا ہے مجھے۔ خیر چلیں آپ کا تعارف کرواؤں ان سب سے۔ ان سب کے دوران آپ کو تو فراموش کر گیا۔ ماما آپ کی ہلکی پھلکی پیکنگ کر لے گی۔"

وہ اس کے شانے کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے محبت سے بولے۔

"بابا ہم کل لوٹ آئیں گے نا۔"

وہ کسی خدشے کے تحت گویا ہوئی۔ کیونکہ وہ ایک دن سے زیادہ وہاں بلکل نہیں ٹھہر سکتی تھی۔

"ہاں نا مجھے اپنی ڈیوٹی پہ جانا ہے اور آپ کو بھی تو جامعہ جانا ہے۔ پریشان مت ہو آپ میں جانتا ہوں کہ میری بیٹی کو کیا پسند ہے اور کیا نہیں اسی لیے تمام فضول سوچوں کو جھٹک کر آپ میرے ساتھ چلیں۔"

ان کی تسلی پہ اسے یک گونہ سکون سا ہوتا محسوس ہوا۔ وہ ان کے ساتھ ہی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ وجود میں غصے کے بھانبھڑ چل رہے تھے مگر بظاہر وہ مسکرا رہی تھی۔ وہ کسی پہ بھی اپنا آپ آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"یہ باباسائیں ہیں مطلب آپ کے داداسائیں۔ یہ تایاسائیں اور یقیناً سب سے پسندیدہ بھی یہی ہونگے اور یہ آپ کے دوسرے تایاسائیں کا بیٹا فرزام۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

انہوں نے خوشدلی سے سب کا تعارف کروایا تو وہ بمشکل مسکرا کر وہی ان کے ساتھ ہی صوفے پہ ٹک گئی۔ چہرے پہ پھیلتی سرخی اس کے غصے کی گواہ تھی جبکہ فرزام یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہا تھا گویا اس کے چہرے پہ اتار چڑھاؤ جانچنا چاہ رہا ہو۔ رنم نے اس کی مسلسل خود پہ ٹکی نگاہیں محسوس کر اسے دیکھتے نا سمجھی سے بھنویں اچکائی تو وہ ہولے سے نفی میں سر ہلاتے چہرہ جھکا گیا۔ وہ اسے کچھ حد تک مختلف لگا تھا کسی گاؤں کا باسی تو بلکل نہیں لگا۔ ضرور شہر کی ہوا کھائی ہو گی وہ بس یہ سوچ کر رہ گئی۔

"بابا سائیں مزید ٹکٹس کا انتظام ہو گیا ہے ہمیں اب تیاری کرنی چاہیے۔"

ندیم سنجیدگی سے گویا ہوئے۔ کچھ دیر میں نک سک سی تیار ارم بھی کمرے سے نکل آئی تھی۔ یہ سب کچھ کس قدر اچانک طے پایا تھا کہ انہیں تو اب تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ زندگی میں پہلی بار اپنے سسرال جا رہی ہیں وہ بھی سب کی آمادگی کے ساتھ۔

"بیٹا فرزام کو بلاؤ ذرا باہر سے وہ سامان رکھوا رہا ہے۔"

ندیم نے براہ راست کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتی رنم کو مخاطب کیا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی جی اچھا کہتی باہر کی جانب بڑھ گئی جہاں وہ ہنستے ہوئے کسی سے فون پہ مصروف تھا۔ اب اسے پریشانی ہونے لگی کہ اسے مخاطب کیسے کرے۔

"او ہیلو مسٹر اگر گپے ہانک لیے ہو تو اندر آ جانا سب یاد فرما رہے ہیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اس کے براہِ راست خود کو مخاطب کرنے پہ فرزام نے چونک کر فون بند کرتے جیب میں ڈالا اور اس کی تقلید میں قدم اندر کی جانب بڑھائے۔ رنم نے کچھ سوچتے ہوئے اسے پکارا۔

"ویسے تمہاری فیملی میں مزید کون کون ہے۔"

وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے بولی۔ اس کے تم کہنے پہ فرزام نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"تم نہیں آپ۔ عزت سے بات کرو تم سے بڑا ہوں۔"

وہ کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ کر بولا جو کس قدر سکون سے اسے تم مخاطب کر رہی تھی۔

"تمہیں۔ اور وہ بھی آپ کہوں کبھی آئینے میں اپنی شکل دیکھی ہے۔ یہ میری مرضی ہے کہ جو مرضی کہ کر سب کو مخاطب کروں مجھے آئندہ سے کسی کام سے ٹوکنا مت ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا سمجھے۔ آیا بڑا آپ بلوانے والا۔"

وہ ناگواری سے سر جھٹکتے منہ کے زاویے بگاڑتی ہوئے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ فرزام نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو اپنا کچھ دیر قبل پوچھا گیا سوال دوبارہ دہرا رہی تھی۔ وہ مذاق اڑانے والے انداز میں ہنس دیا۔ وہ اس سے توقع رکھ رہی تھی کہ وہ اس سے ڈرتے اسے جواب دے گا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"وہاں جا تو رہی ہو خود ہی دیکھ لینا۔"

وہ چبھتے لہجے میں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی رنم نے اشتعال کے عالم میں مٹھیاں بھینچی۔

"ناجانے اتنا غرور کس چیز کا ہے اس خاندان کے مردوں میں بس میرے بابا ہی اچھے ہیں۔سویٹ اینڈ ہمبل اینڈ مائے ون اینڈ اونلی لو۔"

وہ دل ہی دل میں تفاخر سے بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی جہاں سب اسی کے منتظر تھے۔

"بھائی جان آپ کا بیٹا کہاں ہے۔"

فیصل نے ناجانے کس سوچ کے تحت ندیم کو مخاطب کیا تو وہ اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا دیے۔

"وہ مسقط میں ہے فلحال تو ناجانے کب لوٹے گا تمہاری طرح ہی عید کا چاند ہو گیا ہے۔"

انہوں نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔اتنی دیر میں ارم نے بھی چائے کے ساتھ لوازمات تیار کرتے میز پوری سجادی اور خود قریب ہی جگہ سنبھال لی۔

"ہماری بیٹی کی ابھی تک شادی کا نہیں سوچا تم نے۔"

سردار سائیں کے سوال پہ رنم نے سختی سے دانت پہ دانت جماتے کوفت سے آنکھیں گھمائی تو ارم سے جا ملی جو اسے آنکھوں کے اشارے میں باز رہنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"نہیں ابھی تو میری جان چھوٹی ہے عمر ہی کیا ہے ابھی اس کی۔ جب بھی کریں گے بہت دھوم دھام سے کریں گے کیوں رنم۔"

وہ رنم کو اپنے بازو کے حصار میں لیتے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکا گئے۔ رنم نے بمشکل مسکراتے متفقانہ انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

"جی بابا ضرور مگر بشرطیکہ وہ ہو بہو آپ جیسا ہو۔ سخت گیر مرد مجھے نہیں بھاتے مرد کے لہجے میں نرمی ہو تو وہی خوبصورت مرد کہلاتا ہے مگر ایک اور بات خوبصورتی بھی میٹر کرتی ہے یاد رکھیے گا۔"

وہ ان کے سینے سے لگتی محبت بھرے لہجے میں بولی تو سب ان باپ بیٹی کی محبت پہ ہولے سے ہنس دیے تھے۔

"ویسے لڑکیوں کی شادی وقت رہتے کر دینی چاہیے"۔ سردار سائیں کی اچانک بات پہ جہاں سب کے مسکراتے لب سمٹے وہی ندیم نے سب کے سنجیدہ ہوتے چہرے کو دیکھتے بات سنبھالنا ضروری سمجھا ورنہ بات مزید بگڑ جاتی۔

"میرے خیال میں اب ہمیں نکلنا چاہیے۔ فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے۔ چلیے بابا سائیں چلیے سب۔"

وہ گھبرا کر سب کو اشارہ کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ویسے بابا ہم جا کہاں رہے ہیں۔ آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں۔ نا ہی میں نے پوچھا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کسی سوچ کے زیرِ اثر بولی۔ کیسی عجیب بات تھی ابھی تک اسے علم ہی نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہی۔

"جہاں آپ کافی عرصے سے جانا چاہ رہی تھی مگر کسی وجہ سے جا نہیں پائی مگر اب یہ ایک سرپرائز ہے جو آپ کو وہی جا کر ملے گا۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے محبت سے بولے۔ اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ تو گاؤں کبھی جانا چاہتی ہی نہیں تھی تبھی بے نیازی سے شانے اچکاتی اپنے موبائل پہ آتی کال کو دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی جہاں مشعل کالنگ جگمگا رہا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اسے بلکل نہیں بتائے گی وہ گاؤں جا رہی ہے ورنہ وہ لازماً اس کا مذاق اڑاتی جو اسے کسی صورت گوارا نہیں تھا۔ دادا سائیں کی نگاہوں نے دور تک اسے نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔ نا جانے ان کا ذہن اب کیا تانے بانے باندھ رہا تھا۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

www.zubinovelszone.com

Digital BAK's Library

WhatsApp ; 0344-4499420

"اماں سائیں دیکھ رہی ہیں نا گھر کے سارے مرد حضرات کہی گئے ہیں مگر مجھے ان لوگوں نے بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا۔"

خرم سائیں جب سے کھیتوں سے لوٹے تو انہیں اس بابت علم ہوا تھا اور اس وقت سے لے کر اب تک وہ سب کے سامنے اپنا رونا رو رہے تھے۔ اب تک تو سب ان کے فضول رونے پہ عاجز بھی آ چکے تھے۔

"دیکھ پتر گل انی وڈی ہے نہیں جنی تو بنا ناپیا اے۔"

)دیکھ بیٹا بات اتنی بڑی ہے نہیں جتنی تم بنا رہے ہو۔(

وہ عاجز آتے اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی۔ وہ تلخیء سے سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا گیا۔

"اماں سائیں یہ آپ کیلیے بڑی بات نہیں ہوگی مگر میرے لیے ہیں ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے آپ لوگ باقی سب کو مجھ پہ فوقیت دیتے ہیں اور مجھے فراموش کر جاتے ہیں۔ میں آپ ہی کی اولاد ہوں نا۔"

وہ اب کی بار غصے سے گویا ہوا۔ نورے اور حورے نے سہم کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا کیونکہ سردار سائیں بھی حویلی میں نہیں تھے جن کی ایک گھوری ہی خرم کیلیے کافی تھی۔

"ادب کے دائرے میں رہ کر بات کریں بھائی صاحب اماں سائیں سے۔ ورنہ مجھے سردار سائیں سے کہنے میں ذرا دیری نہیں لگے گی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

رضوانہ بیگم کو ان کے تیور دیکھ بولنا مناسب لگا تبھی اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولی۔ وہ ان کی بات پہ ایسے ہنسا جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہو۔

"بھابھی سائیں آپ جانے دیں۔ اور ویسے بھی میرے شوہر آپ سے مخاطب نہیں ہے وہ اپنی اماں سائیں سے مخاطب ہیں تو فضول میں آپ اپنا نمبر چھاپنا چھوڑ دیں۔ ہمیشہ غلط وقت میں مداخلت کرتے ناجانے خود کو کیا سمجھنے لگے ہیں سب۔"

سعدیہ بیگم ان کی بات پہ مداخلت کرنے پہ چوٹ کرتے ہوئے کٹیلے لہجے میں بولی تو اہانت کے احساس سے رضوانہ بیگم کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ حورے اور نورے نے پریشانی سے اپنی ماں کی جانب دیکھا جو سعدیہ کی بدلحاظی پہ خاموشی اختیار کر گئی تھی۔

"چھوڑیں سائیں یہاں کسی نے نہیں سننی آپ کی سب نے بس آپ کو سب سے کمتر سمجھ رکھا ہے۔ آپ کو کھیتوں میں بھیج کر خود نجانے کہاں کے سیر سپاٹوں کو نکل گئے ہیں سب۔ آپ آئیں اندر میں کھانا لگاتی ہوں سکون سے کھایئے اور ٹھنڈے ہو جائیں۔"

سعدیہ بیگم نے سب پہ ایک ناگوار نگاہ ڈالتے براہ راست خرم کو مخاطب کیا تو انہیں پیار سے پچکارنے لگی۔ رقیہ بیگم نے ایک زہرخند نگاہ اس پہ ڈالی جس کی بدولت آج ان کا بیٹا ان سے دور ہوتا جارہا تھا۔ ناجانے ان سے کیا کوتاہی ہوئی تھی کہ وہ اس جیسی عورت کو اپنے ہیرے جیسے بیٹے کیلیے بیاہ لائی

WhatsApp ; 0344-4499420

تھی۔ خرم بھی ان کی بات پہ تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلاتے مضبوط قدم اٹھاتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ حورے نے ان کی پشت کو دیکھتے ناک منہ چڑھائی جو رضوانہ کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکی۔

"بری بات حورے۔ وہ بڑے ہیں آپ سے۔"

وہ سرزنشی نگاہوں سے اسے دیکھتے سمجھانے والے انداز میں بولی تو جواباً وہ منہ کے زاویے بگاڑ کر رہ گئی۔

"وہ مجھ سے بڑے ہیں آپ سے تو نہیں نا۔ انہوں نے تمیز بھلائی تو میں نے بھی بھلا دی۔ بس اتنی سی بات ہے۔"

وہ کندھے اچکاتے بے نیازی سے بولی۔ رضوانہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"اگر وہ بد تمیزی کریں گے تو جواب میں آپ بھی کرو گی تو آپ میں اور ان میں کیا فرق ہو گا۔ ہمیں اپنے فعل کا اجر ملنا ہے اور انہیں اپنے تو پھر ہم دوسروں کی طرح کیوں بنیں۔ اسی لیے آئندہ سے خیال کرنا۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اسے ڈپٹنے والے لہجے میں بولی کیونکہ ابھی اس کی سوچ ان بچوں جیسی تھی جو معافی سے زیادہ بدلہ لینا بہتر سمجھتے ہیں مگر وہ اپنی اولاد کو چاہ کر بھی ایسا بنانا نہیں چاہتی تھی جس سے ان کی تربیت پہ کوئی حرف آتا۔

"تو اس کی باتوں کو سر پہ سوار مت کری اس کا تو کام ہی بس بولنا ہے۔سب کے ساتھ ایسا ہی رویہ رکھتی ہے یہ شکر ہے کئی سال پہلے اس گناہ سے بچ گئے ورنہ اس حویلی کا اللہ ہی حافظ ہوتا۔اس عورت کی بدولت میرا بیٹا مجھ سے چھن گیا ہے ناجانے آدھی راتوں کو کیا پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہے۔"

وہ اپنے دل کی بھڑاس رضوانہ کے سامنے نکالتے اسے حوصلہ دے رہی تھی۔ان کی باتوں پہ وہ ہولے سے ہنس دی کیونکہ وہ جب غصے میں ہوتی تھی تو ناجانے کیا کیا بول جاتی تھی جس کا اندازہ انہیں بھی نہیں ہوتا تھا۔

"اماں آپ جانتی ہیں میں نے آج تک کسی کے بھی بولنے پہ آگے سے جواب نہیں دیا میں مانتی ہوں کہ کسی کی بدتمیزی کا جواب بدتمیزی سے دینے سے آپ کو اونچے رتبے پہ فائز ہوتے ہیں میرے خیال میں ایسا انسان اپنی ہی نگاہوں میں گر جاتا ہے۔سب سے زیادہ تکلیف مجھے اس چیز پہ ہوتی ہے کہ جب میں اس حویلی میں بیاہ کر آئی تھی تو اس وقت اس گھر میں سب کچھ کس قدر اچھا تھا۔خرم بھائی اور

WhatsApp ; 0344-4499420

فیصل سب تھے ہنسی خوشی بسر ہو رہا تھا مگر نا جانے کس کی نظر لگ گئی ہماری اس حویلی کو۔ جیسے خوشیاں روٹھ ہی گئی ہیں اس حویلی سے۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں آرزدگی سموئے بولی۔ ان کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔ رقیہ بیگم کی آنکھیں بھی فیصل کے ذکر پہ ایک بار پھر سے نم ہوئی تھی۔

"بھابھی جب خوشیاں روٹھ جاتی ہیں نا تو ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اسے منا کر دوبارہ اپنے آشیانے میں لے آئیں جو کہ مشکل کام بلکل نہیں ہے۔"

معاً عقب سے آنے والی نسوانی مسکراتی آواز پہ ان سب نے حیرت سے داخلی دروازے کی جانب دیکھا جہاں خوش شکل سی مریم کھڑی انہی سب کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اس کے ساتھ موجود بچے اور بیگ اس بات کے گواہ تھے کہ وہ یہاں قیام کرنے آئی ہے۔ ان سب نے خواشگواری کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"پھوپھو سائیں۔"

حورے اور نورے چہک کر بھاگتے ہوئے ان تک پہنچی اور ان کے سینے سے لگی تھی جواباً اس نے بھی ان دونوں کی پیشانی چومتے انہیں اپنے اندر بھینچ لیا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"کیسی ہو تم دونوں۔ اچھا پھوپھو یہاں سے گئی کیا یاد کرنا ہی بھول گئے اور اب جب میں لوٹی ہو تو ویسے ہی محبت جتائی جا رہی ہے۔"

وہ مصنوعی ناراضگی سے بولی۔ ان دونوں نے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا اور ان کے دونوں گالوں کو چوم لیا۔ مریم اور اس گھر کے بچوں میں زیادہ فرق نا ہونے کی وجہ سے اس کا سب سے دوستانہ رویہ تھا جس کی بدولت سب ہی اس سے کوئی بھی بات بے جھجھک کر لیا کرتے تھے۔ حورے اور نورے اس سے ملتے ریان اور شجیہ کی جانب متوجہ ہو گئی جبکہ وہ مسکراتی ہوئی رقیہ بیگم کی جانب بڑھی جنہوں نے اس کی جانب اپنی باہیں پھیلائی ہوئی تھی۔

"میرے آنگن کی رونق آئی ہے۔"

وہ اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہوئے محبت سے بولی۔ جواباً وہ ہنستی رضوانہ بیگم کے گلے لگی تھی۔

"یوں اچانک مریم سب ٹھیک ہے نا۔"

رضوانہ نے چارپائی پہ اس کیلیے جگہ بناتے سنجیدگی سے استسفار کیا اور ملازم کو تمام سامان کمرے میں پہنچانے کی تلقین کی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"جی جی بھابھی یہ کسی کام سے ایبٹ آباد جا رہے تھے تو میں نے کہا کہ ہمیں اماں سائیں کی طرف چھوڑ دیں تو بس وہ کچھ دیر پہلے جا چکے تھے تو میں بھی یہاں آگئی پھر تا کہ آپ سب کے ساتھ کچھ وقت گزار سکوں۔"

وہ محبت سے مسکراتے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔ اس کی بات وہ ہولے سے مسکرادی تھی۔

"بہت اچھا کیا جو آگئی اب ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اس حویلی کی خوشیاں واپس آ رہی ہوں۔"

وہ نم لہجے میں بولی تو مریم نے انہیں اپنے شانے سے لگایا تھا۔ مریم کے کہنے پہ شجیہ اور ریان نے ان سب سے سلام لیا تو وہ سب بھی اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"سعدیہ بھابھی اور خرم بھائی کہاں ہیں اور باقی سب بھی دکھائی نہیں دے رہے۔"

وہ حیرت سے چاروں اطراف میں نگاہیں گھماتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ خرم بھائی کے علاوہ باقی مرد حضرات کسی کام کے سلسلے میں کہیں گئے ہیں لوٹ آئیں گے کل تک۔ اور باقی وہ دونوں اپنے کمرے میں ہیں۔"

وہ سنجیدگی سے اسے آگاہ کرتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ ان کی بات پہ مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی اور رقیہ بیگم کے کہنے پہ حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے مطابق وہ بہت تھک کر آئی ہو گی اسے اب آرام کی ضرورت تھی مگر وہ جواباً سہولت سے ان کی بات کو یہ کہہ کر ٹال گئی تھی کہ

www.zubiinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ یہاں سونے نہیں بلکہ آپ سب کے ساتھ وقت گزاری کرنے آئی ہے۔ماضی کے دن دوبارہ جینے آئی ہے۔

"خیر اب سب باتوں کو چھوڑیے مجھے برشام کے متعلق بتایئے کیسا ہے وہ کب آرہا ہے میری آنکھیں ترس گئی ہیں اسے دیکھنے کی خاطر بھابھی سائیں۔"

وہ سب باتوں کو ایک جانب رکھتے رضوانہ بیگم کو اپنے ساتھ ہی بٹھاتے ہوئے بولی جواباً ان کے چہرے پہ افسردگی نے بسیرا کیا تھا۔ان دونوں نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"کیا ہو گیا بھابھی آپ کا چہرہ کیوں اتر گیا ہے۔دراصل میری بھی کافی عرصے سے اس سے بات نہیں ہو پائی تو مجھے لگا آپ کی ہوئی ہو گی تو پوچھ لوں۔"

وہ رک رک کر بولی کیونکہ ان کے چہرے پہ ایک دکھ سا تھا جوان بیٹے سے دوری کا۔انہوں نے کھوجتی نگاہوں سے رضوانہ کی جانب دیکھا۔

"بات تو ہوتی ہے بس وہ اپنی ماں کو بتاتا نہیں ہے کہ وہ کب لوٹ رہا ہے جب وہ جا رہا تھا میں نے سب سے زیادہ ٹوکا تھا مگر اسوقت میری کسی نے نہیں سنی اور اب وہ وہیں کا ہو کر رہ گیا ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے غیض کے عالم میں گویا ہوئی۔کسی سوچ کے تحت مریم کی آنکھیں چمکی جبکہ چہرے پہ شرارت بھرے تاثرات ابھرے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ویسے بھابھی پتہ کر لینا تھا وہاں کوئی پھنسا کر۔"

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی رقیہ بیگم نے غصے میں اسے ٹوکا تھا۔

"بس کر دو اس طرح کی باتیں کر کے میرا دل مت مزید جلایا کرو۔ اپنی ایک اولاد کو کھو چکی ہوں دوسرے کو کھونے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ تمہارے بابا سائیں بہت کٹھور ہیں وہ نہیں سوچیں گے کہ وہ اس حویلی کا سب سے بڑا اور پہلا وارث ہے۔"

وہ اذیت سے بولتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ مریم کو شدت سے اپنی کوتاہی کا احساس ہوا۔ اس نے تو صرف مذاق میں یہ سب کہا تھا مگر یہاں معاملہ خراب ہو گیا تھا۔ رضوانہ نے آنکھوں کے راستے اسے تسلی دی تھی۔

"میں حورے اور نورے کو دیکھتی ہوں۔"

وہ بمشکل مسکراتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ اندر کی جانب بڑھتی وہ دونوں ہانپتے ہانپتے انہیں اپنی ہی جانب آتی ہوئی دکھائی دی تھی۔

"اماں سائیں دادی سائیں۔"

وہ مسلسل چلا رہی تھی۔ ان سب نے دہل کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا جن کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"پھو پھو سائیں۔"

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی ان کے ہاتھ تھام کر بولی۔ ان سب نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا ہے کچھ بولو بھی۔ کیا دیکھ لیا ایسا کہ سانس اس حد تک خراب ہو گیا ہے۔"

مریم نے ان کے گہرے گہرے سانس لینے پہ انہیں لتاڑا۔ ان دونوں نے مسلسل مسکراتے ہوئے انہیں بھی اپنے ساتھ گھما ڈالا۔

"پھو پھو سائیں ہم بتا نہیں سکتی کہ ہم کس قدر خوش ہیں۔ آپ جانتی ہیں ابھی میں نے برشام بھائی کو کال کی تو انہوں نے اٹھایا نہیں مگر پھر ہم نے کچھ سوچ کر ان کے فلیٹ کے لینڈ لائن پہ کال کی تو ان کے کسی دوست نے اٹھایا تھا جو کچھ دنوں کیلیے ان کے فلیٹ پہ رہ رہے ہیں۔"

حورے چہکتے ہوئے بولی۔ نورے نے بھی تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا تو تم ایک غیر مرد سے بات کر کے خوش ہو رہی ہو۔"

رقیہ بیگم اسے جھاڑ پلاتے ہوئے بولی۔

"استغفر اللہ دادی سائیں۔ بات تو سنیں انہوں نے بتایا کہ بھائی کو فلائٹ لے کر یہاں کیلیے نکل چکے ہیں مطلب بھائی یہاں آرہے ہیں ہمیں سرپرائز دینے مگر ہمیں تو پہلے ہی علم ہو گیا۔"

WhatsApp : 0344-4499420
www.zubiinovelszone.com
Digital Library

ان دونوں نے بولتے ان سب کی سماعتوں پہ بم پھوڑا۔ ان سب نے حیرت بے یقینی خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیت اس کی جانب دیکھا جو پورے صحن میں کھلاتی پھر رہی تھی۔

"میرا بچہ اتنے سالوں بعد آرہا ہے۔"

رقیہ بیگم تو باقاعدہ سجدہ ریز ہوئی۔ رقیہ بیگم نے اپنے نم گالوں کو پونچھا۔

"ایک ساتھ ہمارے گھر میں خوشیاں آرہی ہیں۔ مطلب ہم خوشیوں کو خوش آمدید کہنے والے ہیں۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی ہنس دی۔ مریم نے ان کی بات سے متفق ہوتے زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا۔ رقیہ بیگم نے سب کو ہدایات کرتے رضوانہ اور مریم کو باروچی خانے میں جانے کا حکم صادر کیا تاکہ وہ اس کی تمام پسندیدہ چیزیں بنا سکیں۔ ان کی باتوں پہ عمل کرتے وہ دونوں تو کچن کی جانب بڑھ گئی جبکہ ورے اور نورے باقی سجاوٹ وغیرہ کا کام ملازمین کو سمجھانے لگی۔ ہر جانب گہما گہمی چھائی ہوئی تھی۔ پورے حویلی میں خوشحالی نے بسیرا کر لیا تھا۔ خوشیوں بھری کھلاہٹیں اور چہچہاہٹیں حویلی میں گونج رہی تھی۔ رقیہ بیگم نے تشکرانہ انداز میں آسمان کی جانب دیکھتے اس زات کا شکر ادا کیا۔ سعدیہ جو ابھی اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی سب کو افراتفری میں اپنے کام میں مصروف دیکھ ان کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ وہ ابھی مریم کی امد سے بھی بے خبر تھی۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

انہوں نے حورے کا بازو کھینچ اسے اپنے مقابل کیا مگر وہ غصے سے ان کا بازو جھٹکتی ایک جانب ہوگئی۔ انہوں نے اشتعال کے عالم میں تخت پہ بیٹھی رقیہ بیگم کارخ کیا جو ملازم کو ہدایت کررہی تھی۔

"اماں سائیں یہ سب تیاریاں کس کی خاطر۔"

وہ مصالحتی لب ولہجے میں بولی۔

"تجھے بتاؤں تاکہ تو پھر سے کوئی بکھیڑا اکھڑا کردے۔"

وہ قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے تند لہجے میں بولی۔ سعدیہ بیگم نے دانت کچکچاتے ہوئے ان کی جانب دیکھا مگر فلحال جاننا بھی اشد ضروری تھا کیونکہ ایسے تو ان کے پیٹ میں بے تحاشہ درد ہو جاتا۔

"اماں سائیں اب میں ایسی بھی نہیں ہوں۔اس گھر کی خوشیاں مجھے بھی بہت عزیز ہیں۔"

وہ خوشامدانہ لہجے میں بولی۔ رقیہ بیگم نے ان کی بات کو ہوا میں اڑاتے سر جھٹکا۔

"رضوانہ بہو۔ ارے او مریم۔"

وہ اس کو نظر انداز کرتے باورچی خانے میں مصروف ان دونوں کو مخاطب کیا۔ مریم کے نام پہ سعدیہ نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا مگر وہاں سے نکلتی مریم کو دیکھتے اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے۔ بھلا وہ اچانک کہاں سے ٹپک پڑی۔

"ارے بھابھی آپ کیسی ہیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

مریم خوشدلی سے گویا ہوئی۔ سعدیہ بوکھلا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں تو ٹھیک ہوں تم کب آئی۔ خیر سے آئی ہو نا۔"

وہ جانچتی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو مریم کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے۔

"تو اب کیا میری بیٹی کو میرے ہی گھر میں آنے کیلیے کوئی وجہ تلاش کرنی ہو گی۔"

رقیہ بیگم اس کی بے ڈھنگی باتوں پہ اسے گھورتے لتاڑتے ہوئے بولی تو وہ کھسیانی سی ہنسی ہنس دی۔

"نہیں میں تو بس ایسے ہی۔ وہ ملی نہیں نا میرے سے تو بس اسی لیے۔"

وہ صفائی دینے والے انداز میں گویا ہوئی۔

"بھابھی سائیں جب میں آئی آپ اپنے کمرے میں تھی تو میں اب آپ کے کمرے میں آتی اچھی تھوڑی نا لگتی بس اسی لیے آپ سے نہیں ملی۔"

وہ باور کرانے والے انداز میں بولی۔ سعدیہ اس کی بات پہ بمشکل مسکرا دی۔ مریم نے نگاہوں کا زاویہ بدلتے اپنا رخ رقیہ بیگم کی جانب کیا۔

"جی اماں بولیں۔ کچھ کہ رہی تھی کیا آپ۔"

وہ ان کی جانب جھکی۔

"ہاں مجھے میرے کمرے میں پہنچا دے ذرا۔ میں نہا کر تازہ دم ہی ہو جاؤں سب کے آنے سے قبل۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور انہیں سہارہ دیتے ان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے جاتے ہی سعدیہ نے ایک تنفر بھری نگاہ حویلی میں ہو رہی سجاوٹ پہ ڈالی اور پیر پٹختی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تاکہ خرم کو اس متعلق اطلاع دے سکیں۔

"آپ یہاں بھی سکون سے لیٹ کر سگار سلگائیں باہر نا جانے کس کی آمد کیلیے اہتمام ہو رہا ہے۔"

وہ ان کے سگریٹ پینے پہ چوٹ کرتے ہوئے تنک کر بولی۔ انہیں تو یہی بات پریشان کر رہی تھی کہ کسی نے بھی انہیں کچھ بھی بتانا گوارا نہیں کیا۔

"کیا ہو گیا ہے ہر وقت مرچیں کیوں چبائے رہتی ہو۔"

وہ کوفت سے آنکھیں گھماتے ہوئے بولے جواباً انہوں نے تڑخ کر ساری بات ان کی سماعتوں کی نذر کی تو وہ پشت چھوڑتے سیدھے ہو کر بیٹھے۔

"کیا مطلب۔ کون آ رہا ہے جو سب اس قدر مصروف ہو گئے ہیں۔"

وہ نا سمجھی سے گویا ہوئے اور سگریٹ ٹرے میں مسلی۔ وہ ناگواری سے بیڈ کی دوسری جانب براجمان ہو گئی۔

"مجھے کیا معلوم اگر جانتی ہوتی تو آپ کے پاس آتی کیا مریم بھی آئی ہوئی ہے اور تو اور سب سے زیادہ رضوانہ بھابھی کی باچھیں کھلی ہوئی ہیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ چبا چبا کر بولی۔ خرم کے ذہن میں ایکدم جھماکہ سا ہوا۔ اس نے ٹھٹک کر سعدیہ کی جانب دیکھ۔

"کہیں برشام واپس تو نہیں لوٹ رہا۔"

ان کی سرسراتی ہوئی آواز پہ سعدیہ کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"اللہ رحم کرے وہ واپس نا آئے کبھی بھی ورنہ جو اس گھر میں فرزام کی حیثیت اب ہے وہ کہی کھو جائے گی۔ میں تو اسے اس گاؤں کا سردار بنانا چاہتی ہوں تاکہ سارا چارج ہمارے ہاتھوں میں آجائے۔"

وہ کسی خواب کے زیرِ اثر بولی۔

"اپنے خواب دیکھنا بند کرو ایک تو وہ منہ اٹھا کر نا جانے کہاں چل پڑا ہے بابا سائیں کے ساتھ اور اب اس کی غیر موجودگی میں برشام کی آمد مجھے سب کچھ اپنے ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہو رہا ہے۔"

وہ خوفزدہ لہجے میں بولتے سعدیہ کی حالت بھی غیر کر گئے۔ انہوں نے بے چینی سے ان کی جانب دیکھا۔

"اب کیا ہو گا سائیں۔"

وہ اپنے لہجے میں بے بسی سموئے بولی۔

"تم فرزام کے ذہن میں کسی بھی طرح بس یہ باتیں بھرتی رہو کبھی نا کبھی وہ خود ہی اپنے حق کیلیے آواز اٹھائے گا۔ وہ حیثیت مانگے گا جو بڑے بھائی کا بیٹا ہونے کی بدولت برشام کو ملتی ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ان کی جانب دیکھتے پر اسرار لہجے میں گویا ہوئے۔ سعدیہ نے سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔ خرم سائیں اپنے پیروں میں چپل اڑستے نیچے کی جانب بڑھ گئے تا کہ مریم سے مل سکیں۔ مریم سے ان سب بھائیوں کا الگ قسم کا لگاؤ تھا کیونکہ وہ ان سب کی اکلوتی اور جان سے پیاری بہن تھی۔ اس کے بارے میں تو وہ سعدیہ کے لبوں سے بھی کچھ نہیں سنتے تھے کیونکہ انہیں اپنی بہن کے خلاف ایک لفظ بھی نہایت ناگوار گزرتا تھا جس کا علم سعدیہ کو بخوبی تھا تبھی ان کے سامنے بولنے سے گریز کرتی تھی۔ معاً فون بجنے کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تو اس نے اس کی تلاش میں نگاہیں گھمائی۔ سنگھار میز پہ اسے بٹنوں والا موبائل دکھائی دیا جو خرم نے اس کے لاکھ جتن کرنے پہ دلایا تھا جس کا علم حویلی میں کسی کو نہیں تھا کیونکہ حویلی کی عورتوں کو موبائل رکھنے کی اجازت قطعی نہیں تھی۔ موبائل سکرین پہ دکھائی دیتے نمبر کو دیکھ کر اس نے شاطرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے سرعت سے فون کان سے لگایا تھا۔ اب وہ پوری دلجمعی سے مقابل سے بات کرنے میں مصروف تھی۔

تقریباً ڈھائی گھنٹے کی مسافت طے کرتے وہ اسلام آباد سے گلگت کے ائیر پورٹ پہ پہنچے تھے۔ جب سے رنم کو اس بابت علم ہوا تھا وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی کہ جہاں جانے کی اس کی سب سے بڑی خواہش تھی وہ اس طرح پوری ہو گی۔ وہاں کے گاؤں جانے میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی بس وہ

WhatsApp ; 0344-4499420

گلگت جا کر وہاں کے سنہرے پلوں کو کیمرے کی آنکھ میں مقید کرتے سب کو دکھانا چاہتی تھی۔ جب ان کے جہاز نے ائیر پورٹ پہ لینڈ کیا تو رات کے تین بج رہے تھے۔ ہر جانب تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ائیر پورٹ پہ گہما گہمی اور روشنیاں ہونے کی بدولت اطراف کے منظر کو دیکھتے اس کی آنکھیں چمکی تھی۔ وہ ایکدم کھلکھلاتے ہوئے آگے کی جانب بڑھی۔ وہاں سے گزرتے لوگوں نے حیرت سے اس سنہری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا جو خود بھی سیاحت کیلیے آئے تھے مگر اس کے گلابی چہرے پہ کھلنے والے رنگ نہایت خوشنما معلوم ہو رہے تھے۔ گلابی رنگ کے فراک کے ساتھ سیاہ رنگ کی جینز پہنے ڈوپٹے کو مفلر کی صورت میں گلے کا ہار بنایا ہوا تھا۔ پیروں میں جوگرز پہنے وہ تو گویا سیاحت کا موڈ بنا کر آئی تھی۔ اس نے اپنی پونی کستے بیگ سے موبائل نکالا اور چھوٹی سی ویڈیو بناتے فون بند کرتے دوبارہ جیب میں اڑسا تھا کیونکہ اندھیرا ہونے کی بدولت کچھ خاص ویڈیو نہیں بن پائی تھی۔

"کیا ہوا ایسے منہ کیوں اتر گیا۔"

وہ سب وہاں گاڑی کا انتظار کر رہے تھے جب فیصل نے حیرت سے اس کا پھولا چہرہ دیکھ کر پوچھا۔ اتنے عرصے بعد اپنے شہر کی مٹی کی خوشبو ان کے رگ و پے میں سرائیت کرتی چلی گئی وہ تو یہاں پہنچتے ہی بے حد خوش تھے۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بھاگ کر اماں سائیں کے پاس پہنچ جائے۔ البتہ

www.zubiinovelszone.com
Digital BARG Library
WhatsApp ; 0344-4499420

سردار سائیں کو رنم کا یوں اچھلنا کودنا ایک آنکھ نا بھایا مگر وہ فلحال کچھ بھی بول کر فیصل کے ساتھ اختلافات نہیں بڑھا سکتے تھے۔

"اندھیرا ہے نا یہاں۔ ویسے بابا آپ نے پہلے تو کبھی نہیں بتایا کہ یہ آپ کا ہوم ٹاؤن ہے۔ آئی سوئیر مجھے پتہ ہوتا تو نا جانے کتنے چکر کاٹتی یہاں یو نو نا مجھے ایسے ناردن ایریاز کس قدر پرکشش لگتے ہیں۔"

وہ ان کے بازوؤں کے گھیرے میں موجود ان سے اپنے دل کی تمام باتیں کر رہی تھی۔ اتنی دیر میں حویلی سے گاڑی آتے ہی وہ سب گاڑی میں براجمان ہوئے۔ اگلے ہی لمحے سب کے بیٹھتے ہی گاڑی حویلی کی جانب بڑھی۔ رنم کے احساسات وہاں کے لوگوں کا سوچتے نہایت عجیب تھے۔ بس اسے اتنا معلوم تھا کہ گاؤں کے مرد نہایت ہی عجیب اور خودسر ہوتے ہیں جو اپنی بیوی کو پیروں کی جوتی سمجھتے ہیں ماسوائے اس کے بابا کے۔ وہ تو شروع سے کچھ بھی سنتی تھی گاؤں کے بابت تو ایسی روایات کا سوچتے اس کے دل میں وہاں کے مردوں کیلیے نفرت میں مزید اضافہ ہوتا تھا بس عورتوں کا خاکہ نہایت معصوم تھا۔ انہی سوچوں کے گرداب میں پھنسے وہ لوگ بڑی حویلی کی حدود میں داخل ہوئے تو اتنی خوبصورت جگہ کے بیچ و بیچ گاؤں دیکھ رنم ایک لمحے کیلیے مبہوت رہ گئی۔ ہر جانب سبزا پھیلا ہوا تھا۔ وہ آنکھوں میں الوہی سی چمک لیے ونڈ سکرین سے باہر دیکھ رہی تھی جہاں اونچے لمبے پہاڑوں کے عین وسط میں کھڑی وہ شاندار حویلی اسے بلکل خیالی دنیا کی لگی تھی۔ پوری حویلی روشنیوں میں نہائی ہوئی

WhatsApp ; 0344-4499420

تھی۔ اطراف میں پھیلے قد آور درخت ان کی مہک رنم کو کچھ وقت کیلیے مشعل کی بات درست ثابت ہوتی محسوس ہوئی کہ سچ میں گاؤں کی مٹی میں کچھ تو بات ہے کہ الجھا سے الجھا دماغ بھی تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ وہ ابھی ان لمحات کو محسوس کر رہی تھی کہ گاڑی رکنے کی آواز پہ وہ جھٹکے سے ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی تھی۔ اس نے نا سمجھی سے ندیم کی جانب دیکھا جو مسکرا کر اسی کی جانب متوجہ تھے۔

"حویلی آگئی ہے بیٹی اتریں آپ۔"

ان کی بات پہ وہ کھسیا کر اثبات میں سر ہلاتی گاڑی کا دروازہ کھولتے نیچے اتری تو حویلی کے مکین جو گاڑی رکنے کی آواز پہ برشام کی آمد کا سوچتے داخلی دروازے پہ پھولوں کے ہار لیے کھڑے تھے اس گاڑی سے سرخ و سفید رنگت کی حامل لڑکی کو نکلتا دیکھ ان سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ سب نے بیک وقت ایک دوسرے کی جانب دیکھا کیونکہ انہیں اپنے خدشات درست ثابت ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

"مطلب لالہ نے وہاں شادی کر لی۔"

نورے کی سرسراتی ہوئی آواز پہ رقیہ بیگم کا ہاتھ بے ساختہ سینے پہ پڑا اور سر نفی میں ہلا اگر ایسا ہو گیا تو پھر برشام یہی سوچ رقیہ بیگم کے ساتھ رضوانہ کا بھی سانس خشک کر گئی۔ رنم نے حیرت سے اتنے

WhatsApp ; 0344-4499420

سارے لوگوں کو یوں ان کے استقبال کیلیے کھڑے دیکھا تو اس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ مطلب وہ سب ان کی آمد کا جانتے تھے۔

"ان سب کو تو علم ہی نہیں تھا پھر یہ سب باہر کیوں کھڑے ہیں تایا سائیں۔ کیا آپ نے بتایا انہیں۔"

فرزام کی سرگوشی پہ وہ سب بھی حق دق رہ گئے۔ دور کھڑے ہونے کی بدولت ابھی وہ لوگ سب کو نا دیکھ پائے تھے۔ ان سب کی نگاہیں کو فلحال رنم کے وجود کے آر پار ہو رہی تھی۔ رنم ان سب کو وہی جما دیکھ خود ہی بھاگنے والے انداز میں آگے کی جانب بڑھی اور مسکرا کر ان سب کی جانب دیکھا۔ اس کی سنہری آنکھیں دیکھ کئی پل تو وہ سب بھی مبہوت رہ گئے جس کے لبوں پہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی اور وہ ہر شوق نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"تم کون ہو لڑکی۔"

رقیہ بیگم نے اپنا لہجہ حتی الامکان سخت بناتے استسفار کیا تو رنم نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا جو شاید اسے غصے کی تیز لگی تھی۔ مگر وہ اس سے کیوں ایسے مخاطب تھی۔

"میں۔ مجھے چھوڑیں آپ بتائیں آپ شاید دادا سائیں کی وائف ہیں رائٹ۔ مینز دادی سائیں۔"

وہ اٹک اٹک کر بولی۔ ان سب کی آنکھوں میں بے یقینی چھا گئی۔ وہ اس کے گھر کے متعلق جانتی ہے مطلب وہ پکا برشام کی کچھ لگتی ہے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"اوہ واؤ آمیزنگ کیا تم دونوں ٹوئنز ہو لٹرلی آئی جسٹ کانٹ بلیو کہ مجھے یہاں آکر یہ سب دیکھنے کو ملے گا۔"

وہ خوشگواری کی کیفیت میں دبا دبا سا چلائی۔ اتنی دیر میں بابا سائیں اود ندیم کا چہرہ اندھیرے سے ابھرتے دیکھ ان سب کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔ رقیہ بیگم نے حلق تر کرتے ان کی جانب دیکھا مگر یہ لڑکی بھی تو انہی کی گاڑی سے نکلی تھی تو پھر برشام بھی کیا انہی کے ساتھ تھا۔

"برشام کو آپ لے کر آئیں ہیں کیا سائیں۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔ سردار سائیں نے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے ان کی جانب دیکھا جو شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی البتہ اس عورت کے بھی ان کو سائیں کہنے پہ وہ ناک منہ چڑھا گئی۔ یہاں سارے ہی سائیں تھے کیا۔ سائیں سائیں کی رٹ سن کر وہ اکتا گئی تھی۔

"ون سیکنڈ ہولڈ آن ہمارے ساتھ کوئی برشام نامی شخصیت نہیں آئی۔ میں آپ سب کو بتاتی ہوں کہ اصل میں معجزہ کیا ہے کیونکہ یہاں بتانے سے قبل دس پندرہ منٹ کا سکتہ لازم ہے جو میں تو لوں گی نہیں۔ ون سیکنڈ میں ابھی آئی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ باباسائیں کے الجھے ہوئے چہرے پہ ایک تند نگاہ ڈالتے ان کی پشت پہ کھڑے فیصل اور ارم کی جانب بڑھی اور انہیں اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا جبکہ باقی سب اس کی ہمت پہ عش عش کر اٹھے جو بے دھیانی میں باباسائیں پہ طنزیہ تیر چلا رہی تھی۔

"ایک منٹ لڑکی ہم مخاطب۔"

"رہنے دیں آپ میں خود ہی نپٹالوں گی جو کام آپ نے آدھے گھنٹے میں کرنا وہ میں نے پانچ منٹ میں سرانجام دے دینا ہے۔اٹس ناٹ آ بگ ڈیل۔"

وہ سردار سائیں کی بات کو درمیان میں ہی رد کرتے کھینچ کر ان دونوں کو رقیہ بیگم کے روبرو لائی۔وہ جو ناسمجھی سے یہ سب سمجھنے کی جتن کر رہی تھی اپنے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھتے بے یقینی کی کیفیت میں بے ساختہ لڑکھڑائی تھی۔انہوں نے بے یقینی سے رنم کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے مسکرا رہی تھی۔اس دوران ارم خاموشی سے چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔سب کی حالت ان سے مختلف نا تھی۔ان کا ہاتھ خوشی کے مارے اپنے دل پہ پڑا اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی فیصل نے سرعت سے انہیں تھام کر سہارہ دیا جو ہونقوں کی طرح اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کی شیو پہ پھیر رہی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"رضوانہ مریم دیکھ۔ دیکھ میرا پتر آیا ہے میرا بچہ آیا ہے۔ میری آنکھیں کوئی دھوکا تو نہیں دے رہی نا مجھے۔ میرا بچہ اپنی ماں کے پاس لوٹا ہے۔ ماں صدقے واری۔ اپنی ووٹی کو بھی ساتھ لایا ہے میری نو آئی ہے۔"

وہ فیصل کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے جا بجا ان کا چہرہ چومتے ہوئے بولی ساتھ ہی ارم کو بھی سینے سے لگایا تو اس منظر کو دیکھتے وہاں سب کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔ وہ سب گواہ تھے کہ اس کیلیے وہ کس قدر ترسی ہیں۔

"واٹ ووٹی۔"

رنم نے ناسمجھی سے کندھے اچکاتے ان کی جانب دیکھا تو سب کی توجہ کا مرکز اب وہ تھی۔

"ووٹی مطلب بیوی اور نو مطلب میری بہو۔ مگر تم۔ یہ کون ہے فیصل۔"

وہ سمجھ تو گئی تھی مگر پھر بھی فیصل سے یقین چاہتی تھی تبھی اب کی بار ان سے مخاطب ہوئی۔ سب سے ملتے ملاتے انہوں نے اپنا رخ رنم کی جانب کیا سب نے اشتیاق سے اس پیاری لڑکی کو دیکھا۔

"یہ میری بیٹی ہے اماں سائیں اور آپ کی پوتی۔"

وہ رنم کو ساتھ لگاتے محبت سے گویا ہوئے تو وہ اسے سینے میں بھینچتے مزید آبدیدہ ہوگئی۔ ان کے خاندان کی سب سے پہلی لڑکی تو وہی تھی نا جو اتنے عرصے سے ان کی نگاہوں سے اوجھل تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"مگر یہ سب ممکن کیسے ہوا۔"

مریم جو فیصل کے سینے سے لگی رو رہی تھی حیرت سے سر اٹھا کر بولی۔

"یہ ہم نے اپنی بیگم۔"

اس سے پہلے کہ سردار سائیں پھر سے اپنی بات مکمل کرتے رنم نے درمیان میں ہی اچک لی۔

"یہ دراصل آپ کے شوہر نے آپ کی برتھ ڈے کے تحفے کے طور پہ میرے ماما بابا کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اب آپ قبول فرمائیے اور ہمیں اندر آنے کی اجازت دیں میں پہلے ہی کافی تھک چکی ہوں۔"

وہ ایک دل جلانے والی مسکراہٹ دادا سائیں پہ اچھالتی مزے سے بولی۔ انہوں نے حیرت سے اس کی چمکتی آنکھوں میں دیکھا جو شاید ان سے جیت کا جشن منا رہی تھی۔

"اب ہم کچھ بولیں۔"

وہ ان سب کو خاموش دیکھ کر خت لہجے میں بولتے سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئے۔ رنم نے داد دیتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"بلکل بھی نہیں۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے تو سب سے پہلے ہم کھانا کھائیں گے آپ بعد میں بول سکتے ہیں سردار سائیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Book Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ آنکھوں میں واضح تنبیہہ لیے آخر میں جتانے والے لہجے میں بولی۔ وہ سب ساکت بے یقین جہاں کے تہاں رہ گئے۔

"رنم داداسائیں سردار سائیں نہیں۔"

فیصل نے ڈپٹنے والے لہجے میں اسے باور کرایا۔ وہ بے نیازی سے کندھے اچکا کر رہ گئی۔

"ایم سوری بابا میں آپ کی بات کا بہت احترام کرتی ہوں مگر اس تصویر کو دیکھتے مجھے علم ہوا ہے کہ اس گاؤں کے رہنے والے لوگوں کی زندگیاں تو ان کے حوالے ہے تو پھر یہ ان سب کے زندگیوں کے سردار ہی ہوئے۔ دس نیم سوٹڈ ٹو ہم اینڈ آلسو ساؤنڈز گڈ۔"

وہ انگریزی لب و لہجے میں بولتی ان سب کو ساکت کر گئی۔ فیصل نے بمشکل مسکرا کر سب کی جانب دیکھا جبکہ داداسائیں تو اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی گز بھر لمبی زبان دیکھتے رہ گئے مگر فلحال وہ کوئی انتہائی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے۔

"بیگم آپ برشام کا ذکر کر رہی تھی۔"

ندیم کو اچانک یاد آیا تو وہ چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

"جی دراصل برشام بھی کچھ دیر میں پہنچنے والا ہو گا اس کی بھی آج کی ہی فلائٹ تھی اسی بدولت ہم سمجھے کہ برشام آیا ہے شاید۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تفصیلاً بولی تو سب کے چہروں پہ ایک بار پھر مسکراہٹیں پھیل گئی۔ ایک ہی دن میں اتنی بڑی بڑی خوشیاں رقیہ بیگم سے تو سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔ البتہ حورے اور نورے اپنی اتنی پیاری کزن کو دیکھتے بے تحاشہ خوش تھی۔ وہ بات بات پہ اس سے بات کرنے کا بہانہ ڈھونڈتی جس کا جواب وہ نہایت خوشدلی اور شائستگی سے دیتی۔

"لو بیٹی دودھ پیو۔"

رضوانہ بیگم نے محبت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے چائے تھامنے کا اشارہ کیا تو وہ ان کی صورت دیکھ کر مسکراتے دودھ کا کپ تھام گئی۔ ارم کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا جس لڑکی نے گھر میں چائے کو لے کر طوفان کھڑا کر دینا ہوتا تھا وہ کس قدر سکون سے چائے تھام گئی تھی۔

"شکریہ آنٹی مگر یہ آج میں صرف آپ کی بدولت لے رہی ہوں ادر وائز میں یہ پیتی نہیں ہوں آپ مجھے کافی سویٹ لگی ہیں۔"

رنم کی ایک عادت تھی کہ وہ اظہار کے معاملے میں بلکل کنجوسی نہیں کرتی تھی ابھی بھی اسے یہ سانولی سی رضوانہ کافی اچھی لگی تھی بلکل نرم مزاج مسکراتے رہنے والی عورت۔

"دھی رانی آنٹی نہیں ہے یہ۔ یہ تو تیری تائی سائیں ہیں۔"

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

رقیہ بیگم نے اس کی بات پہ مسکراتے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی۔چائے کے دور کے ساتھ سب اپنی اپنی باتوں میں مشغول تھے۔فیصل اور ارم کو انہوں نے اپنے دائیں بائیں بٹھا رکھا تھا گویا وہ ابھی یہاں سے بھاگ جائیں گے۔

"ویسے آئی تھنک سو کہ تم کافی پڑھی لکھی ہو۔"

مریم نے اپنی بیٹی کو ایک جانب بٹھاتے اس کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھمایا اور رنم کی جانب متوجہ ہوئی۔

"الحمداللہ میں ابھی بھی پڑھ رہی ہوں مگر آپ پھوپھو رائِٹ۔آئی ایم رئیلی ویری شوکڈ کہ گاؤں میں رہ کر آپ نے بھی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے۔ایمپریسو۔"

وہ حورے اور نورے کے درمیان سے اٹھتی اب مریم کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی جو بلکل انہیں اپنے پاپا جیسی لگی تھی۔ان سے باتیں کرنے کا بھی اسے کافی مزا آرہا تھا۔اس کے یوں اٹھنے پہ حورے اور نورے کو بلکل اچھا نہیں لگا تبھی بے دلی سے چہرہ جھکا گئی۔

"ہاں میں نے انٹر یہی سے کیا تھا اور باقی کی پڑھائی پیا دیس سدھار کر۔وہ بہت اچھے ہیں الحمداللہ۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ شرارت بھرے لہجے میں بولی۔ان کے ایک ایک لفظ سے سچائی چھلک رہی تھی۔رنم کو وہ کافی گریس فل خاتون لگی جو شاید اس سے عمر میں کچھ ہی بڑی تھی۔وہ مسکراتے ہوئے ان کی باتیں سن رہی تھی معاً اس کی نگاہ ان دونوں بہنوں کی جانب اٹھی۔

"ارے تم دونوں کیوں خاموش ہوگئی۔"

وہ حورے اور نورے سے مخاطب ہوئی۔اسے ان دونوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوا تھا کہ حورے کچھ حد تک منہ پھٹ ہے بلکل اس کی طرح البتہ نورے خاموش طبیعت کی مالک ہے۔اسے فلحال اس گھر کی ساری عورتیں کافی ملنسار محسوس ہوئی تھی۔صرف اپنے پن کا احساس اجاگر ہو رہا تھا مگر جب اس کی نگاہ سردار سائیں کی جانب اٹھتی اپنے باپ پہ بیتی شدت سے اس کے ذہن کے دریچوں میں لہراتی تھی تبھی ناگواری کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں سرائیت کر جاتی۔

"آپ ہم سے بات ہی نہیں کر رہی اسی لیے ہم خاموش ہوگئے۔"

نورے نے منہ پھلا کر جواب دیا تو وہ ہولے سے ہنس دی اس سے پہلے کہ وہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتی سامنے زینے اترتے وجود کو دیکھتی وہ حیران ہوگئی تبھی چائے کا کپ میز پہ رکھتے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے ان کی جانب دیکھا جو شاید فیصل کے دوسرے بھائی تھے۔سعدیہ جو نیچے سے آنے والی آوازوں کو سنتے خرم کے سنگ نیچے اتر رہی تھی گھر میں رش دیکھ نا سمجھی سے خرم کی جانب دیکھا

WhatsApp ; 0344-4499420

تھا۔اس سے پہلے کہ وہ آگے کی جانب بڑھتی رضوانہ بیگم کے ہٹنے سے جو چہرہ نمودار ہوا وہ ان کے پیروں تلے زمین کھینچنے کیلیے کافی تھا۔خرم کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں تھا۔

"یہ اتنے سالوں بعد کیسے لوٹ آیا خرم۔"

وہ ان کی جانب جھکتی دبا دبا سا چلائی۔خرم نے ناگواری سے انکی جانب دیکھا۔

"مجھ سے ایسے پوچھ رہی ہو جیسے میں لے کر آیا ہوں تمہارے صاجزادے صاحب گئے تھے لینے اسی سے پوچھو۔"

وہ غصے سے بولتے قدم ان کے قریب بڑھانے لگے مگر وہ وہی سیڑھیوں پہ کھڑی وہاں کا منظر دیکھنے لگی۔فیصل خرم کو سامنے دیکھ تمام ناراضگی بھلائے بے ساختہ اس کے سینے سے لگا تو فرزام ہولے سے مسکرا دیا۔اس کی مسکراہٹ سعدیہ کو ذہر سے بھی بری لگی تھی۔وہ کیوں بھلا ان سب کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ارم کے سر پہ ہاتھ رکھتے اب ان کی توجہ کی مرکز زنم کی ذات تھی جس نے مسکرا کر اپنا تعارف خود ہی کروا دیا تھا۔سعدیہ جو دل ہی دل میں سخت غصہ تھی اس لڑکی کو دیکھتے انہوں نے باقاعدہ ریلنگ کو تھامتے گہری نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا جس کی رنگت ملائی جیسی تھی۔انتہائی دلکش نقوش ایک لمحے کیلیے تو وہ بھی سن رہ گئی مطلب وہ فیصل اور اس عورت کی اولاد تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

معاً کچھ سوچتے انہوں نے بھی قدم ان سب کی جانب بڑھائے تھے۔ ان کی آمد پہ فیصل اور ارم کا چہرہ تو بلکل سپاٹ ہو گیا۔ ارم نے انہیں دیکھ کر سختی سے فیصل کا ہاتھ تھاما تو وہ تسلی آمیز نگاہوں سے انہیں دیکھتے سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا گئے۔

"مما از ایوری تھنگ او کے۔"

رنم ارم کے اڑے اڑے حواس دیکھ پریشانی سے گویا ہوئی جو سعدیہ کے آنے کے بعد ہی ایسا برتاؤ کر رہی تھی۔ سعدیہ اس کے رویے پہ سختی سے لب بھینچ گئی۔ سب نے اپس میں خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔ سعدیہ ایک نظر دیکھنے میں ہی رنم کو کافی حد تک کھنچی کھنچی سی محسوس ہوئی۔

"ارے اب ایسی بھی کیا ناراضگی۔"

سعدیہ ان سب کی شکل دیکھ ایک تیز نگاہ اس پہ ڈالتے بظاہر مسکراتے لہجے میں بولی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے سینے سے لگتی رنم بروقت ان کے درمیان حائل ہوتے انہیں ٹوک گئی تھی۔

"ایکسکیوز می۔"

وہ ناگواری سے بولی۔ اس کی پیشانی پہ شکنیں دیکھ سب گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کہ کہی بات نا بڑھ جائے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"جب وہ نہیں ملنا چاہ رہی تو کس بات کی ذبردستی ہے آنٹی جی۔ دور رہیں پلیز۔ بابا نہیں بول سکتے آپ کے احترام میں مگر میں اپنے ماما بابا کو دکھ پہچانے والوں کو دیکھتی تک نہیں کجا کہ انہیں معاف کرنا۔ میں نہیں جانتی کہ ماضی میں کیا ہوا مگر اپنی ماں کے آنسو دیکھ اتنا تو جان گئی ہوں کہ ان کے ماضی میں ذہر گھولنے والی شاید آپ ہی کی ذات ہے۔"

وہ عاجزانہ لہجے میں بولتی ارم کو اپنے حصار میں لیتے ان کی پیشانی چوم گئی جواباً اس نے مسکراتے ہوِاس کی جانب دیکھا جو کیسے اس کی ڈھال بن گئی تھی ان حالات میں۔ فیصل نے ایک تفاخر بھری نگاہ اس پہ ڈالی جس نے نرمی سے نا کوئی بدتمیزی کرتے انہیں اپنی حدود میں رہنے کا کہہ دیا تھا۔ سعدیہ کی رنگت اس کی بات پہ سرعت سے فق ہوئی۔ حورے اور نورے نے مسکراہٹ دبائی تو مریم نے انہیں گھور کر دیکھا۔

" دیکھو ذرا کیسے زبان ہکلا گئی ہے اب چاچی سائیں کی۔ بہت اچھا ہوا کہ ان کے سامنے بھی کوئی بولنے والا آیا۔"

حورے نے نورے کے کان میں سرگوشی کی تو وہ زیرِلب مسکرا دی کیونکہ اس کی بات کسی حد تک درست تھی۔

"دیکھو تم میری اماں سائیں سے ایسے مخاطب نہیں ہو سکتی۔ اپنی حد میں رہو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

فرزام بروقت اشتعال میں اس کی جانب بڑھتے سعدیہ کو اپنی پشت پہ کرتے انگلی اٹھاتے وارن کرنے والے انداز میں بولا۔ آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو رہے تھے۔

"تو تم اپنی اماں سائیں کو سنبھالو کیونکہ میں تو جب جب حق کی بات ہو گی بولو گی چاہے پھر مجھے اپنے سر بدتمیزی کا ٹیگ کیوں نا لگوانا پڑے۔ نرمی کی توقع قطعی مت رکھنا۔"

وہ بھی دوبدو پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئی۔ فرزام نے سختی سے مٹھیاں بھینچی ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔ اس نے چونک کر ہنستی ہوئی نورے کو دیکھا تو اس کے اشتعال میں مزید اضافہ ہوا۔ اسی ایک لمحے میں فیصلہ ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں موجود اشتعال کی جگہ ایک مخصوص عجیب سی چمک نے لے لی۔ وہ سر جھٹک کر سعدیہ بیگم کو وہاں سے لے کر زینوں کی جانب بڑھ گیا مگر نورے ابھی تک اس کی گھورتی نگاہوں کے حصار میں مقید تھی۔ اس نے خوف سے حورے کی جانب دیکھا جو مسلسل ہنس رہی تھی مگر اس کی ہنسی کو فرزام کے جانے کے ساتھ ہی جا چکی تھی۔ ارم نے اب کی بار دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا جسے کسی آئے گئے کا بھی لحاظ نہیں تھا۔ سب ساکت کھڑے تھے رنم کی جرأت پہ۔

"یہاں کھانا ملے گا یا نہیں یا پھر مجھے ہی گھورتے رہنا ہے۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Bank Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اپنے پیٹ سے آنے والی آوازوں سے تنگ آکر بلند آواز میں سب سے مخاطب ہوئی تو سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"رنم۔"

ارم کی تنبیہی آواز پہ وہ منہ بنا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"میں ابھی لگا دیتی ہوں کوئی مسئلہ نہیں بیٹی کو بھوک لگی ہے۔"

رضوانہ اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ پچکارنے والے انداز میں بولی۔ ان کی بات پہ اس کی بھوک مزید چمک اٹھی۔

"نہیں بھابھی کوئی مسئلہ نہیں ہے بر شام بس پہنچنے والا ہو گا ہم سب اس کے ساتھ ہی کھائیں گے۔"

فیصل نے سہولت سے انکار کر دیا۔ جانتا تھا کہ یہاں اب بس اسی کا انتظار ہو رہا ہے۔ رنم کے مسکراتے لب ان کی بات پہ فوراً سے پہلے سمٹے۔ وہ تنگ آکر دوبارہ ان سب کی جانب متوجہ ہو گئی۔ بیٹھ بیٹھ کر ویسے بھی اس کی کمر اکڑ گئی تھی۔ معاً وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور رضوانہ کی تقلید میں باورچی خانے کی جانب بڑھی۔ اندر قدم رکھتے ہی اس کی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے۔ یہ کچن نہیں ان کے دو کمروں کے برابر کچن تھا۔

"اومائی گاڈ۔ دس از ٹو مچ۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ حیرت سے بس اتنا ہی بول پائی۔ اتنا بڑا اور کشادہ کچن۔ طرح طرح کے برتن مگر سب کچھ سمیٹا ہوا تھا۔ اشتہا آمیز کھانوں کی مہک اس نے گہرا سانس بھرا۔ ایک جانب لگے تندور کو دیکھتے وہ رضوانہ کی جانب متوجہ ہوئی جو پلیٹ میں کچھ ڈال رہی تھی۔ مڑتے ساتھ ہی ان کی نگاہ اپنی پشت پہ کھڑی رنم پہ پڑی تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"یہ سب کیا ہے۔ اتنے بڑے کچن میں آپ سب کیا کرتے ہیں۔ یہاں تو بندہ بیڈ تک لگا لے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی تو برتن کو تھام کر چیک کرنے لگی۔

"یہ لو میرا بچہ یہ کھا لو۔"

وہ اس کی جانب پلیٹ بڑھاتے ہوئے بولی جس میں چاول تھے۔ اس نے زیرِلب مسکراتے پلیٹ تھامی اور وہ وہی کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔ اب وہ پوری دلجمعی سے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔ رضوانہ اس کا سر تھپتھپاتے وہی تندور پہ روٹیاں سینکنے لگی اور وہ ان کے تیزی سے چلتے ہاتھوں کو بغور دیکھ رہی تھی کہ کس قدر مہارت سے وہ یہ سب کر رہی تھی۔ معاً باہر گاڑی رکنے کی آواز پہ ان سب کی سماعتیں باہر کی جانب متوجہ ہوئی۔ رضوانہ جلدی میں اپنے آٹے سے لتھڑے ہاتھ صاف کرتی باہر کی جانب بڑھی۔ رنم بھی ان کی پیروی کرتے باہر کی جانب بھاگی تاکہ دیکھ سکے کہ کون ہے یہ بشام نامی شخصیت۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہاں ڈھول پکڑ کر کھڑے دو آدمیوں کو دیکھتے اس کا منہ

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

گولائی میں کھلا نہیں مطلب کیا یہاں کیا کسی کی بارات تھی۔ عجیب روایات تھی یہاں کی بھی۔ وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

"یہ کیا کسی کا ویلکم کرنا ہے تو یہ ڈھول والے کیوں بلوائے ہیں۔ دس از ناٹ فیئر اس سے سب کی نیند میں خلل پڑے گا۔"

اسے یہ بات بلکل پسند نا آئی تبھی ارم کے کان میں گھستے ہوئے بولی۔ ارم نے جواباً اپنے لبوں پہ انگلی رکھتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ کندھے اچکاتے ببل چبانے لگی۔ کچھ ہی دیر میں گاڑی سے نکلتے وجود کی چوڑی پشت دیکھتے وہ بغور اس کی جانب دیکھنے لگی۔ اگلے ہی لمحے وہ مڑا تھا مگر اسکی صورت دیکھ رنم کا چہرہ سرعت سے پھیکا پڑ گیا۔ کیا یہ تھا بشام۔ سانولے لڑکوں سے تو اسے ویسے بھی چڑ تھی سونے پہ سہاگہ اس کی رنگت بھی ایسی ہی تھی۔ وہ تو سمجھی تھی کہ وہ کوئی ریاست کا شہزادہ ہو گا مگر اس شہزادے کو دیکھ کر اس کی ساری امیدوں پہ پانی پھر گیا۔ اس نے ایک نظر تایا تائی دونوں کی جانب دیکھا تو اسے اندازہ ہوا کہ اس کی رنگت سراسر تائی پہ گئی ہے۔ وہ ان سب کو وہاں موجود دیکھ اپنی مخصوص چال چلتے ان کے نزدیک آیا تھا۔ ڈھول والوں نے اپنا کام پوری تیزی سے شروع کر دیا۔ سیاہ رنگ کی شلوار قمیض پہنے چوڑی کلائی میں رولیکس کی گھڑی بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے وہ اچھا

www.zubiabookzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

خاصہ پر کشش تھا مگر بس رنگت سانولی تھی۔ وہ اب سب سے مل رہا تھا اور رنم ناگواری سے ان سب کا میل ملاپ دیکھ رہی تھی۔ ڈھول مسلسل بجنے کی آواز پہ اس نے باقاعدہ کانوں پہ ہاتھ جمائے۔

"انف از انف بس کریں آپ سب۔ یہ تو کہی کا بھی انصاف نہیں ہے کہ آپ اپنی خوشی کو دیکھ کر اطراف میں رہنے والے لوگوں کی نیند میں خلل ڈالیں۔ آپ کو تو سب سے زیادہ خیال ہونا چاہیے دادا سائیں۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے سردار سائیں سے مخاطب ہوئی تو انہوں نے اپنے سر پہ پہنی پگڑی درست کرتے سرخ چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا البتہ بشام ایک نگاہ اس پہ ڈالتے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔ سب سے ملتے وہ جوں ہی فیصل کے نزدیک پہنچا اس کی آنکھوں میں شناسائی کی رمق ابھری۔

"چاچو سائیں۔"

وہ سرسراتے لبوں سے بولتے فیصل کے سینے سے لگا تو انہوں نے بے ساختہ اس کی پشت تھپتھپائی۔

"کتنا بڑا ہو گیا ہے میرا شیر۔"

وہ کھنکھتے لہجے میں بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئے۔ اس کے بعد وہ احتراماً ارم کے آگے جھکا تو انہوں نے تو اس کی بلائیں لے ڈالی۔ مریم سے ملتے اب وہ نورے اور حورے کی جانب بڑھا۔

"لالہ ہم نے آپ کو بہت یاد کیا۔ بہت سے بھی زیادہ۔"

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

ان دونوں نے باہیں پھیلاتے معصومیت سے اسے آگاہ کیا تو ان کے اشاروں پہ جہاں اس نے دونوں کی پیشانی چومی وہی رنم ان کی بات پہ کھکھلا کر ہنس دی۔ اگلے ہی لمحے برشام کی نگاہ اوپر کی جانب اٹھی تو ایک سیکنڈ کیلیے ساکت رہ گئی مگر اگلے ہی لمحے وہ واپس سنجیدہ ہوتے اپنے خول میں لوٹ چکا تھا۔ اس کے آنے کے بعد تو گویا خوشیوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ خوشگوار ماحول میں کھانا لگایا گیا۔

"مجھے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ میرے واپس لوٹنے پہ مجھے ایسا سرپرائز ملے گا۔"

وہ تو فیصل کو وہاں دیکھ بس حیران تھا۔ کبھی کبھی تو کسی دھوکے کا گمان ہوتا تھا۔ بچپن کے بعد اب دیکھنا یہ اس کیلیے بہت بڑا دھچکا تھا۔ اسے یاد تھا کہ وہ اس کے سب سے چھوٹے چچا سائیں تھے اسے کاندھے پہ بٹھا کر گھمانا دھندلا دھندلا سا عکس آنکھوں کے پردوں میں لہرا رہا تھا۔

"اماں سائیں آپ چھوڑیے اسے۔ میں بس اتنا ہی کھاؤں گا۔ بیٹھیں یہاں میرے پاس۔"

وہ اپنے ساتھ والی کرسی پہ انہیں بٹھاتے ہوئے محبت سے بولا جن کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر مسلسل نمی تیر رہی تھی۔ رنم نے نگاہیں اٹھاتے اس کے پلیٹ میں موجود چاول دیکھے جو بلکل کم مقدار میں تھے۔

"سب نجانے کب سے آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ کب آپ آئیں اور کب ہم کھانا کھائیں اور ادھر آپ کے نکھرے ہی آسمانوں کو چھوتے جا رہے ہیں۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ناگواری سے بڑبڑائی۔سب نے کھانے سے ہاتھ روک کر اس کی جانب دیکھا جبکہ بشام نہایت سنجیدگی سے اس کی چلتی زبان کو دیکھتے گہرا سانس بھرتے دوبارہ رضوانہ کی جانب متوجہ ہو گیا اور مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ سے انہیں کھلانے لگا۔

"قسم سے بہت لذیذ کھانا تھا اب میں تھوڑی دیر کی نیند لوں گی پھر صبح جلدی اٹھ کر آس پاس گھوموں گی اور پھر ہمیں واپس بھی تو لوٹنا ہے۔"

وہ نیند سے بوجھل لہجے میں بولتے انگڑائی لے اٹھی۔

اس کی انگڑائی پہ جہاں سب میز پہ منہ دھنسنے لگے وہی بر شام اس کی بچگانہ حرکتوں پہ بس نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔رقیہ بیگم تو جیسے بس اس کی آخری بات سن تھی تبھی جھٹکے سے فیصل کی جانب اٹھی۔

"تم کل واپس جارہے ہو فیصل۔ابھی تو آئے تھے۔"

وہ تڑپ کر نم لہجے میں بولی۔

"اماں سائیں میرا وہاں کام ہی ایسا ہے۔پولیس افسر ہوں میں تھانے سے چھٹی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔مجھے جیسے ہی وقت لگا میں آپ سے ملنے آتا رہوں گا۔آپ پریشان مت ہو اور نا ہی دل چھوٹا کریں۔ویسے بھی اس سے پہلے بھی میں کافی بار آیا ہوں مگر مجھے ملنے سے روک دیا گیا تھا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ان کا ہاتھ تھام کر منت کرنے والے انداز میں بولا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اتنے عرصے بعد تو اس کی شکل دیکھنا نصیب ہوئی تھی اور وہ اتنی جلدی واپس لوٹ بھی رہا تھا۔

"کیا مطلب آپ میں سمجھا نہیں۔"

سردار سائیں نے چونک کر ان کی جانب دیکھا یہ وہ کیا بول رہا تھا۔ معاً خرم کی ہلکی سی چیخ کر ان سب کی توجہ ان کی جانب مبزول ہوئی جو اپنے ہاتھ پہ پھونک مار رہے تھے۔

"چائے گر گئی تھی۔"

وہ گھبرا کر وضاحت دینے والے انداز میں بولے۔ اس دوران وہ لوگ جو بات کر رہے تھے اسے فراموش کر گئے۔

نورے اور حورے کھانے سے فراغت حاصل کرتے برشام کا گال چومتے رنم کو لیتے اندر کی جانب بڑھ گئی تاکہ وہ آرام کر سکے۔ اگلا دن بھی اسی طرح مصروفیت کی نذر ہوا تھا۔ فرزام کے ساتھ اس کا دوبارہ سامنا نہیں ہوا تھا نہ وہ کرنا چاہتی تھی۔ صبح سویرے گھر کی عورتیں مل کر پورے گاؤں کا چکر لگا کر آئی تھی رنم نے ایک ایک چیز کو کیمرے کی آنکھ میں قید کیا تھا۔ وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔ گاؤں کی عورتیں سچ میں ملنسار تھی مگر مردوں کے بارے میں اس کی رائے ابھی بھی جوں کی توں تھی۔ کچھ دوری پہ کچھ بچے درخت پہ چڑھے امرود توڑ رہے تھے اور اس کی ماں جوتی کے اشارے سے اسے نیچے

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔ دوسری جانب بنے واٹر پمپ کے پاس بیٹھی دو تین عورتیں کپڑے دھونے میں مصروف تھی۔ وہ ان سب کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتی جس کے بعد وہ سب چہرہ ڈوپٹے میں چھپاتی شرما کر ہنس دیتی۔ صبح کے وقت وہاں کے مناظر کو دیکھتے ایک الگ ہی سکون مل رہا تھا۔ وہ آنکھیں پھیلائے ان پہاڑ کی چوٹیوں کو تک رہی تھی جہاں بچے بغیر کسی خوف کے بھاگ رہے تھے یہاں تک کہ گرنے کا بھی کوئی خوف نہیں تھا۔

"افف یہ کیسے بھاگ رہے ہیں۔"

وہ حیرت کے مارے چلائی ان کی جگہ وہ ہوتی تو کب کی اللہ کو پیاری ہو چکی ہوتی ڈر ڈر کے ہی۔

"یہ ان کا گھر ہے یہ ان کے رہنے کی جگہ ہے اور جہاں انسان کا بسیرا ہوتا ہے وہاں کی ہر چیز کی انہیں عادت ہو جاتی ہے وہ دیکھو غور سے اس پہاڑ کے عین وسط میں ایک جھونپڑی بھی ہے وہاں بھی کچھ لوگوں کی رہائش ہوتی ہے۔"

مریم اس کی صدمے سے پھیلی آنکھوں کو دیکھتے ہولے سے بولی۔

"مگر ابھی تو موسم ٹھیک ہے سردیوں میں کیا ہوتا ہوگا ان کا مجھے تو سوچ سوچ کر ہی سردی محسوس ہو رہی ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بازوؤں کو سہلاتی اشتیاق سے گویا ہوئی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"اس وقت یہ لوگ یہاں سے نقل مکانی کر جاتے ہیں۔ سردیوں میں تو ان مقامات میں بہت برف پڑتی ہے اور یہ جگہ تمہیں یہاں سے دیکھنے پہ قریب محسوس ہو رہی ہے مگر جب تم چلتی جاؤں گی تو یہ بھی نگاہوں سے اوجھل ہوتا جائے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بول کر ایک جانب ہو گئی۔

"مما یہ سب کتنا اچھا ہے نا۔ کیسی معصومیت ہے ان سب کے چہروں پہ۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتی اپنے موبائل کا فرنٹ کیمرہ کھولتی ان سب کے آگے کھڑی ہوئی تاکہ سیلفی لے سکے۔ حویلی کی سب عورتوں کو بھی اس نے اپنے پیچھے کھڑا کرتے اس خوبصورت منظر کو اپنے موبائل میں محفوظ کر لیا۔ اونچے نیچے ڈھلوانوں سے ہوتے وہ آگے کی جانب بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ وہ جہاں جہاں سے گزرتی سب عورتیں عجیب سی نگاہوں سے اس شہری لڑکی کو دیکھتے جس کے چہرے کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی بے حد پیارا تھا۔ راستے سے مالی بابا سے کچے امرود لیتے ان سب نے شوق سے کھائے تھے۔ اسی طرح ایک خوبصورت وقت گزار کر ان سب کا واپس لوٹنے کا وقت ہو گیا تھا۔ رقیہ بیگم کو مسلسل روئے چلے جا رہی تھی اور وہ بھی تو اتنے سے وقت میں ان سب سے کیسے مانوس ہو گئی تھی۔ سب سے ملتے ملاتے آخر میں وہ رضوانہ بیگم کی جانب بڑھی اور ان کے گال کو چوما تھا۔ رضوانہ بیگم نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"آپ بہت اچھی ہیں تائی سائیں۔میں آپ کو بہت یاد کروں گی۔شاید سب سے زیادہ آپ کو دادی کو پھوپھو کو اور حورے نورے تم دونوں بھی۔"

وہ محبت سے ان کے گلے لگتی مریم حورے نورے سے ملی جن کی آنکھیں ان کے جانے پہ نم تھی۔سب اس کی بات پہ ہنس دیے تھے۔وہ دل کڑا کر ایک الوداعی نگاہ خاموشی سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے اندر بیٹھ گئی۔ان سب کو رلا کر جانا اس کا دل اچاٹ ہو رہا تھا۔ارم اور فیصل نے بھی گاڑی میں بیٹھتے ان سب کو دیکھتے ہاتھ ہلایا۔انہیں ائیرپورٹ چھوڑنے برشام جارہا تھا اونچے نیچے راستے ہونے کی بدولت وہ نہیں چاہتے تھے کہ آدھی رات کو کوئی حادثہ پیش آجائے۔

تقریباً بیس منٹ کی مسافت کے بعد ئیرپورٹ پہنچتے ہی برشام نے ان سب کا سامان اتارتے آخر میں رنم کا منی بیگ اٹھانا چاہا جسے بروقت وہ تھام گئی تھی اور غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی کسی بھی چیز کو چھونا اسے بلکل بھی پسند نا آیا ہو۔

"تھینکیو سو مچ مگر میں اپنا کام خود کرنے کی عادی ہوں کسی ایرے غیرے کی مدد لینا مجھے پسند نہیں۔آئی ہوپ یو کین انڈرسٹینڈ۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتے ایک جھٹکے سے اپنا بیگ نکالتی آگے کی جانب بڑھ گئی۔برشام نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں اسے دیکھ ایک کوفت سی چھا جاتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ ایسا

WhatsApp : 0344-4499420

کیوں ہے کیونکہ وہ اس کی رنگت سے چڑ کھاتی تھی۔ حالانکہ وہ اس سے عمر میں اچھا خاصہ بڑا تھا مگر اس میں بلکل بھی لحاظ نہیں تھا۔ فیصل کو اپنے نزدیک آتا دیکھ وہ سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر گیا اور مسکرا کر ان کی جانب دیکھا جو اب اس کی جانب آتے اس سے مسقط کے متعلق باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"کتنا پیارا بچہ ہے نا سلجھا ہوا نرم مزاج۔ اسے دیکھ کر مجھے پہلی نظر میں تمہارے بابا کا گمان ہوا تھا۔"

وہی ویٹنگ ایریا میں بیٹھی ارم نے ساتھ بیٹھی رنم کو دیکھتے مسکرا کر اس کی توجہ اس کی جانب مبذول کرائی تو اس کے چہرے کے زاویے فوراً سے پہلے بگڑے۔

"مما رئیلی پیارا بچہ اور وہ بھی بابا جیسا۔ ان میں کچھ بھی بابا جیسا نہیں ہے نا چہرہ نا رنگت اور نا ہی اخلاق۔ یہ بس اس گاؤں کا مرد ہے جنہیں عورتوں کو پیروں کی جوتی بنانے کا شوق ہوتا یے۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں بولتی اسے حیرت میں غرق کر گئی۔ وہ یہ کس لہجے میں مخاطب تھی۔

"رنم"!

وہ صدمے کی کیفیت میں بس اتنا ہی بول پائی۔

"تم اس بچے کی رنگت کا مذاق بنا رہی ہو۔ میں تو سمجھتی تھی میری بیٹی صورت سے زیادہ سیرت دیکھتی ہے مگر یہاں تو۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ رک رک کر بولتی اپنی بات ادھوری چھوڑ گئی۔

"تو آپ غلط سوچتی ہیں ماما میں نا صورت دیکھتی ہوں نا سیرت مجھے بس اپنے بابا جیسا چاہیے بس۔ سانولے لڑکوں سے چڑ ہے مجھے نا جانے کیوں۔ آپ یہ سب باتیں چھوڑیں پلیز۔"

وہ نرمی سے انہیں قائل کرنے والے انداز میں بولتی آخر میں اکتا کر بولی۔ ارم نے اس کے جواب میں کچھ بولنا چاہا تھا مگر اس کے بگڑے تاثرات انہیں خاموش رہنے پہ مجبور کر گئے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کسی کی بھی ذات کی مزید دھجیاں ادھیڑے۔ رنم نے انہیں خاموش دیکھ تشکر بھرا سانس خارج کیا اور موبائل میں مشغل کے ساتھ مصروف ہوگئی۔ اس کی نگاہیں گاہے بگاہے برشام کی جانب اٹھتی جو سنجیدگی سے کسی سے فون میں مصروف تھا۔ وہ اکتا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ معاً اپنے موبائل پہ آنے والی کال نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔ اس نے حیرت سے فون کان پہ لگایا کیونکہ کسی ان نون نمبر سے کال تھی۔ وہ ارم سے فاصلہ اختیار کرتی ذرا سی دور نکل آئی۔ چہرے پہ پریشانی بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے جو دور کھڑے برشام کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہے۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے نزدیک پہنچا جب اس کے کانوں سے اس کی جھنجھلاتی آواز ٹکرائی۔

"واٹ دا ہیل یار نا جانے کون عجیب انسان ہے تنگ کر کے رکھ دیا ہے۔ اتنے دن ہو گئے ہیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

برشام نے اس کے مزید کچھ بولنے سے قبل ہی اس کے ہاتھ سے فون نرمی سے لیتے اس نمبر کو بلاک لسٹ میں ڈالا تھا۔ رنم اس کی حرکت پہ تلملا کر رہ گئی۔

"کیا آپ میں مینرز نہیں ہیں کہ کسی لڑکی کی چیز کو پوچھے بغیر چھویا نہیں جاتا جبکہ وہ پرسنل ہو۔ مگر لگتا ہے پڑھ لکھ کر بھی کچھ نہیں سیکھا۔"

وہ تیز لہجے میں بولتی بگڑے تنفس سمیت گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

" کبھی بھی زندگی میں کوئی بھی چیز آپ کیلیے پریشانی کا سبب بن جائے تو اسی خاموشی سے کسی کو بھی اطلاع دیے بغیر زندگی سے بے دخل کر دینا چاہیے۔ جیسے کہ ابھی یہ فون نمبر میں نے بلاک لسٹ میں ڈال دیا ہے اب تم پر سکون رہو گی۔"

وہ کمال مہارت سے اس کے ذہر میں ڈوبے ہوئے الفاظوں کو نظر انداز کرتا اس کی ہتھیلی میں موبائل تھماتے نرم لہجے میں بول کر مسکراتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ رنم کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا مگر اس کی جرائت ایک بار پھر اسے اشتعال میں مبتلا کر گئی۔ وہ ایک نفرت بھری نگاہ اس پہ ڈالتے پیر پٹختی دوبارہ ارم کے پاس آگئی کیونکہ ابھی فلائٹ میں کچھ وقت باقی تھا۔

---

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"چل اب تو غصہ تھوک دے وہ کب کے جا چکے ہیں۔ مجھے بلکل برا نہیں لگا۔ میری تو اب اس گھر میں یہی حیثیت رہ گئی ہے۔"

وہ فرزام کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھ مصنوعی آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔ اب اپنا حربہ بھی تو آزمانا تھا۔ فرزام نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا جو زور و شور سے آنسو بہا رہی تھی۔ وہ بے ساختہ انہیں اپنے ساتھ لگاتے ان کا سر سہلانے لگا۔

"ایسے کیسے غصہ نا کروں اماں سائیں۔ میری آنکھوں کے سامنے میری ماں کے سامنے ایسا رویہ مجھے کسی صورت برداشت نہیں ہے۔"

وہ غصے کی کیفیت میں غرا اٹھا۔ اس کے جذباتی پن پہ وہ دل ہی دل میں محفوظ ہوتے مسکرا دی۔ اصل میں وہ یہی چاہتی تھی کیونکہ اکثر ایسے قدم جذباتی پن میں ہی اٹھائے جاتے تھے۔

"میں جانتی ہوں تجھے اپنی ماں سے بہت محبت ہے مگر تو مجھے ان سے ملنے دیتا ایسے بلکل اچھا نہیں لگتا۔" وہ سسکیاں بھرتے ہوئے بولی۔

"ایسے ہی ملنے دیتا آپ کو میں ان سے۔ جنھوں نے آپ کی عزت ایک سیکنڈ میں پامال کر دی۔ گلے لگ جاتی آپ کے وہ عورت تو کیا چلا جاتا ان کا۔ سونے پہ سہاگہ ان کی وہ بیٹی۔ میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ

www.zubinovelszone.com
Digital Book Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس کا منہ توڑ دوں۔ بہت اکڑ ہے نا اس میں سب کچھ توڑ پھوڑ کر دوں گا کچھ نہیں بچے گا اس کے پاس۔"

وہ پتھریلے لہجے میں بولتے دانت پیس گیا۔

"نا میری جان ایسے نہیں بولتے لڑکی ذات ہے اور اس سے بھلا ہماری کیا دشمنی۔ بس ماں باپ کی تربیت کا اثر ہے سب سب سے زیادہ حیرت تو مجھے نورے اور حورے پہ ہے کہ وہ بھی مجھ پہ ہنس رہی تھی۔"

وہ بیڈ پہ بیٹھتے مصنوعی تکلیف سے بولتی فرزام کو بھی تکلیف میں مبتلا کر گئی۔

"میں تو سوچ چکی تھی کہ تو ٹھیک کہہ رہا ہے کہ نورے کا کیا قصور جو ہم بڑوں کی غلطیوں کی سزا بچوں کو دیں مگر وہ بھی میرے ساتھ یہی کرتی ہے۔"

وہ دکھ سے چور لہجے میں بولی۔ فرزام کی نگاہوں کے دریچے میں اس کا ہنستا چہرہ لہرایا تو وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔

"اب میں ان لوگوں کو بتاؤں گا کہ انا کیا ہوتی ہے ایسا گہرا وار کروں گا کہ کسی کو چہرہ چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی میں اب سوچ چکا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ بہت ناانصافی کر لی ان سب نے میرے ساتھ

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

آپ کے ساتھ اور بابا سائیں کے ساتھ۔ اب میں ایسا انصاف کروں گا کہ پوری دنیا دیکھیں گی اور اس گھر کے مکینوں کی روح تک تڑپ اٹھے گی۔"

وہ قہر آلود نگاہوں سے تصور کی آنکھ میں نورے کا معصوم چہرہ بھرتے تلخی سے ہنس دیا۔ سعدیہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

" مجھے تو بتا کہ تو کیا کرنے والا ہے۔"

وہ بے چینی سے بولی۔ فرزام نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا جو ابھی رو رہی تھی اور اب۔ معاً وہ سر جھٹک گیا۔ غسل خانے کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کر اس جانب دیکھا جہاں سے خرم تولیے سے اپنے بال رگڑتے باہر نکل رہے تھے۔

" چلو کچھ تو اچھا سوچا تمہاری اس نالائق اولاد نے۔ جو کرنا ہے تم کرو ہم میں سے تمہیں کوئی نہیں ٹوکے گا مگر اس گاؤں کا اگلا سردار تمہیں ہی بننا ہے پھر ہم اس گاؤں پہ حکومت کریں گے اور ہر چیز ہماری مٹھی میں ہو گی۔"

وہ شاطرانہ انداز میں بولتے ہنس دیے۔ ان کی بات پہ سعدیہ کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے۔ فرزام ان کی بات پہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں بھرتے گہرا سانس بھر اٹھا اور ایک نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے قدم نیچے کی جانب بڑھائے تھے۔ باورچی خانے سے آنے والی آواز پہ اس نے چونک کر اندر

WhatsApp ; 0344-4499420

جھانکا جہاں حورے روٹیاں بنانے میں مصروف تھی جبکہ نورے اس کے پاس بیٹھی باتوں میں مصروف تھی شاید وہ اپنے زخم کی بدولت ابھی یہ کام نہیں کر رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں چمک سی پیدا ہوئی۔وہ گلہ کھنکھارتے باورچی خانے میں داخل ہوا تو ان دونوں نے سرعت سے اپنا ڈوپٹہ درست کیا۔

"لالہ آپ کو کچھ چاہیے کیا۔"

نورے اس کی گہری نگاہوں کے ارتکاز پہ گھبرا کر گویا ہوئی مگر وہ ہنوز اسے گھور رہا تھا۔وہ اس کی عجیب سی نگاہوں سے گھبراتے خود پہ پھیلا ہوا ڈوپٹہ مزید درست کرنے لگی۔اس کی نگاہیں نورے کو اپنے اندر تک اترتی محسوس ہوئی۔حورے کا منہ دوسری جانب تھا تبھی وہ دیکھ نا پائی۔

"حورے جاؤ تمہیں چاچی سائیں بلا رہی ہیں۔"

اس کی تحکم بھری بھاری آواز پہ حورے اثبات میں سر ہلاتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔اس کی اچانک بات پہ نورے کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اس نے خوفزدہ ہرنی کی مانند نگاہوں سے اسے اپنی جانب آتا دیکھا۔

"لالہ آپ۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

اس سے پہلے کہ وہ سہم کر کچھ بولتی فرزام نے بروقت اس کے گلابی لبوں پہ اپنی بھاری انگلی رکھتے پر شوق نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی سانولی رنگت میں سرخیاں سی گھل گئی تھی۔

"شش! آج سے نو مور فرزام لالہ نورے۔ صرف فرزام سائیں۔"

وہ ذو معنی انداز میں بولتے اسے بہت کچھ جتا گیا۔ نورے کا دل کسی پتے کی مانند لرزنے لگا۔ سپید پڑتے چہرے سمیت اس کی آنکھیں اس کی بات پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"آپ یہ مجھ سے کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

وہ تڑپ کر بھیگے لہجے میں بولی تو اس کی آنکھوں کا بھیگا پن دیکھتے وہ ہولے سے مسکرایا۔ وہ اس سے خوفزدہ تھی اور یہی چیز اسے لطف میں مبتلا کر رہی تھی۔ وہ دو قدم مزید آگے بڑھتے رہا سہا فاصلہ بھی سمیٹ گیا۔ نورے کی آنکھوں کے سامنے بے ساختہ اندھیرا سا چھایا۔

"کیونکہ آج سے پہلے میں نے تمہارے بارے میں ایسا کبھی سوچا نہیں تھا اب جب سوچ رہا ہوں تو تمہیں ٹوک دیا اسی لیے خاموشی سے یہ ٹسوے بہانا بند کرو اور اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے میرے لیے جلدی سے پراٹھا بناؤ بلکل اس دن جیسا۔"

وہ اس کے گال پہ گرنے والا آنسو پونچھتے مزے سے بولتے اس سے فاصلہ قائم کر گیا کیونکہ اب وہ بری طرح رونے میں مصروف تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"میں سب کو بتادوں گی کہ فرزام لا۔"

وہ غصے سے پھولی ناک سمیت روتے ہوئے دھیمے لہجے میں چیخی مگر اس کی سرد نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ اندر تک سہمتے اپنے لبوں کو آپس میں باہم ملا گئی۔ فرزام اس کے یوں خوفزدہ ہونے پہ داد دیتی نگاہوں سے اسے دیکھتے دلکشی سے مسکرایا۔

"لوگ دیدارِ یار مانگتے ہیں محبت میں مگر ہم دیدارِ یار کے ساتھ اس کے نرم ہاتھوں سے بنا کھانا بھی مانگتے ہیں وہ کیا ہے نا اسی چیز نے تو ہمارا دل چڑایا ہے۔ اب دل چڑانے کی سزا یہی ہے کہ مابدولت کی زندگی میں ہمیشہ کیلیے شامل ہوتے ہمیں لذیذ کھانوں سے روشناس کرائیے۔"

وہ اس کے ہاتھوں کو نگاہوں کے فوکس میں لیتا گہرے لہجے میں بولتے اس کو حلق تر کرنے پہ مجبور کر گیا۔ اس نے اپنی انگلیاں بے دردی سے چٹخائی اور خشک پڑتے لبوں کو تر کرنے لگی۔

"مگر میرا ہاتھ جلا ہوا ہے۔"

وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی۔ فرزام جو باہر کی جانب بڑھ رہا تھا چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا اور بھاری قدم اٹھاتے اس تک پہنچا۔

"تمہارے ہاتھ میرے لیے کبھی بھی جلے نہیں ہونے چاہیے نورے۔ میں جب کہوں جس وقت کہوں کھانا مجھے چاہیے وہ بھی وقت پہ۔"

www.zubinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کا ہاتھ نرمی سے تھام کر اس کے زخم کا معائنہ کرتے ہوئے بولا جو اب کافی حد تک بہتر تھا۔ نورے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے سرعت سے اپنے کام میں جت گئی۔ وہ سوچ چکی تھی کہ لازماً وہ اس بارے میں حورے کو بتائے گی۔ وہ دل ہی دل میں سوچتے سختی سے اپنے آنسو رگڑتی روٹی کا پیڑا بنانے لگی۔ دل ابھی بھی اس کی باتوں کا سوچتے کانپ رہا تھا۔ اس نے تو ہمیشہ اسے بھائی مانا تھا اور وہ اس سے کس قسم کی باتیں کر رہا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد پراٹھا بناتے اس نے سالن گرم کرتے اس کے آگے رکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بڑھتی اس نے سختی سے اس کی کلائی تھامی تھی مگر بے دھیانی میں وہ اس کی جلی ہوئی کلائی تھام بیٹھا جس کی بدولت اس کے لبوں سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی۔

"کیوں کر رہے ہیں آپ ایسے۔ چھوڑیں مجھے۔"

وہ اس کی گرفت سے کسمساتے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی۔

"جلا ہوا ہے پلیز چھوڑیں درد ہو رہا ہے۔"

وہ ہچکیاں بھرتے ہوئے بولی تو فرزام نے جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑتے اس کا زخم دیکھا جہاں سے خون نکل رہا تھا۔ اسے یکایک شرمندگی نے آن گھیرا۔

"پہلے نہیں بتا سکتی تھی پاگل لڑکی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ جھاڑ پلانے والے انداز میں بولا اور اس کے زخم پہ اپنا رومال باندھا۔

"آپ مجھ سے بدلہ لے رہے ہیں نا۔"

اس کی برجستہ نم آواز پہ فرزام کے حرکت کرتے ہاتھ یکلخت تھمے۔ اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو شکوہ کناں نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ ایکدم گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کس بات کی بدلہ۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے نا سمجھی سے بولا ورنہ دل تو اس کے بولنے کے انداز پہ ہی ڈوبتا ہی چلا جا رہا تھا۔

"چاچی سائیں پہ ہنسنے کی سزا۔"

وہ ہچکی بھرتے ہوئے بولی۔ وہ جانتی تھی کہ اس نے اسے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔ فرزام کو ایسا محسوس ہوا کہ اس کے وجود سے کوئی آہستہ آہستہ جان نکال رہا ہو۔ اس نے سرعت سے خود پہ بے رحمی کا خول چڑھاتے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہیں کیا میں اس قدر کم ظرف لگتا ہوں۔ میں اپنے پورے ہوش و حواس میں تم سے یہ اعتراف کر رہا تھا اور بہت جلد تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرتے اس بات کی یقین دہانی بھی کر دوں گا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

اس کی غیر متوقع بات پہ وہ ضبط کے کڑوے گھونٹ بھرتی اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتی باہر کی جانب بھاگی جس کی بدولت وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتے بشام سے بری طرح ٹکرائی تھی۔

"نورے بیٹا کیا ہو گیا ہے آرام سے چلیں اور یہ آپ رو کیوں رہی ہیں۔"

برشام جو ابھی ندیم کے ساتھ کھیتوں کا چکر لگا کر لوٹا تھا اچانک ہوئی افتاد پہ اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا محبت بھرے لہجے میں بولا۔اس کی غیر متوقع آمد پہ نورے کے ساتھ ساتھ فرزام کے کان بھی سائیں سائیں کرنے لگے۔

"لالہ وہ مجھے چوٹ لگ گئی تھی تو بس درد ہو رہا تھا۔"

اس کی بات پہ فرزام نے تشکر بھرا سانس خارج کیا ورنہ اس اللہ میاں کی گائے سے کوئی بعید نہیں تھا کہ سچ بھی بول دیتی۔

"اوہو میرے ساتھ چلو میں ابھی اپنے بچے کی مرہم پٹی کر دیتا ہوں۔"

وہ اسے بچوں کی طرح روتے دیکھ اپنے کمرے کی جانب بڑھا اور وہاں جا کر اس کے زخم پہ مرہم لگاتے اس پہ پٹی باندھی۔اس دوران وہ بری طرح رو رہی تھی۔بشام نے محبت سے اس کی پیشانی پہ محبت بھرا بوسہ دیا جو چھوٹی سی چھوٹی چوٹ پہ بھی ایسے ہی گھبرا جاتی تھی۔نورے سرعت سے اس کے سینے پہ سر رکھتے مزید رو دی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کیا کوئی بات ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہی ہیں نورے۔"

وہ اس کے آنسوؤں سے بھیگا چہرہ صاف کرتے کھوجتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ اس کی بات پہ گھبراتے حلق تر کر گئی۔

"نہیں لالہ۔ ایسی بات نہیں۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔ اس کے دل کو پھر بھی تسلی نا ہوئی۔

"پکا نورے مجھے کہیں سے بھی کچھ پتا نا چلے کہ آپ کیوں رو رہی تھی۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتے اس کے وجود میں سرد لہریں دوڑا گیا۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

"لالہ آپ جانتے ہیں کہ میں کچھ نہیں چھپاتی۔"

وہ زندگی میں پہلی بار اس سے جھوٹ بولتے نگاہیں چرا گئی۔ برشام نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"بس آپ کے رونے سے کچھ عجیب سا محسوس ہوا اسی لیے اتنا زور دیا۔ آپ کہہ رہی ہیں تو یقیناً کوئی بات نہیں ہو گی۔"

وہ نرمی سے بولتے اس کے بال سنوارنے لگا۔

"ہاں جی بلکل لالہ آپ کو پتا ہے اسے زرا سی کھروچ بھی آتی ہے تو سب سے پہلے مجھے بتاتی ہے پھر آپ کو ویڈیو کال پہ بھی دکھانا ہے پھر پورے گھر میں ڈنڈورا پیٹ کر سب کی ہمدردیاں بھی تو بٹورنی ہوتی ہیں

WhatsApp ; 0344-4499420

محترمہ نے۔یہ۔ چڑیا جیسا دل رکھنے والی ہم سے کچھ چھپائے گی نا رے بابا یہ تو ناممکنات میں سے ایک ہے میں اس بات پہ یقین نہیں کرتی اسی لیے آپ بھی پر سکون ہو جائیے کیونکہ ہماری نورے جھوٹ نہیں بولتی۔"

حورے کی بر وقت آمد اور اس کی باتوں پہ نورے کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔وہ انہیں کیا بتاتی اس نے ان دونوں کا مان توڑ دیا ہے۔برشام ان کی بات پہ ہولے سے مسکرا دیا اور دونوں کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا۔

"میں نا جانے کب سے اسے ڈھونڈ رہی تھی اور یہ دیکھو اکیلے اکیلے آپ کے ساتھ وقت بیتا رہی ہیں۔ کس قدر مطلبی ہو تم نورے۔"

حورے کو اپنے آنے کا مقصد یاد آیا تو منہ بناتے ہوئے بولی مگر اسکی بات پہ بھی وہ مسکرا نا سکی۔

برشام نے اس کا سر تھپکتے اس کے سر پہ ہولے سے لب مس کیے۔وہ اس کے دل میں چھائے طوفان سے بے نیاز اس کا سر تھپک رہا تھا اور وہ نورے جو ہر بات سب سے پہلے حورے اور برشام سے شئیر کرتی تھی آج اتنی بڑی بات دل میں چھپاتے اس کام میں بھی پہل کر گئی تھی۔یہ جانے بغیر اس کی یہ حرکت نا جانے کن کن زندگیوں پہ گہری چھاپ چھوڑنے والی ہے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

گھڑی رات کے نو بجا رہی تھی۔ فیصل لاؤنج میں بیٹھے سکون سے چائے پینے کے ساتھ ساتھ نیوز دیکھنے میں بھی مصروف تھے۔ رنم ایک جانب بیٹھی حسبِ معمول لیز کا پیکٹ کھولے اسے کھانے میں مصروف تھی۔ گاہے بگاہے دھیان ٹی وی کی جانب اٹھ جاتا تھا۔

"ویسے بابا میں نے گلگت پورا نہیں دیکھا۔"

اس کی اچانک بات پہ انہوں نے ٹی وی کا والیوم ہلکا کرتے اپنا رخ اس کی جانب کیا جو منہ بنا کر بیٹھی تھی۔ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔

"کوئی بات نہیں بابا کی جان آپ پھر کبھی دیکھ لینا۔ آئی پرامس میں اس کیس سے فراغت حاصل کرلوں پھر پورا گلگت میں اور آپ ایک ساتھ گھومیں گے اور خوب سارا انجوائے کریں گے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے دوبارہ ٹی وی کی جانب اپنی توجہ مبذول کرا گئے۔ رنم نے چمکتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔ ارم نے اسی وقت گرما گرم سپیگیٹی لاتے اس کے آگے رکھی تھی۔ اپنے سامنے رکھی سپیگیٹی کو دیکھتے اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

"کل رات کلب سے نشہ آور ادویات کے چودہ کرٹن برآمد اور اس سب کاموں میں اس حلقے کے پولیس افسران کی بھی شمولیت یقینی۔ ان سب کا پردہ پاش۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

نیوز اینکر گلہ پھاڑ پھاڑ کر بول رہا تھا اور وہ سب حیرت سے نیوز دیکھ رہے تھے۔ فیصل نے ایکدم غصے سے ٹی وی آف کرتے ریموٹ صوفے پہ پٹخا اور اپنا دکھتا سر دونوں ہاتھوں میں تھام گئے۔ رنم کا دل بھی ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔ اسے اسی وجہ سے پولیس کے شعبے کو لے کر کچھ شک و شبہات تھے۔ یہ نہیں تھا کہ اسے پسند نہیں تھا یہ شعبہ مگر ایسے ہی کچھ بے ایمان افسران کی بدولت وہ خود بھی پریشان ہو جاتی تھی۔

"ناجانے کب ان جیسے کتوں سے جان چھوٹے گی اور ان کی بدولت جو تمام پولیس افسران کے ماتھے پہ جو بے ایمان افسر کا داغ ہے کیسے ہٹے گا۔ میرا بس نہیں چلتا ایک ایک کو اٹھا کر پھانسی کے پھندے پہ لٹکا دوں جو اس شعبے میں آکر شاید مقصد ہی فراموش کر چکے ہیں۔"

وہ طیش کے عالم میں بڑبڑائے۔ رنم نے اپنی جگہ سے اٹھتے ان کے ساتھ جگہ سنبھالی کیونکہ ان کی پریشانی تو وہ کبھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"بابا آپ سے ایک بات پوچھوں آپ نے یہ پروفیشن کیوں چوز کیا تھا۔"

رنم کی برجستہ بات پہ فیصل نے صوفے سے پشت ٹکاتے آنکھیں موندی اور ایک تھکا تھکا سا سانس خارج کیا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"تاکہ اپنی بہن بیٹی کے ساتھ ساتھ پورے ملک کی بہن بیٹی کی حفاظت کا ذمہ اٹھا سکوں مگر ان جیسے کچھ بکاؤ افسران کی بدولت پوری پولیس فوج کے چہرے پہ سیاہی مل جا چکی ہے جسے اتارنا اب بے حد ضروری ہے۔ یہ لوگ شاید اپنا مقصد حیات فراموش کر چکے ہیں۔"

وہ اسے اپنے عزائم سے آگاہ کرتے ہوئے پختہ لہجے میں بولے۔ رنم نے ناگواری سے لب بھینچے ان کی تکلیف پہ۔

"مجھے اسی لیے پولیس کا شعبہ نہیں پسند ماسوائے اپنے بابا کے۔ کیونکہ میں نے کئیں جگہوں پر پڑھا ہے ایسے بے ایمان لیڈرز کے بارے میں جو ہر بات میں کرپشن لے آتے ہیں ان کیلیے فقط پیسہ میٹر کرتا ہے اور اسی بدولت وہ کسی بھی حد سے گر جاتے ہیں۔ کیا وہ حلف وہ وعدے بھول جاتے ہیں جو انہوں نے پولیس بننے سے قبل اٹھائے ہوئے تھے مگر مجھے اپنے بابا پہ پورا یقین ہے کہ وہ ایسے ہو ہی نہیں سکتے قطعی نہیں ہوسکتے۔ وہ بہت اچھے ہیں ڈیٹس وائے آئے ایم پراؤڈ آف یو سو مچ۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور ان جیسے نہیں ہونگے جیسے باقی سب ہیں کیونکہ آپ ون اینڈ اونلی ہیں۔"

وہ ان کے باہوں کا ہار بنتی محبت بھرے لہجے میں بولی۔ فیصل نے مسکرا کر اس کی پیشانی چومی تھی جس کی باتوں سے انہیں کسی حد تک سکون مل جاتا تھا وہ سیدھے ہو کر بیٹھے اور خود اپنے ہاتھوں سے اسے سپیگیٹی کھلانے لگے۔

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

"ویسے ہر کام میں صرف بابا ہی اچھے ہیں ماما نہیں اچھی لگتی کیا۔"

وہ مصنوعی حیرانگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے تو وہ وہی سپیگیٹی کا چمچ ان کے منہ میں ڈالتی کھکھلا کر ہنس دی۔ جانتی تھی کہ وہ جان بوجھ کر ارم کو چڑانے کی خاطر یہ بات بول رہے ہیں۔

"ماما بھی بہت اچھی ہے مگر۔"

اس نے بولتے ساتھ ارم کی جانب دیکھا جو چائے کی چسکیاں بھرتے زیرِلب مسکرا بھی رہی تھی۔

" مگر بابا تو پھر بابا ہے ناں۔ بابا کے بغیر رنم تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

وہ ان کا گال چوم کر محبت سے مسکراتے ہوئے بولی۔ ارم ان دونوں باپ بیٹی کے محبت بھرے مظاہروں پہ ہولے سے ہنس دی۔

"بابا کے بغیر ماما بھی کچھ نہیں ہے۔"

ارم کی برجستہ بات پہ رنم نے تالیاں بجاتے زبردست قسم کی ہوٹنگ کی تو فیصل کا دلکش قہقہہ لاؤنج کی فضا میں گونجتے اسے مزید خوشگوار کر گیا۔ ارم نے وہاں سے اٹھنے میں ہی عافیت جانی تھی۔ جبکہ وہ دونوں اب بھی ہاتھ پہ ہاتھ مارتے مستقل ہنس رہے تھے۔ خوشیوں نے چند پلوں کیلیے ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

---

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کیا میں اندر آجاؤں برشام۔"

رضوانہ بیگم کی آواز پہ وہ جو اپنا بیگ خالی کرتے الماری سیٹ کر رہا تھا چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"ارے اماں سائیں آجائیں وہاں کیوں کھڑی ہیں اب تک میں وہی سوچوں کہ دو دن مجھے آئے کو ہو گئے ہیں مگر ابھی تک میری اماں سائیں کیوں نہیں پہنچی مجھ تک۔"

وہ شرارت سے مسکرا کر بولتے بیگ دوبارہ بند کر گیا تا کہ اپنا سارا وقت انہیں دے سکیں۔وہ بھی جھجکتے ہوئے صوفے پہ آکر بیٹھ گئی۔

"آپ کیوں کر رہے تھے یہ سب۔مجھے بلا لیا ہوتا حورے نورے کسی کو بھی۔تھکے ہارے آئے ہیں اور یہاں آکر بھی یہ سب کام۔"

وہ محبت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی جسے اپنا ہر کام خود ہی کرنے کا عادی تھا ابھی سے نہیں شروع سے ہی۔رضوانہ کو کبھی کبھی حیرت ہوتی تھی کہ اتنی چھوٹی عمر میں ہی کیسے وہ اپنے کام خود نپٹا لیتا تھا ان کی سب اولادوں میں صرف برشام ہی تھا جس نے انہیں بلکل تنگ نہیں کیا تھا۔

"آپ جانتی ہیں کہ میں اپنا ہر کام خود ہی کرنے کا عادی ہوں مجھے کسی کو تنگ کرنا بلکل نہیں پسند۔خیر آپ بتائیں مجھے جو میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔"

وہ سادگی سے بولتے ان کے نزدیک ہی براجمان ہو گیا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"بس مصروفیت ہی ایسی تھی آپ جانتے ہیں کہ پورا دن ہمارا کیسا گزرتا ہے اب تو سعدیہ بھی بلکل ہم نے مخالفت مول لے کر بیٹھ گئی ہے نا جانے اس کی کیا ناراضگی ہے ہم سے۔"

وہ تفکر بھرے لہجے میں بولی۔ بشام کی حسیات ایکدم چوکنا ہوئی۔ اس نے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ ایک عجیب سی بے چینی تھی۔

"اماں سائیں آپ جانتی ہیں نا کہ وہ خود ہی ناراض ہو کر خود ہی ٹھیک ہو جاتی ہیں تو پھر آپ ان کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیں ویسے بھی میرے خیال میں انہیں چاچو سائیں کا یہاں آنا بہت ناگوار گزرا ہے۔"

وہ اپنے مطابق نتیجہ اخذ کرتے ہوئے گویا ہوا اور اس کی بات کسی حد تک ٹھیک بھی تھی تبھی وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔

"خیر آپ مجھے یہ بتایئے کہ چاچو سائیں کیسے مطلب کیسے سوچ لیا انہوں نے واپس لوٹنے کا۔"

وہ حیرت زدہ تھا کہ خونی رشتے اتنے سالوں بعد یوں بھی مل جاتے ہیں۔ اس کے واپس لوٹنے پہ اسے بھی کافی خوشگوار سرپرائز ملا تھا۔

"آپکے چاچو سائیں کا تو پتہ نہیں مگر رنم بٹیا تو یہی بتا رہی تھی کہ بابا سائیں وہاں گئے تھے خود لینے ان کی جانب سے ہی پہل ہوئی تھی اماں سائیں کے سالگرہ کا تحفہ انہوں نے اس صورت دیا ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔ برشام پر سوچ نگاہوں سے انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

"کیا سوچ رہے ہیں آپ۔"

وہ اس کے چہرے پہ پھیلے گھمبیر تاثرات کو پرکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔

"نہیں کچھ نہیں مگر دادا سائیں اتنی آسانی سے کیسے مان گئے میرا مطلب ہے کہ ان کیلیے ان کے گاؤں کے اصولوں سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے ناہم تو فلحال بچپن سے یہی دیکھتے آئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سو فیصد غلطی پہ ہے سو فیصد نہیں تو پچاس فیصد تو سراسر وہ غلط ہیں۔ اگر انہوں نے اس گاؤں کو خوشیاں دی ہے آسائشیں دی ہے تو باؤنڈ بھی بہت حد تک کر دیا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے اماں سائیں کہ اگر اس گاؤں میں لڑکے کی شادی ہو گی تو اسی گاؤں کے لڑکی کے ساتھ اور الٹا لڑکے کے ساتھ بھی یہی معاملہ۔ میں ان کے خلاف نہیں ہوں مگر میں یہ بولنا چاہتا ہوں ابھی بھی میں ان کے ساتھ کھیتوں کا ہی چکر لگا کر آرہا ہوں اسی لیے بس یہ سب سمیٹ کر کچھ دیر آرام کرنے کا سوچ رہا تھا۔"

وہ الجھے لہجے میں بولتے ہوئے آخر میں نرم پڑا۔ رضوانہ حق دق بیٹھی اسے دیکھتی رہ گئی جو ہر چیز کو پرکھنا جان گیا تھا۔ وہ نم نگاہوں سے اسے دیکھتے تشکر سے مسکرادی جس کی گہری سیاہ آنکھوں میں ایک عجیب سی الجھن تھی۔ پرکشش نین نقوش کا حامل گھنی مونچھوں تلے کٹاؤدار لب بھینچے ہوئے تھے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ یہ سب سوچ رہے ہیں اچھی بات ہے مجھے بے حد خوشی ہے مگر آپ اس متعلق کوئی بھی بات بابا سائیں سے مت کیجیے گا برشام۔"

وہ التجائی لہجے میں بولی تو وہ ان کو تسلی دینے والے انداز میں اپنے ساتھ لگا گیا۔ معاً کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلتے ساتھ ہی حورے ہانپتی ہانپتی اندر کمرے میں داخل ہوئی تو ان دونوں نے گھبرا کر اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھا۔

"کیا ہوا حورے بچہ۔ رو کیوں رہے ہو آپ۔"

بشام بغیر کسی وقت کی تاخیر کیے اس کی جانب بڑھا جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ رضوانہ بیگم نے بے ساختہ اس کا ہاتھ تھامتے اس کی پشت سہلائی۔

"اماں سائیں لالہ نورے۔ وہ آنکھیں نہیں کھول رہی۔ اور اس کا وجود بھی بخار سے پھنک رہا ہے۔"

وہ اس کی تکلیف اپنے دل پہ محسوس کرتے ہوئے روتے روتے بولی۔ اس کی بات پہ ان دونوں کا رنگ پھیکا پڑا۔ برشام تیز تیز قدم اٹھاتے نورے کے کمرے کی جانب بڑھا رضوانہ بیگم نے بھی حورے کو سنبھالتے ان کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے۔ اگلے کچھ ہی وقت میں نورے کے اطراف میں سب لوگوں کو ہجوم لگا ہوا تھا۔ سعدیہ بیگم ایک کونے میں کھڑی تشویش سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

جس کا ہاتھ برشام کے ہاتھ میں تھا اور دائی اماں اس کی آنکھیں کھول کر اسے چیک کر رہی تھی۔ معاً وہ ایک گہرا سانس بھرتے پیچھے ہٹی۔

"نا جانے کیا ہو گیا میری بچی کو کل تو ہنستی کھیلتی تھی کیسے رنگت پیلی پڑ گئی ہے۔"

رقیہ بیگم تکلیف سے بولی۔ بشام نے نورے کو لیتے قریبی ہسپتال لے جانے کی بات کی تھی مگر دادا سائیں کی بات پہ وہ لب بھینچ کر رہ گیا کہ وہ مردوں کا ہسپتال ہے۔ تبھی قریب ہی رہنے والی دائی کو بلایا تھا تاکہ وہ دوائیوں کا نسخہ لکھ کر دے سکیں۔

"زیادہ پریشانی والی بات نہیں ہے بڑی بیگم صاحبہ۔ کسی بات کو سر پہ حاوی کیا ہے جی بچی نے تبھی کچھ وقت کیلیے دماغ سن ہو گیا ہے اس کا ہو جاتا ہے کبھی کبھی آپ یہ دوائیوں کا نسخہ لیں اور یہ جو قہوہ میں لکھ کر دے رہی ہوں یہ اسے دن میں دو بار پلا دیں کل تک بچی بھلی چنگی ہو جائے گی۔"

وہ احتیاطی تدابیر بتاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ حورے مسلسل اس کے ماتھے پہ پٹیاں رکھتے آنسو بہا رہی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے معاملے میں بلکل ایسی ہی تھی کسی ایک کو بھی ذرا سی بھی خراش آتی تو دونوں رونا شروع ہو جایا کرتی تھی جیسے دونوں کو اس کا درد محسوس ہو رہا ہو۔

برشام نے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے وہ نسخہ رضوانہ بیگم کی جانب بڑھایا تو وہ اس کے نزدیک سے اٹھتے باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔ پٹیوں سے فلحال یہ اثر ہوا کہ اس نے اپنی نیم واں آنکھوں سے سب

WhatsApp ; 0344-4499420

کی جانب دیکھا۔ نقاہت سے آنکھیں کھولنے میں بھی دقت پیش آرہی تھی۔ سب وہاں موجود تھے مگر جس کی بدولت وہ بستر سے لگی ہوئی تھی وہ یہاں نہیں تھا۔ اس نے اذیت سے آنکھیں موندلی۔

"کوئی پریشانی ہے نا میری جان کو۔ لالہ کو بھی نہیں بتائے گا میرا بچہ۔ کیوں سر پہ سوار کر رہی ہو کسی بات کو۔"

وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے نرم لہجے میں اسے قائل کرنے والے انداز میں بولا مگر اس کا سر ہنوز نفی میں ہلتا دیکھ وہ دانت پہ دانت جما گیا۔

"لالہ میں جانتی ہوں کہ نورے کیوں پریشان ہے۔"

حورے کی آواز پہ سب نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جبکہ نورے کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

"لالہ ہمارا انٹر کا نتیجہ آنے والا ہے نا اسی کی ٹینشن سر پہ سوار کر کے بیٹھی ہو گی محترمہ۔"

وہ ناراضگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو اس کے اعصاب کچھ حد تک بحال ہوئے تھے۔

"اتنی چھوٹی سی بات کو کون سر پہ سوار کرتا ہے نورے۔ جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا ویسے بھی لالہ تو اب آپ کے ساتھ ہی ہے نا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کے ماتھے پہ پٹی رکھتے سمجھانے والے لہجے میں بولا تو وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔ شدت سے رونے کو جی چاہ رہا تھا ایک بات کی وجہ سے وہ نا جانے کتنے جھوٹ بول چکی تھی۔ وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی اور فرزام اس سے کس قسم کی باتیں کر رہا تھا اس نے ڈر کر سختی سے اپنا بازو برشام کے گرد حائل کر گیا گویا خود کو اس کی نظر سے بھی بچانا چاہ رہی ہو۔

"بچی کی نظر اتارو اچھی خاصی گھبرائی ہوئی ہے لگتا ہے کوئی برا خواب دیکھ لیا ہے۔ جا سعدیہ مرچیں لے کر آ۔"

رقیہ بیگم دروازے سے لگ کر کھڑی سعدیہ سے مخاطب ہوئی تو وہ جی اچھا کہتے باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔ کچھ دیر میں وہ دونوں ایک ساتھ واپس لوٹی۔ رقیہ بیگم نے پہلے اس کے اوپر سے مرچیں واری تو رضوانہ قہوے والا پیالہ لیتے اس کے نزدیک بیٹھ گئی۔ برشام نے احتیاط سے اسے سہارہ لیتے بٹھایا تو وہ بے سدھ ہوتے اس کے شانے سے سر ٹکا گئی۔ ایک گھونٹ بھرنے کے بعد اس نے عجیب سا منہ بناتے بشام کی جانب دیکھا۔

"یہ پینا ہے نور سارا ختم کرنا ہے کوئی بھی مکھن نہیں لگے گا۔ پہلے ہی حالت بہت خراب ہے۔" وہ سختی سے بولا۔

"لالہ الٹی ہو جائے گی۔ بہت کڑوا ہے۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Bank Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ برشام نے اس کی بات پہ سختی سے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی بات نہیں مجھ پہ کر دینا لالہ کو بلکل برا نہیں لگے گا بس یہ پی لو شاباش۔"

وہ اس کا چہرہ تھپتھپاتے خود ہی اسے پلانے لگا۔ آدھے گھنٹے کی ان تھک محنت کے بعد جا کر اس نے کوئی آدھا پیالہ ہی پیا تھا۔ باقی کا اس نے ملازمہ کو تھما دیا۔

"جانتا تھا اس سے زیادہ وہ بلکل نہیں پیے گی۔"

"برشام سائیں وہ باہر فرزام سائیں کی کسی سے لڑائی ہو گئی ہے۔ آپ جلدی چلیں۔"

اس کی بات پہ سب بھونچکارہ گئے۔

"میں آتا ہوں نورے۔"

وہ اسے پچکار کر خود سے علیحدہ کرتے پیشانی پہ سلوٹیں سجائے بھاری قدم اٹھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ سعدیہ کو وہ پہلے ہی باہر نکلنے سے سختی سے ٹوک گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی رضوانہ بیگم نورے کے آرام کا خیال کرنے کی خاطر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ ہی دیر میں بس کمرے میں حورے ہی موجود تھی جو سوئی ہوئی نورے کے ماتھے پہ پٹیاں کرتے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے نا جانے کس سوچ میں غلطاں تھی۔ اس کا یوں اچانک بیمار پڑ جانا نجانے کیوں اسے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"کیسی ہیں رنم آپی۔"

وہ اس وقت ویڈیو کال پہ موجود تھی جہاں حورے بیمار لیٹی ہوئی نورے اور مریم انہی کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"میں تو بلکل ٹھیک ہوں ہٹی کٹی مگر یہ نورے کو کیا ہو گیا۔ دیکھو ذرا میری یاد میں بستر سے ہی لگ گئی۔ اب میرے سے اس قدر بھی مانوس نا ہوتی۔"

وہ پیلی پڑتی نورے کو ایک نظر دیکھتی ڈرامائی لہجے میں گویا ہوئی تو وہ ہولے سے ہنس دی۔ ان سب نے بھی مسکرا کر رنم کی جانب دیکھا جس کی بدولت وہ تھوڑا بہت تو مسکرائی تھی۔

"رنم آپی آپ کا کمرہ کس قدر پیارا ہے۔"

حورے کی ستائشی آواز پہ اب بیک کیمرے سے اسے اپنا کمرہ دکھانے لگی۔

"یہ سارا کچھ بابا نے ڈیزائن کروایا ہے میرے لیے۔ تم لوگ کبھی یہاں آنا میں ایک ایک چیز دکھاؤں گی۔ بہت اچھا ہے یہاں سب۔ پھوپھو تو البتہ یہاں سے ہو گئی ہونگی۔"

وہ محبت سے بولی۔

"مگر ہمیں یہاں لائے گا کون۔ دادا سائیں ہمارے شہر جانے کے سخت خلاف ہیں۔ وہ کبھی نہیں آنے دیں گے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

حورے کی خود ترسی بھری آواز پہ رنم کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے۔ مریم نے اس کی بے دھیانی پہ اسے ٹوکنا چاہا مگر رنم ان سے قبل انہیں ہی ٹوک گئی تھی۔

"بولنے دیں نا پھوپھو اسے اب اپنے دل کا غبار ان چند ایک لوگوں کے سامنے ہی نکالتے ہیں جن کے آپ بے حد نزدیک ہوتے ہیں اور یہ غبار کی ہی ایک قسم ہے کہ اپنے گھر میں ہی رہتے ہوئے بیٹیاں قید ہے انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ شادی کے بعد شوہر جہاں لے جائے وہاں جانا مگر شادی سے پہلے کہی جانے کی خواہش ظاہر کرے تو انہیں زندہ در گور کر دیا جائے گیا۔"

وہ اذیت و بے بسی سے گویا ہوئی۔ کیسی معصوم لڑکیاں تھی جو آج تک ان کے اصولوں کا مان رکھتی آئی تھی۔ بے جا ضد کوئی خواہشات ان کے لبوں پہ نہیں آئی تھی۔

معاً اپنے فون پہ آنے والے مشعل کے میسج پہ اس کا دھیان اچانک ہی گھڑی کی جانب گیا جو صبح کے آٹھ بجا رہی تھی۔ وہ اپنی کم عقلی پہ سر پیٹ کر رہ گئی۔

"میں واپس لوٹ کر بات کروں گی آپ سب سے۔ نورے اپنا بہت سارا خیال رکھنا انشاآللہ اگلی بار ہم ہٹے کٹے ملے گے جیسے میں چھوڑ کر آئی تھی۔"

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اسے فلائنگ کس بھیج کر بچوں کی مانند پچکارتے ہوئے بولی۔ حالانکہ ان کی عمروں میں فقط چار سال کا فرق تھا مگر رنم کو وہ دونوں بلکل معصوم سی گڑیا لگتی تھی۔ ان سب نے انشاآللہ کہتے فون رکھا تو اس نے سرعت سے مشعل کو فون لگایا جو صبح جاگنے کے بعد سے اسے تقریباً سو بار کال کر چکی تھی۔

"ہاں ہاں میں تمہیں بھی پک کرلوں گی۔ ہاں میری ماں اب فون بند کرو تاکہ میں کوئی تیاریاں کرسکوں۔ تنگ کر کے رکھ دیا ہے پاگل لڑکی۔"

وہ اس کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار سے عاجز آتے جھنجھلا کر گویا ہوئی جواباً مقابل کی جانب سے فون بند ہوتے ہی اس نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور عجلت میں کتابیں بیگ میں اڑسنے لگی۔ اتنے دنوں بعد جانے کا ذرا بھی دل نہیں تھا مگر اب آخری دنوں میں پروفیسر کے بلانے پہ جانا بھی بے حد ضروری تھا۔

"میں نے سینڈوجز پیک کر دیے ہیں رنم اور ابھی کس سے بات کر رہی تھی آپ۔"

وہ اس کے بیگ میں ٹفن رکھتے ناسمجھی سے بولی۔

"کوئی نہیں ماما مشعل کی کال تھی اسے بھی پک کرنا ہے آج اس کے گھر سے اس کے بابا کو ایمر جنسی کی صورت میں کہی جانا پڑ گیا اور آج جانا بھی ضروری ہے بس اسی لیے۔"

وہ سنجیدگی سے بتاتے ہوئے آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ بال سنوارنے لگی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ہاں چلو اچھی بات ہے ڈرائیور کو ایڈریس بتادینا اور آج اس سے الجھنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھ آرہی ہے میری بات۔"

وہ اس کے شانے پہ رکھا ڈوپٹہ ڈھنگ سے اس کے اطراف میں لپیٹتی جتانے والے انداز میں بولی تو وہ ہنستے ہوئے بائیں آنکھ دباتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"شکایت لگادی اس شکایتی ٹٹو نے بابا کو۔ قسم سے کوئی مونٹیسری کے بچوں والی حرکت ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ناگواری سے بولی اور انہیں دیکھ فلائنگ کس سے نوازتی باہر کی جانب بڑھ گئی جہاں پورچ میں وہ گاڑی کے کچھ فاصلے پہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے کھڑا تھا۔ آج بھی ویسا ہی ماسک اور ٹوپی وہ کڑھ کر رہ گئی اور جان بوجھ کر دروازہ زور سے مارتے اندر بیٹھ گئی۔

"میڈم ذرا تحمل مزاجی سے کام لیں دروازہ مارنے سے آپ کے بابا کی گاڑی کو ہی نقصان پہنچے گا کیونکہ یہ گاڑی میری نہیں ہے میں تو فقط ایک سرکاری ملازم ہوں۔"

وہ تنے تنے تاثرات سمیت بولتے سکون سے گاڑی آگے کی جانب بڑھا گیا۔ اس کے طنز پہ رنم کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔

"تم سے کسی نے بات کی ڈرائیور۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولی۔ جواباً وہ خاموشی سے ڈرائیونگ میں مصروف رہا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"مجھے اپنی ایک دوست کو پک کرنا ہے اسی لیے جس راستے کا بتاؤ وہی گاڑی موڑ لینا۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولی۔ اس نے جی اچھا کہتے اس کے بتائے گئے راستوں پہ گاڑی دوڑانا شروع کر دی۔ رنم نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا شاید اسے بے عزتی محسوس ہو گئی ہو گی تبھی خاموش ہو گیا ہے۔ وہ دل ہی دل میں یہ سوچتے خوش ہوتی فرضی کالر جھاڑ گئی۔ اس دن مجھے خاموش کروایا تھا ناآج میں نے اس کی بولتی بند کر دی۔ وہ محفوظ سے انداز میں مسکرا دی۔

"ویسے تم سے ایک بات پوچھوں تم کسی کو اپنا چہرہ کیوں نہیں دکھاتے۔"

وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔

"لگتا ہے اس دن کی طرح کا جواب سننا چاہتی ہیں آپ۔"

جواباً اس کا سرد لہجہ سن وہ خائف ہوتے ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگی۔

"میں تم سے نرمی سے مخاطب ہوں تو تم سیدھے منہ جواب کیوں نہیں دیتے۔"

وہ چیخ کر بولی جیسے اس نے بات بات پہ اسے بے عزت کرنے کا ٹھیکا اٹھا لیا ہو۔

"کیونکہ میں کسی ایرے غیرے سے مخاطب ہونا پسند نہیں کرتا میڈیم۔ جتنی آپ عقلمند ہیں آپ کو یہ بات پتہ چل جانی چاہیے تھی مگر شاید آپ کو بے عزتی کروانے کا بہت شوق ہے۔"

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے اس کا پور پور سلگا گیا۔ اس نے آنکھیں موندتے ضبط سے گہرا سانس بھرا اور خاموش ہو گئی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد مشعل کے گھر کے باہر گاڑی رکتے ہی اس نے اسے فون ملایا تو اگلے ہی منٹ وہ دروازہ بند کرتے اسے اپنی جانب ہی آتی ہوئی دکھائی دی۔

"شکر ہے تم آ گئی قسم سے گھر میں اکیلے رہنا بھی کوئی جوکھوں کا کام ہے ارے یہ کیا وہی ڈرائیور ہے۔" وہ آہستگی سے بولتے آخر میں ڈرائیور پہ نگاہ پڑتے ہی بدک کر اس سے مخاطب ہوئی۔ رنم نے اسے با قاعدہ سے آنکھیں دکھاتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا مگر وہ اس کی بات پہ ہوا میں ہاتھ اڑا گئی۔

"قسم سے مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا میں دیکھنا چاہتی تھی کہ کس کے سامنے ہماری رنم کی بولتی بند ہو گئی مگر آج آپ کو دیکھا تو نہیں مگر آپ کے فیشن سینس کو لازمی دیکھ لیا ویسے کافی سٹائلش ڈرائیور ہیں آپ بلکل ٹپ ٹاپ۔ ہاں تو اور ہر انسان کو جینے کا حق ہے چاہے وہ ڈرائیور ہو یا گٹر والا آپ کہی بھی جاؤ آپ کا پہناوا ہی آپ کی پہچان ہوتا ہے۔"

وہ بنا بریک لگائی اس کو دیکھتے بولتی ہی چلی جارہی تھی معاً رنم کے چیونٹی کاٹنے پہ وہ اچھل کر دروازے سے جا لگی۔ اور اپنا بازو سہلانے لگی۔ البتہ ڈرائیور ہنوز خاموش تھا گویا اسے ان سب باتوں میں کسی بھی قسم کی دلچسپی نا ہو۔

WhatsApp : 0344-4499420

"کروالی بے عزتی آگیا سکون اب بکواس بند کرلو۔ اتنا ایٹیٹیوڈ اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے طرم خان کہی کا۔ عجیب مخلوق۔"

وہ تلخی سے بڑبڑا کر رہ گئی۔ اس کے نرمی سے مخاطب کرنے پہ بھی وہ سرد انداز میں جواب دیتا تو وہ تلملا کر رہ جاتی۔

"اب عجیب مخلوق بھی نہیں ہے بھئی۔ اور میں تو بس ان کے فیشن سینس کی تعریف میں قلابیں باندھ رہی ہوں۔ چیک تو کرو ماسک اور ڈریس شرٹ میچنگ آج کل کے دور میں اتنی میچنگ کون کرتا ہے وہ بھی ایسی۔ تمہارے بابا نے سچ میں عجوبہ ہی ڈھونڈا ہے۔ آئی رئیلی لائک اٹ۔"

وہ توصیفی نگاہوں سے اسے سر تا پا دیکھتے ہوئے بولی۔ رنم اس کی بے ہودہ بکواس پہ ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈال کر رہ گئی۔

"بٹ آئی ڈونٹ لائک یو۔"

جواباً اس کے منہ سے نکلتے الفاظ سن ان دونوں نے ایک سیکنڈ کیلیے ناسمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے ان ک چھت پھاڑ قہقہہ گاڑی کی فضا میں گونجا۔

"یں نے آئی لائک اٹ کہا ہے آئی لائک یو نہیں۔"

مشعل منہ کے زاویے بگاڑتی رنم کے ہاتھ میں ہاتھ مارتے ہوئے مذاق اڑانے والے انداز میں بولی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کبھی سکول میں ٹینسز پہ غور و فکر کی ہوتی تو آج تم اٹ اور یو میں واضح فرق کر پاتے ڈرائیور کہی کے۔"

رنم کو تو باقاعدہ موقع مل گیا تھا اس کی کلاس لینے کا تبھی اس کی بات پکڑ لی۔ مگر اس سب سے اسکی ذات پہ کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا نا ہی اس کی آنکھوں میں کوئی تاثر ابھرا۔

"جتنی دیر میں آپ نے میری تعریفوں کے قلابیں باندھے ہیں اتنی دیر میں کسی کو محبت بھی ہو سکتی ہے۔"

وہ نا جانے کیا جتانا چاہ رہا تھا۔ اس کی بات پہ باقی تمام راستہ ان سب کے درمیان خاموشی حائل رہی تھی۔ گاڑی ایک جھٹکے سے یونی کے پارکنگ ایریا میں روکی تو وہ دونوں ہڑبڑاتے ہوئے گاڑی سے نکلی مبادہ وہ مزید کوئی واہیات گفتگو نا شروع کر دے۔

"ایک منٹ میڈم۔ آئندہ کبھی بھی بے دھیانی میں کسی انجان کی تعریفوں کی قلابیں باندھنے سے قبل ایک بار اگلے انسان کے دل کی کیفیت کے بابت بھی سوچ لیجیے گا کیونکہ ایک لڑکی جب پہل کرتی ہے تو کچھ بھی ہو سکتا ہے لڑکوں کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی اور مزید کسی بھی ایرے غیرے کی تعریف کرنا آپ جیسی لڑکی کو بلکل زیب نہیں دیتا آئندہ خیال کیجیے گا۔ نائس ٹو سی یو۔ اللہ حافظ۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔ ان دونوں کے وجود میں سرد لہریں دوڑنے لگی۔ ان دونوں نے شاک کی کیفیت میں ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"ایک بار پھر بے عزت کر گیا ہمیں۔"

مشعل اس کی باتیں یاد کرتے روہانسا منہ بناتے ہوئے سرسراتے لہجے میں بولی۔

"نہیں نہیں پاگل محبت کا اظہار کر کے گیا ہے اتنے پیار سے۔ پھولوں کی صورت میں جو طمانچے پڑے ہیں تمہارے اس خوبصورت منہ پہ اس کی سرخی ابھی تک تمہارے چہرے پہ گھلی ہوئی ہے۔ جاؤ مزید تعریف کرو اس کی دل کرے تو سر پہ چڑھ جانا اور اگر مزید دل کریں تو اس کی گود میں ہی پناہ لے لینا بے ہودہ انسان۔ بس مجھے مخاطب مت کرنا اب تم۔"

وہ کتاب اس کے سر پہ مارتی اسے گھور کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ مشعل نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ وہ بھی اس کی طرح اسی کی بے عزتی کر کے جا چکی تھی۔

"آج کافی دیر نہیں ہو گئی تجھے لوٹنے میں۔"

سعدیہ بیگم اس کے شانے دباتی مٹھاس بھرے لہجے میں گویا ہوئی جواباً اس نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ اپنے بے اختیاری پہ خجل ہوتے ہاتھ ہٹا گئی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"اب ایسے کیوں گھور رہا ہے ماں ہوں تیری۔ اپنے بچے کے کندھے دبا دیے تو اس میں کونسا بری بات ہے۔"

وہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔ فرزام تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور الماری کی جانب بڑھا تاکہ نہا کر تازہ دم ہو سکے۔

"ماں کو بھی چاہیے کہ ایک حد تک ہی میٹھا ہونا چاہیے ضرورت سے زیادہ مٹھاس نا حلق سے نیچے اترتی ہے نا حلق سے باہر نکلتی ہے مختصر الفاظ میں کہوں تو ہضم نہیں ہوتی۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے تلخ لہجے میں گویا ہوا۔

"اب تو اتنی گہری گہری باتیں مت کر اور مجھے صاف لفظوں میں بتا کہاں سے آ رہا ہے صبح لڑائی کے بعد سے نکلا ہوا ہے اور اب لوٹ رہا ہے۔"

وہ اس کی بات کا سرے سے ہی نوٹس لیے بغیر ناگواری سے بولی۔

"اس قید خانے سے ان وحشتوں سے ان پابندیوں سے دور سکون کی تلاش میں اماں سائیں جو مجھے یہاں نہیں ملتی یہاں آپ کی باتیں بابا سائیں کی باتیں دماغ کی شریانیں پھٹنے والی ہو جاتی ہیں۔"

وہ تڑخ کر خفا خفا لہجے میں بولتے اپنی پیشانی مسلنے لگا۔ سعدیہ بیگم اس کے اونچا بولنے پہ حق دق رہ گئی۔

"اچھا چل چھوڑ میں اس بابت کچھ نہیں پوچھتی بس یہ بتا کہ صبح تیری لڑائی کس سے ہوئی تھی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تمام باتوں کو ایک جانب رکھتے پھر سے بال کی کھال ادھیڑتے ہوئے بولی۔ فرزام ان کی حرکتوں پہ دانت پیس کر رہ گیا جو کس قدر دلچسپی دکھا رہی تھی ان مردوں کے معاملات میں۔

"معاوضے کی بات چل رہی تھی ایک کسان سے جس کا چالیس فیصد ہمیں آتا ہے معافی مانگ رہا تھا کہ اس ماہ کا خرچہ نہیں دے سکتا تو بس مجھے غصہ آگیا مگر ہمیشہ کی طرح برشام لالہ نے درمیان میں مداخلت کرتے کام سارا بگاڑ دیا۔"

وہ کھردرے لہجے میں گویا ہوا۔ سعدیہ بھی اس کی بات پہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی مطلب اس کے بیٹے کے معاملات میں اس کا دخل اندازی کرنے کا کیا تک تھا۔

"بس یہی تو کرتے ہیں شروع سے یہ ماں بیٹا اور باپ بھی ساتھ ہر جگہ اپنے نمبر چھاپنا تاکہ کوئی ان سے آگے نا نکل جائے۔ بس ہر ریس پہ پہلے نمبر پہ رہنا ہے۔ اسی لیے سمجھاتی ہوں تجھے کہ اس گاؤں کا سردار بن کر اس برشام کو منہ توڑ جواب دے آگے سے تیرے آگے زبان نہیں چلا سکے گا۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولتی فرزام کے وجود میں ان سب کے خلاف مزید زہر بھر رہی تھی۔ اس کی پیشانی کی رگیں غصے سے ابھر کر نمایاں ہوئی۔ وہ ایک ہاتھ کا مکہ بناتے دوسرے ہاتھ پہ مار کر رہ گیا کیا ان کی اس گھر میں کوئی حیثیت نہیں تھی یہی بات اسے مزید طیش میں مبتلا کر رہی تھی۔

"خیر تو فلحال ان سب مصیبتوں کو چھوڑ آجا نیچے میں تیرے لیے کھانا لگاؤں۔ میرا بچہ تھکا ہارا لوٹا ہے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کے گھنے بالوں کو سنوارتی اس کے تھکن زدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی تو اس کی آنکھوں کے دریچوں میں نورے کا عکس لہرایا کیسے اس نے اپنے ہاتھوں سے ڈرتے ڈرتے ٹیڑھا میڑھا پراٹھا بنا کر اس کے سامنے رکھا تھا۔اس کے لب نا جانے کیوں اتنی تھکاوٹ کے باوجود دھیمے سے مسکرائے۔معاً دوبارہ خود پہ سختی کا خول چڑھاتے وہ آرام شلوار قمیض لیے غسل خانے کی جانب بڑھ گیا۔سعدیہ نے بھی نیچے جانے میں ہی عافیت جانی کیونکہ گھڑی رات کے نو بجا رہی تھی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ نکھرا نکھرا سا کھانے کی میز پہ پہنچا تو سعدیہ بیگم اس کیلیے کھانا لگا چکی تھی۔وہ بھوک کے ہاتھوں مجبور ہوتے سرعت سے کرسی کھینچ کر بیٹھا معاً کسی کی بھی موجودگی وہاں محسوس نا کر دیکھ اسے شدت سے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔اس نے کھانے سے ہاتھ روکتے سعدیہ بیگم کی جانب دیکھا جو منتظر نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کچھ چاہیے تھا کیا میرے بچے کو۔"

وہ خوشامدانہ لہجے میں بولی۔اب وہ اتنا بڑا کام ان کیلیے سرانجام دے رہا تھا تو ایسا میٹھا بننا تو ان پہ واجب تھا نا۔

"نہیں باقی سب نے آج جلدی ہی کھانا کھالیا کیا کوئی ایک بھی دکھائی نہیں دے رہا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ حیرت سے چاروں اطراف میں نگاہیں دوڑاتا ہوا بولا۔ سعدیہ بیگم کے منہ کے زاویے سرعت سے بگڑے۔

"ہاں تو سب نے جلدی ہی کھالیا صبح سے سب اس نورے کے سر پہ تو بیٹھے ہوئے تھے صبح سے بخار میں تپ رہی ہے۔ اب تھکے ہارے سب تھے تو کھانا کھا کر کمرے میں ہی جانے میں عافیت جانی۔"

وہ تفصیل سے بتاتے اپنا ڈوپٹہ درست کرنے لگی جبکہ ان کی بات پہ فرزام کو ساتوں آسمان اپنے سر پہ گرتے ہوئے محسوس ہوئے مطلب اس کی کل والی حرکت پہ وہ گھبرا کر بخار میں تڑپ رہی تھی اور اسے کان و کان خبر ہی نہیں تھی۔ وہ سرعت سے ہاتھ کھانے سے کھینچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا کھانے سے ہاتھ کیوں کھینچا واپس بیٹھ جا۔

کیا ہوا تو کہاں جا رہا ہے۔"

سعدیہ بیگم گھبرا کر بولی مگر وہ ایک زبردست گھوری سے انہیں نوازتے بھاگنے والے انداز میں حورے اور نورے کے مشترکہ کمرے کی جانب بڑھا اور ہولے سے دروازہ ناک کیا۔ اندر حورے جو نورے جو قہوہ پلانے میں مصروف تھی چونک کر رومال سے ہاتھ صاف کرتی اپنی جگہ سے اٹھی اور دروازہ کھولتے ساتھ ہی باہر کھڑے وجود کو دیکھتے ہولے سے مسکرا کر خوش آمدید کہا تھا۔ نورے کا رنگ اسے دیکھتے

WhatsApp ; 0344-4499420

لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔اس نے گھبرا کر بیڈ شیٹ مٹھیوں میں بھینچ لی۔اس کی اڑتی رنگت فرزام کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔

"کیا ہو رہا ہے۔ میں نے سنا نورے میڈم کی طبیعت خراب ہے تو کیوں نا ان کا حال احوال پوچھا جائے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے ایک جانب رکھا پیڑھا اٹھاتے اس کے بیڈ کے قریب رکھتے بیٹھ گیا۔نورے کی سانس حلق میں ہی اڑ گئی۔

"جی لالہ اب تو کافی حد تک بہتر ہے بس تھوڑا بہت جو ہے وہ اس قہوے سے نکل جائے گا مگر یہ پی نہیں رہی یہ قہوہ۔میں تو تھک گئی ہوں۔"

وہ بیچارگی سے بولی۔فرزام نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے یقین ہے نورے مجھے انکار نہیں کرے گی۔کیوں نورے ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔"

وہ آنکھوں کے ذریعے نا جانے اسے کیا جتاتے نرمی سے بولا۔نورے کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔

"میں حورے سے پی لوں گی آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔آؤ حورے میں اب تمہیں بلکل تنگ نہیں کروں گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سپاٹ انداز میں بولتے کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی جبکہ اس کی دیدہ دلیری پہ وہ کافی حد تک محفوظ ہوا تھا۔ حورے نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ نورے میرے سب سے آخر میں آنے پہ ناراض ہے میرے سے اب یہ ناراضگی کا اثر بھی تو زائل کرنا ہے تو کیوں نا میں ہی آپ کو یہ قہوہ پلاؤں کیوں حورے۔"

اس نے اپنی بات پہ حورے کو بھی گھسیٹا تو وہ بھی زور و شور سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"لالہ اب آپ یہاں تو ہے ہی میں دس منٹ میں لوٹتی ہوں مجھے پھوپھو سائیں سے کوئی کام ہے۔ آپ یہیں رہیے گا ورنہ یہ قہوہ گرا دے گی میں جانتی ہوں اسے۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی تو فرزام نے مسکرا کر اسے جانے کی اجازت دی تھی۔

"حورے تم میرے پاس ہی رہونا۔ تم جانتی ہونا مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

وہ باہر جاتی حورے کو دیکھتی چیخ کر بولی۔

"نورے فرزام لالہ یہیں تو ہے کوئی کام ہوا تو ان سے بول دینا ویسے بھی میری بہن میں بس آرہی ہوں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ واپس اس تک آئی اور اس کا گال چومتی بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔ اس کے جاتے ہی نورے نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ اس کے سامنے بلکل بھی کمزور نہیں پڑے گی ورنہ وہ اس کی خاموشی سے بھرپور فائدہ اٹھائے گا۔

"کیا خیال ہے پھر قہوہ پیے نورے۔"

وہ آنکھوں میں بھرپور شرارت لیے اس کی جانب جھکتے ہوئے بولا۔ نورے بدک کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔ وہ اس کی بے ساختگی پہ دلکشی سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ نورے نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ جایئے پلیز یہاں سے مجھے آپ کا کوئی احسان نہیں چاہیے پلیز مت کریں ایسا کہ مجھے آپ سے نفرت ہو جائے۔ میں نے کبھی آپ کے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔ اور آپ جانتے ہیں جو آپ کرنے جا رہے ہیں اس سے کیا ہو گا اس سے حویلی کے تمام مکین آپ کو جان سے مار ڈالیں گے یہاں یہ اصول نہیں کہ شادی سے قبل لڑکیوں کو خود پسند کیا جائے۔ شادی سے قبل ایک عورت کیلیے محبت سیاہی اور ذلالت کے سوا کچھ نہیں جو ان فرشتہ صفت لوگوں کو رات کی تاریکی میں بھی کسی تیز روشنی کی مانند چبھتی ہے۔ نام سے میٹھا مگر اپنے اندر اتنی ہی کرواہٹ لیے یہ لفظ محبت کس قدر گہرا ہے نا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں مضبوطی سے بولی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"میں تم پہ کوئی احسان کر بھی نہیں رہا نورے میں تو تمہیں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ میری زندگی میں تمہاری اہمیت کیا ہے۔ میں کوئی غلط کام نہیں کر رہا جو یہ حویلی والے مجھے جان سے مار ڈالیں۔ اس حویلی کا ہونے والا سردار ہوں میں اور سب سے بڑھ کر ایک مرد جس پہ اس گاؤں میں نا پہلے کبھی کوئی پابندی تھی اور نا آگے کبھی ہو گی۔ میری دادا سائیں سے بات کرنے کی دیر ہے نورے اگلے دن تم میرے سنگ بیاہی جاؤ گی اور جانتی ہو کہ پھر کیا ہو گا ہمارے مابین رشتہ استوار ہو جائے گا میاں بیوی کا سمجھ رہی ہو نا۔"

وہ ذو معنی لب و لہجے میں بولتے اس کی رنگت ایک لمحے کو متغیر کر گیا۔

"مگر شاید آپ میرے برشام لالہ کو بھول رہے ہیں وہ ایسا قطعی نہیں ہونے دیں گے کبھی بھی نہیں وہ سب سے دشمنی مول لیں لے گے مگر ہمیں رسواں نہیں ہونے دیں گے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتی بے خوفی سے بولتی اسے اشتعال میں مبتلا کر گئی۔

"تم مجھے برشام کی دھمکی نہیں دے سکتی نورے اور رہی بات رسواں کرنے کی تو میری ایک بات یاد رکھنا عزت تو تم میری ہی بنو گی اور اپنی عزت کو رسواں ہوتے تو میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔"

وہ نرمی سے اس کا گال سہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نورے اس کی باتوں کی تاثیر سے جہاں کی تہاں رہ گئی وہ اس پہ کس حق سے حق جتا رہا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی مگر تھی تو وہ بھی فلحال کچے ذہن

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

کی حامل لڑکی اس کی باتوں نے اب کی بار اس کے اعصابوں پہ گہرا اثر ڈالا تھا۔ اس نے چونک کر فرزام کی جانب دیکھا جو قہوے کا چمچ اس کے لبوں کے قریب کیا بیٹھا تھا۔

"پیو اسے مجھے کل تمہارے ہاتھ کا ہی ناشتہ کرنا ہے اور اس کیلیے تمہارا تندرست ہونا بے حد ضروری ہے۔"

وہ پچکارنے والے انداز میں بولا۔ نورے نے آنکھوں میں آئی نمی کو اندر اتارتے خاموشی سے اس ذہر کو اندر اتارا تھا۔ اب اس کے سامنے تو نکھرے بھی نہیں کر سکتی تھی ورنہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کے منہ پہ تھپڑ ہی جڑ دیتا کیونکہ کل سے وہ غیر متوقع چیزیں ہی کر رہا تھا۔ اگلے دس منٹ میں وہ اس کام سے بھی فراغت حاصل کر چکا تھا اور اس نے سپاٹ چہرے سمیت بنا کسی تگ ودو کے وہ پی بھی لیا تھا۔

"ویسے ایک بات کہنی پڑے گی نورے سچ میں بہت ڈرپوک ہے مجھے تو لگا تھا کہ کل تو وہ پکا اپنے برشام لالہ کو بتا دے گی مگر اس نے تو آخری لمحات میں بازی ہی پلٹ دی۔"

وہ ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو وہ تنفر بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"کیونکہ یہاں میری یہ بات بتانے سے مجھے ہی غلط گردانا جائے گا نا کہ آپ کو کیونکہ آپ تو مرد ہے نا اور کو ہی تو سب پہ فوقیت حاصل ہے۔ میں سب کچھ برداشت کرلوں گی مگر اپنے کردار پہ بات نہیں یاد رکھیئے گا میری بات۔"

وہ انگلی اٹھا کر ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے اس کا وجود انگاروں کی ضد پہ لوٹ پوٹ کر گئی۔ سب سے زیادہ غصہ اس کی اٹھی انگلی اسے دلا رہی تھی۔

"یہ جو انگلی میرے سامنے اٹھی ہے نا آئندہ مت اٹھے فلحال تو تمہاری طبیعت کے پیشِ نظر میں برداشت کر گیا ہوں مگر اگلی دفعہ ضبط نہیں کر سکوں گا اور ایک اور بات کل خاموشی سے وقت پہ خود ہی اٹھ کر ناشتہ بنانے باورچی خانے میں پہنچ جانا ورنہ میں ہماری شادی کی بات کرنے سے قبل ایک لمحے کیلیے بھی نہیں سوچوں گا اور پھر تم نورے سے نورے بیگم بن جاؤ گی۔"

وہ دلکشی سے گنگنانے والے لہجے میں بولا۔ نورے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"ارے واہ لالہ آپ نے تو سچ میں کر دکھایا ہے نورے کو نا آپ کے حوالے ہی کر دینا چاہیے ہمیں۔"

وہ کمفرٹر جھاڑتی بے دھیانی میں بولی۔ وہ دونوں اس کی بات پہ ایک لمحے کیلیے ساکت رہ گئے۔ ان دونوں نے جھٹکے سے رخ موڑتے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ فرزام اس کے دیکھنے پہ معنی خیزی سے مسکرا دیا جبکہ وہ سرخ چہرے سمیت چہرہ جھکا گئی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"میں تو نورے سے بھی بول رہا تھا کہ تمہیں نا میرے پاس ہی آجانا چاہیے کیونکہ باقیوں کو تو تم بہت تنگ کرتی ہو مجھے بلکل نہیں کرو گی۔"

وہ معنی خیزی سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ حورے اس کی بات پہ دھیان نا دیتے کھکھلا کر ہنس دی۔

"نہیں بھئی اب ایسی بھی بات نہیں ہے مجھے میری بہن بہت عزیز ہے آپ کے حوالے کیوں کریں اسے میں خود ہی اسے سنبھال لوں گی۔"

وہ اس کے گرد حصار باندھتے محبت بھرے لہجے میں بولتی اسے بھیگی نگاہوں سمیت مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ اس نے انہی بھیگی نگاہوں میں ناجانے کونسا عنصر لیے فرزام کی جانب دیکھا تو وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتے اس نے بے ساختہ تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا ورنہ اس کی موجودگی میں تو سانس سولی پہ ہی اٹکی ہوئی تھی۔ وہ جتنا سوچتی تھی کہ وہ اس کی موجودگی میں نہیں گھبرائے گی بلکہ مضبوطی سے اس کا سامنا کرے گی مگر اس کے آنکھوں سے چھلکتے پیغام کو پڑھتے ناجانے کیوں اس کی حالت غیر ہو جاتی تھی اور وہ اچھا بھلا گھبرا جاتی تھی۔ فلحال اس کا ذکر مختلف پراگندہ سوچوں میں الجھا ہوا تھا کہ کیا سچ میں

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس سے محبت کا دعویدار ہے۔ کیا سچ میں وہ اس سے محبت کرتے اسے اپنانا چاہتا تھا۔ یہی سوالیہ نشان شدت سے اس کے ذہن کے دریچوں میں منڈلا رہا تھا۔

اس نے آج تک بس چھپ چھپ کر رسالوں میں ہی پڑھا تھا کہ ایک طرفہ انسان کی محبت چاہت میں کبھی کبھی اتنی طاقت اور سچائی اور شدت پنہاں ہوتی ہے کہ نا چاہتے ہوئے بھی بے اعتنائی برتتا اگلا انسان کمزور پڑتے اس کی جانب ہولے ہولے مائل ہونا شروع ہو جاتا ہے مگر آج اس کے دل کی دھڑکن معمول سے الگ پڑلے پہ دھڑکتے چیخ چیخ کر اس بات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ اس کا دل بھی بغاوت کرتے فرزام کے دل میں بندھی ڈوریوں سے الجھنا شروع ہو گیا ہے۔ کیا سچ میں محبت یہ بھی کرنے کا ہنر رکھتی ہے۔ وہ بس یہ سوچ کر رہ گئی۔ دل معمول سے ہٹ کر الگ پڑلے پہ دھڑک رہا تھا۔

اس کے کمرے سے نکلتے ہی وہ جوں ہی کھانے کی میز پہ پہنچا سعدیہ بیگم دونوں ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھی تھی۔ اس کی آمد پہ جھٹکے سے سر اٹھاتے قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو کیا کرنے گیا تھا اندر۔"

وہ غصے سے ہانپتے ہوئے چلائی جو آدھے گھنٹے بعد اندر سے لوٹ رہا تھا۔

"کچھ نہیں بس دیکھنے گیا تھا کہ وہ بیمار کیسی لگتی ہے اور سوچا حال احوال دریافت کر لوں کیا ہے نا میری بدولت ہی تو بیچاری اس حال میں پہنچی ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اس کی بات پہ سعدیہ نے گھبرا کر اطراف کا جائزہ لیا اور کسی بھی چیز کی موجودگی کا یقین ہوتے دیکھ وہ پرسکون سانس خارج کر گئی۔

"اچھا تو اندر آدھے گھنٹے سے کون سے گپے ہانک رہا تھا میں تجھے بتا رہی ہوں فرزام۔ تجھے فقط اس سے بدلے کیلیے یہ سب کرنا ہے صرف بدلہ۔ کسی اور راہ کا مسافر نا بن جائی کیونکہ میں تو اسے کسی صورت قبول نہیں کروں گی کالی سی ہے مجھے تیرے لیے ایک تیرے جیسی خوبصورت اور ذہین بہو چاہیے۔"

وہ اسے ہمیشہ والا سبق پڑھاتے ہوئے بولی تو وہ کوفت سے آنکھیں میچ گیا۔

"یہ سب کون سرانجام دے رہا ہے اماں سائیں۔"

وہ غصے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"تو اور کون میں بس سمجھا۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی فرزام درمیان میں ہی ان کی بات اچک گیا۔

"آپ مجھے سمجھایئے بھی مت اماں سائیں کیونکہ میں اپنے مطابق کام کرتا ہوں ناکہ کسی کے صلاح مشورے پہ چل کر۔ اگر خوش ہیں تو ٹھیک ورنہ میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا اور رہی بات آپ کے بدلے کی تو میری ایک بار سن لیں غور سے میں نہیں چاہوں گا کہ آپ میری بدولت کسی کی سانولی رنگت کا مذاق بناتے اسے کالا بولنا شروع کر دیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ کھردرے لہجے میں بولتے کرسی کھینچ کر ان کے مقابل آیا تھا۔ سعدیہ نے گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو بدل رہا ہے فرزام۔ میں سچ میں خود کو کچھ کرلوں گی۔ میں تجھے اپنے ہاتھوں سے نکلتا نہیں دیکھ سکتی۔ مجھے دھوکا مت دینا۔"

وہ اس کے ارادوں سے خوفزدہ ہوتے ہکلاتے لہجے میں بولی کیونکہ اس کی چال چلن رنگ ڈھنگ انہیں کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے اور گھبراہٹ میں بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ ناجانے وہ کیا سوچے ہوئے تھا۔

"یہ میرا اپنا انداز ہے اماں سائیں جس میں میں کسی کی دخل اندازی برداشت نہیں کروں گا بس آپ کی بات کا بھرم میں ضرور رکھوں گا اسی لیے تمام خدشات کو ذہن سے نکال دیں۔ جو کہا ہے اسے ضرور پورا کروں گا اور اپنے مطابق کروں گا۔"

وہ نرمی سے ان کا چہرہ تھپتھپاتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔ ان سب باتوں کے بعد کھانے سے ویسے بھی دل اچاٹ ہوگیا ہوا تھا۔ سعدیہ نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر میز پہ رکھی پلیٹ کو جہاں کھانا جوں کا توں پڑا انہیں منہ چڑھا رہا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"سر آپ نے بلایا۔"

اس وقت فیصل ڈی آئی جی سر کے سامنے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے چہرہ جھکائے کھڑے تھے۔ جو ایک فائل کی وقت گردانی کرنے میں محو تھے۔ ان کے چہرے کا پتھریلا پن دیکھتے فیصل کو شدت سے کسی انہونی کا گمان ہوا تھا۔

"جی بیٹھیے ایس ایس پی فیصل۔"

وہ تحمل سے بولتے اشارہ کرسی کی جانب کر گئے۔ ان کے حکم پہ فیصل نے خاموشی سے کرسی کھسکاتے جگہ سنبھالی۔

"دراصل ہمیں آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں کو باہم ملاتے نہایت سنجیدگی سے ان کی جانب جھکتے ہوئے بولے۔ فیصل نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ کسی حد تک وہ بھی سمجھ چکے تھے کہ کس بابت بات ہونی ہے۔

"جی سر بولیں۔"

وہ مدھم لہجے میں بولتے احتراماً سر جھکا گئے۔

"کل سے پولیس ڈیپارٹمنٹ کی بہت بدنامی ہو چکی ہے فیصل۔ کلب میں ریڈ کے دوران ملنے والے نشہ آور ادویات کے کرٹن جو ملے ہیں ان میں پولیس کے اہلکاروں کی شمولیت ہماری بدنامی کا بہت بڑی وجہ

WhatsApp ; 0344-4499420

ہے۔ وہ لوگ شاید اپنا مقصدِ حیات فراموش کر چکے ہیں مگر ابھی بھی ان میں کچھ افسر ایسے ہیں جنہیں ابھی بھی اپنی جان مال سے زیادہ اس ملک کی عزت اور وقار عزیز ہے۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے ایک لمحے کیلیے رکے۔

"جی سر بلکل پانچوں انگلیاں بلکل برابر نہیں ہوتی۔"

وہ سپاٹ انداز میں گویا ہوئے۔ کل سے اس بابت سوچ سوچ کر ان کی بھی تو جان ہلکان ہو رہی تھی۔

"ابھی کچھ دیر قبل بھی ان دونوں پارٹیز میں سے ایک پارٹی نے تھانے سے چند قدموں کی دوری پہ فائرنگ کی ہے۔ ہمیں سی سی ٹی وی فوٹیج کے ذریعے یہ معلومات ملی ہیں۔ ان کے علاقے کے افسر اس گھناؤنی سازش میں مکمل طور پہ شامل ہیں۔ وہ پولیس نہیں بلکہ پولیس کی وردی پہنے بس اس کے نام پہ ایک دھبا ہے۔ ان سب کی جرأت بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے پہلے تو میں خاموش تھا مگر اب حقیقت میں کچھ کرنے کا وقت آگیا ہے۔ آپ بتایئے آپ نے اس بارے میں کیا سوچا ہے۔"

وہ گہری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں بولے۔ فیصل نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"سر میں تو آپ کی جانب سے نوٹیفیکیشن جاری کرنے کے انتظار میں تھا ورنہ ان کی جرأت سے میں بخوبی واقف تھا۔ ان سب کتوں کو موت کے گھاٹ اتارنا میں بخوبی جانتا ہوں۔ آپ بس اجازت دیجیے باقی کام میرا ہی ہو گا اور یقین کریں آپ کو میرے سے کوئی ناراضگی نہیں ہو گی۔"

وہ پر عزم لہجے میں بولتے ہولے سے مسکرا دیے۔

"آپ جانتے ہیں نا اس کے بعد کیا ہو گا۔"

وہ سوالیہ انداز میں بولتے بھنویں اچکا گئے۔ ان کی بات پہ فیصل کی آنکھیں مخصوص انداز میں چمکی۔

"جی سر میں بخوبی واقف ہوں کہ اس کے بعد میرا عہدہ اس سے اونچے درجے پہ فائز ہو جائے گا اور مجھے اس دن کا شدت سے انتظار ہے۔ مجھے اس مقصد میں کامیاب ہوتے اپنا خواب پورا کرنا ہے کسی بھی حال میں۔"

وہ پختہ انداز میں بولے۔ چہرے پہ چھایا پتھریلا پن ان کی مضبوطی کا گواہ تھا۔ ڈی آئی جی سر ان کا انداز دیکھ ہولے سے مسکرا دیے۔ انہیں اس سے امید بھی یہی تھی تبھی اس کیس کیلیے انہیں چنا تھا کیونکہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے بہت سے لوگ ان کی ایمانداری اور انصاف پسند طبیعت کے قائل تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیا آپ اپنا مقصد حیات جانتے ہیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ان کے مقابل کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

"جی سر ہمارے لیے ہماری زندگی یا روشن مستقبل اہم نہیں بلکہ ہمارے لیے اس ملک کی جان مال اور عزت اہم ہے۔ حق کیلیے بولنا اہم ہے اور اسی بدولت ہم اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔"

وہ انہیں سلیوٹ کرتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولا۔ڈی آئی جی سر نے بے ساختہ ان کی پیٹھ تھپتھپائی اور انہیں اپنا کام کرنے کا حکم صادر کیا تھا۔ فیصل کے لبوں پہ پر سکون مسکراہٹ رقصاں ہوئی جو چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔ آدھا کام تو اجازت ملنے والی بات پہ ہی ہو چکا تھا اب آدھا کام ان جیسے غدار لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کے بعد مکمل ہونا تھا۔ وہ ناک کی سیدھ میں چلتے اپنے کیبن میں داخل ہوئے اور اپنے سر سے کیپ اتارتے میز پہ رکھی تھی۔

"سر آپ کی ملاقات کا کیا بنا۔"

عین اسی لمحے سجاد کی آمد پہ وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"کل کی تیاریاں مکمل رکھو سجاد کل ہم اپنا آخری داؤ کھیلتے ان سب کو جہنم واصل کروائے گے۔ مجھے سر سے اجازت مل گئی ہے اب میں اس معاملے میں ذرا سی بھی دیری نہیں کرنا چاہتا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سنجیدگی سے اسے ہدایت کرتے اپنے فون میں آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا۔ سجاد ان کے فون پہ کال آتی دیکھ انہیں سلیوٹ کرتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"کہاں ہیں آپ سلطان۔"

وہ ایک بار پھر فون کی دوسری جانب موجود شخص سے مخاطب تھے۔

"میں وہی ہوں جہاں مجھے ہونا چاہیے لیڈر۔ آپ فلحال اپنی بات کیجیے کہ کیا بنا آپ کے کیس کا۔"

وہ ان کی بات پہ انہیں ٹالتے اپنی بات پہ زور دیتا ہوا بولا۔ فیصل جانتے تھے کہ وہ ان سے زیادہ ان کے کیس کیلیے متفکر ہے تبھی تو ہر اگلے سیکنڈ فون کرنے سے باز نہیں آتا۔

" سمجھو بہت حد تک کامیاب اجازت مل گئی ہے اب بس ان سب کو اپنے اصل مقام تک پہچانا ہے۔ اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کو ایک نئی پہچان دلوانی ہے ہر پولیس آفیسر بے ایمان نہیں ہوتا۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے قہر برساتے لہجے میں بولے

مطلب پھر میں کل تیار رہو آپ سے ملنے کیلیے جب آپ اپنے مقصد حیات کے قریب ہو چکے ہونگے۔

وہ شریر لہجے میں بولتے ان کا موڈ خوشگوار کر گیا۔

"جی بلکل سلطان آپ تیار رہیے مجھے کل ایک نئے رتبے پہ فائز دیکھنے کیلیے جو پانے کیلیے ہر افسر تڑپتا ہے جسے پاہ کر ہر کسی کی آنکھ نم ہو جاتی ہے ہر پانا ہر کسی کی اولین خواہش ہوتی ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ بوجھل لہجے میں بے انتہا خوشی سموئے بولے۔ مقابل نے ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ہولڈ آ مومنٹ رنم کی کال ہے۔"

ان کی بات پہ وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے آنکھیں موند گیا۔

"آپ کی بیٹی کو بھی ویسے سکون نہیں میسر۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔ ان کے سرزنشی جواب پہ وہ خاموشی سے فون رکھ گیا۔ اس کی ناراضگی پہ وہ رنم کا فون اٹھاتے کان سے لگا گئے جس کی فرمائشیں شروع ہو چکی تھی اور وہ خاموشی سے سننے پہ مجبور تھے۔

"میں آج یونی نہیں جا رہی بلکل بھی آج میں اپنا سارا وقت بابا کے ساتھ گزارنے کا سوچا ہے۔"

ارم کے بار بار اٹھانے پر رنم جھٹ سے اپنا پلین ترتیب دیتے ہوئے بولی۔ فیصل جو قریب ہی صوفے پہ بیٹھے ہوئے تھے اٹھ کر اس کی جانب آئے۔

"مگر میں تو آج جا رہا ہوں اور میرا جانا بھی ضروری ہے کچھ لوگوں کو اپنے انجام تک پہنچانا ہے۔ اسی لیے آپ بھی یونی جایئے سکون سے واپسی پہ میرا پورا وقت آپکا اوکے۔"

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ رنم کے بال سنوارتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولے۔ رنم نے مصنوعی منہ بناتے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے ایک منٹ میں اس کے پلین کی دھجیاں ادھیڑ دی تھی۔

"اوکے بابا آپ ہر بار ایسے ہی مجھے خود سے دور کر دیتے ہیں۔ ناجانے کیوں دل عجیب سا ہو رہا ہے میرا آج۔"

وہ چپل پیڑوں میں اڑستے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان دونوں کو ہی سمجھ نا آئی کہ اب کی بار ناراضگی کس چیز کی ہے۔

"ناراض نہیں ہونا بابا سے۔ بس بابا کیلیے ڈھیر ساری دعا کرنی ہے۔ اس دن کا میں نے بہت انتظار کیا ہے رنم۔ ہم اس پیشے میں آنے سے قبل اپنی جان ہتھیلی میں لیے پھرتے ہیں۔ ہمارا فرض ہر چیز سے بالاتر ہوتا ہے ماں بہن بچے بیوؤں سے بھی۔ ہم جیسے لوگ اپنے ملک کیلیے کچھ ایسا کر کے نام بنانا چاہتے ہیں جس سے ہمارے جانے کے بعد بھی سب ہمیں یاد رکھیں۔ ہمارے لیے شہادت سے بھر کر کوئی انعام نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنے ملک کا روشن مستقبل دیکھنا ہے بس میں ان عام افسروں کی مانند نہیں بننا چاہتا جو چند ایک پیسوں کے عوض بے گناہ کو سزا دلوا دیتے ہیں جبکہ گنہگار کے پیروں کے تلوے چومتے پھرتے ہیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

بولتے بولتے ان کا لہجہ نم ہوا تھا۔رنم نے مسکراتے ہوئے ان کے سینے پہ سر دھرا کیونکہ ابھی اسے اپنے باپ کی ہمت بننا تھا۔

"میں آپ کیلیے دعا کروں گی کہ آپ اس مشن میں کامیاب ہو کر لوٹیں پھر ہم اس جیت کو بھرپور طریقے سے منائیں گے۔"

وہ ان کا گال چومتے ہوئے محبت سے بولی۔ارم نے بھی تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔رنم ان سے علیحدہ ہوتے تیار ہونے چل دی تاکہ یونی جانے کی تیاری کرسکے اس کے جاتے ہی فیصل بھی اپنی تیاری پہ ایک نگاہ ڈالتے باہر کی جانب بڑھے۔

"آپ میری بیوی ہے ارم وہ بیوی جس کا احسان میں ساری زندگی نہیں اتار سکتا مگر میری بیوی ہونے کے ناطے آپ کو ہر گھڑی کسی بھی خبر کیلیے تیار رہنا ہے کیونکہ میں نہیں جانتا زندگی کتنی ہے مگر اگر مجھے کچھ ہوتا ہے تو رنم کو ماں اور باپ دونوں بن کر پالیے گا۔م یں کبھی نہیں چاہوں گا کہ میرے بعد میری لاڈوں میں پلی بیٹی رل جائے۔مجھے اسے ہمیشہ ہنستا مسکراتا دیکھنا ہے۔"

وہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولے۔ارم کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اچھا اب آپ ایسی باتیں مت کریں مجھے یقین ہے کہ آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔ جلدی لوٹیے گا رنم کو لے کر رات کو ہم نے بھی باہر بھی جانا ہے۔ آپ کو ہم دونوں کیلیے لوٹنا ہے بلکل صحیح سلامت کیونکہ ہمارا آپ ہی واحد آسرا ہے۔"

وہ ان کی وردی پہ لگا بیج درستگی سے لگاتے ہوئے بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔ فیصل نے ہولے سے مسکراتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ زندگی میں پہلی بار ارم کا شدت سے جی چاہا تھا کہ انہیں روک لے مت جانے دیں مگر وہ انہیں اپنے فرض سے ادائیگی سے روک نہیں سکتی تھی تبھی مٹھیاں بھینچ گئی۔

"اوکے ماما میں بھی نکلتی ہوں۔ میں آج تھوڑا دیر سے آؤں گی ایک اسائنمنٹ پہ کام کرنا ہے آپ پریشان مت ہویئے گا میں نے موبائل بھی سائلنٹ سے ہٹا دیا ہے۔ بہت جلد لوٹوں گی۔"

وہ بھی ان کا گال چومتے مسکرا کر باہر کی جانب بھاگ گئی۔ ارم نے ان کے جاتے ہی قدم واپس اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

"ارے نورے تم کیوں کچن میں آ گئی میں کر لیتی آج ابھی تو تم ٹھیک ہوئی ہو پاگل لڑکی۔ ہٹو یہاں سے جاؤ۔"

WhatsApp : 0344-4499420

حورے نورے کو کچن میں مصروف دیکھ ڈپٹنے والے انداز میں بولی جو جیسے تیسے کر کے ٹھیک ہوئی تھی اور اب دوبارہ کچن میں گھس آئی تھی۔

"نہیں اس طرح میں کھانا بنانا بھول جاؤں گی حورے اور ویسے بھی تم جانتی ہو بیماری میں انسان جتنا ڈھیلا ڈھالا رہتا ہے اتنی ہی اسے سستی چڑھتی ہے اسی لیے میں یہاں آگئی۔"

وہ سمجھانے والے انداز میں بولی۔ حورے نے اس کی مثال پہ بھنویں اچکاتے اس کے شانے پہ مکہ جڑا۔

"دفع ہو جاؤ تم۔ میں چائے رکھتی ہوں تم اور سالن گرم کر لیتی ہوں تم پھر روٹیوں پہ دھیان دو۔"

وہ کہتی خود بھی فریج کی جانب بڑھ گئی تاکہ باقی کا کام وہ سرانجام دے سکے۔ نورے نے چور نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا جو نا جانے کیوں ماتھے پہ ہاتھ مارتے اب کچن سے باہر نکل رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں خود کو کوس کر رہ گئی کیونکہ پرسوں سے نا جانے کتنے جھوٹ وہ اس سے بول چکی تھی بس ایک بات کو لے کر۔ ابھی وہ انہیں سوچوں میں غلطاں بے دھیانی میں پیڑے بنا رہی تھی معاً اپنے نزدیک کسی کی موجودگی کا گمان ہوتے ہی اس نے چونک کر نگاہیں جوں ہی اوپر اٹھائی اپنے سر پہ کھڑے فرزام کو دیکھتے اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ اس نے سہم کر ارد گرد نگاہ دوڑائی مگر وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا صبح کا وقت ہونے کی بدولت سب آہستہ آہستہ اپنے کمروں سے نکل رہے تھے۔

"آپ۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتے دھیمے لہجے میں بولی اور زور زور سے روٹی بیلنے لگی۔

"دیدارِ یار کیلیے آئے ہیں محترمہ۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ ہماری صبح اس قدر روشن اور تروتازہ ہو گی کہ ہمیں اپنا آپ پر سکون ہوتا محسوس ہو گا۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے مدھم لہجے میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا جبکہ اس کی انگلی کا لمس اپنے کان پہ محسوس کر وہ کرنٹ کھا کر پلٹی تھی۔

"پلیز مت پریشان کریں جائیں یہاں سے کوئی دیکھ لے گا۔"

وہ تفکر کے عالم میں انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔ فرزام نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا جس میں ابھی بھی سرخی تیر رہی تھی سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ابھی تک مکمل طور پہ صحت یاب نہیں ہوئی تھی مگر صرف اس کے کہنے پہ وہ کچن میں موجود تھی۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا جو گلابی اور پیلے امتزاج کا سوٹ زیب تن کیے اسے کافی حد تک نکھری سی لگی تھی۔ نورے اس کی نگاہوں کے ارتکاز سے گھبرا گئی۔

"ویسے مجھے بلکل نہیں لگا تھا کہ تم میرے کہنے پہ کچن میں آؤ گی اور . یوں اپنے ان ہاتھوں سے لذیذ کھانا بناؤ گی مگر وہ کیا ہے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے محبت کی کونپلوں نے تمہارے دل پہ اپنی جگہ ترتیب دے لی ہے اور اب واپسی کا کوئی راستہ ممکن نہیں ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ بھاری پر تپش لہجے میں بولتے اس کے کانوں میں صور پھونکنے لگا یا نورے کو تو کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

معاً حورے کی پاٹ دار آواز پہ جہاں فرزام نے سرعت سے اس سے فاصلہ قائم کیا وہیں نورے کے وجود سے خون کسی نے مکمل طور پہ نچوڑ لیا تھا۔ اس کی اڑی اڑی رنگت سے حظ اٹھاتے فرزام نے مسکراہٹ دبائی۔

"وہ دراصل میں نورے کا بخار چیک کر رہا تھا جو ابھی تک اس کے وجود میں ہے مگر مجھے حیرت ہے تم جیسی ظالم بہن پہ جو بخار کے اگلے ہی دن اپنی بہن کو یوں کچن میں لے آئی۔"

وہ بڑے آرام سے بات کو گھماتے بات کا رخ کسی اور جانب کر گیا۔ نورے نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو اپنا کیا دھرا کسی اور کے سر پہ سونپ رہا تھا۔ حورے بھی اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

"فرزام لالہ میں نہیں بلکہ یہ خود ہی آئی ہیں۔ میں نے تو ٹوکا بھی ہے مگر سنتی کس کی ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے ناگواری سے بولی۔ اسی دوران رضوانہ کی آمد پہ اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

www.zubinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"حورے تم نورے کو لے کر کمرے میں جاؤ۔ ایسے بلکل اچھی بات نہیں ہے طبیعت مزید بگڑنے کا خدشہ ہے۔ اپنی صحت سب سے پہلے اس کے بعد سب کا خیال۔"

فرزام کی سخت آواز پہ رضوانہ نے بھی تشویش سے متفقانہ انداز میں سر ہلایا اور حورے کو اسے کمرے میں لے جانے کا حکم صادر کیا تھا۔ اس دوران وہ خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی کیونکہ سامنے کھڑا وجود شاید اسے اپنے اشاروں پہ نچوانا چاہ رہا تھا۔ وہ بمشکل مسکراتے حورے کے ساتھ کمرے کی جانب کھنچتی چلی گئی۔ فرزام نے بھی ان کی تقلید میں باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ اسی دوران برشام تیز تیز قدموں سے چلتا صحن میں چلا آیا جہاں سردار سائیں حقہ پینے میں مصروف تھے۔

"دادا سائیں مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔"

وہ مشکل اپنے بوجھل انداز پہ قابو پاتے سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔ وہ اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ خرم ندیم اور فرزام نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا۔ اگلے ہی لمحے اس کی خبر پہ جہاں سب کے چہروں کے سامنے اندھیرا سا چھایا وہی سردار سائیں لڑکھڑائے تھے۔ برشام نے اذیت سے آنکھیں میچتے انہیں سنبھالا تھا۔

"میر افیصل۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دل میں اٹھتی تکلیف کو دباتی بڑبڑائے۔ برشام سرعت سے ٹریول ایجنسی والوں کو کال ملاتے باہر کی جانب بھاگا اس وقت ٹکٹس ملنا بے تحاشہ مشکل تھا مگر اسے کسی بھی حال میں چاہیے تھی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

www.zubinovelszone.com

"یہ ڈرائیور پہنچا کیوں نہیں اب تک۔"

وہ بے چینی سے یہاں وہاں ٹہلتی مسلسل اسے کالز ملا رہی تھی مگر وہ اٹھانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اس نے تھک ہار کر موبائل بینچ پہ بیٹھتے مشعل کی جانب دیکھا۔

"وہ نہیں آرہا تو اپنے بابا کو فون ملا لو تم۔"

مشعل کی نرخستہ بات پہ وہ سرعت سے فیصل کو فون ملانے لگی مگر ان کا فون بھی بند دیکھ اس نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا معاً ذہن میں جھماکہ ہوتے ہی اس نے بے ساختہ اپنے سر پہ ہاتھ مارا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"بابا تو آج کسی ضروری مشن پہ گئے ہیں تبھی ان کا فون بند ہے۔ تم ایسا کرو مجھے گھر ڈراپ کر دو اپنے ڈرائیور کے ساتھ۔"

اس کی بات پہ دو منٹ مشعل نے کچھ سوچتے ساتھ اثبات میں سر ہلایا اور باہر کب سے منتظر کھڑی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ اس دوران وہ مسلسل ڈرائیور کو کال ملا رہی تھی۔ اس نے کچھ سوچتے ارم کو کال ملاتے فون کان سے لگایا اگلے ہی لمحے فون اٹھتے ساتھ ہی اس نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔

"ماما کوئی نھی کال اٹینڈ نہیں کر رہا سب خیریت ہے نا۔"

وہ دوسری جانب سے آتے شور کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی مگر اگلے ہی لمحے دوسری جانب سے فون کٹ چکا تھا۔ وہ اس سب پہ حیرت زدہ رہ گئی۔

"تم پریشان مت ہو بس ہم پہنچ رہے ہیں۔"

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولی تو وہ بھی مسکراتے ہوئے سکون سے ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگی۔

"تم مسکرا کیوں رہی ہو۔"

مشعل اسے مسلسل مسکراتا دیکھ نا سمجھی سے بولی۔

"بس ایسے ہی آج بابا سے پوری رات میں نے اپنے نام لکھوا لی ہے پہلے ہم اچھی خاصی لانگ ڈرائیو پہ جائیں گے اس کے بعد ہم کھانا کھائیں گے باہر ہی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ مسکرا کر بولتی اسے بھی مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"سیریسلی رنم یو آر سو لکی۔ انکل سچ میں گریٹ ہیں۔"

مشعل ہنستے ہوئے بولی۔

"سو تو ہے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔"

وہ تفاخر سے بولتے ہنس دی۔ اگلے دس منٹ میں ان کی گاڑی رنم کے گھر سے کچھ فاصلے پہ رکی تھی کیونکہ آگے بے تحاشہ رش اور پولیس کی بھاری نفری ہونے کی بدولت گاڑی لے جانے کی جگہ نہیں تھی۔ رنم کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی بھلا سب اس کے گھر کا راستہ روکے کیوں کھڑے تھے۔ وہ عجلت میں گاڑی سے باہر نکلی تو مشعل نے بھی اس کی پیروی کی تھی۔

"ایکسکیوز می انکل یہ یہاں انتارش کیوں ہے۔"

رنم نے نزدیک سے گزرتے ایک ادھیڑ عمر شخص کو مخاطب کیا جن کی اس کے بابا سے ٹھیک ٹھاک بول چال تھی مگر اپنی بات کے جواب میں انہیں بغیر کوئی جواب دیے آگے جاتا دیکھ وہ دل مسوم کر رہ گئی معاً سر جھٹکتے اس نے خود ہی آگے کی جانب قدم بڑھائے اور گھر کے باہر لگے ہجوم کو چیرتے اپنے لیے جگہ بناتی وہ اندر داخل ہوئی تھی جہاں کا ماحول انتہائی سوگوار تھا۔ اس کے دل نے ابھی بھی اسے کسی قسم کا وہم نہیں دیا تھا۔ کچھ افسران اسے دیکھتے ہی پہچان گئے تبھی نگاہیں جھکا گئے تھے۔ رنم ان کی

WhatsApp ; 0344-4499420

حرکت پہ پیچ و تاب کھاتی بیگ وہی پھینکتی بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی مگر لاؤنج میں قدم رکھتے ہی نڈھال سی اپنی ماں کو دیکھ کر تڑپ کر ان کی جانب بڑھی اور ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے تھپتھپایا۔

"ماما یہاں دیکھیں کیا ہوا ہے یہ اتنے سارے لوگ کیوں ہیں یہاں پہ ماما۔"

وہ بے چینی سے بولی ارم نے خالی خالی نگاہوں سے س کا چہرہ دیکھا تھا مگر لبوں پہ ہنوز قفل لگا تھا۔

"ماما جواب دیں نا۔ کیوں ہیں آپ سب یہاں پہ جائیں یہاں سے۔ آپ جانتی ہیں نا مما مجھے ہجوم سے گھبراہٹ ہوتی ہے پھر بھی اتنے لوگوں کو گھر میں بلالیا۔ میں بابا سے شکایت کروں گی آپ کی اب کچھ بول بھی نہیں رہی۔"

وہ انہیں خاموش ساکت بیٹھا دیکھ جھنجھوڑتے ہوئے بولی مشعل نے بروقت اسے تھاما مگر وہ بے دردی سے اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔

"میں ابھی بابا کو فون۔"

اس سے پہلے کہ وہ عجلت میں فیصل کے نمبر پہ کال ملاتی کسی نے ہاتھ مار کر اس کا موبائل بے دردی سے زمین پہ دے مارا۔ رنم نے چونک کر ارم کی جانب دیکھا جو اپنے خالی ہاتھ اس کے سامنے پھیلا رہی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کسے فون ملا رہی ہو۔"

وہ دیوانوں کی کیفیت میں بولی۔

"بابا کو فون ملا رہی ہوں تاکہ وہ جلدی آئیں اور آپ کو دیکھیں آپ میری بات کا کوئی جواب جو نہیں دے رہی۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ ارم ایک جھٹکے سے اسے سینے میں بھینچتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ ان کے رونے پہ رنم کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھی۔ ایسا بھی کیا ہو گیا تھا کہ وہ روئے ہی چلی جا رہی تھی۔

"تمہارے بابا نے اپنے کہے کے مطابق اپنے فرض کو چن لیا رنم۔ ہمیں تنہا کر گئے اس بھری دنیا میں۔ پولیس مقابلے میں ان کی جان چلی گئی رنم۔ ختم ہو گیا سب کچھ وہ زندگی کے آخری دم تک لڑتے رہے مگر اپنی زندگی کیلیے نہیں لڑ سکے رنم۔"

وہ روتے روتے تکلیف سے بولی رنم کے ہاتھ لڑھک کر پہلو میں آن گرے جبکہ مشعل نے سختی سے دونوں ہاتھ لبوں پہ جماتے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹا تھا معاً وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ اس کے ہنسنے پہ لاؤنج میں موت کا سا سناٹا چھا گیا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"مذاق کر رہے ہیں وہ آپ سے رکیں فون تو ملانے دیں انہیں مجھ سے نا کبھی وہ مذاق کرتے ہیں نا کبھی جھوٹ بولتے ہیں دیکھیے گا ابھی ان کی چوری پکڑی جائے گی۔"

وہ ہنس کر بولتی انہیں فون ملانے لگی مگر دوسری جانب سے فون ہنوز بند جا رہا تھا۔

"رنم آنٹی کی بات کو سمجھو۔"

مشعل نے آنسو پیتے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ بری طرح اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتے خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میرے بابا کے متعلق کچھ مت کہنا کچھ بھی نہیں۔ کچھ نہیں ہوا ہے انہیں بول رہی ہوں نا میں اب اگر تم کچھ بولی تو میں تم سے دوستی ختم کر دوں گی۔"

وہ سرخ آنکھوں سمیت غرائی۔ مشعل اس کی بات پہ آنسوؤں پہ پل نا باندھ پائی تبھی شدتوں سے رو دی۔ رنم سر جھٹکتے فیصل کے کمرے کی جانب بڑھی۔

"بابا۔ بابا کہاں ہیں آپ۔ یہ دیکھیں سب میرے سے کیسا سلوک کر رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ میرے بابا نہیں ہیں اب۔ مگر میں کبھی نہیں مانوں گی۔ جس کو جو بولنا ہے بولتا رہے۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سر جھٹک کرنا گواری سے بولی اور ایک جانب کونے پہ دیوار سے لگ کر بیٹھ گئی۔ اس کی نگاہیں سامنے دیوار پہ لگی فیصل اور اس کی تصویر پہ مرکوز تھی۔ وہ یک ٹک اس تصویر کو دیکھ رہی تھی۔

"آجائیں نا بابا۔ دیکھیں رنم اداس ہے رنم ہار رہی ہے آپ رنم کو ہارتا ہوا دیکھ سکتے ہیں کیا۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی معاً وہاں سے گھومتے اس کی نگاہ سامنے دروازے کی جانب اٹھی جہاں سے سردار سائیں ندیم خرم دادی سائیں اور برشام فرزام اندر کی جانب آرہے تھے۔ وہ ایکدم بھاگنے والے انداز میں رقیہ بیگم کی جانب بڑھی جو خود بے چینی سے چاروں اطراف میں نگاہیں دوڑا رہی تھی۔

"بابا آپ کے ساتھ آئیں ہیں نا دادی۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے بڑبڑائی اور سب کو پیچھے کرتے فیصل کو تلاش کرنے لگی۔ وہ سب دکھ سے اس کی دیوانی حالت کو محسوس کر رہے تھے۔

"میرا فیصل۔ میرا بچہ ابھی تو مجھے ملا تھا اتنی جلدی کیا تھی تجھے جانے کی۔ وعدہ کر کے گیا تھا جلد لوٹوں گا تو تو اپنا وعدہ بھی توڑ گیا۔"

وہ بے حال بیٹھی ارم کو دیکھتے روتے ہوئے بولی۔ رنم نے اکتاہٹ بھرے انداز میں ان کی جانب دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"مت روئیں یہی ہے بابا دیکھیے گا ابھی آئیں گے ابھی انہیں ہمیں باہر بھی لے کر جانا ہے وہ وعدہ خلافی کبھی نہیں کرتے سمجھے آپ سب میرے بابا نے کبھی کوئی وعدہ نہیں توڑا کبھی بھی نہیں۔"

وہ اشتعال کے عالم میں ہانپتے ہوئے بولی آنکھوں میں سخت تنبیہہ تھی اگلے ہی لمحے ایک تابوت اندر لایا گیا تھا۔ ارم بے حال سی اس کی جانب بڑھی مگر اندر دیکھتے ان کی سانسیں تھمی تھی۔ رنم نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا جو بس تابوت پہ ہاتھ پھیرتی جا رہی تھی۔ برشام بڑی دقت سے ان کی جانب بڑھا۔

"چچی سائیں یہاں سے اٹھیں۔ ان افسر نے یہاں کھڑا ہونا ہے۔ انہیں راستہ دیں۔"

وہ دل مضبوط کرتے ہوئے بولا۔ ارم نے ویران نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"برشام یہ دیکھو میں کیا کروں۔"

وہ بچوں کی مانند روتے ہوئے بولی۔ اس نے نگاہیں چراتے انہیں سہارہ دے کر اٹھایا تو وہ اس کے شانے پہ سر رکھتے رو دی۔ رنم نے اپنی روتی ہوئی ماں کو دیکھ نا جانے کیا سوچ کر وہ آگے کی جانب بڑھی اور ہولے سے تابوت کے اندر جھانکا تھا۔ دھڑکن ساکت تھی آنکھیں بے یقین لب خاموش ایسا محسوس ہوا گویا کوئی روح فنا کر رہا ہو۔ وہ بے ساختہ جھکی۔ اس گھر کے در و دیوار بھی اس کی تکلیف پہ آبدیدہ تھے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"بابا یہاں دیکھیں اپنی رنم کو بابا دیکھیں نا۔ میں رو رہی ہوں آپ مجھے روتا نہیں دیکھ سکتے نا۔"

وہ محبت سے ان کی جانب دیکھتے دھیمے لہجے میں بولی۔ سب کی حالت اس منظر کو دیکھتے غیر ہونے لگی جو شیشے پہ سر ٹکائے بیٹھی تھی۔

"بابا اٹھیں نا آج یہاں سب کو ثابت کر دیں کہ آپ صرف رنم کی سنتے ہیں۔ پلیز مت کریں رنم اب کس کو فون کر کے فرمائشیں کرے گی کس کو نکھرے دکھایا کرے گی۔ میرے فون میں آپکا نمبر بابا کے نام سے سیو ہے میں جب جب اسے دیکھوں گی میں مزید رووٗں گی۔ ماما اور مجھے کیوں رلا رہے ہیں آپ تو ہم دونوں سے پیار کرتے ہیں نا۔ میں اس کے بعد ایک بھی فرمائش نہیں کروں گی آپ سے پکا والا پرامس۔ ناز نکھرے بھی نہیں اٹھواؤں گی بس آپ میری نگاہوں کے سامنے ہو گے تو۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی اور تابوت کے اوپر لگے شیشے سے ہی ان کا چہرہ چھونے کی کوشش کرنے لگی مگر ممکن نا ہوتا دیکھ اس کی آنکھ سے درپے در آنسو نکلتے گرتے چلے گئے۔ برشام نے ارم کو ایک جانب بٹھاتے خود ہی رنم کی جانب قدم بڑھائے۔ جانتا تھا کہ وہ اسے پسند نہیں کرتی اس کا یہاں آنا بھی اسے ناگوار گزرے گا مگر فلحال کسی کو نا آگے بڑھتا دیکھ یہ سب ضروری تھا۔

"رنم انہیں تکلیف ہو رہی ہو گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

برشام نے نرمی سے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تو اس نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"تکلیف اور جو ہمیں تکلیف ہو رہی ہے وہ اس کا ازالہ کون کرے گا بتائیں مجھے۔"

وہ اس کے قمیض کے کالر کو جھنجھوڑتے ہوئے ہذیانی کیفیت میں چلائی۔ برشام نے نرمی سے اس کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹائے تھے۔

"انا ہے نا انہوں نے ہمیں چھوڑ کر تو ٹھیک ہے میرے ایک سوال کا جواب دے دیں۔ یہ کھلوائیں مجھے سوال کا جواب چاہیے ان سے۔"

وہ پاگلوں کی مانند اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔ برشام کے کہنے پہ ایک افسر نے ہولے سے اس تابوت کے اوپر سے اس شیشے کو کھولا تو رنم نے چونک کر فیصل کی جانب دیکھا۔ وہی تر و تازگی وہی دھیمی سی مسکراہٹ وہی سب کچھ مگر وہ یہ سب تو آخری بار دیکھ رہی تھی۔

"جانا ہے نا آپکو ٹھیک ہے مگر مجھے میرے سوال کا جواب دیں بتائیں مجھے کہ مجھے اور ماما کو کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ کس کے آسرے کون ہے یہاں ہمارا۔ ہمارا سہارہ ختم ہو گیا ہے بابا۔ رنم بھی ختم ہو گئی۔ رنم کی بھی آپ کے ساتھ ہی موت ہو گئی۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے ہمیں یہ گھر آپ کے بغیر کاٹ کھانے کو دوڑے گا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ ہذیانی کیفیت میں چلائی۔ یہاں تک کہ اسے ڈوپٹے کا بھی کوئی ہوش و حواس نہیں تھا۔ برشام نے خود پہ اوڑھی چادر اتارتے مشعل کو تھمائی تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے رنم کو اوڑھائی تھی۔ وہ رو رہی تھی شدتوں سے رو رہی تھی اور وہ باپ جو اس کے ایک آنسو پہ تڑپ جایا کرتا تھا آج وہ وہاں نہیں تھا۔ باہر بادل زوروں سے گرج رہے تھے۔ ارم اس دوران بلکل خاموش تھی یک ٹک بس تابوت کو گھور رہی تھی۔ فیصل کے ساتھی افسر نے سب سے پہلے انہیں سلیوٹ کیا تھا اس عظیم عورت کو جس نے اتنے بڑے نقصان کے بعد اف تک نہیں کہا تھا صبر کی ایک زندہ مثال بنی کھڑی تھی۔ آنکھوں میں لاتعداد خواب ٹوٹنے کی کرچیاں تھی مگر لبوں پہ گہری خاموشی۔ انہوں نے فیصل کو پیش کیا جانے والا پرچم ارم کے حوالے کیا تو انہوں نے دھندلی نگاہوں سے اس پرچم کو دیکھتے اپنی آنکھوں سے لگایا۔

"آپ کو کسی بھی حال میں مضبوط رہنا ہے اور اگر مجھے کچھ ہو جائے تو میری بیٹی کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دینا ہے۔"

ان کے صبح کہے گئے الفاظ ان کی سماعتوں میں گونجے تو وہ بے ساختہ لڑکھڑائی۔

"بہت مشکل ہے فیصل۔ بہت زیادہ مگر مجھے پھر بھی ایک ایمان دار پولیس آفیسر کی بیوی ہونے پہ فخر ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دل میں اٹھتے وبال کو دباتے ہوئے مدھم لہجے میں بڑبڑائی۔

"اسی لیے روتی تھی ماما میں اسی لمحے سے ڈرتی تھی کیونکہ ان شعبوں سے منسلک لوگوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔ میرا خوف بے وجہ نہیں تھا مگر بابا انہوں نے ہمیشہ مجھے ٹال دیا تھا۔

آج رنم یتیم ہوگئی بابا یتیم ہوگئی۔ اب کوئی صبح صبح میرا ماتھا نہیں چوما کرے گا۔ کوئی مجھے اپنے ہاتھوں سے نہیں کھلایا کرے گا۔ کسی کی تھکن میری مسکراہٹ دیکھ ختم نہیں ہوا کرے گی۔ اب بس آنسوؤں کے ساتھ رشتہ جوڑا جائے گا۔"

وہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ان کی پیشانی پہ جھکی اور نرمی سے اسے چھوتے وہی پیچھے کھڑی مشعل کے بازوؤں میں بیٹھتی چلی گئی۔ آنکھیں ہنوز کھلی ہوئی تھی۔ اس اچانک افتاد پہ وہاں موجود ہر افراد کے لبوں سے چیخ نکلی تھی۔

"وقت ہو چکا ہے ہمیں انہیں لے کر جانا ہوگا۔"

ایک پولیس افسر نے آگے بڑھتے ارم سے اجازت چاہی۔ رنم نے اس کی بات پہ تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔ آنکھیں بلکل خالی تھی ماتم کر رہی تھی ایک ایسے شخص کے جانے پہ جو اس کا کل سرمایہ تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"نہیں آپ نہیں لے کر جاسکتے انہیں بابا اٹھ جائیں نا پلیز بابا میرا دل کٹ رہا ہے آپ کو دور بھیجنے کا سوچ کر بھی میں کیسے پوری زندگی بیتاؤں گی بابا میں تو مر جاؤں گی۔ میرے بابا ہے یا میری جان ہیں یہ آپ انہیں کہی نہیں لے کر جاسکتے۔ میں ان کے بغیر نہیں جی سکوں گی۔"

وہ چیخ کر گویا ہوئی۔ ارم نے آگے بڑھتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"رنم۔ یہ آپ کے بابا کی خواہش تھی۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولی۔ رنم نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ماما آپ رہ لیں گی بابا کے بغیر۔ نہیں نا۔ سوال تھا یا پل سراط۔ دل درد سے بے حال تھی اس پہ یہ سوال۔

نہیں رہ سکتی ان کے بغیر مگر انہیں ایسے خاموش بھی نہیں دیکھ سکتی۔ انہیں جانے دو رنم۔ انہیں خوشی خوشی وداع کر دو۔"

وہ دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ انہوں نے بے ساختہ آگے بڑھتے فیصل کی پیشانی پہ ہاتھ رکھتے آخری بار انہیں محسوس کرنا چاہا تھا۔ رقیہ بیگم نے آگے بڑھتے روتے ہوئے اس کی پیشانی چومی۔ پھر شیشہ واپس اوپر کرتے ان کا جنازہ اٹھایا گیا۔ وہ سب انہیں لیتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ رنم ننگے پاؤں ان کے پیچھے بھاگی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"بابا۔ بابا مت جائیں رنم مر جائے گی بابا۔ مجھے ایک بار پھر ان کا چہرہ تو دکھا دو میں انہیں یاد کر لوں گی کبھی نا بھولنے کیلیے۔"

وہ دیوانہ وار ان کے پیچھے بھاگتے ہوئے رو رہی تھی۔ برشام بھی انہی کے ساتھ تھا البتہ فرزام نے اس کی حالت دیکھ اسے عقب سے ہی سنبھالا تھا۔ اس کی آہیں سسکیاں آسمان تک کو ہلا رہی تھی معاً اس کے دل میں درد کی ایک ٹیس سی اٹھی وہ بری طرح فرزام کے بازوؤں میں ہی جھول گئی تھی۔ اس کی حالت دیکھ فرزام بھی رو دیا تھا۔ وہاں موجود سب کی آنکھیں اتنے برے نقصان پہ اشک بار تھی۔

"آپ نے تو آج ایس ایس پی سے اوپر کا درجہ حاصل کرنا تھا مگر آپ تو وہ مقام پا گئے لیڈر جس کی ہر افسر کو خواہش ہوتی ہے۔ میرا کیا ہو گا آپ کے بغیر۔"

وہ نم نگاہوں سمیت ان کی تصویر کو نظر بھر کر دیکھتے بڑبڑایا۔

"میں نے کہا تھا کہ سب سے پہلے میں آپ کو پھول پہناؤں گا مگر آپ تو خود ہی جنت کا وہ پھول بن گئے شہادت حاصل کر کے۔ میں آپ کی باتوں کا بہت مس کروں گا۔ میں اب کسے فون ملا کر اپنے دل کی باتیں کروں گا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ بے بسی و بے کسی سے بولتے آخر میں ان کی تصویر پہ سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ آج وہ ایک شخص سب کے اندر سے جان نکال کر لے گیا تھا کمرے میں نیم اندھیرا تھا اور ویسی ہی تاریکی اس کے اندر بھی چھائی ہوئی تھی۔ ان کی ڈانٹ ان کی محبت بھری باتیں دل کا درد حد سے سوا تھا۔

"بے شک شہادت کسی بھی افسر کی خواہشات میں سب سے اول نمبر پہ ہوتی ہے مگر آپ کو اتنی جلدی نہیں جانا چاہیے تھا یہ سب بہت تکلیف دہ ہے لیڈر۔"

وہ صوفے سے پشت ٹکاتے بھیگی آنکھیں موند گیا۔ فیصل کی تصویر ابھی بھی اس کے سینے پہ پڑی تھی۔ جیسی جل تھل باہر برس رہی تھی ویسی ہی جل تھل اس کی آنکھوں سے بھی ہو رہی تھی۔

"رنم میری جان کچھ تو کھالو۔ اٹھو شاباش۔"

ارم نے اس کے نزدیک جگہ سنبھالی جو اوندھے منہ بیڈ پہ لیٹی نا جانے کن سوچوں میں گم تھی۔ فیصل کی تصویر کو سختی سے تھاما ہوا تھا۔ ارم نے نا جانے کتنے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔ فیصل کی وفات کو ایک ہفتہ بیت چکا تھا مگر ان کا غم جوں کا توں تھا اور یہ غم تو تا عمر کیلیے تھا۔ ارم نے ہولے ہولے اس کے بالوں کو سہلانا شروع کر دیا۔ رنم نے بھیگی نگاہوں سمیت ان کی جانب دیکھا جو کچھ ہی دنوں میں صدیوں کی بیمار لگنے لگی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ماما مجھے بلکل بھی بھوک نہیں ہے۔ آپ نے کھانا کھایا۔"

وہ اپنے گالوں کو سختی سے رگڑتی اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھی اور متانت سے انہیں مخاطب کیا جواباً وہ نفی میں سر ہلاتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گئی۔

"میرا دل نہیں ہے میری جان مگر تم تو کھالو۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔ رنم نے ہچکی بھری تھی۔

"آپ کو بھوک نہیں ہے تو مجھے بھی نہیں ہے۔"

وہ منہ بسور کر بولی۔

"آپکے بابا ہی ناراض ہونگے کہ میرے جانے کے بعد میری بیٹی کا خیال نہیں رکھا مجھے میرے شوہر کے آگے سرخرو ہونے دو۔ مجھے تمہارا ماں اور باپ دونوں بنناہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں آرزدگی سموئے بولی۔ رنم ان کی بات پہ ڈوبتے دل سمیت اپنی جگہ سے اٹھی اور چپل پیروں میں اڑستے انہیں ساتھ لیتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ کچن میں پہنچتے ہی انہیں کرسی کھسکا کر بٹھاتے پلیٹ میں کھانا نکالتے ان کے آگے رکھا تھا۔ ارم نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس نے تیار ہونا بلکل چھوڑ دیا تھا وہ رنم جس کا چہرہ ہمہ وقت نکھرا ہوا رہتا تھا کس قدر مرجھایا ہوا تھا۔ ان کا ساتھ

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

دینے کی خاطر وہ بیٹھی اور دو تین نوالے ذہر مار کرتے ان کی جانب دیکھا جو کھوئی کھوئی سی بیٹھی تھی۔اس نے خود ہی نوالہ بناتے ان کی جانب بڑھایا۔

"کھائیں کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔"

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بھاری لہجے میں بولی۔

"میں دیکھ رہی ہوں اپنے بابا کے ہاتھوں سے کھانا کھانے والی میری بیٹی اچانک کتنی بڑی ہو گئی ہے۔"

وہ نم لہجے میں بولتی اس کے ہاتھ سے نوالہ کھا گئی۔

"بس عادتیں بگڑی ہوئی تھی۔بابا نے کہا تھا کہ عادتیں میں ہی سنواروں گا اس کی۔اتنا بڑا روگ لگا تو دیا ہے اب خود ہی سنور جائیں گی۔"

وہ دلگیر لہجے میں بولتی اپنی آنکھوں کو سختی سے رگڑتے سرخ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ارم اسے دیکھ کر رہ گئی معاً دروازہ زور زور سے کھٹکنے کی آواز پہ ان دونوں نے سہم کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا کیونکہ یہ فیصل کی وفات کے اگلے دن ہی ایسا ہو رہا تھا اس وقت لازم کوئی باہر سے ایسی حرکات کرتا انہیں ڈراوا دینے کی خاطر اور پھر موقع سے فرار ہو جاتا۔

"ناجانے یہ کون لوگ ہیں۔"

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

رنم تھکے تھکے لہجے میں بولتے اس سے پہلے باہر کی جانب بڑھتی ارم نے سختی سے اس کی کلائی تھام کر گھبراتے نفی میں سر ہلایا رنم نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہمیں یہاں نہیں رہنا چاہیے تھا رنم یوں تنہا ہمارے پاس کوئی مرد نہیں ہے جو ہماری ان سب سے حفاظت کرسکے باباسائیں نے کہا بھی تھا۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی رنم نے ناگواری سے ان کی جانب دیکھا۔

"مماپلیز ان کے متعلق کوئی بھی بات نہیں۔"

وہ نفرت بھرے لہجے میں بولتے فیصل کی شہادت سے اگلے دل کی بات یاد کرنے لگی۔ گزرے دنوں کی جھلک شدت سے اس کے ذہن کے دریچوں میں لہرائی تھی۔

"بہو میرا نہیں خیال کہ یوں آپ دونوں کا تن تنہا یہاں رہنا آپ کے حق میں بہتر ہے کیونکہ جس پیشے سے وہ منسلک تھا اس کے بعد بہت سے خدشات ہوتے ہیں۔"

سردار سائیں نے قرآن خوانی سے فراغت حاصل کرتے ہی تسبیح میں مصروف ارم کو مخاطب کیا تو سب نے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔ ارم نے خاموش نگاہوں سے رنم کی جانب دیکھا جو دیوار سے پشت ٹکائے کھوئی سی بیٹھی تھی۔ یہاں تک کے ارد گرد کا بھی کوئی ہوش نہیں تھا۔

"باباسائیں مگر۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

ارم کو بھی ان کی بات کسی حد تک درست لگی تھی مگر وہ پھر بھی گلگت نہیں جانا چاہتی تھی جہاں ان کی اس قدر تلخ یادیں تھی۔

"دیکھ نورانی۔ ساڈی گل نو سمجھ۔ تسی دوواں دا ایتھے کلاں رینا درست فیصلہ نئ اے۔"

دادی سائیں نے بھی ان کے چہرے پہ الجھن بھرے تاثرات دیکھ سمجھانا ضروری سمجھا۔ ندیم سائیں اور فرزام واپس گلگت کیلیے نکل چکے تھے۔ برشام کے کسی دوست کے توسط ان سب کی ٹکٹس ایمرجنسی میں ہو گئی تھی ورنہ ان کا فیصل کے جنازے میں شرکت بھی نا ہوتی۔ ارم کھو کھلے دل کے ساتھ جہاں کی تہاں رہ گئی یہ بات تو حقیقت تھی کہ ایک عورت کا یوں کسی بھی مضبوط سہارے کے بغیر تنہا رہنا بلکل درست فیصلہ نہیں تھا۔

"چچی سائیں آپ پہ کوئی زور زبردستی نہیں ہے آپ کو جو مناسب لگے وہ آپ ہمیں کہہ سکتی ہیں۔ ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ کم از کم آپ ان کے اعصابوں پہ سوار مت ہو یہ ان کی زندگی ہے وہ بہتر جانتی ہیں انہیں کیسے بیتانی ہے۔"

انہیں پریشان دیکھ اب کی بار برشام نے بھی مدعا اٹھایا تو ارم نے تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس دوران رنم بلکل ساکت و جامد تھی۔ اس کے چہرے پہ ایسی خاموشی تھی جیسے کسی طوفان سے آنے کی پہلے کی خاموش۔ وہ سامنے دیوار کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔ دونوں لب آپس میں سختی سے پیوست تھے۔

"ایسے کیسے بڑی بات نہیں ہم بڑے ہیں ہم ہی فیصلہ۔"

اس سے پہلے کہ سردار سائیں ان پہ مزید حق جتانے کی بات کرتے رنم ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ان کے مقابل آئی تھی اور دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے ارم نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا مگر برشام نے ایک نگاہ اس پہ ڈالنے کے بعد دوبارہ نہیں ڈالی تھی۔

"کیا چاہتے ہیں آپ کہ ہم اکیلے رہنے کے خوف سے آپ کے ساتھ گلگت چلیں وہاں جا کر باقی کی زندگی بیتائیں اس وجہ سے کہ میرے بابا اب نہیں رہے۔ چلیں ایک بات کا جواب دیں جب آپ بڑے ہیں ہمارے تو جب بابا اپنے کام کی بدولت آدھی راتوں کو لوٹتے تھے دو دو دن شہر سے باہر رہتے تھے اس وقت کہاں ہوتے تھے ہمارے بڑے اس وقت کہاں تھے آپ۔ آپ نہیں جانتے چلیں میں بتاتی ہوں آپ اس وقت اپنی سو کالڈ انا کے زعم میں تھے اور براہ مہربانی ابھی بھی اسی میں رہیے اور ہم وہاں کبھی نہیں جائیں گے۔ ہم ایک دوسرے کو سنبھالنا جانتے ہیں کسی کے کھوکھلے سہاروں کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ سفاکی سے ایک ایک چبا چبا کر بولی آنکھوں میں بے شمار وحشتیں رقم تھی ارم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی وہ سردار سائیں کے پھیکے پڑتے چہرے سے نگاہیں چڑاتی دادی سائیں کے نزدیک دوزانوں بیٹھی اور ان کے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔

"آپ میرے بابا کے بے حد قریب تھی دادی میں آپ سے ملنے آؤں گی کبھی کبھی مگر وہاں رہنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔ آپ برا مت مانیے گا پلیز۔"

وہ ان کے ہاتھوں کو چومتے بھیگی مسکراہٹ سمیت بولی۔ انہوں نے بے ساختہ جھک کر اس کی پیشانی چومی تھی۔ رنم ان کے نزدیک سے اٹھ کھڑی ہوئی اور گہرا سانس بھرتے برشام کو دیکھا جو نگاہیں جھکائے بیٹھا تھا۔

"آپ کا بہت شکریہ ہمیں سمجھنے کیلیے مگر ہم بھی ان سہاروں کو اب بخوبی سمجھتے ہیں جو آپ کے سگے کبھی نہیں ہوتے۔"

وبرشام کے سامنے ہاتھ جوڑتے شکست خورد لہجے میں بولی۔ اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ رنم ایک الوداعی نگاہ ان سب پہ ڈالتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ ماضی کا منظر دھندلا ہوا تو سامنے کا منظر نمایاں ہوا جہاں ارم سنجیدگی سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ وہ باقاعدہ نگاہیں چڑا گئی۔

"ماما ہم وہاں کیوں جاتے وہ لوگ اچھے نہیں ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420
www.zubinovelszone.com

وہ انہیں باور کرانے والے انداز میں بولی۔

"بابا کے ہوتے سب ٹھیک ہو گیا تھا نا خدانخواستہ ابھی کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے تو ہم کہاں پناہ لیں گے ہمارا کوئی بھی نہیں ہے تمہارے نانا نانی ہوتے تو آج یہ دن نا دیکھنا پڑتا ہمیں رنم۔"

وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے ہوئے بولی۔ انہی باتوں کے دوران دروازہ دوبارہ کھڑکا تھا۔ رنم نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری تھی اور خوفزدہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"آپ یہیں رہیں میں دیکھتی ہوں پریشان مت ہوں۔"

وہ نرم لہجے میں بولتی انہیں تسلی دیتے باہر کی جانب بڑھی۔ ڈوپٹہ ڈھنگ سے اپنے گرد اوڑھتے اس نے دروازے کے ہول سے باہر جھانکا جہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ آنکھیں موند کر اپنے ڈر کو دباتے اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا مگر مقابل موجود شخص کو دیکھتے وہ ایک لمحے کو ساکت رہ گئی مگر اگلے ہی لمحے اپنے حواس بحال کرتے ایک جانب ہوتے اسے اندر آنے کی اجازت دی تھی۔ وہ ہولے سے سلام کرتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ اندر خوف سے زرد پڑتی ارم کو دیکھ اس نے بے چینی سے ان کی جانب قدم بڑھائے۔

"چچی سائیں سب ٹھیک ہے نا آپ کی طبیعت مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ متفکر سا بولا۔ وہ تو اچانک ان کی خیر و عافیت دریافت کرنے کی خاطر وہاں آیا تھا۔ رنم لاؤنج میں ہی موجود صوفے پہ بیٹھتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھا گئی۔

"برشام آپ مجھے لگا پھر سے معمول کی طرح۔"

وہ گہرا سانس بھرتے تشکر سے بولی۔ آنکھوں میں خوف کی تحریر واضح تھی۔

"معمول کی طرح مطلب کون آتا رہا ہے یہاں پہ۔"

وہ پیشانی پہ شکنیں سجائے ناسمجھی سے بولا۔

"وہ دراصل۔"

"ماما کچھ نہیں ہوا کیا ہو گیا ہے بات کو یہی ختم۔"

ان کی بات کو کاٹ کر رنم نے آنکھوں کے اشارے سے انہیں کچھ بھی کہنے سے روکا تھا۔

"رنم خاموش ہو جاؤ تم۔ میں اب فیصل کے بعد کسی کو کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتی اور میرا سب کچھ تم ہی ہو۔ مجھے بتانے دو برشام کو۔"

انہوں نے التجائیہ لب و لہجے میں بولتے دوبارہ برشام کی جانب رخ کیا اور پچھلے ہفتے سے ہونے والے واقعات روتے ہوئے تفصیل سے اس کے گوش گزار دیے۔ وہ جوں جوں ان کی بات سنتا جا رہا تھا اس

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

کی پیشانی کی رگیں ابھر کر نمایاں ہوتی جا رہی تھی۔ مٹھیاں سختی سے بھینچی ہوئی تھی۔ اس نے ایک تیز نگاہ رنم پہ ڈالی جس کی ہٹ دھرمی کی بدولت وہ لوگ یہی تھے۔

"آپ جانتی ہیں رنم۔ اس دن میں نے واضح لفظوں میں یہ بات جتائی تھی کہ اگر ایسا کچھ بھی ہوتا ہے تو آپ سب سے پہلے مجھے کال کر کے انفارم کرے گی مگر آپ نے نہیں کیا کیا آپ سمجھ سکتی ہیں اس کا نتیجہ کس قدر بھیانک ہو سکتا ہے۔"

رنم سمجھ نا پائی کہ وہ اسے سمجھا رہا ہے یا ڈانٹ رہا ہے مگر ایک سیکنڈ کیلیے شرمندگی ضرور ہوئی تھی کیونکہ کوئی تین سے چار بار اس نے یہ بات دہرائی تھی۔

"خیر شکر ہے میں وقت پہ پہنچ گیا ورنہ نا جانے کیا ہو جاتا۔ فلحال میں اب آپ دونوں میں سے کسی کی نہیں سنوں گا آپ کل صبح کی فلائٹ سے ہی میرے ساتھ گلگت جا رہی ہیں اور اب کی بار میں کسی کا انکار نہیں سنوں گا۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"دیکھیں میں جانتی ہوں کہ آپ کو ہماری فکر۔"

برشام کی اگلی نگاہ سے اس کے باقی کے الفاظ منہ میں دم توڑ گئے۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"نہیں ہے مجھے آپکی جان کی فکر ٹھیک ہے مجھے صرف چچی سائیں کی جان کی فکر ہے کیونکہ اگر انہیں اس عمر میں کچھ ہوا تو اس کی زمہدار سراسر آپ ہونگی رنم۔"

وہ نرمی سے اسے قائل کرنے والے انداز میں بولا۔ رنم نے تڑپ کر نفی میں سر ہلاتے ارم کے شانے میں چہرہ چھپایا تھا۔ یہ خیال ہی اس کیلیے سوہان روح تھا فیصل کے بعد کسی کو کھونے کا۔ اور یہاں بھی خاموشی سے اس نے اپنی ماں کی خاطر رضامندی دے دی تھی۔ ارم نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے وہاں جانے کا کوئی شوق نہیں ہے رنم مگر مجھے صرف تمہاری حفاظت چاہیے صرف تمہاری۔"

وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولی۔

"ماما اس گھر میں بابا کی یادیں ہیں ہم وہ کیسے لے کر جائیں گے۔ کیوں تنہا کر دیا ہے انہوں نے ہمیں دیکھیں بابا ہم ادھورے ہو گئے ہیں آپ کے بغیر۔"

وہ بوجھل لہجے میں بولتے درد سے پھٹتے سر کو تھام کر شدتوں سے رو دی۔ ارم نے نرمی سے اس کا سر اپنے شانے پہ رکھا تھا۔

"ہمیں اب ایک دوسرے کے سہارے جینا ہے میری جان۔ آپ کو میرے لیے اور مجھے آپ کیلیے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کے بالوں کو سنوارتے ممتا بھرے لہجے میں بولی۔ اس دوران برشام خاموش تماشائی بنا بیٹھا تھا۔ اس کے پاس تو تسلی کیلیے الفاظ بھی نہیں تھے۔ زندگی نے انہیں ایسی جگہ لا کر پٹخا تھا جہاں سے چہرہ تک اٹھانا نہایت مشکل تھا۔ رنم ان کی باتوں پہ غائب دماغی کی کیفیت میں اٹھتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ دل اس کا ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔

"ہفتے سے کچھ نہیں کھایا اس نے۔ کچھ دو تو دو نوالے کھاتی ہے پھر چھوڑ دیتی ہے۔ اتنی شوقین تھی کھانے کی میری بچی۔ مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے اسے دیکھ کر۔ میں فیصل کو کیا چہرہ دکھاؤں گی کہ میں اپنی بیٹی کی ماں اور باپ نہیں بن پائی۔ وہ مجھے بہت بڑی ذمہداری سونپ گئے ہیں۔"

وہ افسردگی وملال کی کیفیت میں گویا ہوئی۔ برشام نے بے دلی سے ان کی جانب دیکھا۔

"چچی سائیں یہ زخم ابھی گہرا اور نیا ہے۔ اسے مندمل ہونے کیلیے ایک عرصہ درکار ہوگا سنبھل جائیں گی وہ بھی انشاءاللہ آپ پریشان مت ہوں وہ دوبارہ ویسے ہی کھکھلائے گی جیسے چچا سائیں کے ہوتے ہوئے کھکھلاتی تھی بس کچھ وقت مزید۔"

وہ نرمی سے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ اس کے مٹھاس بھرے لہجے پہ وہ کافی حد تک سمجھ بھی گئی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"آج تک صرف سنا تھا کہ تم میں فیصل کا عکس ہے مگر آج اپنی ان آنکھوں سے دیکھ بھی لیا کہ تم ہو بہو اپنے چچا سائیں کا پرتو ہو۔"

وہ محبت سے مسکرائی تھی۔ اتنے دنوں میں یہ پہلی بار تھا جب وہ پورے دل سے مسکرائی تھی۔

"یہ بات میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں۔"

وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے جھکا اور اس بات کو کسی اعزاز سمجھ کر قبول کیا تھا معاً اس کی بھوک کا خیال کرتے وہ اٹھی اور کچن کی جانب بڑھی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود انہوں نے اس کیلیے کھانا لگا دیا تھا جو اسنے پھر ان کا دل رکھنے کی خاطر تھوڑا بہت کھا لیا۔ اس دوران وہ اس سے کافی حد تک باتیں کرتی رہی تھی۔ اس کے آنے سے ایک تحفظ بھرا احساس ان کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا تھا ورنہ تو نا جانے کیوں کسی انجانے خوف سے ان کا دل دھڑکتا رہتا تھا۔

"تم آج سے میرے بیٹے ہو برشام۔"

ان کی اچانک بات پہ وہ ہولے سے مسکرایا بلکل شفاف مسکراہٹ۔ ارم نے اس کی جانب دیکھا تھا جو اب کسی کو کال ملا رہا تھا۔

"بس یہ آخری بار ہے کسی بھی طرح ٹکٹس کا انتظام کر دو بہت ایمرجنسی ہے میں نے تمہیں پوری بات کے متعلق بتایا تھا نا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اپنی پیشانی مسلتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور چہل قدمی کرتے لان کی سمت بڑھ گیا۔ ارم بھی اس کی غیر موجودگی میں برتن سمیٹنے لگی معاً دروازے کی بیل کی آواز پہ رنم بھی حیرت سے اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی کیونکہ رات کے دس بج رہے تھے باہر کھڑے نقاب پوش کو دیکھتے رنم بے ساختہ اس کی جانب بڑھی۔

"میڈم وہ آپ کی یونیورسٹی کا پوچھنا تھا۔"

وہ چہرہ جھکائے بولا۔ رنم اس کی اچانک آمد پہ حیرت زدہ رہ گئی اس وقت وہاں صرف رنم اور ارم ہی تھے۔ وہ شاید کسی ضروری کال کی بدولت وہاں سے باہر گیا تھا۔

"اب سے تم آزاد ہو کیونکہ رنم کی تمام من موجیاں اس کے بابا کی حیات تک ہی محدود تھی بابا کے جانے کے بعد کچھ نہیں ہے اب ویسے بھی کل میں جا رہی ہوں۔ تمہارا اب کوئی کام نہیں ہے۔"

وہ ڈوبتے دل کے ساتھ بولی اور سختی سے اپنے گالوں کو رگڑتے کمرے میں پہنچتے ساتھ ہی اس نے مشعل کو کال ملائی تھی جو اگلے ہی لمحے مقابل کی جانب سے اٹھا لی گئی تھی۔ اب وہ اسے بھی اپنے یہاں سے جانے کا بتا رہی تھی۔ اگلے دن شام سات بجے کی فلائٹ سے پہلے مشعل اور کشف دونوں اس سے ملنے آئی تھی اور ان کے سینے سے لگتے وہ اس قدر روئی کہ ان دونوں کو بھی رونے پہ مجبور کر گئی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"اپنا بہت سارا خیال رکھنا اور ہمیں بھول مت جانا رنم۔ تم جب بھی ہم سے ملو گی ہم تمہیں ویسی ہی ملیں گے۔ ایک دم پکی دوستوں کی مانند۔"

مشعل اس کا گال چومتے ہوئے محبت سے بولی۔ اور پھر اسی طرح ان کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کے بعد وہ اس گھر کو الوادع کہنے کی خاطر گھر کی دہلیز پہ کھڑی تھی۔

"بابا آئی رئیلی مس یو۔ کاش آپ واپس آسکتے میں آپ کے سینے سے لگ سکتی۔ میری آنکھیں میں ترس گئی ہوں بابا۔ ترس گئی ہوں اپنے سے محبت کا ایسا صلہ تو نا دیتے بابا۔ آپ تو سانسیں بھی ساتھ ہی لے گئے۔ جینے کی امنگ ہی نہیں بچی خیر اگر زندگی نے موقع دیا تو میں اس گھر کو ایک بار پھر سے بساؤں گی ویسی ہی کھکھلاہٹیں بکھیروں گی جیسے آپ کے ہوتے تھی۔"

وہ بھیگی مسکراہٹ سمیت اس گھر کو کانپتے ہاتھوں سے تالا لگاتے ہوئے بولی۔ اور ایک الوداعی نگاہ پورے گھر پہ ڈالتی لڑکھڑاتے قدموں سے گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ برشام نے اس کی لڑکھڑاتی چال کو شدت سے محسوس کیا تھا۔ گاڑی اگلے ہی لمحے چلی تھی اور فیصل ہاؤس ان کی نگاہوں سے کہی بہت دور رہ گیا تھا۔ اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے ہاتھ میں موجود فیصل کی تصویر پہ گرا۔ ناجانے کس سوچ کے تحت اس نے جھٹکے سے ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے اپنے گھر کی جانب نگاہ اٹھائی اسے ایسا

WhatsApp : 0344-4499420

محسوس ہوا کہ فیصل اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ وہ بھی انہیں ہاتھ ہلاتے نم نگاہوں سمیت مسکرا دی تھی۔

"آئی لو یو بابا۔"

اس کے لبوں نے دھیمے سے سرگوشی کی۔

"آئی لو یو ٹو بابا کی جان۔"

جواب میں ان کی ماضی کی مٹھاس بھری سرگوشی اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔ وہ ہولے سے مسکراتے اپنی زندگی کے نئے باب کی جانب گامزن تھی۔ جہاں جانا اس کا شوق نہیں بلکہ مجبوری تھی۔

پانچ ماہ بعد:

گلگت بلتستان:

حویلی پہنچتے ہی اس بار اس کے احساسات قدرے مختلف اور سپاٹ تھے۔ جتنی خوشی اسے پہلی بار یہاں آنے پہ ہوئی تھی اب وہ اتنی ہی اذیت میں تھی۔ اسے ایکدم یاد آیا جب فیصل نے اسے اپنے کیس سے فراغت حاصل کرتے ان نادرن ایریاز میں گھمانے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ سب کی موجودگی کا سوچتے اپنی چیخوں آہوں سسکیوں کا گلا گھونٹ گئی تھی۔ دادا سائیں کا ردِ عمل ان کے یہاں آجانے پہ سپاٹ تھا مگر

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

رقیہ بیگم مریم حورے نورے باقی سب بے تحاشہ خوش تھی۔ حورے اور نورے نے تو باقاعدہ اسے اپنے ساتھ باتوں میں لگاتے پچھلی تمام باتوں کو بھلانا چاہا تھا مگر اس سب سے برعکس وہ بلکل خاموش تھی۔ رقیہ بیگم نے تحمل سے ارم کو اپنی عدت پوری کرنے کی تاکید کی تھی تاکہ وہ کسی مرد کے سامنے نا آئے اور ویسے بھی انہی باتوں سے سردار سائیں ہمیشہ اشتعال میں آجاتے تھے اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایسا کچھ بھی ہو۔ اس دن سے ہی رنم ارم کی مکمل طور پہ ڈھال بن گئی تھی کبھی کبھی تو ارم کو حیرت ہوتی تھی کہ انہوں نے رنم کو سنبھالنا تھا مگر ہمیشہ وہ ہی انہیں نئے طریقے سے سنبھال لیتی تھی۔ اسی طرح عدت کے دن کس طرح مصروفیت کے نذر ہوئے کچھ خبر ہی نا ہوئی تھی۔ یہاں آکر بھی وہ کسی کے ساتھ بھی زیادہ گھل مل نا سکی تھی صرف رضوانہ بیگم تھی جن کے ساتھ کافی حد تک مانوس ہو چکی تھی۔ اور وہ بھی ان کے پاس بیٹھ کر گھنٹہ گھنٹہ گزار کر جاتی تھی۔ اسی بدولت رنم کو وہ کافی اچھی لگتی تھی۔ آج بھی ابھی کچھ دیر قبل ہی وہ کمرے سے گئی تھی تاکہ رات کے کھانے کی تیاریاں کر سکیں۔ رنم نے بھی انہیں زیادہ دیر روکنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ چند ساعتوں بعد حورے کے بلانے پہ وہ بے دلی کی کیفیت میں ارم کو لیتے ڈوپٹہ گلے میں ڈالے باہر کی جانب بڑھ گئی کیونکہ ارم کی عدت کے وقت وہ ان کے ساتھ کمرے میں ہی کھانا کھایا کرتی تھی مگر اب ارم کے ساتھ وہ بھی اتنے ماہ بعد باہر میز پہ سب کے ساتھ کھانا کھانے جا رہی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

میز پہ پہنچتے ہی اس نے سب سے آخر والی کرسی کھسکاتے خاموشی سے بیٹھنا مناسب سمجھا تھا۔ ارم نے جوں ہی جگہ سنبھالی سعدیہ بیگم نے کھردری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔ نفرت کا احساس ایک نئے سرے سے جاگا تھا۔

"ارے رنم آپی یہ کرسی تو بھائی۔"

اس سے پہلے کہ حورے اپنی بات مکمل کرتی اپنی قمیض کے کف فولڈ کرتے وہی آتے برشام نے سہولت سے اسے ٹوک دیا تھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے حورے میں دوسری کرسی پہ بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ بیٹھیں۔"

وہ نرم سی مسکراہٹ سمیت بولتے دوسری کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔ رنم سرعت سے کرسی کھسکاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ یہاں آجائیں مجھے کسی کے احسان کی ضرورت نہیں ہے نا ہی اس کرسی پہ میرا نام لکھا ہے۔"

وہ چبھتے لہجے میں گویا ہوئی کیونکہ اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ وہ فقط ہمدردی کرنا چاہتا ہے اور اسے اس کی حرکت کافی ناگوار گزری تھی۔

"یہ میری نہیں لکڑی کی کرسی ہے رنم آپ بیٹھ جائیں۔ جب مجھے کوئی مسئلہ نہیں تو بات بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ نرمی سے اسے ٹوکتے اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔ رنم نے کاٹ دار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اپنی جگہ سنبھالی تھی۔ باقی سب نے خاموشی سے چہرہ جھکاتے کھانا کھانے میں ہی عافیت جانی۔

"او بی بی اب یہاں آگئی ہو تو خود ہی کھانا ڈالو ہم تمہارے یا تمہارے شوہر کے ملازم نہیں ہے جو یہ کام کرتے پھرے۔"

سعدیہ بیگم کی زبان میں پھر سے کھجلی ہوئی تبھی کسی کی موجودگی کا خیال کیے بغیر تڑخ کر بولی۔ اب نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا جبکہ رنم نے شعلہ اگلتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ان کے ہاتھ سے سالن والا باؤل کھینچا تھا۔

"کام نہیں کرنا تو مت کریں مگر آئندہ میری ماں سے اگر لہجے میں بات کی یا اپنی کسی بھی بات میں میرے بابا کا ذکر لائی آپ تو میں بھول جاؤں گی کہ آپ عمر اور رتبے میں میرے سے کس قدر بڑی ہے۔"

وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتی سرد مہری سے بولی۔ ارم نے گھبرا کر اس کا ہاتھ تھاما۔ جبکہ سعدیہ بیگم اس کی زبان پہ کھول کر رہ گئی۔

"سعدیہ بہو اپنی حدیں مت پار کریں اور کھانے پہ دھیان دیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Book Library
WhatsApp ; 0344-4499420

سردار سائیں کی آواز پہ سعدیہ پیچ و تاب کھاتی اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی جبکہ فرزام نے اب کی بار کافی حیرت سے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے خود ہی بات چھیڑی تھی۔ بے دھیانی میں ہی اس کی نگاہ نورے کی جانب اٹھی جو یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ فرزام نے اسے دیکھتے بائیں آنکھ دبائی تو وہ گڑبڑاتے ہوئے اپنی پلیٹ پہ جھک گئی۔ رنم نے ارم کی پلیٹ میں سالن نکالتے انہیں روٹی تھمائی اور خود سب کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

"رنم آپ کیوں نہیں کھا رہی بیٹا۔"

رضوانہ بیگم نے اس کے بال سنوارتے اسے مخاطب کیا تو وہ آنکھوں کو سختی سے میچ گئی۔

"تائی سائیں مجھے بلکل بھی بھوک نہیں ہے۔"

وہ مختصر جواب دیتے میز پہ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچنے لگی۔ سب نے مزید کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ کچھ ہی دیر میں کھانے سے فراغت حاصل کرتے ہی وہ ارم کا ہاتھ تھامتے اپنے ساتھ لیتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے میں پہنچتے ساتھ ہی ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پہ چت لیٹ گئی۔ ارم نے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تو رنم نے ان کی گود میں سر رکھا تھا۔

"کھانا کیوں نہیں کھایا۔ حالانکہ یہ تو میری بیٹی کا پسندیدہ کھانا تھا۔"

وہ سوالیہ لہجے میں گویا ہوئی۔ رنم جانتی تھی کہ وہ لازمی اس بارے میں سوال کریں گی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"بس ایسے ہی مما ایسا لگتا ہے سارے شوق مرجھا گئے ہیں۔ خالی خالی سا محسوس ہوتا ہے کچھ بھی کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اپنے گھر میں ہم پرسکون تھے مگر یہاں آکر تو گویا گھٹن کا احساس مزید بڑھتا چلا جارہا ہے۔"

وہ ان کی گود میں چہرہ چھپاتے اذیت سے بولی۔ ارم نے اس کے بالوں کو ہولے سے سنوارتے فقط ہنکارہ بھرنے پہ اکتفا کیا۔

"مما یہ سعدیہ تائی آپ سے اتنا چڑتی کیوں ہیں مطلب رضوانہ تائی تو بہت اچھی ہے مگر بس وہ ہی ایسی ہیں۔"

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی ساتھ ہی اپنی چٹیا میں بندھے بالوں کو کھولتے جوڑے کی شکل دی تھی۔

"ان سے ہمارے کچھ اختلافات ہیں رنم۔ بس حالات ہی ایسے ہو گئے تھے۔ اتنا تو آپ جانتی ہو نا کہ سردار سائیں نے گھر سے بے دخل کیا تھا ہمیں مگر کیوں کیا تھا اس بات سے ابھی تم بے خبر ہو۔ ماضی کے پنے بھی بہت تاریک ہوتے ہیں رنم جو جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیتے ہیں۔ ہم جب آپ کو لیے یہاں پہنچتے تھے آپ اس وقت تین چار سال کی تھی۔ فیصل بہت پر امید تھے کہ بابا سائیں ان کی بات کو کبھی نہیں رد کرسکتے مگر انہوں نے سختی سے ان کی ہر ایک امید تو چور چور کر دیا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

تمہارے بابا کا رشتہ اس سے قبل سعدیہ کی بہن سے ہوا تھا کیونکہ یہ لوگ برادری میں شادی کرتے ہیں۔"

ارم کے انکشاف پہ رنم حیرت زدہ سی اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے ہوئے تھے۔

ماضی:

"تم جانتے ہو فیصل کہ پسند کی شادی ہماری روایتوں کے سخت خلاف ہیں ہم بلوچ اپنی برداری کے سوا کہی بھی شادی نہیں کرتے اور اگر فرض کرو کوئی کرلے تو اسے فوری طور پہ طلاق دلوا دیتے ہیں۔"

وہ سفاکی سے بولتے وہاں موجود ہر فرد کی رنگت متغیر کر گئے۔فقط سعدیہ اور روما نے مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔ارم کی رنگت اور خوبصورتی دیکھ تو وہ پہلے ہی جل بھن گئی تھی۔اس پہ مزید اسے اس گھر میں برداشت کرنا۔روما کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے جان سے مارتے خود فیصل کے ساتھ کھڑی ہو جائے کیونکہ اس نے روما کے حق پہ ڈاکا ڈالا تھا۔

" مگر بابا سائیں آپ ایسا نہیں کر سکتے۔یہ اصول آپ کے بنائے ہوئے ہیں تو آپ ان اصولوں کو بدل بھی سکتے ہیں اپنی اولاد کیلیے۔یہ دیکھیے یہ آپ کی پوتی ہے اس گھر کی سب سے پہلی اور بڑی پوتی۔"

www.zubiaandfareeszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے رنم کا چہرہ ان کی جانب کرنے لگا مگر سردار سائیں نے بے رخی سے اپنا چہرہ دوسری جانب مبذول موڑ لیا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔ رقیہ بیگم نے تڑپ کر ان کی جانب بڑھنا چاہا مگر سردار سائیں کی سخت آواز پہ ان کے قدم زمین میں ہی جکڑے گئے۔

"رقیہ بیگم اگر آپ نے ایک قدم مزید یہاں سے آگے بڑھایا تو وہ دن آپ کا اس گھر میں آخری دن ہو گا۔ ہم بنا کوئی لحاظ کیے ابھی اور اسی وقت آپ کو فارغ کر دیں گے اس رشتے سے۔"

ان کی بات پہ سب نے بے یقینی سے لبوں پہ ہاتھ رکھے۔ جبکہ فیصل نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا۔

"آپ اس لڑکی کو طلاق دے کر ابھی اور اسی وقت فارغ کریں فیصل ورنہ ہم مرتے دم تک آپ کی شکل نہیں دیکھیں گے۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے گھورتے غرا اٹھے۔ فیصل نے خالی خالی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"بابا سائیں رحم۔"

"میں نے کہا کہ ابھی اور اسی وقت طلاق دیں اسے۔ طلاق دیں فیصل سائیں۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے بے رحمی سے ان دونوں کی جانب دیکھنے لگے۔ ارم نے سپید پڑتے چہرے سمیت فیصل کی جانب دیکھا۔

"میں کیسے طلاق۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ہکلاتے لہجے میں بڑبڑاتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگا وہ ان کی محبت تھی وہ کیسے اپنی بچی کو فراموش کر سکتا تھا۔ان کی آواز اس قدر اونچی ضرور تھی کہ سردار سائیں کی سماعتوں سے مخفی نا رہ سکی۔

"کچھ مشکل نہیں ہے جس طرح تین بول بول کر اپنے نکاح میں لیا ہے اسی طرح تین بول کہتے اس لڑکی کو اس رشتے سے آزادی دے دیں۔"

وہ سفاک لہجے میں بولتے ارم کو شدتوں سے رونے پہ مجبور کر گئے۔اس نے سہم کر فیصل کی جانب دیکھا

جواب اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔اس کے دل کی دھڑکن بے ساختہ سست پڑی۔

اس نے ویران نگاہوں سے انہیں دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

مگر اگلے ہی لمحے فیصل نے مضبوطی سے ارم کے گرد حصار باندھا تھا۔سردار سائیں کی آنکھیں غصے سے آخری حد تک پھیل گئی۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔"

وہ سنجیدگی سے ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بے خوفی سے گویا ہوا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"اپنی منگ ہونے کے باوجود تم نے شہر جا کر ہم سے دھوکا کیا۔ پڑھائی کے نام پہ وہاں یہ سب کر کے اب اپنی اولاد لا کر ہمارے قدموں میں بچھا رہے ہو۔"

وہ ناگواری سموئے دھاڑ اٹھے۔ ان کی دھاڑ پہ حویلی کے در و دیوار لرز اٹھے۔

"بابا سائیں ہم تحمل سے بھی تو۔"

نہیں کچھ تحمل سے نہیں ہو گا معاملہ ایک دم صاف ہے اب بس ردِ عمل ہو گا۔

ندیم سائیں کے کچھ بولنے سے قبل ہی سردار سائیں نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں وہی روک گیا۔ وہ سختی سے لب بھینچ کر رہ گئے۔

" صحیح بول رہے ہیں آپ چچا سائیں۔ ہمیں کیا خبر یہ اولاد ان کی ہے بھی یا نہیں اور اب ہم سے شادی کون کرے گا منگنی ٹوٹنے کے بعد۔"

وہ دکھ اود اذیت کی کیفیت میں بولتی فیصل اور ارم کا سینہ چھلنی کر گئی۔ فیصل رنم کو ارم کو تھماتے اشتعال کے عالم میں بپھرتے روما کی جانب بڑھے اور اس کے بعد زناٹے دار تھپڑ کی آواز حویلی کے صحن میں گونجی تھی جہاں پورے گھر والوں کا مجمع لگا ہوا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"بس فیصل سائیں بس۔ اب آپ اپنی حدیں پھلانگ رہے ہیں کچھ غلط نہیں بول رہی ہماری بچی۔ آپ جانتے ہیں جب کوئی لڑکی سے منگنی توڑتا ہے ہمارے گاؤں میں تو اس سے کوئی شادی نہیں کرتا پھر مگر پھر بھی آپ نے کوئی لحاظ نہیں کیا۔"

وہ غصے سے غرا اٹھے۔ رقیہ بیگم نے معاملہ بڑھتا دیکھ ان تک پہنچتے ان کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔

"دیکھیں سردار سائیں مت کریں ایسا اندر چل کر سکون سے بات کرتے ہیں دیکھیں لڑکی چنگے بھلے گھر کی لگ رہی ہے۔ معاملہ سمٹ سکتا ہے اور ہماری روما کو رشتوں کی کوئی کمی نہیں ہوگی سائیں۔"

وہ تکلیف سے روتے ہوئے گزارش کرنے والے انداز میں بولی۔ مگر وہ ہنوز کٹھور بنے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے کھڑے تھے۔

"بابا سائیں اس گھر میں اب یا تو فیصل بھائی رہیں گے یا پھر ہم رہیں گے آپ نے روما اور میرے ساتھ بہت غلط کیا ہے ہم دونوں یہاں سے چلے جائیں گے میری چھوٹی بہن کی منگنی ٹوٹ گئی۔ لوگ اتنی باتیں کریں گے میں اپنی بہن کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔ اصول تو پھر سب کیلیے ہوتے ہیں نا آپ اپنی سگی اولاد کیلیے یہ اصول نہیں توڑ سکتے کیا۔"

سعدیہ بیگم تنفر سے ان دونوں کی جانب دیکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"ہم فیصل سائیں آپ کو ابھی اسی وقت اپنے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے آپ کو اس گاؤں سے چلے جانے کا حکم دیتے ہیں اور جائداد سے بھی عاق کرتے ہیں۔اب سے آپ کا اس حویلی سے اور اس حویلی کے فرد سے کوئی رشتہ نہیں ہے کوئی بھی نہیں۔"

وہ بے رحمی و سفاکی سے بولتے وہاں موجود ہر فرد کو انتہائی سنگدل لگے تھے۔رقیہ بیگم بے ساختہ ان کے قدموں میں جھکتے ان کی ٹانگ کو تھام گئی۔

"نہیں سائیں آپ اپنی اولاد کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔"

وہ بھیگے لہجے میں آس لیے بولی مگر وہ سپاٹ چہرے سمیت اپنی ٹانگ ان کی گرفت سے آزاد کراتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔فیصل نے بھیگی نگاہوں سے رقیہ بیگم کی جانب دیکھا جو زاروقطار رو رہی تھی۔

"اماں سائیں حوصلہ رکھیں۔میں آپ کا بیٹا ہوں اگر زندگی نے چاہا تو ہم ایک بار پھر ملیں گے۔آج بابا سائیں کے ایک فیصلے نے ایک ماں کو اس کے جگر کے گوشے سے جدا کر دیا ہے اماں سائیں۔مگر میں اتنا سنگدل نہیں جو ان کے حکم کے مطابق طلاق دے کر اپنی بیٹی کو خود سے الگ کر دوں۔میری بیٹی میرا غرور ہے اور یہ بات آپ کو وقت آنے پہ احساس دلائے گی۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ ان کی پیشانی چومتے باقی سب سے ملا اور ایک ذہر آلود نگاہ سعدیہ اور روما پہ ڈالتے ارم کو اپنے حصار میں لیا اور اس حویلی پہ ایک آخری الوداعی نگاہ ڈالتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ ارم نے پریشانی سے ان کی جانب دیکھا۔ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔

"مجھے کچھ حد تک اندازہ تھا کہ ایسا کچھ ہو گا مگر وہ مجھے خود سے جدا کر دیں گے یہ نہیں سوچا تھا خیر تم پریشان مت ہو ہم ایک دوسرے کیلیے کافی ہے اور ہمارے لیے ہماری گڑیا ہماری رنم۔"

وہ رنم کی چھوٹی سی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہوئے بوئے بولے تو وہ کھکھلا کر ہنس دی تھی۔

حال:

"اور آپ اس سب کے باوجود اس گھر میں بیٹھی ہیں ماما۔ میں اس حویلی پہ تھوکنا بھی پسند نا کرو ماما۔"

وہ حلق کے بل دھاڑی اور سائیڈ ٹیبل پہ رکھا لیمپ اٹھاتے غصے سے زمین پہ دے مارا۔ ارم نے بوکھلا کر اسے تھاما جو سارا ماضی جاننے کے بعد اب اپنے آپے سے باہر ہو رہی تھی۔ سوچ سوچ کر رنم کو اپنی دماغ کی شریانیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی کہ اس کے ماں باپ پہ ایسا گھٹیا الزام لگایا گیا اور سونے پہ سہاگہ گھر سے باہر نکال دیا گیا۔

"ہمارے پاس کوئی اور رستہ نہیں تھا رنم۔ ہمیں پناہ چاہیے تھی محفوظ پناہ گاہ۔"

وہ شکستگی سے بولی۔ لہجے میں ایک خالی پن سا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کیوں راستہ نہیں تھا ماما آپ پڑھی لکھی ہیں میں پڑھی لکھی ہوں کیا ہم ہمارا خرچہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ سب کچھ کر سکتے تھے ہم وہی گھر تبدیل کر لیتے۔ مگر نہیں شاید میرا یہاں آنا ہی قسمت میں لکھا تھا تاکہ میں یہاں ڈر ڈر کے جینے والے لوگوں کے حق میں آواز اٹھا سکوں۔"

وہ چڑ کر بولتے دونوں ہاتھوں میں سر کو تھام گئی معاً کسی سوچ کے زیرِ اثر اس نے لہو رنگ آنکھوں کو سامنے دیوار پہ جماتے مٹھیاں بھینچی تھی۔

"میرے بابا معاف کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا دل نرم تھا مگر میں اسی سردار سائیں کا خون ہوں جو اپنی روایات اور فیصلوں کو لے کر کس قدر اٹل ہیں۔ اب میں انہیں یہ بتاؤں گی کہ روایات اصل میں ہوتی کیا ہے۔ میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ جسے گندا خون کہا آج اسے ہی سینے سے لگائے بیٹھے ہیں یہ لوگ مما کیسے دوغلے لوگ ہیں میری بات آپ لکھ لیں مما اس کے پیچھے بھی اس سردار سائیں کی کوئی سازش ہے جو وقت آنے پہ لازم کھلے گی مگر اس وقت میں چپ نہیں رہوں گی۔ سارے لحاظ بھلا دوں گی۔ بابا احترام کرتے تھے نا ان کا مگر میرا ان سے ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اپنے حق کیلیے آواز اٹھانا مجھے بخوبی آتا ہے اور میرے ہوتے ہوئے اس گھر میں کسی بھی بے گناہ کی حق تلفی قطعی نہیں ہو گی کیونکہ میں بھی پھر رنم بلوچ ہوں اپنے فیصلوں اور روایات میں اٹل اور ثابت قدم۔ اس بات کا ثبوت میں بہت جلد دینے والی ہوں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

ضبط کا شیرازہ بکھرتے ہی وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی ہٹیلے لہجے میں بولتے ایک افسوس بھری نگاہ ارم پہ ڈالتے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ ارم نے تفکر سے اس کی پشت کو تکا جو غصے سے بری طرح ہانپ رہی تھی انہیں آنے والے وقت سے ناجانے کیوں خوف سا محسوس کیا تھا اس کے ارادے انہیں نہایت خطرناک محسوس ہوئے۔ وہ ایک بار پھر سر ہاتھوں میں گرا گئی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"اتنی رات گئے تم یہاں کیا کر رہی ہو۔"

نورے جو پانی کا جگ بھرنے کچن میں آئی تھی فرزام کی سنجیدہ آواز پہ بدک کر پیچھے ہوئی اور اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"آپ یہاں اس وقت۔"

www.zubinovelszone.com

WhatsApp : 0344-4499420

وہ مشکل خود پہ قابو پاتی نا سمجھی سے گویا ہوئی۔ فرزام نے بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا۔

"میرے خیال میں سوال پہلے میں نے کیا ہے نورے۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے گویا ہوا۔

"مم۔میں پانی لینے آئی ہوں۔"

وہ بمشکل مسکراتے لہجے میں بولی۔ فرزام نے سلیب سے پشت ٹکاتے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ جزبز ہوتے نگاہیں چرا گئی۔

"کھانے کی میز پہ مجھے گھور کیوں رہی تھی تم۔"

وہ براہ راست اب مطلب کی بات پہ آیا اور ٹوکری سے سیب اٹھاتے ہوا میں اچھالا۔ نورے کا سانس اس کی بھاری آواز پہ سینے میں ہی اٹک گیا۔ دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہوا جا رہا تھا۔

"میں تو نہیں گھور رہی تھی آپکو۔"

وہ گھبراہٹ کے مارے اپنی پیشانی پہ نمودار ہوتے پسینے کے قطرے رگڑنے لگی مگر بروقت ہی فرزام نے اس کا ہاتھ تھامتے اس کے ماتھے سے پسینے کی ننھی منھی بوندوں کو نرمی سے صاف کیا اور ایک سپاٹ نگاہ اس پہ ڈالتے مڑا۔ نورے نے پریشانی سے اس کی پشت کو تکا اسے بھلا ایکدم کیا ہو گیا تھا۔

"آپ ناراض ہو گئے ہیں کیا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ انگلیاں چٹخاتے بے چینی سے گویا ہوئی۔ فرزام اس کی بے اختیاری پہ ساکت رہ گیا جو اس کی ناراضگی پہ پاگل ہونے کے درپے تھی۔ اس کا سر خود بخود اثبات میں ہلا تھا شاید وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ نورے اس کے جواب پہ کیا ردِ عمل ظاہر کرتی ہے۔

"دیکھیں آپ ناراض مت ہو میں آپ کو گھور رہی تھی میں مانتی ہوں بس آپ ناراض نہیں ہونا میرے سے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے درخواست کرنے والے انداز میں بولی۔ فرزام کے دانتوں تلے پسینہ آنے لگا اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ۔ کیا وہ اس حد تک اس کی محبت میں گمراہ ہو چکی تھی۔ فرزام کی حالت غیر ہونے لگی۔ اس نے بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا ورنہ آنے والا کل اسے بہت خطرناک معلوم ہو رہا تھا۔ نورے اس سے محبت کرنے لگی تھی یہ بات وہ جانتا تھا مگر اس حد تک یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"میں ناراض نہیں ہوں نورے مجھے کچھ کام ہے میں آتا ہوں۔"

وہ گھبراہٹ کے مارے جو دل میں آیا وہ بول کر لمبے لمبے ڈگ بھرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا اس نے بے ساختہ تشکر بھرا سانس خارج کیا لبوں پہ خود بخود رونق بحال ہو چکی تھی وہ پانی کا جگ اٹھاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"تجھے کیوں اس قدر ٹھنڈے پسینے آرہے ہیں فرزام۔"

اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ سعدیہ بیگم کی جانب اٹھی جو اس کا بستر ٹھیک کر رہی تھی۔ ان کی وہاں موجودگی اسے اس وقت بلکل ٹھیک نہیں لگی تھی مگر اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بڑھتا سعدیہ بیگم نے اس کا ہاتھ تھام لیا مگر اس کا یخ ہاتھ دیکھ وہ گھبرا کر بولی۔ اس نے انہیں وقتی تسلی دینے کی خاطر نفی میں سر ہلایا تھا۔ سعدیہ بیگم اس کی بات پہ کسی حد تک ہلکی پھلکی ہو گئی۔

"اچھا یہاں بیٹھ میرے دماغ میں ایک منصوبہ آیا ہے بیت اچھا۔ دیکھ میری بات سن میں نے تجھے نورے جے ساتھ غلط کرنے کو کہا تھا نا کیونکہ مجھے بھابھی سے چڑ تھی مگر اب اس سے بھی بڑی دشمن میرے سر پہ بیٹھی ہے اس کا کچھ سوچنا ہے۔ اسی لیے آج سے تو نورے کو چھوڑ تو اس لڑکی کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں دبالے وہ ارم نامی خاتون میری اور تیری خالہ کی گنہگار ہے تجھے کسی بھی حال میں اس کی بیٹی کو تباہ و برباد کرنا ہے۔"

وہ اس کے کانوں میں صور پھونکتے ہوئے بولی۔ وہ ان کے گھٹیا منصوبوں پہ عش عش کر اٹھا۔ ایک اس کی محبت میں دیوانی ہوئی بیٹھی تھی اور وہ اسے کسی دوسرے کے پھنسانے کی تلقین کر رہی تھی اور وہ بھی اسے جس کی زبان قینچی سے بھی تیز چلتی تھی۔ وہ رنم کے بارے میں سوچتا جھرجھری لے اٹھا۔

www.zubiabookszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"میں اسے تباہ و برباد کروں اماں سائیں اس رنم کو اس نے اگلے ہی سیکنڈ میری چٹنی بنا کر روٹی سے لگا کر کھا لینی ہے پھر آپ دیکھتی رہیے گا سکون سے اسے کھاتے۔"

وہ دانت کچکچا کر بولتے سر جھٹک گیا۔ اسے آج تک اپنی ماں کی بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"میری بات سن نورے کسی حد تک تجھے پسند کرنے لگی ہے اگر تو اسے فلحال چھوڑے گا تو وہ بکھر جائے گی اور یہاں ہمارا بدلہ پورا ہو جائے گا گھر والوں کو وہ بتا نہیں سکتی کیونکہ اپنی ہی عزت جانے کا خدشہ ہو گا۔ بابا سائیں تو اسے ہی زندہ درگور کر دیں گے رہی بات اس رنم کی تو تو کوشش جاری رکھ ایک نا ایک دن دیکھی وہ بھی تیری مٹھی میں ہو گی۔ جو جائیداد اب اسے ملنی ہو گی پھر تیرے حوالے ہو جائے گی۔ ہمارا کام بن جائے گا فرزام۔"

وہ تصور کی دنیا میں خود کو مالا مال تصور کرتے خوشامدی لہجے میں گویا ہوئی۔

"اچھا آپ کہنا چاہ رہی ہیں نورے سے بدلہ ایک طرح کا ہو چکا اب میں رنم کو پھنساؤں ہے نا۔"

وہ سوالیہ انداز میں معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے بھنویں اچکاتے ہوئے بولا۔ سعدیہ بیگم نے بنا کسی تردد کے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"اماں سائیں میں حورے کو نا خود میں الجھا لوں وہ کیا ہے نا مجھے آج علم ہوا ہے کہ گھر کی ساری لڑکیوں سے آپ کی انوکھی ہی دشمنی ہے اور سب کو تباہ و برباد کرنے میں آپ کی یہ بے ضرر اولاد ماہر۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے تند لہجے میں بولتے بپھر گیا۔ سعدیہ بیگم نے اچھل کر اس سے فاصلہ قائم کیا جو اپنے سر کے بالوں کو کھینچ کر روہانسا چہرہ بناتے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ سعدیہ بیگم اس کے رویے پہ الجھ کر رہ گئی۔

"کہاں جا رہی ہو رنم۔"

رنم جو ارم کے سونے کے انتظار میں تھی تا کہ وہ باہر صحن میں جاتے کچھ وقت چہل قدمی کر سکے ان کے سونے کا یقین کرتے اپنی جگہ سے اٹھی مگر ارم کی آنکھ ہلکی سی آہٹ پہ ہی کھل گئی تبھی پریشانی سے اٹھ بیٹھی۔

"مما آپ سوئی کیوں نہیں۔"

وہ اپنے لہجے میں ناراضگی سموئے بولی تو انہوں نے تھکی تھکی سی سانس باہر نکالی۔

"سو ہی رہی تھی بس آپ کے ہلنے پہ جاگی ہوں اب تو ہلکی سی آہٹ پہ بھی نیند کھل جاتی ہے۔"

وہ افسردگی سے بولی۔ فیصل کے جانے کا غم آج بھی اتنا ہی تھا جتنا ان کی شہادت کے دن تھا۔ رنم نے خاموشی سے ان کی جانب دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ لیٹ جائیں میں بس دس منٹ میں آئی باہر صحن میں جا رہی ہوں گھبراہٹ سی ہو رہی ہے نیند بھی نہیں آ رہی اسی وجہ سے میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ ان کی پیشانی چوم کر محبت سے بولی۔انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ شال خود پہ ڈھنگ سے اوڑھتے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔پوری حویلی میں سناٹے کا راج تھا بس کسی کمرے سے ہلکی ہلکی آتی آواز اور مدھم روشنی نے اسے ٹھٹھکا دیا تھا مگر وہ اسے اپنا وہم سمجھتے نفی میں سر ہلاتے صحن کی جانب بڑھ گئی۔وہ کسی گہری سوچ میں غلطاں انگلی دانتوں میں دبائے ٹہل رہی تھی۔

"تم اتنی آدھی رات کو یہاں کیوں ٹہل رہی ہو ڈر نہیں لگتا کیا۔"

فرزام اس کی جانب جھکتے نا سمجھی سے بولا۔

وہ جو سعدیہ کی باتوں سے اکتا کر صحن میں ٹھنڈی ہوا کھانے آیا تھا تاکہ خود کو تر و تازہ محسوس کر سکے کیونکہ ان کی جلی کٹی باتیں تو ویسے بھی دل جلا کر راکھ کر دیتی تھی مگر وہاں موجود رنم کو دیکھتے وہی چلا آیا اور دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑستے اس سے مخاطب ہوا شاید سعدیہ کی باتوں نے اثر دکھایا تھا۔وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے اپنے جال میں پھنسانا آسان ہے یا مشکل تبھی اسے پرکھنے کا سوچتے مخاطب کیا۔

"تم تو ابھی آئے ہو نا باہر اور اس سے پہلے باہر کوئی ایسی چیز تھی نہیں جس سے ڈرا جائے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ کندھے اچکاتے بے نیازی سے گویا ہوئی۔ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے اگلے ہی لمحے فرزام کے وجود سے ساری اکڑ اڑنچھو ہوئی۔ اس نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"شاید تم نے بدتمیزی میں ماسٹرز کر رکھا ہے جبھی زبان قابو میں نہیں رہتی۔"

وہ سرد مہری سے اس کی ٹر ٹر چلتی زبان پہ چوٹ کرتے گویا ہوا۔

"میری تعلیم کے بابت تو تم کچھ پوچھوں ہی مت کیونکہ اگلے انسان کو جہنم واصل کروانے میں بھی میں نے پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔ کہو تو ثبوت دوں۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے اسے پیچ و تاب کھانے پہ مجبور کر گئی۔ وہ اپنی سوچ پہ لعنت بھیجتا تیز قدموں سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔ ابھی اسے مزید چہل قدمی کرتے معطر کر دینے والی ہواؤں کو محسوس کرتے پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے معاً اپنے عقب میں قدموں کی چاپ محسوس کرتے اس نے چونک کر پیچھے کی جانب دیکھا جہاں بھورے رنگ کی شلوار قمیض پہنے ساتھ سیاہ رنگ کی چادر اوڑھے اس کی سانولی رنگت دمک رہی تھی مگر اسے اس میں کسی قسم کی دلچسپی نہیں تھی نگاہوں کا زاویہ بدلتے دوبارہ چہل قدمی کرنے لگی۔

"آپ اتنی رات گئے یہاں کیوں چہل قدمی کر رہی ہیں۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس کی مخصوص بھاری آواز پہ رنم کے چلتے قدم وہی تھمے تھے۔ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو فرزام والا سوال دہرا رہا تھا۔

"اب کیا چٹ پہ لکھ کر ماتھے پہ لگالوں عجیب لوگ ہیں قسم سے یہاں پہ دو گھڑی سکون کے میسر نہیں ہیں۔"

اس کی بات پہ وہ بپھرتے چیخ کر بولی۔ برشام نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور پرسکون ہوتے اس کی بات کو نظر انداز کر دیا۔

"میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا بلکل نہیں تھا رنم۔ میں نے بس ایسے ہی پوچھ لیا۔ میں بھی کھلی فضا میں ایسے ہی ٹہلنے آیا تھا میری عادت ہے رات کے کھانے کے بعد یوں ننگے پیر اس سبزے پہ پھرنا۔"

وہ نرمی سے اسے قائل کرنے والے انداز میں بولا۔ وہ اس کی اتنی لمبی چوڑی گفتگو پہ کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

"آئندہ مت پوچھیے گا میں نے پہلے بھی آپ کو یہ بات باور کرائی تھی میں کسی بھی ایرے غیرے کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں نا ہی مجھے پسند ہے کہ کوئی میرے ذاتی معاملات میں مداخلت کرے آئی تھنک یو گوٹ اٹ۔"

وہ سرد نگاہوں سے اسے دیکھتی حتمی لہجے میں بولی۔ انداز جتانے والا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"مگر میں ایرا غیرا تو نہیں ہوں اب آپ کیلیے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔ رنم اس کے پر سکون انداز پہ کڑھ کر رہ گئی جسے اس کی بد تمیزی سے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

"جی جی آپ تو میرے دل کے انتہائی قریب ہیں۔ قریب کو جانے دیں میں نے دل کی جگہ پہ آپ کو ہی تو فٹ کر رکھا ہے۔ کیوں صحیح کہہ رہی ہوں نا۔"

وہ طنزیہ کاٹ دار لب و لہجے میں بولتی اسے چہرہ جھکاتے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ اس کے مسکرانے پہ رنم کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"ویسے دل کی بات ایک نا ایک دن لبوں پہ آ ہی جاتی ہے۔"

وہ دل جلانے والے انداز میں بولا۔ رنم نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو اس کی چال کو کس قدر تحمل سے اسی پہ واپس لٹاتے بازی لے گیا تھا۔ اپنی بے عزتی پہ اس کا خون کھول اٹھا۔

"ویسے آپ جیسی لڑکیاں کسی کی بھی پسند ہو سکتی ہیں۔"

اس نے بات کا رخ بدلتے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے الجھے ہوئے انداز میں اسے مخاطب کیا۔ رنم اس کی بات پہ تمسخر سے ہنس دی۔

"کیا میں نے آپ کو کہا کہ آپ مجھے پسند کریں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ بولی۔ برشام نے حیرت سے اس کی خوش فہمیوں کے پہاڑ دیکھے تھے۔ حال ایسا تھا کہ سوال گندم اور جواب چنا۔

"ایم سوری مگر مجھے صرف خوبصورت لڑکیاں اپنی جانب کھینچتی ہیں نا کہ زبان دراز۔ ویسے آپ کو ایسا کیوں لگا کہ آپ پسند کیے جانے کے قابل ہیں۔"

وہ ناجانے کیوں بات کو طوالت بخش رہا تھا۔ شاید اس سے الجھ کر اسے مزا آرہا تھا۔ وہ بات پہ بات کرتے اسے چڑنے پہ مجبور کر رہا تھا۔

"کیونکہ خوبصورت لڑکیاں کسی بھی کمزوری ہو سکتی ہے اور میں الحمد اللہ خوبصورت ہوں۔"

وہ شانے اچکاتے بے نیازی سے بولی برشام نے تائیدی انداز میں سر ہلاتے اپنی ٹھوڑی کھجائی کافی حد تک وہ اس کی سوچ سے متفق تھا۔

"بلکل بجا فرمایا آپ نے ہو سکتی ہیں مگر اگر ان میں خوبصورتی کے ساتھ خوب سیرتی بھی ہو۔ خوبصورتی سے رشتے پایہ تکمیل پہ نہیں پہنچتے محترمہ آپ کا دل اچھا ہونا لازمی شرط ہے۔"

وہ اس کے چہرے پہ پھیلتی سرخی اور بگڑتے اتار چڑھاؤ دیکھتے دلچسپی سے بولا۔ اس کی بات کے جواب پہ رنم ایک بار پھر س ءخاموشی سے دوبارہ ٹہلنے لگی شاید وہ اس کی بات کو دل پہ لے چکی تھی معاًوہ کچھ سوچتے دوبارہ اس کے نزدیک آئی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"دراصل آپ سچ کہہ رہے ہیں کہ میں واقعی بری لڑکی ہوں بہت بری ہوں مگر صرف برے لوگوں کیلیے۔ مزید کہوں تو مجھے اس دنیا کی بھیڑ میں کوئی اچھا لگتا ہی نہیں ماسوائے اپنی مما اور بابا کے سب دوغلے اور سفاک ہیں۔ مختصر کہوں تو یہ دنیا میں بسنے والے لوگ ہی برے ہیں۔ بظاہر میٹھے مگر اندر سے سانپ سے بھی زیادہ زہریلے اور دل کو تو چھوڑ ہی دیں اس سے زیادہ سیاہ کچھ نہیں۔"

وہ تلخ لہجے میں بولتی خود پہ لپٹی شال درست کرتے ناک کی سیدھ میں اندر کی جانب بڑھ گئی۔ برشام نے گہری پر سوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا جس نے فیصل کی موت کو ابھی تک اپنے سر پہ حاوی کیا ہوا تھا۔ وہ کچھ سوچنا سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ اس کی نگاہیں وہ بار بار اپنے چہرے پہ محسوس کر چکا تھا جس میں ایک الگ سی کوفت تھی۔ وہ اس کی آنکھوں کو سمجھ رہا تھا جو اس کی سانولی رنگت ست چڑ کھا رہی تھی مگر اسے اس سب سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا۔

رات کے سناٹے میں پیدا ہونے والی جھینگروں کی آواز ماحول میں ہولناکی پیدا کر رہی تھی۔ سنسان سڑک پہ اکا دکا گاڑیاں تیزی سے چلنے میں مصروف تھی۔ ایسے میں بھاگم بھاگ قدموں کی چاپ پہ ماحول میں ارتعاش پیدا ہوتا اور کچھ لمحوں میں تھم جاتا۔ دور سے آتی پولیس سائرن کی آوازوں پہ

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہاں موجود چند ایک لوگوں کے دل تھم جاتے وہی درختوں کے ہلتے پتے بھی تیزی سے گاڑیوں کے گزرنے سے ہلچل مچاتے تھے۔

جی سر میں پہنچ رہا ہوں آپ بلکل بھی پریشان مت ہو۔

فون کے دوسری جانب سے آتی چنگاڑھتی ہوئی آواز پہ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔اس نے ایک نظر اپنے ساتھ موجود ساتھی کی جانب دیکھا جو میسنی سی مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ڈانٹ سن کر اس نے کینہ توز نگاہوں سے مقابل شخص کی جانب دیکھا۔

"جی جی سر معیز بھی میرے ساتھ ہی موجود ہے۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا۔اگلے ہی لمحے مقابل کی مسکراہٹ اس کی بات پہ سمٹی تھی۔ مگر فون کی دوسری جانب سے ان کی حسرت بھری آواز سن اس کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑی تھی۔نا جانے وہ کیسے اتنے عرصے سے مضبوط بنے ہوئے تھے۔

"سر اگر ہمیں ہمت دے کر آپ خود ہمت ہاریں گے تو میرا نہیں خیال کہ ہم کبھی بھی اس فیز سے نکل پائیں گے اور آپ کو واپس لوٹنا ہے اس ملک کے دشمنوں کیلیے ان کو ان کے انجام تک پہنچانے کیلیے ان کو بے درد موت دینے کیلیے۔اس ملک کی جان مال اور عزت کی حفاظت کیلیے۔میری دعا ہے کہ آپ وہاں جس مقصد کیلیے گئے ہیں وہ پورا کر کے ہی واپس لوٹیں ہماری دعائیں اور نیک تمنائیں ہمہ وقت

WhatsApp ; 0344-4499420

آپ کے ساتھ ہیں۔ اب سے ہمیں آپ کو ایک لیڈر کے طور پہ محسوس کرنا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ سے بہترین لیڈر کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کے لیڈر وہ تھے جن کے اب تک یہ پولیس کی وردیوں میں موجود اور عام شہری تک گن گاتا ہے۔ پوری پولیس کمیونیٹی میں ان کا بول بالا ہے۔ ہمیں انصاف کا پرچم لہراتے ان کی بنائی گئی سیڑھی کو طے کرنا ہے بغیر کسی مشکل کے۔"

وہ پر عزم لہجے میں بولتے معیز کی جانب دیکھتے گہرا سانس بھر اٹھا۔ وہ اسے واپس چاہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس سے بہترین ان کیلیے کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک نہایت قابل پولیس آفیسر ایس پی سلطان سچا محب الوطن جسے اس ملک کا پاسبان چنا گیا تھا۔ ملک کے دشمنوں کیلیے وہ ایسا بپھرے ہوئے. شیر کی مانند تھا جس کی ایک دھاڑ سے ہی روح تک کانپ جاتی تھی، سانس رک جاتی تھی۔ اور اس کے . بر عکس سچے لوگوں کیلیے بے حد انصاف پسند نرم مزاجی کی اپنی مثال آپ جس کے لفظوں کی تاثیر میں گھلی شیرینی مقابل کو اپنے رگ و پے میں اترتی محسوس ہوتی تھی۔ اس کے وجود میں ابلتا وطن سے محبت کا لاوا بطور تحفہ کسی کی عنایت تھی جو گزرتے وقت کے ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ اس محبت میں وہ غداروں کو جہنم واصل کروانے سے قبل بلکل خوف نہیں کھاتا تھا۔

---

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

سورج کی تیز کرنیں کھڑکی سے چھن سے اطراف میں بکھری ایک خوشنما رنگ بکھیر رہی تھی۔ کھڑکیوں کے کھلے ہٹ سے آتی نرم گرم ہوا محسوس کرتے اس نے سکون سے آنکھیں موندی اور کسمسا کر کروٹ بدل لی معاً اس نے ٹھٹھک کر گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے ساڑھے سات بجا رہی تھی۔ کچھ سوچتے اس کی آنکھیں چمکی۔ وہ جھٹ سے کمفرٹر خود سے دور کرتے چپل پیڑوں میں اڑس کر کھلی کھڑکی کی جانب بڑھ گئی جو لازمی ارم نے ہی اسے جگانے کی خاطر کھولی ہو گی۔ باہر دکھائی دیتے منظر کو دیکھتے وہ چند ساعتوں کیلیے مبہوت رہ گئی۔ وہ یک ٹک پہاڑوں کے عین اوپر چوٹی پہ برف کی ڈھلوان کو تک رہی تھی جو سورج کی شعائیں پڑنے کی بدولت چمک رہی تھی۔ اطراف میں پتھریلے راستے پہ ہلکا ہلکا سبزا وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔ معاً ایک سرد ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا تو بالوں نے بھی پلٹا کھاتے اس کے چہرے کو ڈھانپا تھا۔ اس نے نرمی سے چہرے پہ جھولتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا اور آنکھیں موندتے دھیما سا مسکرائی۔ آج سچ میں اسے ایسا محسوس ہوا تھا کہ اس کی زندگی کی روشن صبح تھی۔

"بابا آپ نے حق کیلیے لڑنا سکھایا ہے مجھے جس کا میں بخوبی استعمال کرنا چاہتی ہوں۔ یہاں موجود کچھ افراد صرف نظر آنے کی حد تک حسین ہیں مگر ان کے دل نہایت مردہ اور سیاہ ہیں۔ یا تو میں ان کا چہرہ دل کے مطابق کر دوں گی یا پھر ان کا دل بدلتے چہرے کی مانند حسین کر دوں گی مگر مجھے اس سب میں

WhatsApp : 0344-4499420

آپ کی مدد درکار ہے۔ بابا میں آپ کو بہت یاد کرتی ہوں ایک خلش سی ہے دل میں کمی بہت بڑی جسے سوچ کر ہی دل ٹوٹ جاتا ہے مگر میں خود کو ٹوٹنے نہیں دوں گی کیونکہ مجھے اپنی مما کی ہمت بننا ہے اینڈ آئی پرامس آئی ول ڈو دس انشاءاللہ۔"

وہ پر عزم لہجے میں بولتی اپنی سنہری چمکتی آنکھوں میں ایک عہد لینے لگی۔ چہرہ ہنوز سپاٹ تھا۔ اس نے کھڑکی کے پٹ بند کرتے الماری سے اپنا آرام دہ سوٹ نکالا اور فریش ہونے چل دی۔ جانتی تھی ابھی دیر سے ناشتے کی میز پہ جانے سے بھی بکھیرا کھڑا ہونا ہے مگر وہ بھی اب جانتی تھی کہ ان لوگوں سے نپٹنا کیسے ہے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ سکون سے فریش ہوتے باہر نکلی اور اپنے کمر کو چھوتے بالوں کو برش کی مدد سے سلجھانے لگی۔ کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز سے اس کی محویت ٹوٹی تھی اس نے سنجیدگی سے آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی تو حورے کو اندر آتا دیکھ وہ دھیما سا مسکرائی جواباً اس نے بھی بھرپور انداز میں مسکراہٹ پاس کی تھی۔

"کیا ہوا آج صبح صبح میرے پاس سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ اپنے گھنے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے مصروف لہجے میں بولی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے رنم آپی۔ نیچے چچی سائیں نے بکھیر اکھڑا کیا ہوا آپ کے دیر سے جاگنے پہ۔ دادا سائیں بھی ان کی بات پہ اشتعال میں آچکے ہیں۔ میں باروچی خانے کے دروازے پہ تھی اسی لیے بھاگ کر آپ کو بلانے آگئی مجھے ارم چچی سائیں چہرہ جھکائے کھڑی بلکل اچھی نہیں لگ رہی۔"

وہ افسردگی سے بولتے انگلیاں مسلنے لگی۔ رنم اس کی بات پہ تلخی سے مسکرائی کیونکہ اسے کچھ اسی قسم کی توقع تھی سعدیہ بیگم سے۔اسے پھر بھی مسکراتا دیکھ وہ ہونق ذدہ رہ گئی مطلب کیا اسے اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑرہا تھا۔ اتنے عرصے بعد اسے رنم میں پرانی رنم کا عکس دکھا تھا جو حقیقت میں خوش کن بات تھی۔

"رنم آپی آپ ایسے ہی مسکراتی رہا کریں۔دیکھیں کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔"

وہ مسکراتے ہوئے سچے دل سے اس کی مسکراہٹ کی تعریف کرنے لگی۔

"انشاءاللہ اب سے ایسے ہی ملوں گی گڑیا۔"

وہ اس کا گال چھوتے محبت سے لبریز لہجے میں بولی اور ڈوپٹہ شانے کے گرد لپیٹے اسے اپنے ساتھ ہی باہر آنے کا اشارہ کیا تھا۔ زینوں کے عین وسط میں پہنچ کر نیچے سے دکھائی دیتے منظر کو دیکھتے اس نے لہو رنگ آنکھوں سے سعدیہ بیگم کی جانب دیکھا جو مسلسل بول رہی تھی مگر کوئی بھی انہیں ٹوکنے کی خاطر آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ اس نے نا جانے کس سوچ کے تحت برشام کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی شاید اسے

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

بھی یہ بات سمجھ لگ چکی تھی کہ صرف وہی سردار سائیں کے خلاف بات کر سکتا ہے مگر اسے وہاں نا دیکھ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔ حورے اسے ایک ہی جگہ جما دیکھ خود تیز تیز قدموں سے نیچے اتر گئی۔ رنم نے کاٹ دار نگاہوں سے انہیں دیکھتے قدم سعدیہ بیگم کی جانب بڑھائے اور عین ان کے پیچھے کھڑی ہوتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ گئی۔ اس کی ہمت پہ سردار سائیں کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی جو ان کے جلال کی واحد گواہ تھی۔ گھر کی سب عورتیں ان کے غصے سے سہمی بد کی کھڑی تھی بس ایک سعدیہ ہی تھی جو بس انگارے برساتی تھی۔

"کہاں ہے تمہاری بیٹی اب۔ یہ اس حویلی کا اصول ہے کہ سات بجے پورے گھر کا ہر فرد یہاں موجود ہوتا ہے تو پھر وہ کہاں ہے لڑکی ہو کر اتنی دیر سوتی ہے۔ بی بی یہاں یہ سب نہیں چلتا سمجھ آ رہی ہے میری بات۔ شہر میں کرتی ہو گے رت جگے بھی اور جو بھی۔"

وہ قہر برساتے لہجے میں گویا ہوئی۔ رنم نے سختی سے دانت پہ دانت جمائے۔

"سعدیہ اب بس خاموش ہو جاؤ ورنہ میرے سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

رقیہ بیگم اشتعال کے عالم میں بولی۔

"بیگم وہ ٹھیک کہہ رہی تھی ہمارے اصول سب کیلیے یکجا ہیں ہم کسی ایک کیلیے بھی کچھ نہیں بدلیں گے جس کو بدلنا ہے وہ خود کو ہمارے مطابق ڈھالے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

سردار سائیں نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے کرخت لہجے میں انہیں ٹوکا تو رقیہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"تسی بس کر جاؤ تو اڈے واسطے تے ہمیشہ تو اڈے ویر دیا تیاں ہی اہم رہیاں نے۔ کدی ساڈے واسطے تے اینج کھڑے نہیں ہوئے۔ پہلا روما تے ہن سعدیہ۔ تسی ہمیشہ اپنی ہی اولاد دے واسطے ہی سارے اصول بنائے گئے نے۔"

آپ بس کر جائیں۔ آپ کیلیے ہمیشہ آپ کے بھائی کی بیٹیاں ہی اہم رہی ہیں کبھی بھی ہمارے لیے) ایسے کھڑے نہیں ہوئے پہلے روما تو اب سعدیہ آپ نے ہمیشہ اپنی اولاد کیلیے ہی سارے اصول بنائے ہیں(

وہ دکھ کی کیفیت میں بولی۔ وہ جب بھی غصے میں ہوتی زیادہ تر پنجابی کا ہی استعمال کرتی تھی اور ان کی اس عادت سے سب بخوبی واقف تھے۔ سردار سائیں نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں نے آپ کو بولنے کیلیے نہیں کہا بیگم۔"

وہ جتانے والے لہجے میں گویا ہوئے۔ رقیہ بیگم فوراً سے پہلے ڈھیلی پڑی۔

"مگر سائیں ہماری شادی بھی تو الگ الگ خاندانوں میں ہوئی نا آپ بلوچ تو میں پنجابی اس وقت تو یہ اصول نہیں تھے۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

کیونکہ یہ اصول میں نے ترتیب دیے ہیں سردار بننے کے بعد۔ آپ کا آنا ہماری قسمت میں تھا بس آپ آگئی۔ اس کے بعد کوئی نہیں آئے گا۔

وہ ان کی بات پہ دوبدو جواب دیتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئے صاف ظاہر تھا کہ وہ مزید بات سے انہیں ٹوک گئے تھے۔ ارم نے ان سب کی لڑائی دیکھتے خود ہی بات سنبھالنا ضروری سمجھا۔

"بھابھی وہ رات کو دیر۔"

"دیر سے سوئے یا جلدی اسے وقت پہ نیچے پہنچنا ہے۔ یہ بات آپ اسے سمجھا دیجیے گا۔"

سردار سائیں کی غصیلی دھاڑ پہ ارم نے گھبرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ رنم نے ستائشی انداز میں ان کی جانب دیکھا جو کیسے اپنے مطلب کیلیے میٹھے تھے۔ اسے آج بھی یاد تھا جب وہ پہلی بار ان کے گھر آئے تھے کس طرح روئے تھے مطلب وہ سب فریب تھا دھوکا تھا۔

"بلاؤ اپنی بیٹی کو۔ یہ اس کا گھر نہیں ہے جو اپنی منمانی کرتی پھرے گی۔"

وہ ناگواری سے بولتے سر جھٹک گئی۔ رضوانہ نے پریشانی سے رنم کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔ فرزام خرم اور ندیم گھر موجود نہیں تھے البتہ برشام کسی ضروری فون کی تحت باہر گیا تھا جو ابھی تک لوٹا ہی نہیں تھا۔ رنم نے ایکدم عقب سے ہی سعدیہ بیگم کی کلائی سختی سے جکڑتے ان کا رخ اپنی جانب کیا تو وہ ایکدم لڑکھڑا کر رہ گئی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"یہاں ہوں میں میرے سے بات کریں میری ماں کو دبانے کی کوشش مت کریں۔ کل بھی میں نے آپ کو یہ بات باور کرائی تھی اور آج پھر سے کہہ رہی ہوں کہ میری ماں سے دور رہیں میں نہیں چاہتی کہ ان پہ آپ جیسی فراڈ عورت کا سایہ بھی پڑے۔ اور میں جلدی اٹھو یا دیر سے اٹھو اس سے آپ سب کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے کوئی بھی نہیں یہ میرا بھی گھر ہے اس پہ میرا بھی حق ہے اور جب بات حق کی ہوتی ہے نا سردار سائیں تو رنم بلوچ پیچھے نہیں ہٹتی بلکہ کسی بھی حال میں لے کر رہتی ہے چاہے پھر اسے کسی کے ہاتھ سے روٹی کا نوالہ ہی کیوں نا چھیننا پڑے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے خون آشام نگاہوں سے انہیں گھورتے دھاڑی۔ سردار سائیں نے لہو اگلتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ پہلی بار حویلی کی کسی عورت کی آواز ان کے سامنے یوں اونچی ہوئی تھی کہ گھر کے در و دیوار کو ہی ہلا کر رکھ گئی۔

"رنم بیٹا ایسے بات نہیں کرتے۔"

رضوانہ نے گھبرا کر اس کا ہاتھ تھاما کیونکہ ارم کو چہرہ جھکائے رو رہی تھی اور ان کی آنکھوں سے یہ نکلتے آنسو رنم کے دل میں قہر ڈھا رہے تھے۔

"پھر کیسے بات کرتے ہیں ان جیسے لوگوں سے۔ بتائیں آپ مجھے کیا ان کے قدموں پہ جھک کر ان کے تلوے چاٹوں۔ میں ان جیسے مطلب اور مفاد پرست لوگوں کے پیروں پہ تھوکوں بھی نا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ حلق کے بل دھاڑی۔ماں کی انکھوں میں آنسو اسے کہاں برداشت تھے۔برشام جو اندر کی جانب آرہا تھا اندر کی صورتِحال دیکھ اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔اس کی نگاہیں رنم پہ جمی تھی جس کا چہرہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

"رنم۔"

اگلے ہی لمحے اس کی گھٹیا بات پہ سردار سائیں کا ہاتھ اٹھا تھا مگر اس کی دھاڑ پہ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

"بس سردار سائیں۔مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی سوچیے گا بھی مت ورنہ وہ کر جاؤں گی جو آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا۔میں کسی قسم کی بدلحاظی نہیں کرنا چاہتی مگر آپ اور آپ کی یہ پیاری بھتیجی مجھے مجبور کر رہی ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ آپ اچھے برے میں فرق کرنا بھول چکے ہیں۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے غیض کے عالم میں ان کے سر پہ پہنچے گرجی۔سردار سائیں کے ساتھ باقی سب کا چہرہ بھی سپید پڑ گیا۔اب کی بار ارم کو ہوش آیا تو وہ اسے شانوں سے تھام گئی۔سعدیہ بیگم نے دونوں ہاتھ سختی سے لبوں پہ جمائے تھے۔

"رنم مت کرو تمہیں خدا کا واسطہ ہے مت کرو۔"

ارم اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے بے بسی سے سسک اٹھی۔وہ اس کے کردار پہ ایک بات بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی مگر یہاں کے لوگ رسواں کرنے میں ایک منٹ نہیں لگاتے تھے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"آپ کیوں رو رہی ہیں مما۔ مت روئیں آپ کی آنکھوں میں آنسو مجھے پاگل کر رہے ہیں اینڈ آئی سوئیر میں اپنا پاگل پن دکھادوں گی یہاں سب لوگوں کو۔ چہرہ جھکانا نہیں بلکہ اٹھانا سیکھیں ورنہ یہ عورت آپ کو ڈس لے گی اپنے حق کیلیے آواز اٹھانا سیکھیے مما۔ اور کون کہہ رہا تھا ہاں آپ کے ہمارا اس گھر سے کوئی رشتہ نہیں اور نا ہی حق تو لیٹ می کلئیر یو ون تھنک کہ اس گھر پہ میرا ابھی اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کے بیٹے کا ہے اور یہ جائیداد سے عاق کرنے کا والا آپ لوگ اب مجھے سمجھائیں گے تو میں آپ کی اطلاع کیلیے بتادوں کہ اب اگر کسی نے میرے یا میری ماں کی حق کی بات کی تو یہاں سے سیدھا کورٹ جاؤں گی اور پھر جو ہو گا نا وہ آپ لوگوں کو بلکل بھی اچھا نہیں لگے گا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔ نورے اور حورے نے سہم کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ رقیہ بیگم خود ایک جانب نڈھال سی بیٹھی تھی۔ برشام نے سنجیدگی سے اس کا جائزہ لیا جو اب اپنے اندر کا غبار نکالتے کافی حد تک پر سکون تھی۔

"اگر کسی کو ہمارے یہاں رہنے سے مسئلہ ہے تو ایک نارمل سی بات ہے کہ ہمیں مخاطب کرنا چھوڑ دے کسی کو اپنے کھانا دینے سے مسئلہ ہے تو وہ بھی دینا چھوڑ دے میری ماں بہت لذیذ کھانا بناتی ہے مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیوں سردار سائیں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا ویسے بھی قطع تعلق کرنا آپ کا کسی دور میں پسندیدہ مشغلہ رہا ہے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت کڑے لہجے میں بولتی انہیں ایک نئے سرے سے اشتعال میں مبتلا کر گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتے رنم کندھے اچکاتے وہاں سے مڑی اور سعدیہ بیگم کو ایک جانب کرتی ارم کے نزدیک پہنچی۔

"مما چلیے مجھے بہت بھوک لگی ہے اور آج میں آپ کے ہاتھوں سے کھاؤں گی۔"

ارم نے اس کی بات پہ نم نگاہوں سمیت سرعت سے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ آج اتنے عرصے بعد انہیں اپنی رنم واپس ملی تھی جو ان سے طرح طرح کی فرمائشیں کیا کرتی تھی۔ ارم سرعت سے باورچی خانے کی جانب بڑھی تو رنم کرسی کھسکا کر سکون سے اس سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں آج مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"فائنلی دا وار از بیگن۔"

اس کی کاٹ دار سرگوشی پہ اس کے لبوں کے تراش پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔ برشام نے اس کی جانب دیکھتے گہرا سانس بھرا اور خود بھی کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔ رضوانہ نے اس کے بیٹھتے ہی عجلت میں اس کی پلیٹ میں کھانا نکالا تھا۔ رنم نے اس کے بیٹھتے ہی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ سردار سائیں تو اتنی بڑی بات کے ہوتے ہی ایک لمحے کیلیے بھی وہاں نہیں ٹھہرے تھے ویسے بھی انہیں

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ڈیرے پہ پہنچتے آج ایک ضروری فیصلہ کرنا تھا۔ ان کے جاتے ہی رقیہ بیگم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے ایسے مت دیکھیں دادی سائیں۔ میں سب کچھ دیکھ کر آنکھیں بند کرنے والوں میں سے نہیں جو آپ لوگوں نے کی ہوئی ہیں۔"

وہ تلخی سے بولتے ارم کے بنائے ہوئے ناشتے کی جانب متوجہ ہوگئی۔ رنم نے مسکرا کر رضوانہ کی جانب دیکھا تو وہ بمشکل مسکرا دی۔

"پریشان مت ہوں تائی سائیں۔ میں اچھوں کے ساتھ بہت اچھی ہوں اور آپ بہت اچھی ہے۔"

وہ براہ راست برشام کی آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھتے پاٹ دار لہجے میں بولی۔ رضوانہ بیگم اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا دی تھی۔ رنم نے ناگواری سے سر جھٹکتے ارم کے ہاتھ سے کھانا شروع کر دیا۔ سب محبت سے ان ماں بیٹی کے مظاہروں کو دیکھ رہے تھے۔

"میری رنم بدل کیسے گئی ایک ہی رات میں۔"

وہ نم لہجے میں گویا ہوئی۔

"بس رات آپ کے شوہر میرے خواب میں آئے تھے کہ میری بیوی کو بلکل بھی پریشان مت کرو بس پھر بابا کا حکم اس وقت سے سر آنکھوں پہ۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ شریر لہجے میں بولی مگر اس کی خالی خالی آنکھیں اس کے لفظوں کی ترجمانی بلکل نہیں کر رہی تھی۔ اتنے عرصے بعد اس نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا تھا۔ سب کچھ سمیٹنے تک وہ کسی کی ذہر آلود نگاہوں کے حصار میں رہی تھی اور وہ جانتی تھی کہ وہ نگاہیں کس کی ہو سکتی ہیں مگر اسے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا۔ ارم کے ہاتھ سے برتن لیتے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔

"کہاں جا رہی ہو رنم بیٹا۔"

رضوانہ نے اس کا اکھڑا انداز محسوس کرتے نا سمجھی سے استسفار کیا۔

"اپنا کام خود کرنے تائی سائیں۔ میں نہیں چاہتی ہماری یہاں موجودگی کسی کیلیے مصیبت کا باعث بنے۔"

وہ سنجیدگی سے باور کراتے کچن کی جانب بڑھ گئی۔ ارم اس کی بات پہ حیران رہ گئی تھی کہ کیونکہ وہ بہت کم کام کرتی تھی۔ اسے وہ کتنا ٹوکتی تھی کہ کام کرلے مگر وہ ہمیشہ فیصل سے سفارش کراتے ان کی بات کو ٹال دیتی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ وہ فیصل کے جانے کے بعد کمزور پڑ گئی ہے یا پھر مزید مضبوط ہو گئی ہے۔

"رنم آپی یہ کیا کر دیا آپ نے اتنی ہمت کے ساتھ وہ بھی۔"

حورے کے سامنے تو بار بار رنم کے بولنے والا منظر لہرا رہا تھا کس قدر اعتماد سے بول رہی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"تم کیوں پریشان ہو رہی ہو۔"

وہ برتن دھونے میں مصروف زیرِ لب مسکرائی۔ حورے نے مصنوعی ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ابھی بھی پریشان نہیں ہونا چاہیے ہمیں۔ داداسائیں کا چہرہ اتنا اتر گیا تھا۔ آپ نے دیکھا نہیں کیا۔"

نورے نے بے چینی سے انگلیاں چٹخاتے اس کی جانب دیکھا تو رنم اس کی بات پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"بٹ آئی ایم پراؤڈ آف یو رنم آپی۔ یہاں ابھی بہت کچھ ایسا ہے جو آپ کی نگاہوں سے مخفی ہے۔ میرے خیال میں گاؤں کا نیا سردار آپ کو بننا چاہیے۔"

وہ کھنکھتے لہجے میں بولی تو اس کی معصومیت بھری بات پہ وہ بھی ہولے سے ہنس دی تھی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

www.zubinovelszone.com

Digital Bazar Library

WhatsApp ; 0344-4499420

"باباسائیں آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے یہ چہرہ اس قدر سرخ کیوں پڑ رہا ہے۔"

خرم سائیں کی آواز پہ انہوں نے سپاٹ انداز میں نفی میں سر ہلاتے ندیم سائیں کو مخاطب کیا۔

"آپ اس آدمی کو بلائیں کو اپنے کھیت کے معاملے میں ہم سے کوئی بات کرنا چاہتا تھا۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"جی باباسائیں یہ کاغذات تو تھما گیا ہے اس کی عورت کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم نظر ثانی کرلیں اس پہ اس کے بعد یہ آپ پہ منحصر ہوگا کہ آپ نے یہ کھیت کس کے نام کرنے ہیں اور اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ دوسرے کی نسبت آپ کو زیادہ معاوضہ دے گا۔"

ندیم سائیں نے نگاہیں چڑاتے بات مکمل کی کیونکہ اس شخص کی یہ بات انہیں بلکل بھی پسند نہیں آئی تھی مگر وہ باباسائیں کے اگے کچھ بول بھی نہیں سکتے تھے تبھی چہرہ جھکائے بیٹھے رہے۔

"باباسائیں اس سے تو صاف ظاہر ہے اگر معاوضہ ہمیں یہاں سے زیادہ مل رہا ہے تو ہمیں اسی جانب جانا چاہیے۔"

خرم سائیں کو تو وہ ویسے ہی بہت لالچ تھا ان سب چیزوں کو لے کر تبھی بنا کسی تردد کے بولے اس سے پہلے کہ ان کی بات کے جواب میں وہ کچھ بولتے فرزام کی اچانک آمد پہ وہ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے جس کے چہرے پہ تکلیف کے اثرات دیکھتے وہ چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"داداسائیں کافی حد تک میں نے نئے ملازموں کو ہدایت کر دی ہے مگر اسی دوران کھیتوں میں گھومتے یہ پاؤں پہ خراشیں آگئی ہے اب مزید مجھ میں سکت نہیں ہے اسی لیے میں اس آدمی کے ساتھ حویلی جارہا ہوں۔اب ڈیری فارم پہ بابا سائیں چکر لگالیں گے ناجانے کیوں مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے وہاں پہ بھینسوں کی مقدار گھٹی ہوئی ہے۔"

وہ پاؤں میں اٹھتی ٹیسوں کو برداشت کرتے دھیمے لہجے میں بولا۔انہوں نے بھی اسے گھر جانے کی اجازت دی تھی۔ان کی اجازت پہ فرزام وہاں کام کرتے ایک ملازم کے ٹریکٹر پہ بیٹھتا حویلی کی جانب چلا آیا۔پہلے تو اس نے سعدیہ کے کمرے میں جانے کا سوچا تاکہ مرہم لگوالے مگر پھر ان کی باتیں یاد کر وہ جھرجھری لے اٹھا اسی بدولت وہاں جانے کا ارادہ ترک کرتے وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔نورے جو صحن سے کپڑے اتارتے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی فرزام کی پشت دیکھ ہولے سے مسکرائی تھی۔چہرے پہ خود بخود گلال بکھر گیا۔اس نے سرعت سے کپڑوں کو ملازمہ کو تھمایا تاکہ وہ استری کرلے اور خود باورچی خانے کی جانب بڑھتے پانی کا گلاس بھرتے ڈوپٹہ ڈھنگ سے سر پہ جمایا اور خود میں ہمت متجمع کرتے اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔صد شکر تھا کہ کسی نے دیکھا نہیں تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

اس نے اس کے کمرے کے عین باہر پہنچتے ہولے سے دروازہ کھٹکھٹایا اگلے ہی لمحے اندر آنے کی اجازت اسے مل گئی تھی۔ فرزام جو اپنا پائنچہ اوپر کیے زخم کا معائنہ کر رہا تھا اس کی آمد پہ ساکت رہ گیا۔ اس نے بے یقینی سے نورے کی جانب دیکھا جس میں ناجانے کہاں سے اتنی ہمت آگئی تھی کہ اس کے کمرے تک چلی آئی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔"

وہ سرعت سے اپنا پائنچہ نیچے کرتے ہوئے سرد لہجے میں گویا ہوا مگر اس وقت تک نورے کی نگاہ اس کے زخم پہ پڑ چکی تھی تبھی آنکھوں میں تکلیف کا احساس سا ابھرا۔

"میں آپ کیلیے پانی لائی تھی۔"

اس نے دھیمے لہجے میں بولتے گلاس میز پہ رکھا۔ فرزام نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کا دھیان ابھی بھی اس کے زخم کی جانب ہی تھا۔

"نورے یہاں سے جاؤ اگر کسی نے دیکھ لیا تو تمہارے حق میں بہتر نہیں ہو گا۔"

وہ بیچارگی سے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

"مگر آپ کی ٹانگ میں چوٹ لگی ہے دیکھیں خون بھی نکل رہا ہے آپ اس پہ مرہم لگالیں یا میں لگا دیتی ہوں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بھرائے لہجے میں بولتی خود ہی آگے بڑھی۔ فرزام نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب تمام شرم بالائے طاق رکھتے اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔ کبھی جو ذرا سے زخم پہ گھبرا جاتی تھی آج اس کا زخم دیکھ پریشانی سے مرہم لگانے کی خاطر اسی کی جانب آرہی تھی۔ سے شدت سے احساس ہوا تھا کہ بہت کچھ غلط ہو گیا تھا۔ اسے محبت کے جال میں پھنساتے وقت وہ یہ بات فراموش کر گیا تھا کہ ابھی اس کا ذہن کچا تھا اسے جس جانب لے کر جانا تھا اس نے سکون سے اسی جانب چل پڑنا تھا اب اس کا نتیجہ فرزام کے سامنے تھا کیونکہ نورے نا جانے کس حد تک اس کی دیوانی ہو چکی تھی۔ اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

"نورے تمہیں خدا کا واسطہ ہے جاؤ ورنہ میں دھکے دے کر نکالوں گا کیونکہ اپنی جان کی دشمن بنی ہوئی ہو۔"

فلحال اسے خود سے زیادہ اس کی فکر تھی کیونکہ اگر کوئی اسے اس کے کمرے میں دیکھ لیتا تو یہاں پہ قیامت کھڑی ہو جاتی اور پھر نا جانے کس کس نے اس کی لپیٹ میں آنا تھا تبھی کمرے سے باہر دائیں بائیں نگاہیں گھماتا پریشانی سے بولا۔

"آپ کو تکلیف ہو رہی ہو گی فرزام سائیں۔ آپ بیٹھ جائیں پلیز۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کا ہاتھ تھام کر منت کرنے والے انداز میں روتے ہوئے بولی۔ اپنی تکلیف پہ اس کی آنکھوں میں آنسو اسے اندر تک سن کرتے ٹھٹھرا گئے تھے۔ اس نے خالی خالی نگاہوں سے اسے تکتے نرمی سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کراتے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ بھرتے آنسو پونچھے۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں نورے بس ذرا سا چوٹ ہے میں مرہم لگا لیتا ہوں تم جاؤ۔"

وہ اس کے گال تھپتھپاتے پچکارنے والے انداز میں گویا ہوا۔ گھبراہٹ اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ اس کی بات پہ نورے نے آنسو سختی سے رگڑتے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے مگر جاتے جاتے بھی وہ مڑ کر ایک بار پھر اسے دیکھنا نہیں بھولی تھی۔ اس کے لبوں پہ کھلی شفاف مسکراہٹ دیکھ فرزام کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے بے ساختہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے گہرا سانس بھرا۔ ورنہ وہ لڑکی کو پاگل ہوتے تمام حدیں پھلانگنے کو تھی۔

"اماں سائیں یہ آپ نے مجھ سے کیا کروا دیا مجھے اب خود ہی اس سے پیچھے ہٹنا ہو گا ورنہ نا جانے کیا ہو گا۔"

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے اس کے لائے ہوئے پانی کو گلاس کو تھام کر لبوں سے لگا گیا۔

---

www.zubinovelszone.com
Digital BAK Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اپنے موبائل کو ہاتھوں میں گھماتی گنگناتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تو ارم کو اپنا منتظر پایا تھا۔اس نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا تو وہ جواب میں مسکرا بھی نا پائی۔رنم کے مسکراتے لب بھی فوراً سے پہلے سمٹے تھے۔

"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔"

وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔ارم ہنوز سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں ہی سمجھانا چاہ رہی ہو۔

"کیا تھا باہر یہ سب رنم۔کیا تھا یہ کیوں کر رہی ہو یہ سب۔میں نے وہ سب کچھ اس لیے آپ کو نہیں بتایا۔"

وہ فیصل کے جانے کے بعد پہلی بار اس پہ غصہ ہوئی تھی جس کا واضح اظہار انہوں نے کر بھی دیا۔

"ناما کام ڈاؤن پریشان مت ہو میں اس بات کی بدولت یہ سب نہیں کر کے آئی آپ جانتی ہیں میرا غص صرف اس وجہ سے بڑھا ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کی ذات کو نشانہ بناتی ہیں۔"

وہ انہیں اپنے حصار میں لیتی انہیں نرمی سے قائل کرنے لگی۔

"تم مت کرو سعد یہ کچھ بھی کر جائے گی رنم وہ لحاظ نہیں کرے گی میرا اس سے مسئلہ ہے مجھے وہ جو بول رہی ہے بولنے دو تم مت اس سے الجھو۔"

www.zubiabooks zone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے بے بسی سے گویا ہوئی۔

رنم نے حیرت سے ان کی تکلیف کو دل پہ محسوس کیا تھا۔

"میں کیوں بولنے دوں ماما انہیں کیا کبھی بابا نے آپ کو تنہا کیا ہے نہیں نا کبھی نہیں کیا تو میں بھی نہیں کروں گی کیونکہ میں اپنے بابا کا پرتو ہوں۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتی انہیں خاموش کروا گئی۔

"تم اپنے بابا کا پرتو ہو تو تمہارے بابا نے کبھی بھی ایسے کسی سے بدلحاظی نہیں کی رنم۔"

وہ نرمی سے اس تک اپنی بات پہنچانا چاہتی تھی۔

"نہیں مما نہیں آپ غلط بول رہی ہیں میں بدلحاظی نہیں کر رہی میں انہیں بس یہ جتا رہی ہوں کہ وہ جو کرنا چاہ رہے ہیں وہ غلط ہے نرمی سے وہ مانتے نہیں پھر ایسے ہی بولا جاتا ہے اور آپ میری یہ بات لکھ کر رکھ لیں انہوں نے بہت سو کے ساتھ ناانصافی کی ہوئی ہے اور میں بس اتنا جانتی ہوں کہ بابا مجرموں کو ان کے اصل ٹھکانے تک پہنچانے میں دیری نہیں کرتے تھے۔ یہ روایات ان کی بنائی ہوئی ہے اسلام میں تو اس کا کوئی عمل دخل نہیں نا۔ اللہ پاک نے مردوں اور عورتوں کو ایک سا بنایا ہے مگر یہاں عورتوں کو کچھ نہیں سمجھا جاتا مما۔ شہر کی ضرور ہوں ماما مگر اسلام کے متعلق سب کچھ نا سہی تھوڑا کچھ جانتی ہوں جو یہ لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ شاید میں شہر کی ہوں تو لازماً غلط کاموں میں ملوث ہونگی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ آنکھوں میں نمی لیے مضبوط لہجے میں بولتی اسے سن کر گئی۔ رنم نے ڈوبتے دل کے ساتھ اسے سینے میں بھینچا تھا۔ اس کی باتیں اس کا لہجہ سراسر فیصل کی طرح سپاٹ تھا وہ بھی تو حق کے لیے ایسے ہی مضبوطی سے ڈٹ جایا کرتے تھے۔

"چلیں اب آپ پریشان مت ہوں میں اپنی حدیں اچھے سے جانتی ہوں رونا آپ نے بلکل نہیں ہے میں آپ کو کہہ رہی ہوں ٹھیک ہے میں کوئی بھی ایسا کام یا بات نہیں کروں گی جو آپ کو ناگوار گزرے۔ بس چند ایک کو سبق سکھا کر راہِ راست پہ لانا چاہتی ہوں مگر اگر وہ پھر بھی نا آئے تو پھر آپ جانتی ہیں کہ کیا ہو گا۔"

وہ بے نیازی سے بولتے الماری کے پٹ کھولتے وہاں سے اپنا لیپ ٹاپ نکالنے لگی۔ ارم کا دل بے ساختہ سکڑ کر پھیلا تھا۔ وہ لیپ ٹاپ والا بیگ لیتے ان کے نزدیک آئی۔

"کہاں جا رہی ہو تم۔"

وہ ناسمجھی سے اسے بالوں کو سنوارتا دیکھ کر بولی۔

"نہیں کہیں نہیں بس حورے اور نورے کے کمرے میں جا رہی ہوں دراصل انہیں کچھ تصاویر دکھانی ہیں۔ ساتھ ہی کچھ وقت بھی ان کے ساتھ گزار لوں گی۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ متانت سے بولتے ایک نظر مسکرا کر ان کی جانب دیکھتے ہوئے کمرے کا دروازہ کھولتے اس سے پہلے باہر کی جانب بڑھتی ارم کی آواز نے اسے مسکرانے پہ مجبور کر دیا۔

"کسی سے الجھنا مت خدارا۔"

وہ تھک ہار کر بولی تو وہ نفی میں سر ہلاتے ہنستے ہوئے کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔راہداری سے گزرتے اس کی نگاہ ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی تھی جہاں رقیہ بیگم فیصل کو تصویر کو سینے میں بھینچے باہر دالان میں بیٹھی رو رہی تھی۔رنم کے مسکراتے لب اس کی منظر کو دیکھتے سرعت سے سمٹے دل میں درد کا احساس جاگا تھا۔وہ فلحال نورے اور حورے کے کمرے میں جانے کا ارادہ ترک کرتے ان کی جانب بڑھ گئی۔

"کیا ہو رہا ہے دادی۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتی ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھال گئی۔رقیہ بیگم نے سرعت سے آنسو پونچھے تھے۔

"نہیں کچھ نہیں۔"

وہ بمشکل مسکراتے لہجے میں بولی۔رنم نے ہولے سے ان کے جھریوں زدہ چہرے پہ گرتے آنسوؤں کو پونچھا تھا۔وہ مزید اپنے آنسو پہ قابو نا رکھ پائی تبھی اسے سینے سے لگائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"تو مت بولا کر ان کے سامنے مت بولا کر رنم وہ بہت سنگدل ہیں وہ تجھے بھی نکال باہر کریں گے اپنی زندگی سے جیسے میرے فیصل کو کر دیا اور اب جب اس کے ساتھ زندگی کے پل بیتانے کی باری آئی تو دیکھ وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔ میں اپنے فیصل کی آخری نشانی کو نہیں کھونا چاہتی۔ زندگی کے اتنے سال میں نے بھی ہر طرح سے انہیں سمجھا کر دیکھ لیا مگر وہ صدا کے کٹھور ہیں۔ میں تجھے نہیں کھونا چاہتی۔"

وہ ہنوز روتے ہوئے تکلیف سے بولی۔ رنم کو ان کے آنسو اپنے دل پہ گرتے محسوس ہو رہے تھے۔ کتنا غلط کیا تھا ایک ماں کو اپنی ہی اولاد سے. دور کر کے انہوں نے اور آخر میں ہلکی پھلکی معافی مانگ کر کیا سب ٹھیک ہو جاتا تھا۔ غصے کا ابال ایک نئے سرے سے اس کے وجود میں امنڈ گیا تھا۔ وہ ان کے سینے سے سر اٹھاتے گہرا سانس بھرتے ان کے دونوں ہاتھوں کو تھام گئی

" یہاں دیکھیں دادی میری ایک بات آپ ہمیشہ یاد رکھیں آج سے ہم بابا کو یاد کر کے کبھی نہیں روئیں گے بلکہ ان کی اچھی باتیں یاد کر کے بس مسکرائیے گے ورنہ انہیں تکلیف ہو گی اور رہی بات میری کہی جانے کی تو میں ایک جگہ جب قدم جما لیتی ہوں تو پھر کسی کی باتوں پہ کان نہیں دھرتی۔ میں یہاں سے کہی نہیں جاؤں گی جب تک ان سے تمام سوالات کے جوابات نا لے لوں۔ میں خاموش رہنے والوں میں سے بلکل نہیں ہوں۔ میں آپ کو چھوڑ کر کہی نہیں جاؤں گی اور فرض کریں کہی جانا پڑا ابھی تو میں آپ کو بھی ساتھ لے جاؤں گی۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ محبت سے ان کے دونوں ہاتھ چومتے ہوئے بولی۔ رقیہ بیگم اس کی بات پہ نم نگاہوں سمیت ہنس دی تھی۔

"بلکل میرے فیصل کا عکس ہے تو۔"

وہ بھاری لہجے میں بولی۔ رنم ان کی بات پہ دلکشی سے مسکرائی تھی اس کی زندگی کا سب سے خوبصورت کمپلیمنٹ جو یہی تھا جسے سن کر اس کا سیروں خون بڑھ جاتا تھا۔

"فیصل کا عکس ہوں نا دادی تو یقین کریں ان کے جیسی بن کر بھی دکھاؤں گی کیونکہ میں فیصل بلوچ کی وہ بیٹی ہوں جن پہ انہوں نے اپنی بے لوث محبت لٹائی ہے میں کہتی ہوں کہ ہر لڑکی کو باپ کے روپ میں شوہر کے روپ میں اور حتی کہ بھائی کے روپ میں ویسا ہی شخص ہی ملنا چاہیے۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولتے انہیں ہنسنے پہ مجبور ہو گئی۔

"تو کیا خیال ہے پھر رنم کیلیے فیصل جیسا ہی کوئی شوہر تلاش کریں اماں سائیں۔ اگر کوئی فیصل جیسا ملا تو ہم اسے رنم کو دکھا دیں گے۔"

رضوانہ بیگم جو پلر کے پار کھڑی ان کی باتوں پہ دل مضبوط کر کے کھڑی تھی دکھ کے بادل چھٹتے دیکھ خود بھی خوشگواری سے بولتے ان کے نزدیک آئی۔ رنم ان کی بات پہ مسکراہٹ دبا گئی۔

www.zubinovelszone.com
Digital BA Library
WhatsApp : 0344-4499420

"تائیں سائیں اگر کوئی میرے بابا جیسا ہوتا تو یقین کریں میرے سے پوچھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے میں دیکھے بغیر اس کیلیے رضامندی ظاہر کر دوں گی۔ مگر ابھی ان باتوں کو یہی چھوڑیں میں حورے اور نورے کے پاس جارہی تھی آپ نے مجھے یہی باتوں میں الجھالیا ہے۔"

وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ دونوں اس کی صورت دیکھتے ہنس دی جواب تیز تیز قدموں سے ان کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی رضوانہ نے سکون سے ان کے ساتھ جگہ سنبھالی جو پر سوچ نگاہوں سے انہی کی جانب متوجہ تھی۔

"کیا آپ بھی وہی سوچ رہی ہیں اماں سائیں جو میں سوچ رہی ہوں۔"

وہ شرارت بھرے لہجے میں بولی تو وہ بھی ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔ ان دونوں کو تو ویسے بھی وہ بہت پیاری تھی اگر ان کے سوچ کے مطابق وہ ہو جاتا تو انہیں مزید پیاری ہو جاتی۔

"اتنی دیر کر دی رنم آپی میں نا جانے کب سے انتظار کر رہی تھی۔ اکیلے بیٹھے بیٹھے بور ہو گئی تھی میں۔"

حورے منہ بسورتے ہوئے بولی تو رنم نے حیرت سے اس کے نزدیک بیٹھی نورے کو دیکھا مطلب اس کے ہوتے ہوئے بھی وہ اکیلی تھی۔

"کیا مطلب اتنا بڑا جیتا جاگتا وجود تمہارے سامنے ہیں پھر بھی تم تنہا ہو حیرت کی بات ہے ویسے۔"

وہ ناسمجھی سے ہنستے لیپ ٹاپ آن کرنے لگی۔ حورے بھی اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420
www.zubiinovelszone.com
Digital BKS Library

"ہاں نا آپی آپ کو کیا علم اتنے دن ہو گئے اس لڑکی کے تیور ہی نہیں مل رہے بیٹھے بیٹھے کھو جاتی ہے میں باتیں کرتی رہ جاتی ہوں اور پھر بعد میں محترمہ سے پوچھوں تو وہ کہتی ہے کہ تم کیا بولی میں نے سنا نہیں عجیب۔"

وہ ناراضگی کا بھرپور اظہار کر رہی تھی۔ رنم نے حیرت سے اسے ٹھوکا مارتے اپنی جانب متوجہ کیا تو وہ ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔

"آپی آپ کب آئی یہاں۔"

وہ بالوں کو توڑ مڑور کر جوڑا بناتے حیرت سے بولی تو حورے نے کندھے اچکائے تھے گویا کہنا چاہ رہی ہو کہ میں نے تو کہا تھا۔

"جب آپ کھوئی ہوئی تھی محترمہ میں اس وقت آئی ہوں۔ خیر آؤ میں تم لوگوں کو تصاویر دکھاؤں۔"

وہ سر جھٹکتے لیپ ٹاپ سے اپنا یونیورسٹی والا فولڈر کھولتے انہیں سب کہ تصاویر دکھانے لگی وہ جوش سے چمکتی آنکھوں سمیت اس کے لیپ ٹاپ پہ نظر آتے چہروں کو دیکھ رہی تھی اس سے زیادہ اشتیاق تو انہیں اتنی بڑی یونیورسٹی کو دیکھ کر ہو رہا تھا۔

"آپی ہائے اللہ یہ کیا اتنی بڑی ہوتی ہے۔ کتنی خوبصورت ہے۔ آپ یہاں پہ پڑھتی رہی ہیں کیا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

اس طرح کے سوالات پہ رنم نے اداسی سے ان کی جانب دیکھا جن کے لہجے میں ایک حسرت سی بول رہی تھی۔

"آپی شہر کتنے خوبصورت ہوتے ہیں نا ہم تو کبھی بھی نہیں دیکھا شہر کو جہاں تھے وہی پلے بڑھے ہیں یہاں بھی سب بہت اچھا ہے مگر نئی چیزیں دیکھنے کا کتنا شوق ہوتا ہے نا۔"

نورے آس بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔ رنم نے اثبات میں سر ہلاتے لیپ ٹاپ کو بند کر دیا تاکہ وہ خود میں کسی قسم کی کمی محسوس نا کرے۔

"تو آپ لوگ کیوں نہیں گئے یونیورسٹی کیونکہ جہاں تک میں جانتی ہوں آپ لوگوں کے بر شام لالہ مسقط میں اور فرزام کراچی کی یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی اگر وہ لوگ پڑھ سکتے تھے تو یہ دونوں کیوں نہیں۔ حورے اس کی بات پہ سر پیٹتی اپنی جگہ سے اٹھی اور کولر میں سے گلاس میں پانی ڈالنے لگی۔

"آپ جانتی ہیں آپی یہاں ہمیشہ سے مردوں کو عورتوں پہ فوقیت دی جاتی ہے۔ تو پھر ہمارے جانے کا کوئی جواز ہی نہیں تھا اسی لیے ہم نے بھی شروع سے کبھی ضد نہیں کی خیر آپ یہ سب چھوڑیں اب ہم آپ کو البمز دکھاتے ہیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ بے نیازی سے بولتی الماری کی جانب بڑھی تھی۔اس کے لہجے میں بولتا دکھ اسے اندر تک ہلا کر رکھ گیا۔کیا تھی یہ حویلی ان کا آشیانہ یا پھر قید خانہ جہاں انہیں اپنی مرضی سے جینے کے اختیارات ہی حاصل نہیں تھے۔وہ بس سوچ کر رہ گئی۔اب وہ دونوں پورے جوش سے البم کھولے اسے بچپن کی تصاویر دکھا رہی تھی مگر رنم کا دماغ سوچوں میں دھاگوں میں بری طرح الجھا ہوا تھا جس سے وہ چاہ کر بھی خود کو چھڑا نہیں پا رہی تھی۔

"ارے اماں سائیں آپ۔"

برشام جو نا جانے کونسی فائل ہاتھ میں تھامے اسے پڑھنے میں مگن تھا اندر آتی رضوانہ بیگم کو دیکھتے وہی ٹھٹھکتے فائل ایک جانب رکھی اور ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"جی میں بیٹا جی اگر کسی کام میں مصروف ہو تو میں پھر آجاؤں گی۔"

وہ محبت سے گویا ہوئی جواباً اس نے نفی میں سر ہلاتے انہیں اپنے ساتھ ہی بٹھایا تھا۔

"آپ جانتی ہیں کہ میں اپنوں کیلیے کبھی مصروف نہیں ہوتا اور آپ سے بڑھ کر میرے لیے کوئی ہے کیا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BARs Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ان کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔ انہوں نے اور رقیہ بیگم نے خود تو سوچ لیا تھا سب کچھ مگر اب اس سے بات کیسے کرتی یہی سوچ انہیں پریشان کر رہی تھی۔

"کیا کر رہے تھے آپ۔"

وہ نگاہیں کمرے میں دوڑاتے ہوئے بولی صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کوئی بھی بات کرنے سے قبل گھبرا رہی ہیں۔

"اماں سائیں بات کریں آپ جو کرنے آئی ہیں گھمائیں مت بات کو۔"

وہ سرزنشی لہجے میں بولا تو وہ خجل سی ہو گئی۔

"نہیں بس وہ میں چاہ رہی تھی کہ۔"

"تو چپ کر جامیں آپے گل کر لینی آ اپنے پتر نال۔ میر اپتر مینوں کدی انکار نئی کر سکدا۔"

(تو چپ کر جا میں خود ہی اپنے بیٹے سے بات کر لیتی ہوں میرا بیٹا مجھے کبھی انکار نہیں کر سکتا۔)

ان کی بات کے درمیان بروقت رقیہ بیگم اندر داخل ہوتے خوشامدی لہجے میں بولی۔ برشام نے مشکوک نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا جن کے تیور کچھ بدلے بدلے سے لگ رہے تھے۔

"آپ کھل کر بات کریں کیا کہنا چاہتی ہیں لیڈیز۔ یہ گھمائی پھرائی بات مجھے سمجھ نہیں آتی۔"

وہ سنجیدگی سے ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ایتھے ویکھ تو۔ میری گل سن۔"

(ادھر دیکھ تو میری بات سن)

وہ اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتے ہوئے بولی۔

"جی جی میں سن رہا ہوں مگر آپ لوگ نہیں بول رہے مجھے نا جانے کیوں آپ کے ارادے نیک نہیں لگ رہے۔"

وہ شکی نگاہوں سے انہیں گھورتے ہوئے بولا۔

"ہاں وہ دراصل برشام ہم چاہتے ہیں کہ اب آپ کی شادی کر دیں۔"

رضوانہ بیگم کی بات پہ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے حیرت سے لب واں کیے انکی جانب دیکھا۔

"بس اینی جئی گل سی۔"

(بس اتنی سی بات تھی)

رقیہ بیگم رضوانہ کو لتاڑتے ہوئے گویا ہوئی۔ برشام کا رخ اب کی ان کی جانب تھا۔

"یہ اتنی سی بات ہے دادی سائیں۔ شادی اتنی بڑی بات ہے اتنی بڑی کمٹمنٹ ہے ہاؤ کڈ یو سے دس ٹو می۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گراتا ہوا بولا۔ یہ دو عرتیں مکمل طور پہ اسے اپنے جھانسے میں لیے بیٹھی تھی۔

"ہے اے کی ہوندا۔ مینوں معاف کر تیری ماں نے مینوں انگریزی دیا کلاساں نہیں دتیاں سدھی طرح گل کر۔"

(ہے یہ کیا ہوتا ہے۔ مجھے معاف کر دے تیری ماں نے مجھے انگریزی کی کلاسیں نہیں دی سیدھی طرح بات کر۔)

وہ اس کی بات کا مطلب اخذ کیے بغیر چڑ کر بولتی ان دونوں کو مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ میرا ابھی شادی کا بلکل ارادہ نہیں ہے دادی سائیں۔ میں نے ابھی واپس بھی لوٹنا ہے اپنے کام پہ۔ میں یہاں ہمیشہ کیلیے تھوڑی ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔ ان دونوں نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں تو اس میں کیا ہے ہم تمہاری شادی کر دیتے ہیں پھر تم چلے جانا اکیلے ہماری بہو یہی رہ لے گی ہمارے پاس۔"

رضوانہ بیگم حتمی لہجہ اپناتے ہوئے بولی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"نہیں یہی تو ٹھیک نہیں ہے اماں سائیں میں کیسے کسی لڑکی کو اس گھر میں اپنے نام سے لے کر آؤ پھر میں ہی اسے چھوڑ کر چلا جاؤں۔"

وہ تفکر سے پیشانی مسلتے ہوئے بولا۔

"میری گل سن میرے مرن توپہلا مینوں میری نوو کھادے۔"

(میری بات سن میرے مرنے سے پہلے مجھے میری بہو دکھا دے۔)

انہوں نے اب کی بار ہمیشہ والا حربہ آزمایا۔ جواباً وہ انہیں گھور کر رہ گیا مگر وہ جانتا تھا کہ اس کا مثبت جواب سنے بغیر وہ یہاں سے بلکل نہیں ہلے گی۔

"اچھا آپ لوگوں کو جو کرنا ہے کریں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے مگر وہ جو بھی لڑکی ہو بس مجھے سمجھتی ہو مجھے مزید کسی بھی چیز کی طلب نہیں ہے۔"

وہ ہموار لہجے میں بولتے ان کے درمیان سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جواب پہ ان دونوں کی باچھیں کھل گئی۔ چہرہ باقاعدہ چمکنے لگا تھا۔ انہوں نے بے ساختہ اس کی پیشانی چوم ڈالی۔

"میں بنا کوئی دیری کیے جلد ہی یہ کام سرانجام دیتی ہوں حویلی میں بھی سب کو اطلاع دینی ہو گی۔"

رضوانہ بیگم اتاولی ہوتے ہنس دی۔ برشام نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا۔

"ایک منٹ آپ تو ایسے تیار ہیں جیسے لڑکی پسند کر کے بیٹھی ہو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ عجیب سے لہجے میں بولتے زیرک نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔اس کی بات پہ رقیہ بیگم ہنس دی۔

" بلکل سہی پہچانیا اے میرا پتر۔میں تے اپنی پوتی نو ہی تیری ووٹی بناواں گی۔اس حویلی کی نئ نویلی کواڑ۔"

(بلکل صحیح پہچانا ہے میرا بیٹا۔میں تو اپنی پوتی کو ہی تیری بیوی بناؤں گی اس حویلی کی نئ نویلی بہو۔)

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اس کے اعصابوں پہ بم گرا چکی تھی۔برشام نے سست پڑتے دل سمیت ان کی جانب دیکھا کیونکہ جہاں تک اس کا اندازہ جارہا تھا وہ اس کا دل دہلا دینے کو کافی تھا۔وہ اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

"کون سی پوتی کی بات ہورہی ہے یہاں۔"

وہ کینہ توز نگاہوں سے انہیں دیکھتے چبھتے لہجے میں گویا ہوا۔دراصل وہ ہٹا کٹا مضبوط نوجوان بھی آنے والے وقتوں سے سہم گیا تھا۔

" تین ہی تو پوتیاں ہے اماں سائیں کی دو اس میں سے تمہاری بہنیں ہیں باقی بچی ایک تو پھر ہم اسی کے بارے میں بات کررہے ہوئے نا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

رضوانہ بیگم اس کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے بولی جو ناجانے کن سوچوں میں غلطاں ان سے یوں بیوقوفانہ سوال کر رہا تھا۔

"کیا یہاں رنم بلوچ کی بات ہو رہی ہے۔"

وہ سنجیدگی سے مخاطب ہوا۔لہجے میں ایک تنبیہہ تھی۔وہ دونوں اس کے بگڑے تاثرات دیکھ گھبرا گئی۔

"نئ سنم بلوچ دی گل ہوندی پئی اے۔"

رقیہ بیگم تڑخ کر بولی۔برشام ان کی بات پہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔

"دادی سائیں میں سنجیدہ ہوں۔آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں آپ جانتی ہیں اس کی ناک کس قدر اونچائی کو چھوتی ہے۔نک چڑھی ہیں وہ ایک نمبر کی۔"

وہ کاٹ دار لہجے میں گویا ہوا۔اس کے ساتھ شادی کرنے سے بہتر وہ خودکشی کر لیتا۔

"نئ بندے دی ہن جیوے دی شکل ہووے اودے ورگی ہی فیر ملدی اے مگر تینوں سنم بلوچ تو وی سوہنی ملدی پئی اے مگر تیرے نکھرے ختم نہیں ہوندے۔ناک لمبی وی ہیگی اے تے کی ہویا ناز نکھرے چکنا تیرے تے فرض ہے میری گل سن لے شادی تو بعد مینوں کوئی شکایت نہیں ملنی چائیدی اودے کولو۔"

WhatsApp : 0344-4499420

اب بندے کی جیسی شکل ہوتی ہے ویسی ہی ملتی ہے مگر تجھے سنم بلوچ سے بھی حسین مل رہی ہے اور) تیرے نکھرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔اگر اس کی ناک لمبی بھی ہے تو کیا ہوا اس کے ناز نکھرے اٹھانا تجھ پہ فرض ہے۔میری بات سن لے شادی کے بعد مجھے اس سے کسی قسم کی شکایت نہیں ملنی چاہیے۔(

وہ ناگواری سے بولتے سر جھٹک گئی۔برشام ان کی سوچ پہ عش عش کر اٹھا اور پریشانی سے پیشانی مسلی۔

"ہاں نا اماں سائیں میں بھی یہی کہنے والی تھی۔اتنی پیاری اتنی سمجھدار۔"

رضوانہ بیگم نے زور و شور سے ان کی تائید کی تو وہ تفاخر سے مسکرا دی۔برشام نے خشمگین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"اماں آپ میری اماں ہیں یا اس کی۔"

وہ ٹھیک ٹھاک جھنجھلا گیا بار بار اس کے حسن کے قصیدے پڑھتے دیکھ وہ اچھا بھلا میچور انسان جل بھن کر رہ گیا تھا۔

"اماں تو میں آپکی ہی ہوں بیٹا جی مگر وہ بھی مجھے کم عزیز نہیں ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ جتانے والے لہجے میں بولی تاکہ وہ آئندہ سے اس کے خلاف کوئی بات نا کرے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کے خلاف کچھ نہیں سن سکتی۔

"اماں سائیں وہ کبھی نہیں مانے گی کیونکہ میرے اور ان کی رنگت میں نمایاں فرق ہے اور میں بھی ان سے شادی نہیں کروں گا بس بات ختم۔"

وہ سنجیدگی سے ان کی بات کو رفع دفع کرتے ہوئے بولا۔ رقیہ بیگم ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھتے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"کی ہویا تیری رنگت نو پتر۔ کج نہیں کہندی او تیری رنگت دے بارے وچ نو کہ کے وکھائے ذرا پھر ویکھی میں کی کرنی آ۔"

) کیا ہوا تیری رنگت کو۔ کچھ نہیں بولتی وہ تیری رنگت کے بارے میں کہہ کر تو دکھائے پھر دیکھی میں کیا کرتی ہوں۔(

وہ اب کی بار برشام کی طرفداری کرنے کی خاطر میدان میں کود آئی۔ وہ ان کی دوطرفہ حرکت پہ اس وقت کو کوس کر رہ گیا جب وہ دونوں اس کے کمرے میں آئی تھی۔ رضوانہ بیگم نے اس بار بھی زور و شور سے متفقانہ انداز میں ان کی تائید کی تھی۔ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"اماں سائیں میری بات سنیں آپ دونوں۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میری رنگت کیا ہے کون اس کے بارے میں کیا بول رہا ہے۔ مگر وہ میرے مطلب کی لڑکی نہیں ہے۔ نا ان میں کوئی کمی ہے اور نا میرے میں بس ہم دونوں کا کوئی میل نہیں ہے دادی سائیں۔ میری بات کو سمجھیں۔ زبردستی شادی کر کے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ میں نے کافی بار نرمی سے ان سے بات کرنے کی کوشش کی ہے مگر انہوں نے ہمیشہ میری نرمی کا ناجائز فائدہ ہی اٹھایا ہے۔"

وہ کسی بھی صورت انہیں قائل کرنا چاہتا تھا مگر وہ دونوں بھی اس کی دادی اور ماں تھے کیسے مان جاتی۔

"زبردستی شادی کیا ہوتی ہے میری شادی بھی ایسے ہی ہوئی تھی کیا مجھے کبھی تمہارے بابا سائیں سے کوئی شکایت ہوئی نہیں نا۔ شادی کے بعد خود بخود محبت پروان چڑھ جاتی ہے ایک جوڑے میں۔"

وہ اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے مسکرادی مگر جواب میں وہ مسکرا بھی نا سکا۔ چہرے کے تاثرات بگڑتے ہی چلے جا رہے تھے۔ وہ بخوبی ان کی چال سمجھ رہا تھا کہ وہ جانتی تھی کہ برشام کبھی بھی ان دونوں کو انکار نہیں کر سکتا واضح لفظوں میں تبھی مل جل کر یہاں آئی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے نا جانے کب کی وہاں سے جا چکی تھی مگر برشام کی حالت نہایت تشویشناک ہو چکی تھی۔ اس نے گہرہ سانس بھرتے ان کی باتوں کو ذہن سے جھٹکتے دوبارہ اپنا دھیان اس فائل کی جانب مبذول کرایا تھا کیونکہ پندرہ دن بعد اسے دوبارہ مسقط کیلیے روانہ ہونا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"میں یہ شادی کبھی نہیں کروں گا اور ویسے بھی رنم خود ہی انکار کر دیں گی پھر مجھے کچھ نہیں کرنا پڑے گا۔"

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے دوبارہ اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"تم کیوں بوکھلائی پھر رہی ہو محترمہ۔"

رات کے کھانے کے بعد بھی اسے ہنوز پریشان دیکھ حورے نے ٹھوکا مارتے استسفار کیا جواباً اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"نہیں کچھ نہیں بس ایسے ہی۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔"

وہ اسے تسلی دیتے ناسمجھی سے گویا ہوئی کیونکہ وہ کبھی کبھی رات کے وقت صحن میں آیا کرتی تھی مگر حورے سے جب بھی اس نے اپنے ساتھ چلنے کا کہا تھا اس نے ہمیشہ انکار ہی کیا تھا۔ حورے نے بے ساختہ گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"ایسے ہی سوچا میں بھی دیکھوں کہ یہاں بیٹھنے سے کس قدر سکون ملتا ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتی اس کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ نورے نے بھی مدھم سی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"تو دیکھو پھر محسوس کرو کہ کتنا سکون ہے یہاں ٹھنڈی تازہ ہوا ہمارے اعصابوں پہ پڑتے سکون دیتی ہے ان پھولوں کی مہک ہماری روح کو معطر کرتی ہے۔ ایک فرحت بخش احساس ہوتا ہے یہاں بیٹھ کر اس چاند کو دیکھ کر۔ مجھے تو بہت سکون ملتا ہے تم بھی آج محسوس کرو اسے۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔ چاند کی روشنی سے دمکتا اس کا سانولا چہرہ ایک عجیب سے احساس سے روشناس تھا۔ وہ دنگ رہ گئی۔

"نورے تم کبھی بھی ایسی تو نہیں تھی اتنی عجیب باتیں کرنے والی تم اچانک اتنی بڑی کیسے ہوگئی۔"

اس کی حیرت انگیز بات پہ ہولے سے مسکرائی تھی۔

"بس ایسے زندگی کی خوبصورتی کا احساس مجھے اب ہو رہا ہے۔ میں اب سوچ رہی ہوں کہ ہمیں ان احساسات کے ساتھ جینا چاہیے سب کچھ اچھا لگتا ہے۔"

وہ محبت سے بولی۔ چہرے میں سرخیاں سی گھلی تھی۔ حورے کو آج اس لمحے سے خوف سا محسوس ہوا تھا۔ نا جانے کیوں وہ ایسی باتیں کر رہی تھی۔

"نورے مجھے فلحال ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تم پاگل ہو چکی ہو۔"

وہ عاجز آ کر اپنی جگہ سے اٹھی۔ یقیناً وہ اس کے ساتھ مزید کچھ دیر بیٹھتی تو گھوم جاتی۔

"ہاں میں پاگل ہو چکی ہوں اور میں اس بات کا اعتراف بھی کرتی ہوں حورے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کھنکھتے لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔ حورے نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو تپائی بھی بیٹھی ہوئی تھی نگاہیں ابھی بھی آسمان پہ موجود تاروں اور چاند پہ ٹکی تھی۔ وہ اس کے شانے پہ دھمو کا جڑتے مڑی اگلے ہی لمحے پشت پہ کھڑے فرزام کو دیکھتے ایک لمحے کو اس کا رنگ اڑا مگر اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹک گئی۔

"دیکھ رہے ہیں آپ لالہ نورے محترمہ پاگل ہو چکی ہیں۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں سن رہا ہوں سب سن رہا ہوں اور تمہاری بہن کا دماغ ٹھکانے پہ کیسے آنا ہے وہ بھی اچھے سے جانتا ہوں۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بظاہر مسکراتے لہجے میں بولا۔ حورے نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا جبکہ اس کے برعکس نورے نے اس کی بات پہ جھٹکے سے رخ موڑتے ان کی جانب دیکھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہو جائے گا یا وہ اچانک کہاں آ جائے گا۔ صبح سے وہ جس کے دیدار کو ترس رہی تھی وہ یوں اتنی رات کو اس کی نگاہوں کے سامنے آتے اس کے وجود میں نئے سرے سے جان پھونک گیا تھا۔ وہ دلکشی سے مسکرائی تھی معاً حورے کے متوجہ ہونے پہ وہ سرعت سے مسکراتے لب سمیٹ گئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"میں تو جا رہی ہوں اندر اتنی رات گئے مجھے یہاں بیٹھنے کو کوئی شوق نہیں ہے۔ خیر لالہ آپ بھی آجائیں چچی سائیں بھی آپ کا انتظار کر رہی تھی کھانے پہ۔ اور جب تمہارا پاگل پن ختم ہو جائے تو اندر مر جانا۔"

وہ فرزام اور نورے کو اندر آنے کا کہتے خود اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی وہ بے تابی سے فرزام کی جانب بڑھی۔

"آپ صبح سے کہاں تھے میں نے آپ کو صبح سے بہت تلاش کیا آپ جانتے ہیں کہ میری آنکھیں آپ کے دیدار کو ہی ترستی رہی۔ شکر ہے میرے سونے سے پہلے آپ مجھے دکھ گئے اب میری رات سکون سے بیت جائے گی۔"

وہ بے چینی سے بولتے آخر میں تشکرانہ انداز میں بولتی اس کا وجود زلزلوں کی ضد میں کر گئی۔ اس نے جھٹکے سے نورے کا ہاتھ چھوڑا دراصل وہ سہم گیا تھا آنے والے وقت سے۔ گزرے چھ ماہ سے وہ اس میں اس حد تک اتر گئی تھی کہ اب باہر اگلنا بے حد مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ نورے نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"دیکھو نورے یہ تم کیا کرتی پھر رہی ہو میری سمجھ سے باہر ہے تم سب کو بتانا چاہ رہی ہو اس بارے میں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سر سراتے لہجے میں بے یقینی سموئے بولا۔ نورے نے سن ہوتے ذہن کے ساتھ اس کی پھیکی پڑتی رنگت محسوس کی۔

"میں نے کسی کو نہیں بتایا فرزام سائیں۔ میں تو بس ایسے ہی دل ہلکا کرنا چاہ رہی تھی اس کے ساتھ اور ویسے بھی اگر میں اپنے دل کا راز کسی سے شئیر کروں تو اس میں مضائقہ کیا ہے آپ تو ویسے بھی بہت جلد سب سے بات کرنے والے ہیں نا ہماری شادی کی بابت تو پھر ڈرنا۔"

وہ بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔ شادی کے ذکر پہ اس کے چہرے پہ ایک الوہی سی چمک رقصاں تھی۔ گھنی پلکیں گلابی عارض پہ سجدہ ریز ہوئی جو فرزام کو بے خود کرنے کی بجائے مزید گھبراہٹ میں مبتلا کر گئی۔

"اماں سائیں یہ آپ نے کیا کروا دیا مجھ سے۔ میں کیسے کیا کروں اب اگر میری بدولت اس کا دل ٹوٹ گیا تو اس معصوم کے ٹوٹے دل کا بوجھ میں ساری زندگی نہیں اٹھا پاؤں گا اس کی چبھن وقتاً فوقتاً مجھے ہوتی رہے گی۔"

وہ دل ہی دل میں سعدیہ بیگم سے مخاطب آہ و پکار کر رہا تھا آخر کو ان کے کہنے پہ ہی تو وہ یہ سب کرنے پہ مجبور ہوا تھا مگر اسے جلد از جلد اسے ختم بھی کرنا تھا اگر وہ مزید اس کہانی کو گھسیٹتا تو اس کا انجام نہایت بھیانک انداز میں ہونا تھا۔ وہ حلق تر کر کے رہ گیا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ خاموش کیوں ہو گئے ہیں فرزام سائیں۔"

وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو زیرک نگاہوں سے تکتے ہوئے بولی تو وہ چونک گیا۔ دل شدت سے روپوش ہونے کیلیے دعا گو تھا۔

"نہیں کچھ نہیں۔ نورے تم بھی فلحال ان سب باتوں کو چھوڑ دو مت سوچو ابھی تم چھوٹی ہو میں جانتا ہوں کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں مگر ابھی تم اٹھارہ سال کی ہو ابھی تم چھوٹی ہو بہت۔ میری بات کو سمجھو ٹھیک ہے نا۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ وہ ہی جانتا تھا کہ اس نے کس دل سے یہ باتیں کی ہے ورنہ تو شدت سے جی چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ سما جائے۔ تکلیف کا احساس بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ نورے کے چہرے پہ تاریکی چھا گئی۔ اس نے تعجب سے اس کا چہرہ دیکھا جو پہلے خود ہی اس سے عہد و پیمان باندھتا رہا تھا مگر اب اس کی چھوٹی عمر کہ کر اسے ٹوک رہا تھا اس کے دل کی دھڑکن یکلخت تھمی تھی۔ نا جانے کیوں کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا۔

"کیا آپ میرے سے کسی بات پہ ناراض ہیں پلیز ایسی باتیں مت کریں میں مانتی ہوں پہلے پہل مجھے آپ کی باتیں بلکل اچھی نہیں لگتی تھی مگر اب تو میں آپ سے پیار کرتی ہوں نا ہم دونوں کرتے ہیں نا کچھ ماہ میں میں انیس کی ہو جاؤں گی پھر میں چھوٹی نہیں رہوں گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ منت کرنے والے انداز میں گویا ہوئی۔اس سے پہلے کہ فرزام اس کی باتوں پہ کچھ بولتا صحن کی خاموش فضا میں فون بجنے کی آواز گونجی۔اس نے جیب سے موبائل نکالا تو وہاں سعدیہ بیگم کا نمبر جگمگا رہا تھا اس نے گھبرا کر سرعت سے موبائل واپس جیب میں ڈالا کیونکہ گھر میں کسی کو علم نہیں تھا کہ ان کے پاس موبائل بھی ہے۔

"ہاں میں تم سے ناراض نہیں ہوں مجھے بار بار یہ بات بول کر شرمندہ مت کیا کرو نورے۔میں بس تمہیں سمجھانا چاہ رہا تھا ایسا کرو تم کمرے میں جاؤ اور پر سکون ہو کر سو جاؤ کچھ بھی ایسا ویسا سوچنے کی ضرورت نہیں ہے خوش رہا کرو تمہارے چہرے پہ کھلی یہ مسکراہٹ میرے دل میں بندھی گرہ کو کھولنے کا کام سرانجام دیتی ہے۔"

وہ بے اختیاری کی کیفیت میں بولتے دھیما سا مسکرا کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی وہ اچھلتے کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔وہ حیران تھی کہ وہ سانولی ہونے کے باوجود بھی کسی کو اس حد تک عزیز ہے۔دلوں نے الگ ہی دھن پہ رقص کرنا شروع کر دیا تھا اور وہ دھڑکنوں کی تال میل کر سرخ چہرے سمیت شرما دی تھی۔

Whatsapp: 03357500595

www.zubiapoetzone.com

Digital Books Library

WhatsApp ; 0344-4499420

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"وہ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔"

اگلے دن صبح ہی بنا کسی تاخیر کے رضوانہ نے ندیم سے بات کرنے کا سوچا تھا تاکہ معاملہ ہاتھ سے پھسل نا جائے۔ انہوں نے چادر ان کی جانب بڑھائی تو انہوں نے اسے شانے پہ ڈالتے ان کی جانب دیکھا۔

"جی بولیں میں سن رہا ہوں۔"

اب وہ مکمل طور پہ انہی کی جانب متوجہ تھے۔

"میں کہہ رہی تھی کہ آپ نے برشام کی شادی کے متعلق کیا سوچا ہے کہ کب کرنی ہے۔"

انہوں نے اپنی بات کرنے سے قبل بات کی تمہید باندھی۔ ندیم نے پر سوچ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"میں نے تو فلحال کچھ نہیں سوچا آپ کھل کر بات کریں جو کرنا چاہ رہی ہیں۔"

وہ نرمی سے بولتے ان کی ڈھارس بندھانے لگے۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"میں نے برشام کی شادی کی متعلق سوچا ہے کیونکہ آپ دیکھیں سائیں اس کی عمر انیتس سال ہے مگر ابھی تک بس اپنے کام کو ہی سر پہ سوار کیا ہوا ہے شادی ہو گی زندگی میں کچھ ردوبدل ہو گا پھر پھر وہ اپنی ان ذمہداریوں کی جانب بھی متوجہ ہو گا جو کہ ہماری زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔"

وہ تفصیل سے بولتے ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھال گئی جواب پیروں میں جوتا اڑس رہے تھے۔

"بات تو آپ کی بجا ہے بیگم مگر جب اتنا کچھ سوچ لیا ہے تو پھر لڑکی کا بھی کچھ سوچا ہی ہو گا آپ نے۔"

انہوں نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے دوبارہ اپنے کام میں مبذول کرالی۔

"جی سائیں میں نے سوچا ہے اماں سائیں کے ساتھ مل کر رنم کے بارے میں مزید ہم نے برشام سے بھی بات کی ہے مانا تو وہ زبردستی ہے یا یوں کہوں کے مانا ہی نہیں غصہ میں آگیا تھا مگر پھر ہم تسلیاں دیتے باہر نکل آئے۔"

وہ مسکراتے ہوئے اپنا کارنامہ ان کی سماعتوں میں اتار رہی تھی۔ندیم نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا کیونکہ یہ تو ان کے بھی دل کی بات تھی۔

"آپ نے رنم اور برشام کی شادی کے متعلق سوچا۔ یہ تو بہت خوشی کی خبر ہے مگر جب اس کی ہم آہنگی ہی نہیں ہے رنم سے شادی کے معاملے میں پھر بھی اصرار کر رہی ہیں اس کا نتیجہ آپ جانتی ہیں کیا

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ہو گا۔ ویسے بھی ہمارے سوچنے نا سوچنے سے کیا ہوتا ہے آخری فیصلہ تو بابا سائیں کا ہی ہو گا اور وہ کبھی بھی اس لڑکی کو اپنے مقابل نہیں لے کر آئیں گے جو ان کے فیصلوں میں ایک رکاوٹ ہے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولے۔ ان کے لہجے میں بھی افسردگی در آئی تھی۔

"سائیں آپ برا مت مانیے گا مگر آج تک رنم جس بات کیلیے بھی بولی ہے درست ہی بولی ہے یہاں عورتوں پہ ہی کیوں بے وجہ کی پابندیاں ہیں ہماری ذات اتنی بھی ارزاں نہیں ہے۔ رنم نے باقاعدہ ہماری آنکھیں بھی کھولی ہیں۔ ہاں وہ بولتے ہوئے تلخ ہو جاتی ہے مگر اس کے ایک ایک لفظ میں سچائی چھلکتی ہے اور اس بات کے گواہ آپ بھی ہے۔ خیر آپ بابا سائیں سے بات کیجیے گا اگر انہوں نے اعتراض کیا تو وہ بعد کی بات ہے مگر میں چاہتی ہوں اس بات کا زکر آج ہی اس گھر میں ہو جائے اور ہم برشام کی شادی فوراً سے پہلے کر دیں۔"

وہ افسردگی سے بولتی آخر میں سنجیدہ ہوئی۔ ندیم سائیں نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے پہلی بار کھل کر اپنی رائے کا اظہار کیا تھا اور شاید ان کا یوں حق سے بھی بولنا بھی اب بجا تھا کیونکہ بات اب کے بیٹے کی تھی۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں بات کروں گا بابا سائیں سے۔ آپ پریشان مت ہو۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتے ناک کی سیدھ میں نیچے کی جانب بڑھ گئے۔ ان کی نگاہوں نے دور تک ان کا پیچھا کیا تھا۔ دل ڈر کے مارے بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا کہ اگر انہوں نے انکار ہاتھ میں تھما دیا تو۔ یہی بات ان کے وجود سے سارا خون نچوڑ لیتی تھی۔ معاً کچھ سوچتے انہوں نے رقیہ بیگم کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے تاکہ وہ ارم سے اس متعلق ہلکی پھلکی بات کرتے ان کی رائے جان سکیں۔ مگر وائے رے قسمت رقیہ بیگم انہیں بیچ راہ میں ہی مل گئی تھی۔ وہ دونوں وہی سے ارم کے کمرے کی جانب چل دیے۔ کمرے کا دروازہ ہولے سے کھٹکاتے ہی کچھ ساعتوں بعد ہی ارم نے دروازہ کھولا تھا مگر دروازے پہ کھڑے وجود کو دیکھ وہ پریشان ہو گئی۔ اس نے ایک جانب ہوتے انہیں اندر آنے کی اجازت دی تھی۔ کسی بھی قسم کے گند سے صاف کمرہ رقیہ بیگم کی رگ رگ میں طمانیت بھر گیا۔ ان کا یقین اس بات پہ مزید پختہ ہو گیا تھا کہ ان کے فیصل کا انتخاب کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ شدت جذبات سے مجبور ہوتے وہ دو قدم آگے بڑھی اور ان کی پیشانی پہ بوسہ یا تو ارم ان کی پیشِ رفت پہ ساکت رہ گئی۔

"رنم کہاں ہے دکھائی نہیں دے رہی۔"

رضوانہ نے بیٹھتے ساتھ ہی پورے کمرے میں طائرانہ نگاہ دوڑاتے استسفار کیا۔

"جی بھابھی سائیں وہ حورے لے کر گئی ہے اسے ابھی۔ آپ لوگ بتائیں خیر سے آنا ہوا آپ کا یہاں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ انہیں بتاتی آخر میں شش و پنج میں مبتلا بولی۔

"کیا ہم لوگ ایسے نہیں آسکتے بہو۔"

رقیہ بیگم دکھ سے بولی۔ ارم نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نہیں اماں سائیں۔ ایسی بات نہیں ہے وہ بس کبھی یہاں کوئی آیا نہیں نا تو پریشانی ہو گئی مجھے کہ رنم نے نا کچھ کر دیا ہو۔"

وہ بجھے بجھے دل کے ساتھ بولی۔

"دیکھ تو اس کیلیے پریشان ہونا چھوڑ دے اب اور میری بات غور سے سن۔ ہاں ہم یہاں آئے ہیں مگر ہمارا فلحال یہاں آنے کے پیچھے ایک مقصد بھی پنہاں ہے۔ء

ان کی بات پہ ارم نے بے قراری سے ان کی جانب دیکھا گویا پوچھنا چاہ رہی ہو کہ کیسا مقصد۔

"ارم ہم نہیں جانتے کہ بابا سائیں اس رشتے کیلیے حامی بھرے گے یا نہیں مگر پھر بھی ہم دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے یہ بات تمہارے کانوں سے نکالنے آئے ہیں کہ ہم رنم کو برشام کی دلہن بنانا چاہتے ہیں۔ دیکھو ہماری اچانک بات کرنے پہ بلکل بھی برا مت منانا مگر ہم کسی بھی بات کی ہیرا پھیری نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اسی لیے بغیر کسی تمہید کے تم تک یہ بات پہنچا دی۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ برا نا مان جائے تبھی رضوانہ نے تحمل مزاجی سے کام لیا کیونکہ وہ ماں تھی رنم کی اور انہیں فیصلہ کرنے کا پورا اختیار بھی حاصل تھا۔ کچھ دیر تو وہ ان کی بات کو سمجھنے کی تگ و دو میں رہی معاً انہوں نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"برشام کیلیے بھابھی میری رنم۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی اس بارے میں کہ میں کس قدر خوش ہوں۔ مجھے تو وہ بچہ ویسے بھی دل کے بہت نزدیک ہے میں تو جب جب اسے دیکھتی ہوں مجھے فیصل کا ہی گمان ہوتا ہے مگر مجھے بلکل نہیں لگا تھا کہ آپ لوگ میری رنم کو اپنائیں گے کیونکہ ایک وقت تھا جب بابا سائیں نے اسے اپنا خون ماننے سے ہی انکار کرتے میرے منہ پہ طمانچہ مارا تھا اماں سائیں۔ رنم ابھی تک اس بات پہ بکھری ہوئی ہے شاید۔ خیر میں جانتی ہوں بابا سائیں کبھی اس رشتے کیلیے رضامند نہیں ہونگے مگر میں رضامند بھی ہوں اور خوش بھی اب یہ ہمارے بچوں کی قسمت پہ منحصر ہے کہ وہ انہیں کس جانب لے جائے۔"

وہ رضوانہ کے گلے سے لگتے ہوئے محبت سے بولی اس کے ساتھ اس نے رقیہ بیگم کے ہاتھ چومے تھے۔

"مجھے بہت ڈر لگتا ہے بھابھی سائیں میری بیٹی کی قسمت سے وہ لاابالی سی ہے اکلوتی ہونے کی وجہ سے بچپن سارا اس کا لاڈ پیار میں ہی گزرا ہے وہ شاید اپنا اچھا برا نا سمجھ پائے اس کیلیے اتنی اہم شاید میں بھی

www.zubiinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

نہیں تھی جتنا اس کے بابا تھے۔ پورا دن رات بابا کی تسبیح اور رنم بس۔ میں کتنے سالوں سے یہ دیکھتی آرہی ہوں یہ اب ہے کہ اس نے مجھے فیصل کے جانے کے بعد سنبھال لیا ہے شاید میں بھی اسے ایسا نہیں سنبھال پاتی۔"

وہ تکلیف سے بولتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ رضوانہ نے اسے ساتھ لگاتے بے ساختہ سہارہ دیا۔

"بس حوصلہ کرو زندگی اسی کا نام ہے۔ ہماری توقعات سے ہٹ کر جو چیز ہوتی ہے کبھی وہ ہمیں انوکھی سی خوشی دے جاتی ہے اور کبھی زندگی بھر کا روگ۔"

وہ افسردگی سے گویا ہوئی۔ ارم نے بھیگی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"خیر تم ایک بار رنم سے اس بارے میں بات ضرور کرنا مگر ابھی نہیں رات تک آرام سے کرنا۔ بابا سائیں بھی شاید کل ہی یہ ذکر کریں گے۔"

وہ انہیں سمجھاتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ارم نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تو ایک دو مزید باتیں کرنے کے دوران وہ باہر کی جانب بڑھ گئے۔ باہر کھڑی سعدیہ نے حیرت سے ان دونوں کو ارم کے کمرے سے باہر نکلتے دیکھا تھا۔ ان کے جاتے ہی وہ دروازہ بند کرتے ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ خود تو انہوں نے رضامندی ظاہر کر دی تھی کیونکہ ان کے خیال میں رنم کیلیے برشام سے بہتر کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا مگر اب انہیں فقط رنم کی فکر تھی کہ یہ سب جاننے کے بعد وہ رشتے سے

WhatsApp ; 0344-4499420

انکار کر دے گی کیونکہ ابھی تک ان کے ذہن میں ائیر پورٹ والا منظر تازہ تھا جب اس نے برشام کی رنگت پہ چوٹ کی تھی۔ وہ اسے بلکل پسند نہیں کرتی تھی اس بات سے وہ بخوبی واقف تھی۔ انہوں نے آنکھیں میچتے دعا کی صورت میں ہاتھ اٹھایا تھا۔ زندگی انہیں اپنی اولاد کے حق میں بہترین فیصلہ کرنے کا ایک موقع دے رہی تھی اور وہ اس موقع کو قطعی گنوانا نہیں چاہتی تھی اب بس انہیں کسی بھی صورت میں یہ رشتہ کروانا تھا مگر ابھی بھی بابا سائیں ایک بہت بڑا سوالیہ نشان تھا کیونکہ اس گھر میں کسی کی بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ ان کے فیصلوں میں سوال اٹھاتے یا کچھ بھی کرتے تبھی دل مسوم کر رہ گئی۔

"بابا سائیں مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے اگر آپ میرے ساتھ ہی مویشی خانے کی جانب چلیں تو بی راستے میں بات ہو پائے گی۔"

ندیم سائیں نے صبح والی بات سردار سے کرنے کا سوچا تبھی انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولے۔ انہوں نے ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے قدم ان کے ساتھ ہی باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ خرم سائیں نے حیرت سے ان دونوں کو ایک ساتھ باہر جاتے ہوئے دیکھا۔ کچھ تو تھا جو ان سے چھپا ہوا تھا۔

"جی بولیں ندیم سائیں ہم سن رہے ہیں۔"

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سنجیدگی سے مخاطب ہوئے۔

"باباسائیں دراصل میں برشام کے سلسلے میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا تھا۔میں کہنا چاہ رہا تھا کہ ہم برشام کی اب شادی کر دیں۔اس کی عمر بھی کافی ہو گئی ہے اور مزید اس کا کچھ پتہ نہیں کہ کب باہر واپس چلا جائے۔"

وہ تفصیلاً بولتے سوالیہ نگاہیں ان کے چہرے پہ مرکوز کیے کھڑے رہے جو پرسوچ نگاہوں سے انہی کی جانب دیکھ رہے تھے

"س تو ہم نے بھی ہے ان کی شادی کی متعلق۔مگر ہماری برادری کی کوئی لڑکی جو ان کے مطابق ہو۔"

وہ شش و پنج میں مبتلا بولے۔

"باباسائیں آپ اس قدر پریشان کیوں ہو رہے ہیں اپنی رنم ہے تو سہی ہم اس کے ساتھ شادی کرائیں گے برشام کی۔"

ان کی حیرت زدہ لہجے میں کہی بات سے ان کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔ایک نامعلوم سا تاثر تھا۔

"اس زبان دراز لڑکی کی بات کر رہے ہیں اسے ہم اپنی حویلی کی بہو کبھی تسلیم نہیں کریں گے اسی لیے اس بات کو یہی دب جانے دیں۔رنم کا رشتہ ہم اپنے دور کے کزن کے ہاں طے کر رہے ہیں اور برشام اس کیلیے بھی ہم اپنی ہی برادری کی کوئی دیکھ پرکھ لیں گے ہمیں اس کیلیے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولتے انہیں جھر جھری لینے پہ مجبور کر گئے۔ ندیم کو جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔ انہوں نے تو صاف انکار کر دیا تھا۔

"مگر بابا سائیں۔"

انہوں نے اپنی جانب سے ایک چھوٹی سی کوشش کرنی چاہی مگر وہ ہاتھ اٹھاتے انہیں بیچ راہ میں ہی ٹوک گئے تھے۔

"اگر مگر اب کچھ نہیں جو بات ہو گئی ہے وہ ہو گئی ہے اس کو مزید کریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لڑکی کو ہم اپنے گھر لائے تو اسی سوچ کے تحت تھے مگر اس کی بد تمیزی اور بدلحاظی نے ہمیں یہ فیصلہ کرنے پہ مجبور کیا ہے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے انہیں اگلے ہی لمحے خاموش کروا گئے تھے۔ اس کے بعد ندیم سائیں نے کوئی بات کرنا ضروری نا سمجھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ اپنے فیصلے کو لے کر کس قدر اٹل ہیں۔ اتنے شوق سے انہوں نے بابا سائیں کے سامنے رنم کو گھر کی بہو بنانے کی بات رکھی تھی کہ وہ ان کے فیصل کی اکلوتی اولاد تھی مگر انہوں نے پہلے کبھی ان کی سنی تھی جو آج سنتے۔ آج وہ اپنے بیٹے کی قسمت کا

www.zubinovelszone.com
Digital BAK's Library
WhatsApp ; 0344-4499420

فیصلہ کرنے کی بازی بھی ہار گئے تھے تبھی ڈھیلے ڈھالے شانوں سمیت ان کی پیروی میں قدم آگے کی جانب بڑھانے لگے۔

رات کے کھانے کے پہلے کچن سے اٹھنے والی اشتہا انگیز مہک کو محسوس کرتے باہر بیٹھی رنم کا جی للچایا تو سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھتے باورچی خانے کی جانب بڑھی جہاں گھر کی خواتین کام کرنے میں محو تھی۔اس نے سعدیہ بیگم کو سرے سے ہی نظر انداز کرتے قدم ارم اور رضوانہ بیگم کی جانب بڑھائے جو سر جوڑے نا جانے کس چیز پہ جھکی ہوئی تھی۔اس نے حیرت سے ان کے تاثرات کا جائزہ لیتے اس چیز کی جانب دیکھا جو بہت گاڑھی گاڑھی محسوس ہو رہی تھی۔مہک تو اس قدر لزیز تھی مگر دیکھنے میں یہ نا جانے کیا محسوس ہو رہی تھی۔

"ارے کیا ہوا ایسی شکل کیوں بنا رہی ہیں ہماری بیٹی۔"

رضوانہ نے اسے اپنے حصار میں لیتے نا سمجھی سے استسفار کیا جس کی نگاہیں ہنوز ہانڈی میں موجود اسی چیز پہ مرکوز تھی۔انہوں نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں جوں ہی دیکھا تو ہولے سے مسکرا دی۔

"یہ کیا ہے تائی امی۔"

وہ نا سمجھی سے بولتے ہانڈی میں چمچ ہلانے لگی۔

www.zubinovelszone.com
Digital BAR Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"یہ گلگت کی بہت مشہور سوغات ہے میری جان۔اسے پرپو کہتے ہیں۔یہ نوڈلز طرز کی بنی ہوئی ڈش ہے۔یہاں کے لوگ یہ چیز بہت شوق سے کھاتے ہیں۔"

ارم کو جہاں تک علم تھا انہوں نے اسے بتایا مگر اس کی حیرت ہنوز برقرار تھی۔

"پرپو۔یہ کیسا نام ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی اور سلیب سے پشت ٹکاتے کھڑی ہو گئی۔سعدیہ نے تندور میں روٹیاں سینکتے نحوست سے ان سب کی جانب دیکھا تھا۔

"رکو میں بتاتی ہوں تفصیل سے۔جیسے ابھی آپکی ماما نے بتایا کہ یہ ایک نوڈل سے بنی ہوئی چیز ہے جس میں بادام کو پیس کر ڈالتے اسے ہم گاڑھا کر لیتے ہیں۔ہم لوگ تو نوڈلز بھی گندم کے آٹے سے ہاتھ سے بناتے ہیں۔پھر اسے ابال لیتے ہیں جب تک یہ نرم نا ہو جائے۔تیار ہو جانے پہ انہیں موٹے سے پیسٹ سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔جس میں پیسے ہوئے اخروٹ اور دبی ہوئی خوبانی کا تیل بھی شامل ہوتا ہے اس سے اس کی مہک میں اضافہ ہوتا ہے۔اسی طرح یہ پورا چیز تیار ہوتی ہے اور کھانے میں مزید لذیذ ہوتی ہے یہ جب آپ کھاؤ گی تو آپ کو اس وقت ہی پتہ چلے گا۔یہ شاہی پکوان کی ایک قسم ہے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے نرمی سے پوری بات اس کی سماعتوں میں اتار رہی تھی اور رنم کو کسی حد تک سمجھ بھی آگئی تبھی دھیما سا مسکرادی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"یہ تو میں کھا کر ہی بتاؤں گی اب آپ کو کہ یہ لذیذ ہے یا نہیں۔"

وہ آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔ ارم نے کہنے پہ اس نے ان سب کے ساتھ مل کر برتن میز پہ سجائے تھے۔ اس کے برعکس سعدیہ بیگم کی نگاہیں ارم کے وجود کے آر پار ہو رہی تھی نا جانے کیوں ان کی آنکھیں کسی سوچ کے تحت مسکرائی تھی۔ وہ روٹیاں تیار کرتے چنگیر میں رکھتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان کا ارادہ بھی اب باہر جانے کا تھا کیونکہ مرد حضرات کے آنے کا وقت ہو رہا تھا۔ تقریباً دس منٹ کے بعد ہی سب کی آمد کے ساتھ ہی ان سب نے پاس ہی رکھے ہمام سے ہاتھ دھوتے اپنی اپنی جگہ سنبھالی تھی۔

"بر شام سائیں میں نے آپ کو کھیتوں کا چکر لگانے کا بولا تھا آپ وقت پہ پہنچے کیوں نہیں فرزام تو پورے وقت پہ پہنچ گیا تھا۔"

دادا سائیں کی سپاٹ آواز پہ اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"جی دادا سائیں میرا آنے کا پورا ارادہ تھا مگر آخری لمحے کسی ضروری کام کی تحت مجھے اپنے کسی دوست سے ملنے جانا پڑ گیا اور ویسے بھی فرزام اگر وقت پہ پہنچ گیا تھا تو یہ تو بہت اچھی بات ہے۔"

وہ تفصیل ان کے گوش گزار کرتے آخر میں فرزام سے مسکراتے ہوئے مخاطب ہوا تو نا چاہتے ہوئے بھی وہ مسکرا دیا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"خیر کھانا شروع کریں۔"

دادا سائیں اس کے بہانوں سے اکتا کر سب کی توجہ کھانے کی جانب مبذول کرا گئے۔ وہ برشام کو اس سب میں جتنا ڈالنا چاہ رہے تھے وہ اتنا ہی اس چیز سے پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اور یہی چیز انہیں بے تحاشہ پریشان کر رہی تھی۔ خواتین نے سب کو کھانا دیتے خود ہی اپنی جگہ سنبھالی۔

"اففف دیسی گھی وہ بھی اتنا زیادہ میں تو کبھی نہیں کھاؤں گی۔"

رنم روٹی پہ دیسی گھی کی مہک محسوس کرتے بدک کر پیچھے ہوئی۔ سب کی توجہ کا مرکز اب اس کی ذات تھی اور سعدیہ اس کا چہرہ تو لال انگارہ ہوتا جا رہا تھا۔

"کھالو بیٹا اسی سے جان بنتی ہے جسم میں مضبوطی اسی کی بدولت آتی ہے۔"

رقیہ بیگم کے اشارے پہ اس نے سختی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ برشام نے ایک تاسف بھری نگاہ اس پہ ڈالی اور دوبارہ اپنے کھانے پہ جھک گیا۔ نا جانے یہ لڑکی آخر چاہتی کیا تھی وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا۔

"تائی امی آپ مجھے وہ دیں جو آپ نے بنایا ہے میں وہ چکھنا چاہتی ہوں۔"

اس نے پر شوق نگاہوں سے پرپو کو دیکھتے رضوانہ بیگم کو مخاطب کیا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے اس کے آگے رکھے گہرے ڈونگے میں انڈیلنے لگی۔ انہوں نے مسکرا کر باؤل واپس رکھا۔ رنم نے مسکرا کر چمچ بھر کر لبوں سے لگایا تو اسے شدت سے احساس ہوا کہ جس قدر اس کی مہک لذیذ تھی اس سے سو گناہ

WhatsApp ; 0344-4499420

زیادہ وہ کھانے میں بہترین تھا۔اس نے آنکھوں کے راستے انہیں شاباشی دی جو سعدیہ کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی۔فرزام نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جو رنم کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"اماں سائیں کھانا کھائیں اسے بعد میں گھور لیجیے گا۔"

فرزام نے دانت پیستے ہوئے ان کی توجہ کھانے کی جانب مبذول کرائی معاً خود پہ جمی نگاہوں کے ارتکاز پہ اس نے ٹھٹھک کر سامنے نگاہ اٹھائی تو نورے مسکرا کر اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔وہ بمشکل مسکراتے جھک گیا۔دل ناجانے کیوں سست پڑ گیا تھا۔اس کی مسکراہٹ کس قدر سچی تھی جو اسے ناچاہتے ہوئے بھی شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیتی تھی۔رنم نے غور کیا کہ وہاں موجود ہر شخص کس قدر شوق سے وہ پرپونامی چیز کھارہے تھے۔وہ کندھے اچکاتے ارم کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"کھانے سے فراغت حاصل کرتے سب باہر صحن میں مجھے ملیں مجھے اہم بات کرنی ہے سب سے۔"

سردار سائیں سب پہ ایک نگاہ دوڑاتے سنجیدگی سے بولتے خود پہ اوڑھی شال درست کرتے باہر کی جانب بڑھ گئے کیونکہ باہر رات ہونے کی بدولت اچھی خاصی ٹھنڈ ہو چکی تھی۔سب نے حیرت سے ان کا حکم سنا تھا۔رضوانہ بیگم نے کسی خدشے کی تحت ندیم سائیں کی جانب دیکھا تو وہ نگاہیں

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

چڑا گئے۔ سردار سائیں کے جاتے ہی ندیم بھی اپنی کرسی کھسکاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھے تو رضوانہ رقیہ بیگم کو اشارہ کرتی ان کی تقلید میں چل دی۔

"کیا ہوا آپ پریشان کیوں لگ رہے ہیں۔"

کمرے میں داخل ہوتے ہی ان کی پریشان حال صورت دیکھ رضوانہ نے نا سمجھی سے استسفار کیا۔

"بابا سائیں نے صاف انکار ہاتھ میں تھما دیا ہے۔ وہ پہلے چاہتے تھے کہ رنم اس گھر میں آجائیں مگر اب انہوں نے صاف انکار کر دیا ہے۔"

وہ سخت عاجز تھے ان کی باتوں سے تبھی کندھے جھٹکتے ہوئے گویا ہوئے۔ رضوانہ کی آنکھوں میں نمی نمودار ہوئی۔

"سائیں ہم نے آج تک ان کا ہر فیصلہ سر آنکھوں پہ رکھا ہے مگر آج یہ فیصلہ میرے بچے کی اچھی زندگی کا ہے میں یہ فیصلہ لینا چاہتی ہوں۔ یہ ہمارا حق ہیں سائیں اگر رنم کے علاوہ برشام کی زندگی میں کوئی لڑکی آئی تو میں ٹوٹ جاؤں گی کیونکہ میں ارم سے بھی اس متعلق بات کر چکی ہوں۔"

وہ روتے ہوئے بولی۔ ندیم نے خاموش نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا کیونکہ صبح سے یہی سوچ سوچ کر ان کا سر بھی درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ پریشان مت ہو میں بات کروں گا بابا سائیں سے کہ مجھے اپنے فیصل کی بیٹی کو ہی اس مقام پہ لانا ہے۔ میں اسے اب یہاں سے کہی نہیں جانے دوں گا۔ مجھے اب اپنی اولاد کے حق میں بولنا ہے۔ میں اب بولوں گا۔ میں اب کسی کا مان نہیں توڑنا چاہتا تھا۔ رنم اپنے باپ کا پرتو چاہتی ہے تو برشام سے بہتر پرتو تو کوئی ہے ہی نہیں میں آپکو کہتا تھا نا کہ مجھے فیصل اور برشام کا ایک ہونے کا گمان ہوتا ہے مجھے فخر ہے کہ میرا بیٹا اپنے چچا سائیں پہ گیا ہے۔"

وہ آنکھوں میں محبت لیے تفاخر سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان دونوں نے گہرا سانس بھرتے ایک ساتھ قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ وہ دونوں جوں ہی صحن میں آئے زمین پہ چٹائیاں بچھی ہوئی تھی اطراف میں تپائیاں جب کہ وسط میں پلنگ رکھا ہوا تھا جہاں سردار سائیں براجمان تھے۔ ارم اور رنم بھی ان کے پیچھے ہی آگئی تھی۔ سعدیہ نے شاطرانہ نگاہوں سے ارم کے گلابی رنگ کے لباس کو دیکھا اور تمسخر سے مسکرادی تھی۔ ان سب کے جگہ سنبھالتے ہی سعدیہ نے گلہ کھنکھارا۔

"ارم تم اب یہ رنگ برنگے کپڑے پہننا چھوڑ دو۔ وہ کیا ہے نا کہ شوہر تو اب تمہارا ہے نہیں اب تمہیں ایسے لباس پہننا زیب نہیں دیتا تم سفید رنگ کا لباس پہنا کرو۔ ویسے بھی ہمارے خاندان کی تو یہاں روایت ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

سعدیہ نے بروقت موقع کا فائدہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔ برشام نے ذہریلی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جبکہ فرزام کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔ صحن کی فضا میں موت سا سناٹا تھا۔ حورے اور نورے نے گھبرا کر ان کی جانب دیکھا کیونکہ اب وہ جانتی تھی کہ رنم انہیں بلکل معاف نہیں کریں گی۔ اس کے برعکس رنم کے چہرے پہ سکون تھا اس نے مسکرا کر سپید پڑتی ارم کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

"سوٹ کس نے پہنا ہے۔"

اس نے سکون سے انہیں مخاطب کیا۔ سعدیہ گڑبڑا گئی جبکہ سردار سائیں کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"ظاہری سی بات ہے جسے کہا ہے اسی نے پہنا ہو گا نا۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

"کس کے شوہر اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔ سعدیہ نے آنکھوں کے اشارے سے ارم کی جانب دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"سوٹ میری ماں نے پہنا ہے شوہر ان کے اس دنیا میں نہیں ہیں تو آپ کو کیا مسئلہ ہے۔ میں بولوں اس وقت تو آپ بہت آگ بگولہ ہوتے ہیں مگر جب آپ کی بھتیجی کی زبان کو لگام نہیں ہوتا تو خاموش کیوں رہتے ہیں۔

جواب دیں مجھے۔"

وہ ایکدم اپنی جگہ سے اٹھتے دھاڑا اٹھی اور براہراست سردار سائیں سے مخاطب ہوئی۔

"رنم ہم بعد میں اس متعلق بات۔"

اس سے پہلے کہ برشام اپنی بات مکمل کرتا وہ تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے خاموش کروا گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے فیصل کی اچانک وفات نے اس قدر تلخ بنا دیا ہے تبھی خاموشی سے پیچھے ہو گیا۔

"کیونکہ وہ جو بھی بول رہی ہے درست کہہ رہی ہے۔ یہ ہمارے خاندان کی روایات۔"

"روایات یا قید خانہ۔ چچ چچ سردار سائیں اسے روایات نہیں قید کہتے ہیں جہاں آپ کے اس گھر کے باسی اور اس گاؤں کے رہنے والے گھٹ گھٹ کر جیتے ہیں مگر نا تو میں ان لوگوں میں سے ہو جو آپ کی باتوں پہ جی حضوری کرتی پھرے اور نا میں اپنی ماں کو کبھی آپ سب کے اشاروں میں ناچنے دوں گی۔ اس گھر میں اگر ہم برداشت ہیں تو ٹھیک نہیں ہے تو ہمیں اجازت دیجیے۔ ہمارے باپ کا گھر ابھی بھی ہمارے پاس ہے ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ ہم اس گھر میں رہنے کیلیے بلکل بھی مر نہیں رہے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ دونوں ہاتھوں کو باہم جوڑتی عاجزی سے بولی۔ اب تو وہ بھی بول بول کر تھک چکی تھی مگر اس گھر کے کچھ مکینوں کو ویسے بھی وہ لوگ بہت چبھتے تھے۔ وہ ایک قہر آلود نگاہ سب پہ ڈال کر رہ گئی۔

"یہاں سے جانا چاہتی ہیں نا آپ تو سمجھیں آپ کو یہاں سے بھیجنے کی ہی تیاریاں ہو رہی ہیں۔"

سردار سائیں کی آواز پہ سب نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا رنم تو ان کی بات پہ بھونچکا رہ گئی۔

"کیا مطلب دادا سائیں۔ آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔"

سب سے پہلے برشام گویا ہوا۔ چہرے پہ سرعت سے سرد پن عود آیا تھا۔ وہ انہیں کہاں بھیجنا چاہ رہے تھے۔

"ہم یہاں شادی کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ کل میرے دور کے کزن رنم کے رشتے کی بات چلانے یہاں آرہا ہے۔ ہم رنم کی شادی کرتے اسے اپنے گھر کی کرنا چاہتے ہیں۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے سب کی رنگت متغیر کر گئے۔ سب نے شاک کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا۔ رنم کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ ارم نے گھبرا کر بے ساختہ اس کا بازو تھاما۔

"مگر سائیں۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

خاموش بیٹھی رقیہ بیگم نے اس کے حق میں کچھ بولنا چاہا تو وہ ہاتھ کے اشارے سے ان کی بات کو وہی روک گئے برشام نے نا سمجھی سے رضوانہ بیگم کی جانب دیکھا جو اسے دیکھتے ہی نظریں چرا گئی۔ ہاں وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر یوں اس کا کہی بھی رشتہ کر دینا اسے کسی طور پہ ہضم نہیں ہو رہا تھا معاًرنم کے لبوں کی تراش پہ ایک تلخ اور تمسخرانہ مسکرائی تھی۔ وہ ان کی سازش کو خوب سمجھ گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی ندیم کی آواز پہ اس نے گردن موڑتے ان کی جانب دیکھا جو بابا سائیں سے مخاطب تھے۔

"بابا سائیں معذرت آپ کی بات میں دخل اندازی کر رہا ہوں مگر مجھے آج اپنے بیٹے کے حق میں ایک اچھا فیصلہ لیتے ایک اچھے باپ ہونے کا حق ادا کرنا ہے۔ میں آپ کی گھبراہٹ کی بدولت اپنے بیٹے کی زندگی خراب نہیں کر سکتا کہ رنم کی زبان درازی یا بدلحاظی کی بدولت آپ اسے اس گھر میں نہیں رکھ سکتے۔ میں نے آپ کے کسی بھی فیصلے میں دخل اندازی نہیں کی یاد ہے فیصل کو گھر سے باہر نکالتے ہوئے آپ کے لبوں پہ کیا الفاظ تھے کہ آپ اس کے باپ ہیں یہ میرا فیصلہ ہو گا تو آج میں آپ ہی کے الفاظ آپ کو لوٹانا چاہتا ہوں کہ آج فیصل کی جگہ میرا بیٹا ہے میرا خون ہے میں چاہتا ہوں کہ فیصل کی بیٹی ہی اس گھر میں برشام کی دلہن بن کر آئے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

ناجانے ان میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی تھی یا شاید رنم کی بدولت کیونکہ اس کے حق کیلیے بولنے پہ ہی تو وہ خود میں ہمت مجتمع کر پائے تھے اسی لیے آج اپنے بیٹے کے حق میں بول رہے تھے۔ سب نے حیرت کی زیادتی سے فق چہرے سمیت ان کی جانب دیکھا۔ خرم تو باقاعدہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے باقی سب کا بھی یہی حال تھا بس ایک رقیہ بیگم اور رضوانہ بیگم تھی جو قدرے سکون میں تھی۔ سردار سائیں نے نہایت سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھا تھا جن کی زبان کبھی ان کے سامنے کھلی نہیں تھی آج اتنا کچھ بول گئے تھے۔ برشام اپنے فون پہ آتی کال کو دیکھنے کی خاطر چپکے سے ایک جانب ہو گیا معاً صحن میں گونجنے والی تالیوں کی آواز پہاڑوں کی فضا میں بھی گونجی تھی۔

"واہ سردار سائیں واہ۔ کیسا کام کیا ہے نا آپ نے مگر کہتے ہیں نا سچ کڑوا ہوتا ہے دل کو جا کر لگتا ہے میری آج تک سب باتیں اس قدر سچی تھی کہ آپ سے برداشت ہی نہیں ہوئی اور آپ نے دودھ سے مکھی کی صورت میں نکالتے مجھے کہیں بھی پھینکنا چاہا۔ میں آپ ہی کے بیٹے کی اولاد ہوں ناں۔ ارے بیٹا نہیں تھا وہ آپ کا وہ تو ایک بدقسمت اولاد تھی جو اپنے باپ کے مظالم سہن کرتے بھی اف تک نا کر پایا اور ایسے ہی دکھی دل کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا جانتے ہیں کتنا ترستے تھے وہ آپ کیلیے اپنی ماں کے لیے اس جگہ کی فضاؤں کیلیے جہاں ان کا سارا بچپن گزرا ہے۔ روتے تھے وہ اور تکلیف ہمیں محسوس ہوتی تھی ہم بدقسمت ماں بیٹی کو جن کے سر پہ سایہ کرنے کو اب کوئی مضبوط سہارہ نہیں ہے

WhatsApp : 0344-4499420

سب کچھ کھو کھلا ہے۔ جو باپ اپنی اولاد کا نہیں ہو پایا وہ ہمارا کیا ہو گا۔ آپ سے ملنے کی خاطر اتنے چکر لگائے انہوں نے مگر آپ نے ٹھکرا دیا انہیں کبھی بھی دل میں ذرا بھی رحم نہیں آیا کبھی بھی نہیں ملتے ہم سے نا بلاتے ہمیں مگر اپنے بیٹے سے تو مل لیتے۔ آج بھی اپنے خاندان کے سو کالڈ اصولوں کو مد نظر رکھتے میری شادی کرانا چاہ رہے تھے کہ یہاں سے جائے گی تو روز روز کی چک چک کم ہو جائے گی تو میری بات یاد رکھیں دادا سائیں میں اپنا حق لیے بغیر اس حویلی سے باہر ایک قدم نہیں نکالوں گی اور کیا کہا تھا آپ نے کہ میں گندا خون ہوں بہت گندا خون ہوں نا میں تو اب کیا اس گندے خون کو جس کا کوئی نام و نشان نہیں ہے اسے اپنے پوتے کیلیے قبول کر لیں گے آپ آج آخری بار میں آپ سب کو بتا رہی ہوں تف بھیجتی ہوں میں اس حویلی پہ تف بھیجتی ہوں ان گھٹیا اور دقیانوسی روایات پہ جو سب کا جینا اجیرن کر دے۔ اپنے باپ کو تو پل پل تڑپتے دیکھ چکی ہوں مگر اپنے ماں کے اوپر اٹھی ہر میلی نگاہ نکال کر ہاتھ میں تھما دوں گی۔ نہیں کرنی مجھے کسی سے بھی شادی نا آپ کے دور سے کزن کے بیٹے سے اور نا ہی آپ کے کسی بھی پوتے سے۔ یہ سب کچھ آپ کو ہی مبارک ہو۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے حلق کے بل دھاڑی تھی۔ سردار سائیں کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا۔ یہ لڑکی ہر بار ان کی روایات کو ٹھکرا رہی تھی۔ اس کی آخری بات پہ سب کے چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ وہ ارم کا ہاتھ تھامتے مشکل اپنے آنسوؤں پہ پل باندھتی سسکتی ہوئی ارم کو لیتے اندر کی جانب بڑھ

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

گئی۔ یہ تو طے تھا کہ راہ میں جتنے مرضی کانٹے آتے جتنے مرضی پتھر چبھتے مگر وہ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے نہیں والی تھی۔

"مجھے اگلے دس دنوں میں واپس لوٹنا ہے کچھ نہایت ضروری کام ہے۔ شادی کو آپ لوگ میری ڈائری سے فلحال نکال دیں۔ ابھی آپ لوگ فرزام کی شادی کی تیاریاں کریں۔"

برشام جو رنم کے بولنے سے بے خبر تھا فون بند کرتے ان کی جانب آیا اور سنجیدگی سے گویا ہوا مگر جواب میں ان سب کے خاموش چہرے دیکھتے وہ جی جان سے ٹھٹھکا تھا۔ اس کی برجستہ بات پہ جہاں فرزام کا چہرہ سپاٹ ہوا وہی نورے کے چہرے پہ گلال ٹوٹ کر بکھرا۔ اسے ڈھیروں لاج آئی تھی اس نے چور نگاہوں سے فرزام کی جانب دیکھا جو اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

"تم کیوں سرخ ہو رہی ہو۔ آتش دان جل بھی رہا ہے ابھی بھی کیا تمہیں سردی لگ رہی ہے۔"

حورے نے پریشانی سے اس نے سرد ٹھٹھرتے ہاتھ تھامے تو وہ گڑبڑاتے نفی میں سر ہلا گئی۔

"چلو پھر ہم رنم آپی کے پاس چلتے ہیں وہ کافی اداس ہو گئی ہے۔ داداسائیں ان کے ساتھ بلکل اچھا نہیں کرتے۔"

حورے منہ بسورتے ہوئے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"آپکے جانے سے قبل برشام سائیں آپ کا اور رنم کا نکاح پڑھایا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی فرزام اور روما کی بیٹی زینینہ کا نکاح بھی ساتھ ہی ہو گا۔"

وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے حکم صادر کرنے والے انداز میں بولتے سعدیہ کی حالت غیر کر گئے۔ اندر جاتی نورے کو ان کی آواز سنتے اپنے پیروں تلے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے پتھرائی نگاہوں سے سردار سائیں کی جانب دیکھا اور ایک نظر فرزام کو جس کی خود کی حالت بھی مختلف نا تھی۔ اسے اپنا دم گھٹتا ہو محسوس ہوا۔ وہ لڑکھڑائی اگر بروقت اسے حورے نا تھامتی تو وہ ضرور زمین بوس ہو جاتی۔

"تمہیں کیا ہو گیا۔"

وہ اس کا فق چہرہ دیکھتے پریشانی سے بولی تو اس نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور بغیر کوئی جواب دیے بھاگنے والے انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب نکلنے کو بے تاب تھا۔ اس نے بے دردی سے آنسوؤں کو پونچھتے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹا تھا۔ حورے اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔ فرزام نے جھٹکے سے رخ موڑتے سعدیہ کی جانب دیکھا جو خود بے یقینی سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی مطلب روما نے خود ہی سردار سائیں سے بات کر لی تھی وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"مگر بابا سائیں روما نے مجھ سے تو اس متعلق کوئی بات نہیں کی۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں گویا ہوئی۔ زینیہ حد درجے کی بد تمیز نک چڑھی لڑکی تھی جس کی بدولت وہ سعدیہ کو کچھ خاص پسند نہیں تھی اور فرزام کو تو وہ زہر سے بھی بری لگتی تھی۔

"مگر دادا سائیں مجھے جانا ہے میں ابھی یہ شادی۔"

وہ انہیں کسی بھی صورت قائل کرنا چاہتا تھا۔

"برشام پتر حوصلے نال ہنے پنج دن ہیگے نے۔ ساری تیاریاں تسی میرے سر تے پا دیو۔"

(برشام بیٹا حوصلے کے ساتھ ابھی پانچ دن باقی ہے ساری تیاریاں آپ لوگ میرے سر پہ ڈال دیں۔)

وہ دانت پیس کر بولتی آخر میں سردار سائیں سے مخاطب ہوئی۔ برشام ڈھلکے شانوں سمیت فرزام کی جانب دیکھ کر رہ گیا جس کی خود کی حالت بھی کچھ مختلف نا تھی۔

"بابا سائیں۔"

ندیم نے انہیں جاتے دیکھ کر پکارا مگر وہ ان کی پکار کو نظر انداز کیے خرم کے عین سامنے رکے۔

"اگر تمہیں بھی کوئی مسئلہ ہو تو کہ سکتے ہو اپنے بیٹے کے حق کیلیے بول سکتے ہو۔"

انہوں نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔ وہ گڑبڑا کر نفی میں سر ہلا گئے۔

www.zubinovelzone.com
Digital BARS Library
WhatsApp : 0344-4499420

"دادا سائیں میرے خیال میں اگر یہی سوال ماں باپ سے کرنے کی بجائے ان فریقین سے کیا جائے جو اس رشتے میں بندھنا جا رہے ہیں تو زیادہ بہتر ہے۔"

وہ ندیم کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھتے لب بھینچ گیا اور بمشکل اپنی ناگواری دباتے مخاطب ہوا۔ اس کے یوں بولنے پہ وہ پتھریلے چہرے سمیت دم بخود رہ گئے۔ فرزام نے بھی تن فن کرتے وہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی تھی۔ اس کا دل ایکدم ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا صد شکر تھا کہ اس بات سے قبل ہی نورے وہاں سے جا چکی تھی ورنہ نا جانے کیا ہو جاتا۔ باری باری سب ہی وہاں سے جاتے چلے گئے۔ رقیہ بیگم ان کے ساتھ آ کر کھڑی ہوئی۔

"سائیں یہ اللہ کی دی گئی زندگی ہے جس پہ اس نے ہمیں اس نے بھیجا ہے تاکہ ہم اس کی عبادت کے ساتھ اپنے دل کی مرضی بھی کر سکے نا کہ دوسروں پہ پابندیاں لگا سکیں۔ اس کے ہاں انصاف اور حق بہت بڑا فیصلہ ہے جس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے تو پھر ہم تو اس کے معمولی سے بندے ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں۔ پھر ہم کیوں کسی سے ساتھ ناانصافی کریں کسی کا حق مارے۔ یہ ساری باتیں سوچنے والی ہیں اگر اس پہ سوچا جائے تو۔ تکلیف بہت ہو گی مگر آخر میں سکون اور اطمینان لازم ہو گا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ نرمی سے بولتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے جاتے ہی سردار سائیں کی پرسوچ نگاہیں ایک جانب بنی کیاریوں پہ جمی تھی۔

"ماما وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ہمارے ساتھ۔ میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ وہ بھول رہے ہیں کہ ہمیں اس گھر میں منت سماجت کر کے لانے والے بھی وہی ہیں۔ میں اب یہاں بلکل نہیں رہوں گی۔" وہ سخت پریشان تھی تبھی کمرے میں آتے ساتھ ہی جو بولنا شروع ہوئی ارم نے تفکر سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں بے تحاشہ آنسو بھی موجود تھے مطلب حقیقت میں آج اسے یہ بات چبھی تھی۔

"رنم میری جان شادی تو ایک نا ایک دن ہونی ہے نا۔"

وہ چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے نگاہیں کھڑکی پہ جما گئی جس پہ اوس پڑ رہی تھی۔ رنم نے ورطہ حیرت میں غرق ان کی جانب دیکھا۔

"مطلب آپ بھی چاہتی ہیں کہ جو سردار سائیں نے میرا اپنے دور کے کزن کے ہاں رشتہ کرنا چاہا ہے وہ ہو جائے مما آپ جانتی ہیں کہ آپ کیا بول رہی میرے جانے کے بعد یہ آپکو کسی لائق نہیں چھوڑیں

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

گے جو عورت میرے بارہا بار انکار کرنے کے باوجود طنز کے نشتر چلاتی ہے کیا وہ میرے جانے کے بعد آپ کو بخش دے گی۔"

وہ ان کی بات سے شدید نالاں تھی تبھی خالی خالی لہجے میں بولی۔ ارم نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"رنم ان کی ساری باتوں کو چھوڑ دو فلحال مگر اب تو تمہارے پاس برشام کا بھی تو آپشن ہے تم اسے ہی چوز کر سکتی ہو اور چوز کیا وہ سب سے اول پہ ہونا چاہیے۔"

ان کی سخت آواز پہ رنم نے تمسخرانہ انداز میں مسکراتے ان کی جانب دیکھا۔

"مطلب میں بھی ان کے نکاح میں جاتے اس گھر کی عورتوں کی طرح ڈری سہمی ہو جاؤں اس گھر کی عورتوں کی طرح زندگی بیتاؤں نہیں مما میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔"

وہ تنبیہی لہجے میں بولتے سر جھٹکتے الماری کے پٹ کھولتے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔ ارم نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا جو ان کی کوئی بھی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھی. معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ ارم نے آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی تو برشام اپنی شاندار شخصیت مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ رنم کو وہ زہر سے بھی زیادہ برا لگا تھا تبھی سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ ارم نے بے ساختہ اپنی پیشانی مسلی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے اب۔"

اس نے ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے پریشانی سے استسفار کیا تو اس کی سماعتیں نا چاہتے ہوئے بھی ان کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"ہاں اب تو کافی بہتر ہوں شکریہ دوا دینے کیلیے۔"

وہ محبت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ رنم نے نا سمجھی سے زور سے الماری کے پٹ بند کیے اور تیز قدموں سے چلتی ان کے نزدیک آئی۔

"کیا ہوا آپ کی طبیعت کو اور آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ہمیں آپ کی ہمدردیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسی لیے جائیں یہاں سے۔ اچھے سے جانتی ہوں میں آپ سب کو۔"

وہ غصے سے نتھنے پھلاتے ہوئے بولی۔ ارم نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"رنم تمیز سے بات کرو۔ صبح طبیعت ٹھیک نہیں تھی ذرا میری ملنے آیا تھا وہ میرے سے تو مجھے دوائی دے دی۔ فیصل کے جانے کے بعد ساری تمیز ہی بھلاتی جا رہی ہو تم۔"

وہ برشام کے سرخ چہرے کو دیکھتے تنے تنے تاثرات سمیت گویا ہوئی۔ رنم ایکدم گھبرا کر ان کی جانب لپکی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"کیا ہوا آپکو آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا ماما۔ اور رہی بات میرے بد تمیز ہونے کی تو بابا کے جانے کے بعد ہی تو سب کے اصل چہرے ہمارے سامنے آشکار ہوئے ہیں۔"

وہ تلخی سے بولتے ان کا ماتھا چھو کر چیک کرنے لگی کو قدرے بہتر تھا۔

"چچی میں چلتا ہوں۔ پھر ملاقات ہو گی آپ اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا۔"

وہ رنم کو ٹھیک ٹھاک طریقے سے نظر انداز کرتے ارم سے مسکراتے لہجے میں مخاطب ہوا تو اس کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ اٹھنے لگے۔ اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچی جواب اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھتے اپنی شال درست کرتے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"کس قدر پیارا بچہ ہے ماشاء اللہ سے۔ اسی لیے کہتی ہوں صورت کو نہیں سیرت کو دیکھنا چاہیے تمام خوبصورت لوگ خوب سیرت نہیں ہوتے سمجھ آئی میری بات اور یہ اپنی ماں کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ لو آئندہ تم مجھے اس کے ساتھ بحث کرتی ہوئی نظر نا آؤ ورنہ انجام بہت برا ہو گا۔"

وہ آنکھوں میں اشتعال لیے وارن کرنے والے انداز میں بولی تو وہ نا جانے کب سے خود پہ ضبط کیے بیٹھی تھی ایک جھٹکے سے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ ارم نے پریشانی سے اسے آواز دی کیونکہ سردی ہونے کے باوجود وہ بغیر سویٹر کے نکلی تھی۔ رنم نے بے دردی سے آنکھوں کو رگڑتے قدم صحن کی

www.zubiapearlszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

جانب بڑھائے اور باہر آتے ایک جانب رکھی تپائی پہ بیٹھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ آج اسے شدت سے فیصل کی یاد ستا رہی تھی۔

"بابا اتنی جلدی کیوں چلے گئے آپ۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی معاً اپنے سر پہ کسی کا بھاری ہاتھ محسوس کرتے اس نے چونک کر اپنی بھیگی نگاہیں اوپر اٹھائی تو ساکت رہ گئی کیونکہ وہاں ندیم کھڑے مسکراتی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔ وہ ان کی بے وقت آمد پہ جی جان سے ٹھٹھکی تھی۔

"اماں سائیں یہ سب کیا ہے روما خالہ نے یہ سب کیوں کیا۔ میں تو ان کی بیٹی کو پسند کرنا دور کی بات دیکھنا بھی گوارا نا کروں اور دادا سائیں میرا اس کے ساتھ رشتہ کروانا چاہتے ہیں۔ بہت اچھا کیا تایا سائیں آج اپنے بیٹے کیلیے بولے کاش آپ دونوں بھی بول لیتے۔ کم از کم دادا سائیں نے ان کی سنی تو سہی چاہے بعد میں ناراضگی کا اظہار بھی کر دیا۔ انہوں نے بابا سائیں سے پوچھا بھی تھا مگر انہوں نے پہلے کبھی میری سنی ہے جو اب سنتے یا میرے حق میں بولتے یہاں ہمیشہ سب کی حق تلفی ہی ہوئی ہے چاہے وہ پھر مرد ہو یا عورت۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ تنفر سے سر جھٹکتے کمرے میں چہل قدمی کرنے لگا۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ سعدیہ اس کی پریشانی پہ مزید پریشان ہو گئی۔ جانتی تھی کہ وہ زینیہ کو بلکل پسند نہیں کرتا پسند تو وہ بھی نہیں کرتی تھی مگر اب وہ بابا سائیں کے حکم کی مخالفت کرتے ان کی نفرت کیسے مول لیتی۔

"مجھے خود نہیں علم کہ روما نے کب بابا سائیں کو فون ملایا اور ان کے درمیان یہ باتیں کب ہوئی اس بد تمیز کو اپنی بہو بناتے میں نے کیا اپنی زندگی جہنم بنوانی ہے۔ حیران کن بات تو یہ ہے کہ روما نے بھی مجھے اس متعلق کچھ نہیں بتایا۔"

وہ بھی اس وقت سخت چڑی ہوئی تھی۔ جو بھی انہیں چھیڑتا وہ بھڑک جاتی ابھی بھی فرزام کے چھیڑنے پہ اچھا خاصہ آگ بگولہ ہو چکی تھی تبھی رعونت زدہ لہجے میں بولی۔

"تم دونوں کی فضول باتیں ہو چکی ہو تو خاموش ہو جاؤ مجھے نیند نہیں آ رہی ان آوازوں میں۔"

خرم غصے سے چلائے تو ان دونوں نے کوفت سے آنکھیں گھمائی تھی۔ جنہیں سونے کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔

"آپ کے شوہر کو سونے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے کیا۔ صبح سے شام تک سوتے ہی رہتے ہیں ایسے سرداری نہیں ملتی ایسے نہیں گاؤں کو سنبھالا جاتا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ سعدیہ سے مخاطب ہوا۔ تو وہ بھی ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔ شادی کے بعد سے وہ بھی ان کی اس عادت سے سخت عاجز تھی۔ کبھی کوئی کام کی بات کا وقت ہوتا تو وہ ٹال دیتے یا پھر اپنا پسندیدہ مشغلہ سو جاتے۔

"اماں سائیں خالہ سے بات کر کے ذرا مجھے اس پریشانی سے آزاد کروائیں میں اس زینیہ سے کبھی شادی نہیں کروں گا۔ آگے ہی زندگی کا فالودہ نکلا ہوا ہے۔ میرے دماغ کا دہی مت کریں عجیب پریشانیوں میں ڈال دیا ہے آپ سب نے مجھے۔"

وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔ سعدیہ نے اس کا شانہ تھپتھپاتے اسے تسلی دینی چاہی۔

"چل میرا بچہ پریشان مت ہو میں بات کرتی ہوں۔ اتنا اچھا ہمارا پلین جا رہا ہے اسے خراب تو میں کسی صورت نہیں ہونے دوں گی رنم تو اب گئی ہاتھوں سے اب نورے کو ناکوں چنے چبوانا لازمی ہے۔"

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے پراسرار مسکراہٹ سمیت بولی۔ اس نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا جو ابھی بھی اس کے خلاف بول رہی تھی۔

"اب ان سب باتوں کو چھوڑ دیں آپ کوئی جواز نہیں ہے ان باتوں کا۔ لوگوں کو طعنے دینا ان سے جلنا چھوڑ دیں اماں جو ملتا ہے اس میں شکر کرنا سیکھیں۔ مجھے بلکل اچھا نہیں لگا کہ آج آپ نے چچی کے لباس پہ کیسے بات کی۔ میں یہ توقع قطعی نہیں رکھتا کہ میری ماں کم از کم ایسی دقیانوسی سوچوں کی حامل ہو۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

میں بس نورے کے متعلق بات کر رہی ہوں۔ ہم تیری شادی اسی سے کروائیں گے نا کسی بھی طرح۔

وہ اس کی تمام باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے متانت سے بولی۔

"اماں سائیں کیا بگاڑا ہے آخر اس نے آپکا۔ آپ بس اس کی ماں کے ساتھ حسد کی آگ میں جل رہی ہیں مزید کچھ نہیں۔ اس گھر میں آپ کا عمل دخل خود نہیں ہے اور برا ان لوگوں کو بنایا ہوا ہے۔ یہ حسد رشتوں کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی کسی دن نگل لے گا۔ مجھے اس دن سے بہت خوف محسوس ہوتا ہے۔ نا جانے میرے سے آپ نے کیا کیا کروا دیا ہے۔"

وہ اپنی چوڑی پیشانی مسلتے اذیت سے گویا ہوا۔

تو کہی نورے کو پسند۔

"بس کر دیں اماں اب مزید کوئی بات مت کیجیے گا۔ اگر پسند کرتا ہوتا تو کبھی اس کے ساتھ یہ کھیل نہیں کھیلتا میں اسے بہت جلد بتادوں گا کہ یہ سب صرف ایک مذاق کا حصہ تھا وہ مجھ سے کسی بھی قسم کی امید چھوڑ دے۔ میں اس کی توقعات پہ کبھی پورا نہیں اتر سکتا کیونکہ میں نے اسے کبھی کچھ سمجھا ہی نہیں۔ یہ بس وقتی کھیل تھا جو اب ختم ہو چکا ہے۔"

وہ پختہ لہجے میں بولتے گہرا سانس بھر اٹھا۔ سعدیہ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو اب کمرے سے باہر کی جانب جا رہا تھا۔ وہ اس کی باتوں پہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی جو بنا بنایا کھیل بگاڑ رہا

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

تھا۔اس کے جاتے ہی سعدیہ نے غصے سے روما کو کال ملائی تھی تاکہ اس سے ان سب باتوں کے متعلق پوچھ سکے۔

"تایا سائیں آپ یہاں۔"

وہ اپنے آنسوؤں سے بھری آنکھوں کو پونچھتے نا سمجھی سے گویا ہوئی۔

"اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہاں بیٹھ جاؤں۔"

وہ نا جانے کیوں اس سے اجازت طلب کر رہے تھے۔اسے یکلخت شرمندگی نے آن گھیرا۔اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے ساتھ کھسکتے ان کے لیے جگہ بنائی تو وہ اس سے کچھ فاصلے پہ براجمان ہو گئے۔

"کیوں پریشان ہے میری بیٹی اور یہ آنکھوں میں آنسو کیوں۔"

وہ اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے محبت سے بولے تو ان کا نرم لہجہ سن وہ جو کب سے خود پہ ضبط کر کے بیٹھی ہوئی تھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔وہ جو سب کے سامنے خود کو مضبوط ظاہر کراتی تھی اندر سے کس قدر کھوکھلی تھی۔

"کچھ نہیں بس بابا کی یاد آ رہی تھی مجھے ان کے پاس جانا ہے مجھے نہیں یہاں رہنا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ہچکیاں بھرتے ہوئے معصومیت سے بولتی ان کے دل پہ چھریاں چلا گئی۔ انہوں نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جو زار و قطار رو رہی تھی۔

"ایسی کفریہ باتیں نہیں کرتے بیٹا جی۔ یہ زندگی اتنی ارزاں تھوڑی ہے اور ویسے بھی فیصل آپ کے لبوں سے ایسا کچھ سنے گا تو کس قدر تکلیف ہوگی اسے۔"

وہ ہولے سے اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولے۔ رنم نے سرخ ہوتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"تو ابھی بھی سب رلا ہی رہے ہیں بابا کی رنم کو۔ انہوں نے کبھی مجھے ڈانٹا تک نہیں اور یہاں جس کا جب جی چاہتا ہے کچھ بھی بول دیتا ہے۔ کبھی سعدیہ تائی کبھی دادا سائیں تو کبھی ماما۔ اب ماما بھی بہت ڈانٹتی ہیں۔"

وہ کسی روٹھے بچے کی طرح ان سے شکایت لگا رہی تھی۔ انہیں وہ کسی طور پہ بھی وہ لڑکی نہیں لگی جو اپنے حق کی خاطر سب سے سامنے ڈٹ جاتی تھی

"میں کسی کی بات نہیں کروں گا بچے کیونکہ یہاں یہ شروع سے ہوتا آیا ہے بابا سائیں کے سامنے کوئی بول نہیں پاتا اور سعدیہ اور روما تو شروع سے ہی ان کی چہیتیاں ہیں وہ کسی کو کچھ بھی بول دیں بابا سائیں انہیں بھی نہیں ٹوکتے ان کی جانب سے میں معذرت خواہ ہوں عرصہ ہو گیا ان رسومات ان روایات کو مٹانے کی بہت کوشش کی گئی ہے مگر بابا سائیں وہ اپنے فیصلوں میں بہت اٹل ہیں آج پھر ماضی دہرایا

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

جا رہا ہے جیسے فیصل ان کے سامنے ڈٹ جاتا تھا ویسے ہی اس کی بیٹی بھی ہمت کر کے ڈٹ جاتی ہے مگر یہاں کچھ حاصل نہیں ہو گا سوائے نا امیدی کے ان لوگوں کی جانب سے مگر آپ کی ماما کی بات ہے تو وہ ماں ہے جسے ہر رشتے پہ برتری حاصل ہے وہ آپ کو آپ کے ہی اچھے یا برے کیلیے مار بھی سکتی ہے اور ڈانٹ بھی سکتی ہے اور میرا انہیں خیال کہ انہوں نے آپ سے کچھ ایسا کہا ہو گا جو آپ یوں باہر نکل آئی۔ کیا ایسا کچھ کہا تھا۔"

انہوں نے اسے مشفقانہ انداز میں اپنے ساتھ لگاتے سنجیدگی سے سوال کیا تو وہ خفت سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"اگر آپ کے پاس بابا نہیں ہے نا تو ان سے بھی ان کا سہارہ چھنا ہے واحد سہارہ۔ ان سے کس بات کی ناراضگی جب پوری دنیا کے سامنے ان کیلیے ڈٹ سکتی ہو تو پھر علیحدگی میں یہ سب کیوں۔ وہ پہلے ہی تھکی ہوئی ہیں میرا بیٹا انہیں مزید مت تھکاؤ۔"

معاً رضوانہ کی مشفقانہ آواز پہ اس نے چونک کر گردن اٹھائی تو وہ اس کے عین سامنے کھڑی تھی۔

"میں ان سے ناراض نہیں ہوں مگر وہ ایک ہی بات کرتی ہیں مجھے نہیں اچھا لگتا۔"

وہ چور لہجے میں گویا ہوئی۔ ان دونوں نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے گالوں پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے جبکہ مسلسل رونے کی بدولت آنکھیں سوجھی ہوئی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کیابات کی تھی ماما نے آپ سے۔"

ندیم کی بات پہ رنم نے بیچارگی سے ان کی جانب دیکھا کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے مگر اب وہ ان کے سامنے ان کے بیٹے سے شادی سے انکار پھر سے کیسے کرتی انہیں ضرور برا لگتا۔یہی سوچ اسے بار بار کچھ بھی کرنے سے روک رہی تھی۔رضوانہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ بخوبی سمجھ رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ کیابات ہوئی ہوگی جس کی بدولت وہ یوں رو رہی تھی۔

"جو بھی بات ہو آپ ہم سے بلا جھجک کر سکتی ہو رنم۔"

رضوانہ کی نرم آواز پہ اس نے گہری نگاہوں سے رضوانہ کی جانب دیکھا۔ان کی بات سے اسے کسی حد تک سکون ہوا تھا۔

"وہ تائی امی مجھے شادی نہیں کرنی کسی سے بھی۔پلیز آپ منع کر دیں نا سب کو۔مجھے برشام سے بھی نہیں کرنی۔میں اس خاندان میں بسنے والے کسی بھی مرد کو اپنی زندگی میں وہ حیثیت نہیں دے سکتی کیونکہ مجھے کوفت ہوتی ہے میں جانتی ہوں کہ سب مرد ایک جیسے ہیں۔"

وہ ناگواری سے بولتے ان کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھتی ساکت رہ گئی معاً اسے شدت سے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا۔

"کیا میں بھی ویسا ہوں رنم۔"

WhatsApp : 0344-4499420

ندیم نے جانچتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اسے مخاطب کیا تو وہ سرعت سے بنا کسی تاخیر کے نفی میں سر ہلا گئی اور چہرہ جھکاتے اپنی انگلیاں مسلنے لگی۔

"تو پھر پریشان ہونا چھوڑ دو بس یہ سوچو کہ وہ میرا خون ہے میرا خون وفادار نبھانا بہت اچھے سے جانتا ہے۔ اس سے شادی کیلیے رضامندی ظاہر کر دو میرا بچہ اگر اپنے بابا کا پرتو چاہتی ہو تو میں فیصل کیلیے بس اتنا ہی کر سکتا ہوں کوئی زور زبردستی نہیں کروں گا مگر اس سے بڑھ کر میں شاید ہی آپ کے معاملے پہ کسی پہ یقین کر پاؤں۔ میں نے آپ کو ہمیشہ اپنی بیٹی مانا ہے جب پہلی بار دیکھا تھا تو دل میں ہی فیصل سے آپ کی برشام سے بات کرنے کا سوچ لیا تھا مگر ایسا ممکن ہی نہیں ہو پایا مگر آج میں نے اپنے باپ کے سامنے کھڑے ہوتے حق کیلیے آواز اٹھائی ہے اس آواز اٹھانے کو میرے لیے ناسور مت بنا دینا مجھے انکار تھما کر۔ فیصل کیلیے تو کبھی کچھ نہیں کر پایا آپ کے حق میں بہترین فیصلہ لینا چاہتا ہوں آگے آپ کی جو مرضی مگر اگر آپ رضامندی ظاہر کرو گی تو اگلے پانچ دن میں آپ کا نکاح ہو گا کیونکہ پھر برشام کو یہاں سے جانا ہے کام کے سلسلے میں۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے نم لہجے میں بولتے اسے پتھرا گئے۔ اس نے تڑپ کر ان کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو تھاما تھا۔ حلق میں کانٹے سے چبھ رہے تھے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"مم۔میرے لیے یہ فیصلہ بہت مشکل ہے مگر میں صرف آپ کیلیے اس فیصلے پہ حامی بھر رہی ہوں آگے میری زندگی جہنم بنی تو میں شاید کبھی کسی پہ اعتبار نا کر پاؤں اور میں آپ لوگوں کی طرح خاموش بلکل نہیں رہوں گی۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں گویا ہوئی۔چہرے پہ کھردراپن عود آیا تھا۔رضوانہ نے آنکھوں کے راستے ندیم کو تسلی دی تھی کیونکہ اپنے بیٹے پہ انہیں پورا بھروسہ تھا۔

" کبھی ایسا کچھ ہو گا ہی نہیں میرا بچہ۔سب کچھ اس ذات پہ چھوڑ دو جو ہر چیز پہ قادر ہے۔انشاءاللہ بہتر کی امید رکھو وہ بہترین عطا کرے گا۔ناامیدی کفر ہے اس چیز کو اب اپنی زندگی سے اللہ حافظ کہہ دو اور میرا یہ میری بیٹی سے وعدہ ہے کہ جب بھی برشام نے ہلکا سا بھی رنم کو ڈانٹا تو پھر اس کی ماں اس سے خود ہی نپٹ لے گی کیونکہ اب میں اس کی ماں کے ساتھ ساتھ رنم کی بھی ماں ہوں اور اس سے پہلے ہوں۔"

وہ اس کی صبیح پیشانی پہ ممتا بھرا بوسہ دیتے پر یقین لہجے میں بولی۔رنم نے خاموش نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو اس کے اقرار پہ کس قدر خوش دکھائی دے رہے تھے۔

"چلو جاؤ اب مما سے بات کرو انہیں مناؤ۔مائیں کبھی غلط نہیں ہوتی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کا گال تھپتھپاتے محبت سے بولی تو وہ بھی ہولے سے اعتراف کرتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک ویران نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے اندر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی جہاں ارم اس کی منتظر تھی۔اب اسے انہیں منا کر اقرار ان کے ہاتھ میں تھماتے انہیں زندگی کی نوید سنانی تھی۔وہ اس فیصلے پہ خود سے سخت خفا تھی مگر وہ اپنی ماں کو خوش دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ برشام کیلیے ان کی آنکھوں میں پسندیدگی وہ پہلے دن سے ہی دیکھتی آرہی تھی۔زندگی نے نا جانے اس کس دوراہے پہ لا کر کھڑا کر دیا تھا جہاں وہ خود کو انتہائی بے بس محسوس کر رہی تھی اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آگے کنواں ہے اور پیچھے کھائی اور کسی بھی راہ کا مسافر بننے پہ نقصان اسی کا تھا اور اب وہ شاید اس نقصان کیلیے تیار تھی یکلخت برشام کیلیے نفرت کا احساس مزید شدت سے اجاگر ہوا تھا۔

کسی غیر معمولی ہلچل اور سردی کا بڑھتے احساس پہ اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی اور ایک نگاہ پورے کمرے میں دوڑاتے اس کی نگاہ ایک جانب دیوار پہ لگی گھڑی کی جانب رکی جو آدھی رات کے تین بجا رہی تھی۔سرد ٹھٹھرا دینے والی ہوا سے پیدا ہونے والی سردی کی بدولت اس کی آنکھیں کھلی تھی۔اس نے بجتے دانتوں سمیت اپنے بائیں جانب دیکھا جہاں نورے موجود نہیں تھی۔اس کی ادھ کھلی آنکھیں پٹ سے کھلی۔وہ بدک کر اپنی جگہ پہ اٹھ کر بیٹھی تو کھڑکی کے پٹ کھولے بیٹھی نورے کو

WhatsApp ; 0344-4499420

دیکھتے ساکت ہوئی تھی۔ اس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو اس قدر سردی میں بغیر کوئی سویٹر پہنے کھڑکی کے آگے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ آنکھیں مسلتے سرعت سے چپل پیروں میں اڑستے اس کے نزدیک پہنچی تو اندازہ ہوا کہ اس کا وجود ہولے ہولے لرز رہا ہے۔ چہرہ دوسری جانب ہونے کی بدولت وہ دیکھ نہیں پائی تھی۔

"نورے۔ تم آدھی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو۔"

وہ اس کا شانہ ہلاتے ہوئے نا سمجھی سے گویا ہوئی۔ نورے نے بھیگی آنکھیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا تو وہ اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نا آیا وہ تڑپ کر اس کے سامنے بیٹھی جو اب دوبارہ خالی خالی نگاہوں سے باہر دیکھ رہی تھی۔

"نورے کیا ہوا ہے تم کیوں رو رہی ہو بتاؤ مجھے کیا کسی نے کچھ کہا ہے پلیز بتاؤں مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔"

وہ بے قراری سے اس کے دونوں ہاتھ تھامتی منت کرنے والے انداز میں بے قراری سے گویا ہوئی تو نورے نے سرخ متورم نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی معاً وہ ایک جھٹکے سے اس کے شانے پہ سر رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ حورے کے ہاتھ

WhatsApp ; 0344-4499420

اس کے وجود کے گرد بندھے تو وہ ہولے ہولے اس کے ہچکولے بھرتے وجود کو سہلانے لگی۔ دل اس کا بھی خون کے آنسو رو رہا تھا۔

"پلیز کچھ تو بتاؤ نورے میری جان نکل رہی ہے۔"

وہ بیچارگی سے بھاری لہجے میں بولی تو وہ مزید ہچکیوں سے رودی تھی۔

"حورے حورے۔"

وہ دیوانوں کی طرح اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی بے چینی سے بولی۔ حورے نے محبت سے پچکارتے اثبات میں سر ہلایا۔

"دادا سائیں ایسا کیسے کر سکتے ہیں حورے۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کے آگے کوئی نہیں بول پائے گا تو وہ کسی کی زندگی کا فیصلہ لے سکتے ہیں حورے۔ میرا سانس رک رہا ہے دم گھٹ رہا ہے میرا سوچ کر حورے میں مر جاؤں گی میں مر جاؤں گی پلیز کچھ کرو۔ میں کیسے برداشت کروں یہ سب۔"

وہ ہذیانی کیفیت میں چلاتے اسے سن کر گئی۔ چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے نورے کے ہاتھ پہلو میں آگرے۔ وہ اس کی باتوں پہ دم بخود رہ گئی۔

"کیا فیصلہ کیا ہے انہوں نے تم کچھ کھل کر بولو گی یا ایسے ہی پہیلیاں بجھاتی رہو گی۔"

www.zubinovelszone.com

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بے دردی سے اسے جھنجھوڑتے اس سے بھی اونچی آواز میں چلائی۔ اس کے رویے میں فرق وہ کافی عرصے سے محسوس کر رہی تھی مگر آج اس کی دیوانوں جیسی حالت اس کا دل کی دھڑکن سست پڑی تھی تبھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے غصے سے بولی۔ اس کے لہجے پہ نورے نے سپید پڑتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا اور سختی سے اپنے گالوں اور آنکھوں کو رگڑتے اپنی جگہ سے اٹھی اور نگاہوں کا زاویہ بدلتے بستر کی جانب بڑھ گئی۔ حورے نے ایک جست میں اس تک پہنچتے اس کی کلائی کو تھام کر جھٹکا دیا۔

"نورے مجھ سے مزید کچھ مت چھپانا ورنہ بلکل اچھا نہیں ہو گا۔ اتنے دنوں سے برداشت کرتے اب میں حدیں تجاوز کرتی جا رہی ہیں۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے سرد مہری سے گویا ہوئی۔ نورے نے اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے نفی میں سر ہلایا اور بستر سر تک تان کر سختی سے آنکھوں کو میچ گئی۔ حورے نے ایک تند نگاہ بستر میں ڈھکی نور پہ ڈالتے سر جھٹکا اور دونوں مٹھیوں کو سختی سے بھینچتی زور سے کھڑکیوں کے پٹ کو بند کرتے آتش دان جلایا تھا۔ کمرے میں سردی کا احساس بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔ اب تم تڑپ بھی رہی ہو گی نا میں تمہارے پاس بلکل نہیں آؤں گی اتنا تو میں جانتی ہوں کہ کچھ تو ہے جو تم کافی عرصے سے ہم سب سے چھپا رہی ہو۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی مر جاؤ تم۔"

وہ جی بھر کر اونچی آواز میں اسے صلواتیں سناتے ہوئے پانی کا جگ اٹھانے لگی مگر اسے بھی خالی دیکھ وہ مزید چڑ گئی تبھی اسے اٹھاتے زور سے دروازہ مارتی باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔ اسے تو بے رخی کا مظاہرہ کرتے چھوڑ آئی تھی مگر دل اس کا بھی دکھ سے بھرا ہوا تھا۔ ایسا موقع کبھی بھی ان کی زندگی میں نہیں آیا تھا کہ ان دونوں نے ایک دوسرے سے کبھی کوئی بات چھپائی ہو مگر آج اس نے پہل کر لی تھی۔ وہ اپنی انہی سوچوں میں گم باہر کی جانب بڑھ رہی تھی معاً کمرے سے نکلتے وجود سے بری طرح ٹکرائی تھی۔ رنم نے بروقت اسے تھاما جس کی ناک غصے سے پھولی ہوئی تھی۔

"ارے حورے کیا ہوا ایسا چہرہ کیوں پھولا ہوا ہے۔"

وہ جو پیٹ میں دوڑتے چوہوں کی بدولت کچھ کھانے کیلیے لینے کمرے سے باہر نکلی تھی حورے کو سہارہ دیتے پریشانی سے گویا ہوئی۔

"رنم آپی یہ نورے نا بہت بدتمیز ہے میں اب اس سے بلکل بھی بات نہیں کروں گی یہ ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہے اس دن بھی آپ کی موجودگی میں یہ کھوئی ہوئی تھی اور آج بھی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اس نے بھیگے لہجے میں آج کی پوری بات اس کی سماعتوں کی نذر کر دی۔رنم کی آنکھوں میں تحیر بھرے تاثرات ابھرے۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اپنی پیشانی مسلتے اس کی جانب دیکھا جو خود اس افتاد پہ بوکھلائی ہوئی تھی۔اسے یکایک تفکر نے آن گھیرا۔نا جانے کیوں دل کسی انہونی کی جانب دھکیل رہا تھا۔اس کے دل نے نا جانے کیوں اسے الارم دیا تھا۔

"حورے میری جان کچھ نہیں ہوتا اس طرح اتنی بڑی بڑی باتیں نہیں بولتے کیا پتہ ابھی وہ اس حالت میں نا ہو فلحال تو آپ کے کہے کے مطابق وہ سو گئی ہو گی تو ہم اب کل اس سے بات کریں گے اور وہ سب کچھ بتا بھی دے گی۔پرسکون ہو جاؤ۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے سمجھانے والے انداز میں بولی تو وہ ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے سٹیل کے جگ میں پانی بھرنے لگی۔رنم نے ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا اور فریج میں کچھ تلاش کرنے لگی مگر کچھ اچھا نا دکھنے پہ وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

"کیا ہوا کچھ نہیں ملا کیا۔"

اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ حورے نے سوال کیا تو وہ نفی میں سر ہلاتے پانی پینے لگی معاً حورے نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے فریج کھولی تو مطلوبہ چیز اسے مل گئی تھی۔

"ساگ کھائیں گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ چٹکیوں میں مسئلے کا حل تلاش کرتے ہوئے بولی تو رنم کی آنکھیں ساگ کے نام پہ چمک اٹھی اس نے بیچارگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"مگر آئے گا کہاں سے۔"

وہ کوفت سے آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔

"ارے ہے نا یہاں بس تڑکہ لگانا ہے میں وہ ابھی لگا لیتی ہوں ساتھ پراٹھا بھی بنالوں گی مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے اب تو مل کر کھائیں گے۔"

اس کی برجستہ بات پہ رنم کی نگاہیں میکانکی انداز میں اس کی جانب اٹھی۔ حورے نے سرعت سے ڈوپٹہ سر سے اتارتے اپنی کمر پہ باندھا اور ساگ کو چولہے پہ رکھتے خود آٹا نکالتے پیرے بنانے لگی۔

"میں آپ کو مکئی کی روٹی بھی کھلاتی مگر وہ ابھی وقت لگ جائے گا اسی لیے اسی سے گزارا کرنا پڑے گا۔"

وہ روٹیاں بیلتے ہوئے بولی۔ ساتھ ہی سرسوں کے ساگ میں دیسی گھی کا تڑکہ لگایا تھا۔ رنم حیرت سے آنکھیں پھاڑے تیزی سے چلتے اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ ایک اسے انڈا ابوائل کرنے چائے بنانے اور نوڈلز بنانے کے کچھ نہیں آتا تھا اور وہ اس سے چھوٹی ہوتے دلجمعی سے یہ تمام کام سرانجام دے رہی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ میں ہی اس نے کھانا تیار کرتے پلیٹ میں انڈیلا اور میز پہ رکھتے اسے

WhatsApp : 0344-4499420

بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ ساگ کی مہک اسے اپنی روح میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی جو اس کی بھوک مزید چمکا گئی تھی۔ اب وہ ساتھ ساتھ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ کھا بھی رہی تھی۔

"اوہ مائی گاڈ سیریسلی حورے بہت مزے کا ہے۔"

وہ ایک کے بعد ایک نوالہ منہ میں ڈالتے چٹخارہ بھرتے ہوئے بولی تو وہ اس کی حرکت پہ ہولے سے ہنس دی تھی۔

"آپ بھی بنانا سیکھ لیں اب کیونکہ بھائی کو یہ سب چیزیں بہت پسند ہیں۔ آپ سیکھیں گی ہی تو ہی بھائی کو کھلائیں گی۔"

وہ شریر نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہنستے ہوئے بولی تو اس کے مسکراتے لب اسکی بات پہ سرعت سے سمٹے۔ معاً حورے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ اس کی تسلی کی خاطر مصنوعی سا مسکراتے شرما دی۔ اب وہ اس کے سامنے زور و شور سے برشام کے قصیدے پڑھنے میں صروف تھی جیسے اس دنیا میں اس سے اچھا مرد کوئی پیدا ہی نہیں ہوا اور وہ دل ہی دل میں خود کو کوستے اسے سننے پہ مجبور۔ رنم کو باہر تلاش کرنے آئی ارم نے باورچی خانے سے آتی مدھم آوازوں کو سنتے اندر جھانکا تو انہیں باتوں میں مصروف اور کھاتے دیکھ وہ نفی میں سر ہلاتے ہنس کر دوبارہ کمرے میں آ گئی تھی۔ ویسے بھی رات میں ہی رنم نے انہیں برشام کیلیے ہاں کرتے اتنی بڑی خوشی دی تھی۔ وہ جانتی

WhatsApp ; 0344-4499420

تھی کہ یہ فیصلہ رنم کے حق میں بہترین ثابت ہو گا کیونکہ ان کے دل میں پہلی ہی نظر میں برشام کو دیکھتے اس بات کی گارنٹی دی تھی کہ وہ ایک نرم خو پرکشش سا شہزادہ ہے جو ان کی سنہری آنکھوں والی شہزادی کیلیے زمین پہ اتارا گیا ہے۔

اگلے دن ناشتے کی میز پہ رنم نے ایک الگ ہی رٹ لگا رکھی تھی کہ اسے آپس پاس کے جگہوں کو گھومنا ہے لوگوں سے ملنا ہے۔ سردار سائیں کو یہ سب پسند تو نہیں تھا مگر نا جانے کیا سوچتے وہ حامی بھر گئے تھے۔ رنم نے ستائشی انداز میں ان کی جانب دیکھا کیونکہ ان سے کوئی خاص توقع نہیں تھی اسے کہ وہ کبھی مانیں گے۔ سردار سائیں کے کسی خاص دوست کی اہلیہ کی وفات کی بدولت گھر کی تمام عورتیں وہاں جانے کی تیاریاں کر رہی تھی۔ اسی لیے رنم اکیلی گھر میں رہ کر کیا کرتی تبھی خود بھی باہر جانے کی ضد باندھ لی۔ سردار سائیں کے جاتے ہی اس نے اپنی کرسی کھسکاتے حورے اور نورے کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے کیونکہ رات والی باتیں ابھی اس کے ذہن سے نکلی نہیں تھی۔ اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے وہ جوں ہی اندر داخل ہوئی وہ کوئی کاغذ ہاتھ میں تھامے پین انگلیوں میں دبائے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ رنم کو بہت زیادہ اداس لگی تھی۔ وہ شدید حیرت کا شکار تھی کہ ایسا بھی کیا ہوا ہے کہ وہ گھر میں بھی کسی کو بتانا گوارا نہیں کر رہی۔

WhatsApp : 0344-4499420

وہ دبے پاؤں چلتی اس کے نزدیک پہنچی اس سے پہلے کہ وہ اس کے ہاتھ کے نیچے سے وہ کاغذ کھینچ کر نکالتی نورے نا جانے ایکدم ہوش کی دنیا میں لوٹتے وہ کاغذ اپنی پشت پہ کر گئی تھی۔ خوف سے اس کی رنگت پیلی پڑ گئی۔

"آپی آپ۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولتی اس کاغذ کو اس کی نگاہوں کے عین سامنے توڑ مڑوڑ کرنے لگی۔ آنکھوں میں ایک وحشت ناچ رہی تھی۔

"نورے کیا ہو گیا ہے بھئی۔ دکھاؤں تو سہی کیا تھا اس میں اتنا عجیب برتاؤ کیوں کر رہی ہو۔"

وہ بھی اب سخت لہجہ اپناتے ہوئے بولی کیونکہ اس سے تو اس کی صحت پہ برا اثر پڑتا ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی کہ وہ ایسی کسی بھی سوچ کو اپنے اعصابوں پہ سوار کرتی۔

"نن۔ نہیں کچھ نہیں۔ میں کچھ بھی نہیں کر رہی۔"

وہ ڈر سے باقاعدہ کانپنا شروع ہو گئی تھی۔ رنم نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا اور بمشکل مسکراتے ہوئے اسکی جانب دیکھا۔

"اوکے میں سمجھ گئی۔ کچھ بھی نہیں ہوا تم پر سکون رہو میں کچھ نہیں پوچھتی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BAKR Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کے شانوں پہ ہاتھ جماتے اسے پرسکون کرنے لگی۔ اس کے نرم لہجے کا ہی اثر تھا کہ وہ کچھ حد تک سنبھل گئی تھی۔ رنم نے پرسوچ نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا کیونکہ کچھ تو تھا جو ان سب کی نگاہوں سے مخفی تھا اور ایسا کون تھا جس سے یہ سب جڑا ہوا تھا۔ اس کے دماغ میں چاہ کر بھی فرزام کا عکس نہیں لہرایا تھا۔ کیا پتہ یہ سب کسی خواب کے زیرِ اثر ہو اور اس نے اس چیز کو اپنے اعصابوں پہ سوار کر لیا ہو۔

"خیر آجاؤ ہم باہر جا رہے ہیں سب تم بھی آجاؤ۔ چلو شاباش اٹھو اپنی حالت سنوارو سب دیکھیں گے تو پریشان ہونگے اور ہمیں تو بتا نہیں رہی تم۔ اگر ان میں سے کسی نے پوچھ لیا تو نا جانے کیا ہو گا۔"

وہ بے دردی سے مستقبل کا نقشہ کھینچتے بیڈ سے نیچے اتر کر کھڑی ہو گئی اور منتظر نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی رنگت ایک بار پھر اس کی باتوں فق ہو گئی تھی۔ یہ سب اس کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔

"نہیں میرے سر میں بہت درد ہے میں نہیں جاؤں گی رنم آپی آپ لوگ جائیے۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں گویا ہوئی۔ رنم کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

www.zubiimagezone.com
Digital BAAT's Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"میں نے کہا تھا ناکہ اسے کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے میں اس کی حرکتوں سے سخت عاجز آچکی ہوں آپی۔ناجانے کیا سمجھ رکھا ہے اس نے اپنے آپ کو جو ناجانے کونساروگ لگاتے ہمیں بھی اپنے ساتھ پریشانی کی جانب دھکیل رہی ہے۔"

حورے عین اسی لمحے کمرے میں قدم رکھتے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ تنک کر بولی۔رنم نے گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھابس کرو حورے کچھ نہیں ہوا ہے وہ نہیں جانا چاہ رہی تو کوئی مسئلہ نہیں۔کسی کے ساتھ زور زبردستی تو نہیں کی جاسکتی نا۔تم کپڑے بدل کر آجاؤ میں بھی اس وقت تک فریش ہو جاتی ہوں۔"

وہ اسے تاکید کرتے ہوئے گویا ہوئی۔اس کی بات پہ حورے نے سر جھٹکتے الماری کھولی اور مطلوبہ کپڑے نکالتے غسل خانے کی جانب بڑھ گئی۔نورے نے ویران نگاہوں سے رنم کی جانب دیکھا۔وہ جانتی تھی کہ وہ سب کو ناراض کر رہی ہے مگر جب تک وہ فرزام سے اس متعلق بات نہیں کر لیتی تھی اس وقت تک شاید رونا اس کی قسمت میں لکھ دیا گیا تھا۔کل سے ویسے بھی وہ اسے کہی نہیں دکھا تھا اور اس کا یوں منظر سے ہٹنا نورے کے دل پہ قہر برسا رہا تھا۔اس کا دل تو اسے دیکھنے کو ترس رہا تھا اور دل پہ کہاں کبھی کسی کی مرضی چلی ہے یہ تو اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے جو جس کا مسافر بنتا ہے انسان کا وجود

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

بھی اسی راہ کا ہوتا چلا جاتا ہے۔ ابھی تو اس جذبے کو محسوس کیا تھا اور ابھی ہی اس کے خواب چکنا چور ہونے والے تھے۔

"میرا خیال ہے دوائی لے کر تمہیں آرام کرنا چاہیے کیونکہ تمہاری آنکھیں بہت سی کہانیاں سنا رہی ہیں نورے۔"

رنم اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتے سرد و سپاٹ لہجے میں بولتی اس کی رنگت متغیر کر گئی۔ وہ اس کا گال تھپتھپاتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"یااللہ پلیز میری مدد فرما میں کیا کروں یہ سب میری سمجھ سے باہر ہے مجھے اس راہ میں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ ہاں مجھے بات کرنی ہوگی فرزام سائیں سے۔ انہیں بھی تو میری طرح کا احساس ہونا چاہیے وہ کیسے یوں بے نیازی برت سکتے ہیں۔"

وہ اپنے آنسو پونچھتی الجھے بالوں کو جوڑے میں قید کرتی ڈھے جانے والے انداز میں تکیے پہ لیٹی تھی کیونکہ جب تک وہ لوگ جائیں گے نہیں اس وقت تک وہ فرزام سے بات نہیں کر سکتی تھی۔ آنسو ایک بار پھر پلکوں کی بار توڑتے باہر بہنے کو تیار تھے۔ کل رات سے مسلسل رونے کی بدولت سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

رنم اس کے کمرے سے نکلتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی معاً سامنے سے آتے برشام کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں ناگواری سی اتر آئی۔ وہ اسے مکمل طور پہ نظر انداز کرتے وہاں سے گزرنا چاہا مگر اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پہ پتھریلا پن دیکھتے برشام نے ایک جھٹکے سے اس کی مومی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے اپنے سامنے کھینچا تو وہ اس کی حرکت پہ تلملا کر رہ گئی۔

"مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی کیسے کی آپ نے۔"

اس سے پہلے کہ وہ طیش میں غراتی اس کا گریبان جکڑتی برشام نے اس سے فاصلہ قائم کرتے تنبیہی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں کچھ ایسا تھا کہ اس کے بڑھتے قدم وہی تھم گئے۔

"ہر بار نہیں رنم سو پلیز بی ہیو۔ نظر انداز تم نے کیا حالانکہ تم جانتی تھی کہ میں تمہاری جانب ہی آ رہا ہوں۔ اور ویسے بھی اب میں نے ہی تو تمہیں ہاتھ لگانا ہے کیونکہ دوسروں کا ہاتھ میں تمہیں چھونے سے قبل ہی توڑ دوں گا۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت باور کرانے والے انداز میں بولا۔ رنم نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جان دیکھا مگر اس کے تم کہنے پہ وہ کڑھ کر رہ گئی۔

"یہ تم کسے کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں آپ دکھا دی نا اپنی اوقات مسٹر برشام سوچا ہو گا اب تو ملکیت بننے جا رہی ہے تو کیوں نا حق بھی جتا لیا جائے۔ سب سمجھتی ہوں میں ہنہہ۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دونوں ہاتھ کمر رکھتے لڑاکا عورتوں کی طرح تنک کر بولی۔ برشام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب عادت ڈال لو کیونکہ اب میں تمہیں تم کہہ کر ہی مخاطب کروں گا آپ کہنے کے دن گئے۔ خیر تیار ہو جاکر ہمیں نکلنا ہے پھر دن ڈھل جائے گا اور سناٹا ہو جائے گا۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے اپنی مخصوص چال چلتے آگے کی جانب بڑھا۔

"ایک منٹ ایک منٹ یہ خوش فہمی آپ کو کیوں ہے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ آپ کی اطلاع کیلیے بتادوں کہ میں آپ کے ساتھ بلکل نہیں جاؤں گی۔ میں فرزام کے ساتھ جاؤں گی۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولی۔ برشام نے سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

"او کے جیسی آپ کی مرضی۔"

وہ ایک سپاٹ نگاہ اس پہ ڈالتے اپنی قمیض کی کف فولڈ کرتا آگے کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے دیکھا تھا کہ فرزام کے نام پہ اس کی آنکھوں میں سرد لہریں دوڑی تھی مگر وہ سر جھٹکتے متلاشی نگاہیں فرزام کی نگاہ میں دوڑانے لگی جس کیلیے اسے زیادہ تگ و دو نہیں کرنی پڑی تھی وہ اسے داخلی دروازے سے اندر آتا ہوا دکھائی دیا تھا۔

"چلو تم ہمارے ساتھ ہمیں باہر جانا ہے۔"

www.zubiaguzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کے نزدیک آتے حکم صادر کرنے والے انداز میں بولی۔وہ ہولے سے ہنسا اس کی ہنسی سراسر مذاق اڑاتی ہوئی تھی۔

"ہم میں یہ دوستانہ پن کب سے ایجاد ہوا جو تم مجھ پہ حکم صادر کر رہی ہو۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے میں باندھتے ناسمجھی سے بولا۔

"تم ہمیں لے کر چل رہے ہو یا نہیں۔"

وہ کڑھ کر گویا ہوئی۔فرزام نے سکون سے نفی میں سر ہلایا اور آگے کی جانب بڑھا معاً کچھ سوچ کر وہ ٹھٹھکا اور رکتے پیچھے کی جانب مڑا۔

"ویسے ہمیں کون کون؟"

وہ سوالیہ لہجے میں بولتے بھنویں اچکا گیا۔اس کی آنکھوں میں اترتی الجھن کو رنم نے بغور دیکھا تھا۔

"میں اور حورے۔نورے کے سر میں درد ہے تو وہ نہیں جا رہی۔"

وہ ترچھی نگاہوں سے اس کے تاثرات بھانپتی بے نیاز بنتے ہوئے بولی مگر اگلے ہی لمحے اس کا پھیکا پڑتا چہرہ رنم کے حواس چوکنا کر گیا۔وہ اس کے چہرے پہ پھیلتی پریشانی دیکھ الجھ گئی تھی۔ادھر نورے اور یہاں فرزام کچھ تو تھا جو نہایت غیر معمولی اور ان سب کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔

"کیوں تمہیں کیا ہوا۔تم کیوں پوچھ رہے ہو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ چبھتے لہجے میں بولی۔ فرزام نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میری مرضی اور میں بلکل نہیں جاؤں گا جاکر برشام لالہ سے کہو۔ وہ لازمی لے جائیں گے۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولتے تیز قدموں سے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔ اس کی پشت دیکھتے اس نے دانت پیسے جیسے ان دانتوں کے درمیان وہی ہو۔ وہ اب اسے کیا بتاتی کہ ان کی آفر کورد کر کے ہی تو وہ اس کے پاس آئی تھی۔ اب وہ دوبارہ اس کے پاس جا بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ اس کی سب سے بڑی توہین ہوتی۔

"چلیں رنم آپی۔"

حورے ڈھنگ سے ڈوپٹہ اوڑھتے عجلت میں اس کے نزدیک آتے ہوئے بولی۔

"کس سے ساتھ جائیں فرزام نے صاف انکار کر دیا اور برشام کو میں نے انکار کر دیا اور تنہا گئے تو دادا سائیں مجھے کسی صورت نہیں چھوڑیں گے۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے میسنی سی ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔

"کیا! آپ نے برشام لالہ کو انکار کر دیا یار آپی آپ کیا کرتی ہیں ان کے ساتھ اتنا مزا آتا وہ طرح طرح کی چیزیں لے دیتے ہیں۔"

وہ خفا خفا نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"توتم بلا لاؤ جا کر میں نے کونسا ان کا سر پھاڑ دینا ہے۔"

وہ کھسیاہٹ سے سر کھجاتے ہوئے بولی۔ نور اس کی بات پہ سر پیٹتی بھاگنے والے انداز میں برشام کے کمرے کی جانب بڑھی تو وہ بھی اپنی نم ہوتی ہتھیلی کو مسلتے باہر صحن کی جانب بڑھ گئی۔ باہر نکلتے ہی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اسے کپکپانے پہ مجبور کر دیا معاً اس نے اچھے سے شال کو خود کے گرد لپیٹا اور وہی نظر آتے پہاڑوں پہ نگاہیں جمائے کھڑی ہو گئی۔ اس نے اس کی مہک کو محسوس کرتے مسرور ہوتے آنکھیں موندی تھی۔ کس قدر دلکش منظر تھا سبزے اور پہاڑوں سے چاروں اطراف ڈھکے ہوئے تھے۔ اسے اندازہ ہوا تھا کہ ایسی جگہ پہ رہنے والے لوگ کیوں صبح سے رات تک تر و تازہ رہتے ہیں۔ یہ جگہ واقعی ہی قدرت کا شاہکار اور جنت کا ایک ٹکڑا تھی۔

"چلیں رنم آپی۔"

حورے کے ٹھوکا مارنے پہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی تھی معاً اس کی نگاہ برشام پہ پڑی جو ماتھے پہ بغیر کوئی شکن سجائے لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہ دونوں بھی مسکراتے ہوئے اس کی تقلید میں چلنے لگی۔ وہ مبہوت سی آگے کی جانب بڑھتی جا رہی تھی۔ اس سے قبل جب وہ یہاں گھومی تھی اس وقت اتنی تفصیل سے ہر چیز کا جائزہ نہیں لے پائی تھی مگر اب وہ ایک ایک چیز کو دیکھنا چاہتی تھی جانچنا چاہتی تھی۔ سبزے اور دراز قد درختوں اور پہاڑوں کے چوٹیوں کے درمیان میں بسا یہ

WhatsApp ; 0344-4499420

خوبصورت سا گاؤں دیکھنے والے کی آنکھ میں ایک سحر سا طاری کر دیتا تھا۔ معاً اس کی نگاہ ایک جانب بیٹھی عورتوں پہ پڑی جو ٹوپیاں بننے میں مصروف تھی۔ دوپہر کے وقت روشنی ہونے کی بدولت وہ یہ کام بخوشی انجام دیتی تھی۔ رنم نے مسکرا کر ان لوگوں کی جانب دیکھا۔

"آپی آپ جانتی ہیں یہ گلگت کی مقامی اونی ٹوپی ہے جو یہاں کی عورتیں خود بناتی ہیں۔ لوگ زیادہ تر انہیں شادیوں جیسے تقریب میں استعمال کرتے ہیں ممکن ہے کہ بھائی بھی پہنے کیونکہ یہ بلوچوں کی ثقافت ہوتی ہے اینڈ آئی سوئیر مجھے بہت پسند ہے یہ سب چیزیں۔"

وہ آنکھوں میں جگنو لیے اس کے ساتھ قدم ملاتی ایک ایک چیز اسے بتا رہی تھی۔ برشام دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے ان سے کچھ فاصلے پہ چل رہا تھا۔ وہ دونوں آگے جبکہ وہ ان سے پیچھے تھا۔

"میرے خیال میں مجھے ایسی جگہ پہ شوز پہننے چاہیے تھے یہ راستے کافی حد تک پتھریلا ہے۔"

وہ اونچی نیچی ڈھلوانوں پہ احتیاط سے قدم رکھتی پریشانی سے گویا ہوئی اور ایک نظر دور سے پہاڑوں کے درمیان سے گرتے چشمے کو دیکھتے وہ مبہوت رہ گئی۔ کس قدر خوبصورت منظر تھا۔

"بلکل میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا مگر آپ نے ہی کہا تھا کہ میں مینج کرلوں گی۔"

حورے اس کے پیروں میں موجود سوفٹی کو دیکھتے کندھے اچکا کر بولی تو اس کی محویت ٹوٹی۔

"ارے آپی یہاں آیئے لالہ آپ بھی۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ رنم کا ہاتھ تھام کر بائیں جانب بنی ایک جھونپڑی کی جانب چل دی۔ رنم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جہاں دو عورتیں بیٹھی چاول بھون رہی تھی۔ حورے نے ملتجیانہ نگاہوں سے برشام کی جانب دیکھا تو اس نے خاموشی سے اپنا والٹ اس کی جانب بڑھا دیا تھا۔

"ارے یہ کیا لے رہی ہو۔ کچے چاول نہیں کھانے چاہیے۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتی اسکی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے بولی۔

"یہ بھنے ہوئے ہیں کھا کر دیکھیں مزا آئے گا۔ گاؤں کی عورتیں یہ بھی بھون کر بیچتی ہے۔"

اس نے شاپر اس کی جانب بڑھایا اور والٹ پیچھے کھڑے برشام کی جانب جو موبائل میں مصروف تھا۔ وہ جہاں جہاں سے گزرتے حورے ان جگہات کی بدولت اسے معلومات دیتی جا رہی تھی۔

"یہ پہاڑ کے متعلق بھی بتاؤ نا۔"

وہ تجسس سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہ پہاڑ تو کچھ نہیں ہے آپی ابھی جس حصے میں ہم رہ رہے ہیں وہ گلگت کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے مطلب جنت کے ٹکڑے کا ذرا سا حصہ۔ ابھی تو اتنا کچھ باقی ہے۔ ابھی تو اتنی وادیاں اتنے دنیا کے بلند و بالا پہاڑ جن کے متعلق ہم صرف پڑھ ہی پائیں ہیں وہ سب یہاں وادی ہنزہ موجود ہیں جیسے راکاپوشی، ہمالیہ اور نانگا پربت مزید اور بھی بہت ساری ہیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ پر جوش لہجے میں بولتی مسکرادی۔ رنم نے خوشگواری سے اس کی جانب دیکھا جسے اس متعلق اس حد تک معلومات تھی۔

"تم وہاں سے ہو کر آئی ہو کیا۔"

وہ بے دھیانی میں بولتے آگے کی جانب بڑھی مگر دائیں جانب بڑے سے پتھر سے پاؤں ٹکرانے کی بدولت اگلے ہی لمحے اس کا پاؤں مڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی برشام جو کسی سے فون پہ مصروف تھا اس نے ایک ہی جست میں اس کی کلائی جکڑتے سنبھالا ورنہ وہ ضرور ان پتھروں کی زینت بنتے خود کو چوٹ لگوالیتی۔

"تم ٹھیک ہو۔"

وہ تفکر سے گویا ہوا۔ رنم نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی نگاہوں سے خائف ہوتے سرعت سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا معاً وہ اپنے پیر میں اٹھتی ٹیسوں کو برداشت کرتے ہمت کرتے اپنی جگہ سے اٹھی۔

"میرے خیال میں لالہ ہمیں اب چلنا چاہیے واپس دن بھی ڈھل رہا ہے اس سے قبل موسم کوئی کارگردگی دکھادے ویسے بھی رنم آپی تو اب زیادہ چل نہیں پائے گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

حورے براہراست برشام سے مخاطب ہوئی تو وہ ایک نظر اس ضدی لڑکی پہ ڈالتے دوبارہ کسی کو کال ملاتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔ رنم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا جس نے جھوٹے منہ بھی حویلی سگ گاڑی منگوانے کی صلح نہیں ماری تھی۔ کس قدر اڑیل تھا وہ بس سوچ کر کڑھ کر رہ گئی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

رنم کے جاتے ہی اوپر اپنے کمرے سے صحن میں دیکھتا فرزام کسی سوچ کے تحت تیز تیز قدموں سے چلتے کمرے سے باہر نکلا تا کہ نورے کو دیکھ سکے نا جانے کیوں دل کسی انہونی کا گمان دے رہا تھا۔ وہ بس ایک نگاہ اس پہ ڈالنا چاہتا تھا۔ ابھی تو اسے اس کے رشتے کے بابت علم نہیں تھا ورنہ نا جانے وہ اپنا کیا حال کرلیتی۔ اس نے زینے اترتے سر جھٹکا معاً اس کی نگاہ اپنے کمرے سے نکلتی نورے پہ پڑی جو شدید نقاہت کا شکار تھی۔ فرزام اسے دیکھ کر رہ گیا۔ اس وقت حویلی میں موجود بھی وہ دونوں ہی تھے۔ وہ

WhatsApp : 0344-4499420

اپنے بالوں کو سنوارتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے نزدیک پہنچا۔ نورے جو دروازہ بند کر رہی تھی اپنی پشت پہ کسی کی موجودگی اور بھاری سانسوں کا گمان ہوتے ہی اس نے ٹھٹھک کر پیچھے دیکھا مگر اگلے ہی لمحے اس کی تاریک آنکھوں میں جیسے کسی نے روشنیاں سی بھر دی تھی جو فرزام کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

"تمہاری طبیعت کو کیا ہوا۔"

وہ اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے گویا ہوا۔ نورے کے لبوں پہ ایک مدھم سی مسکراہٹ بکھری تھی۔

"آپ کہاں تھے۔ میں نے کل رات سے آپ کو اتنا تلاش کیا تھا۔ آپ ایک بار بھی میرے پاس نہیں آئے۔ مجھے لگا تھا کہ دادا سائیں کی بات کے بعد آپ مجھ سے ملنے آئیں گے تسلی دینے آئیں گے۔"

وہ ترستی ہوئی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام گئی۔ اس کے ہاتھوں کی لرزش فرزام کی آنکھوں سے اوجھل نہیں رہی۔ بابا سائیں کا نام اس کے لبوں سے سنتے وہ ٹھٹھکا ضرور تھا مگر اس پہ ظاہر نا ہونے دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جس بات کے متعلق وہ جانتی ہی نہیں ہے وہ اس بات کا زکر بھی کرے۔

"بابا سائیں کی بات کونسی بات کے بعد۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ بے نیاز بنتا ہوا بولا اور راہداری سے ہوتے کشادہ صحن کی جانب بڑھ گیا۔ نورے نے اس کی نظر اندازی پہ تڑپ کر اس کی تقلید میں باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ وہ کیونکر اس کی بات سنے بغیر وہاں سے چلا گیا تھا۔

"آپ جان کر بھی انجان کیوں بن رہے ہیں آپ جانتے ہیں کہ میں کس متعلق بات کر رہی ہوں۔"

وہ اپنے لہجے میں بے قراری سموئے بولی۔ فرزام نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا ورنہ کافی حد تک وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کس متعلق بات کر رہی ہے۔ یہی سوچ آتے ہی اس کا دل دھک سے رہ گیا مطلب وہ کل بابا سائیں کی ساری باتیں سن چکی تھی۔ اس نے فق ہوتے چہرے کے ساتھ بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا جو آنکھوں میں بے تحاشہ سوال لیے اس کی منتظر تھی۔ اس نے اپنے بدلے کیلیے سامنے کھڑی لڑکی کو کیا سے کیا بنا دیا تھا کہ اسے فرزام کے آگے کچھ دکھتا ہی نہیں تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا نورے۔ تمہارے حواس شاید ٹھکانے پہ نہیں ہے۔ اپنے کمرے میں جاؤ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔"

وہ آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے سنجیدگی سے بولتے وہاں سے جانے کیلیے مڑا مگر اگلے ہی نورے نے سرعت سے مضبوطی سے اس کا بازو تھامتے بھیگی متورم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ مجھ سے کسی بات پہ ناراض ہے تو پلیز ناراضگی جتائیں مگر یوں بے رخی برت کر مجھے بے مول مت کریں۔ مجھے اہم آپ نے گردانا تھا میری ذات کو یوں قدموں میں مت روندیں پلیز۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے دکھ کی کیفیت میں بولتے رودی۔ آنسو تواتر اس کے سرخ گالوں کو بگھو رہے تھے مگر آج اسے کمزور قطعی نہیں پڑنا تھا۔

"تم ایک ہی بات کر کر کے تھکتی نہیں ہو نورے۔ ناراضگی کیلیے بھی کوئی وجوہات ہونی چاہیے جو ہمارے درمیان ابھی بنی نہیں اور ویسے بھی کبھی انسان کا دل نہیں کر رہا ہوتا بات کرنے کو۔ یوں ایک ہی بات کرتے اگلے انسان کو عاجز مت کیا کرو۔"

اس کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار پہ وہ طیش کے عالم میں اس کا ہاتھ جھٹکتے اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔ اس کا لہجہ نورے کے وجود میں کسی زہر کی مانند اترا تھا مگر وہ اس کے آگے اس بات کو بھی نظر انداز کر گئی تھی۔

"اچھا اب نہیں کروں گی مگر آپ ایسے مت بولیں۔ ناراض بھی مت ہو۔"

وہ سختی سے اپنے آنکھوں کو رگڑتی بمشکل مسکراتے لہجے میں بولی۔ اس کی ناراضگی کہاں برداشت تھی۔ سیاہ لباس میں موجود وہ فرزام کو بے بسی و بے کسی کی مورت محسوس ہوئی تھی۔ وہ اس کی قابلِ رحم حالت پہ سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر گیا۔

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ مجھے بتائیں کہ کل داداسائیں کی بات پہ آپ نے وہ بات سامنے کیوں نہیں رکھی حالانکہ آپ نے کہا تھا کہ جب بھی بات ہوئی آپ ان کے سامنے ہماری بات رکھیں گے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔"

وہ نا سمجھی کی کیفیت میں افسردگی سے بولی۔ فرزام نے خود کو مضبوط کیا تھا کیونکہ اب جو وہ بات بولنے لگا تھا جانتا تھا اس کے بعد وہ لازماً ٹوٹ کر بکھر جائے گی مگر اسے بکھیرنا ہی تھا کیونکہ اس کا اور نورے کا قطعی کوئی مستقبل نہیں تھا اس کی ماں کبھی بھی نورے کو قبول نا کرتی اس کی بیوی کی روپ میں بلکہ شادی ہوتے ہی وہ مزید اس پہ ظلم ڈھاتی۔

"کیونکہ میں نہیں کرنا چاہتا تھا اور نا ہی کبھی کروں گا۔ درحقیقت میں ابھی ان جھنجھٹ میں پڑنا چاہتا ہی نہیں ہوں۔ سو پلیز سٹے اوے فرام می نورے بلوچ۔"

وہ اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑستے بے نیازی سے بولا۔ نورے کے چہرے پہ عجیب سے تاثرات ابھرے۔ اسے محبت کا یقین بخش کر وہ اس سے کیسے بے نیازی برت سکتا تھا۔

"مگر آپ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں نا فرزام سائیں اور بابا سائیں کبھی بھی اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ وہ آپ کی شادی کروادیں گے پھر میرا کیا ہو گا۔ میں تو ٹوٹ جاؤں گی ختم ہو جاؤں گی۔ ٹوٹے دل

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

کی تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مجھے علم ہوتا کہ اس سفر میں اس قدر کانٹے ہیں تو میں کبھی بھی آپ کی محبت پہ ایمان نالاتی۔"

وہ نم لہجے میں ہکلاتے ہوئے بولی۔ اس کی ویران آنکھوں کو دیکھ اسے خوف سا محسوس ہوا مگر وہ اس کی بات پہ تلخی سے ہنستے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے مخصوص انداز میں بھنویں اچکا گیا۔ اس کی مسکراہٹ کسی خنجر کی مانند سیدھا نورے کے سینے میں پیوست ہوئی تھی۔ وہ اس کا یوں بے وقت مسکرانا بلکل سمجھ ناپائی۔ کیا زندگی اس سے کوئی امتحان لینے والی تھی۔

"شادی محبت یہ سب میرے ٹائپ کی چیزیں نہیں ہے نورے۔ نا ہی میں ان میں الجھنا چاہتا ہوں۔ یہ سب وقتی چیزیں ہوتی ہیں جو گزرتے وقت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کا یہاں کوئی وجود نہیں ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولتے دل پہ مقام پہ دستک دینے لگا۔ نورے کے حلق میں اس کی مسکراہٹ دیکھ آنسوؤں کا پھندا سا لگا۔

"آپ ہنس کیوں رہے ہیں۔"

اسے ابھی بھی اس کی مسکراہٹ ہی چبھ رہی تھی تبھی خالی خالی لہجے میں اس سے پوچھ بیٹھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"تمہاری بچگانہ بات پہ کیونکہ میں تو تم سے محبت کرتا ہی نہیں وہ تو بس ایک وقتی کشش تھی جس کے زیرِ اثر تم تھی اور تم اسے پیار عشق محبت سے تشبیہہ دے بیٹھی۔ ابھی تم بہت چھوٹی ہو چاکلیٹ لالی پاپ کھاؤ اور مجھے بھول جاؤ کیونکہ میں تمہیں یاد رکھنا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنے دل میں بسا کر تم صرف اپنی تکلیف میں اضافہ کر رہی ہو۔"

اس کی سفاکی پہ نورے کو ایسا محسوس ہوا گویا کسی نے پگلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔ آنکھوں کے سامنے باقاعدہ اندھیرا سا چھایا۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا جیسے اس کی بات کا یقین نا ہو۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں نا۔"

وہ شش و پنج کی کیفیت میں مبتلا سرسراتے لہجے میں بولی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے۔ یوں اس کی ذات کے پرخچے اڑاتے وہ ایک سیکنڈ کیلیے بھی نہیں سوچے گا۔

"کیا میرے اور تمہارے درمیان ایسا مذاق ہے نورے۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھکتے سرد لہجے میں بولتے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پھیر گیا۔ نورے نے سپید پڑتے چہرے سمیت ایک نظر اسے اور ایک نظر اپنی شفاف خالی ہتھیلیوں کو دیکھا تھا۔ آنکھوں

WhatsApp : 0344-4499420

سے درپے در آنسو ٹوٹتے گال پہ گرتے ہتھیلی پہ جذب ہو رہے تھے۔اسے اپنی سماعتیں مفلوج ہوتی محسوس ہوئی۔

"مم۔مگر آپ تو مجھ سے محبت کے دعویدار تھے نا۔کیوں مجھ سے فریب کیا آپ نے کیوں مجھے اپنی جھوٹی محبت کے جال میں پھنسایا کیوں مجھ سے میری روح تک چھین لی آپ نے کیوں میرا فائدہ اٹھایا آپ نے۔"

وہ ویرانی سے بولتی ٹوٹے کانچ کی کرچیاں لیے سراپا سوال تھی۔لہجے میں ایک آس ایک حسرت تھی کہ ایک بار وہ کہدے کہ نہیں نورے میں مذاق کر رہا ہو مگر وہ تو ستمگر بنا ہوا تھا۔

"بدلہ لینا تھا اپنی ماں کا تم سے۔نفرت ہے انہیں تم سب سے۔تم سب کو ہمیشہ دادا سائیں کے علاوہ سب نے فوقیت دی وہ نظروں میں کھٹکتی تھی میری ماں کے پھر وہ تکلیف سے روتی تھی اور مجھے ان کی تکلیف کا مداوا کرنا تھا اور ان کے مطابق تم سے بہتر راستہ انہیں کوئی ملا ہی نہیں۔میرے بابا اور تمہارے بابا کے درمیان ہمیشہ تمہارے بابا کو چنا گیا کیوں اور یہ بات بھی انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ اب سردار کی کرسی بھی برشام کے ہی ہاتھ لگنی ہے بس اپنی بھڑاس بھی تو کہی نکالنی تھی نا تو نورے تم سے بہتر کون ہو سکتا تھا ان کیلیے۔میں بس ان کی ہدایت پہ عمل کرتے یہ سب کرتا چلا گیا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ افسوس سے اس کی ٹھوڑی کو اپنے ہاتھوں میں جکڑتے تمسخرانہ انداز میں بولتے تلخی سے قہقہہ لگا اٹھا یہاں تک کہ حویلی کے در و دیوار کو بھی آنے والے وقت سے خوف محسوس ہوا تھا۔ نورے کو ایسا محسوس ہوا جیسے فضا میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہو اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے گہرا سانس بھرتے ایک نئی آس سے جینے کی کوشش نہیں کی تھی معاً وہ نیچے گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیے۔

" پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں۔ میں چچی سائیں سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگ لوں گی جو میں نے کبھی کی ہی نہیں مگر میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر۔ مجھے اس جذبے سے آپ نے متعارف کروایا ہے میں تو محبت کے م سے بھی ناواقف تھی۔ یوں اس جذبے کو بدلے کی نذر مت کریں میرا کیا ہو گا فرزام سائیں۔ محبت پہ تو کسی کا بس نہیں نا یہ ایک الوہی جذبہ ہے جو ذات رنگ نسل کچھ نہیں دیکھتا بس ہو جاتا ہے۔ میرے ساتھ مت کریں یہ فریب۔ ایک بار میرے سے ویسے ہی محبت سے بات کر لیں میں سب بھول جاؤں گی سب کچھ فراموش کر دوں گی۔ سب کچھ۔ "

اس نے اس کی محبت میں تڑپتے آج اپنی نسوانیت پہ خود ہی کاری ضرب لگائی تھی۔ وجود میں ٹیسیں بھی اٹھ رہی تھی مگر وہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی سوہانِ روح تھا اور وہ کس قدر آسانی سے بے رحم بنا اس جذبے کو بدلے کی نذر کر رہا تھا۔ فرزام نے بمشکل اپنا ڈوبتا دل ٹھکانے لگاتے نگاہوں کا زاویہ بدل

WhatsApp ; 0344-4499420

لیا۔ نورے کا چہرہ دھواں ہو گیا۔ وہ اپنے اس قدر بڑے نقصان پہ چیخنا چلانا چاہتی تھی مگر حلق سے آواز نکلنے سے انکاری تھی۔ چہرے پہ حزن و ملال چھایا ہوا تھا۔

"ہمارے درمیان جو بھی تھا اسے بھول جاؤ۔ ختم کر دو اسے نورے۔ کیونکہ میں سب کچھ ختم کر چکا ہوں۔ ہمارا کوئی مقابلہ نہیں ہے ہماری رنگت میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے تم میری جانب راغب ہو سکتی ہو کیونکہ میرے پاس سب کچھ ہے۔"

اس کے لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی جبکہ لہجہ مذاق اڑاتا تھا۔ وہ جان بوجھ کر اسے خود سے بدگمان کرنے کی کوششوں میں تھا تاکہ اس کے دل میں موجود اس کیلیے محبت نفرت میں بدل جائے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ یہ سب الفاظ کس منہ سے ادا کر رہا ہے۔

"آپ نے تو بدلہ لے لیا مگر مجھے اس بدلے کی آگ میں ہمیشہ کیلیے جلنے کیلیے چھوڑ رہے ہیں نا۔ دل پھٹ رہا ہے میرا۔ سانس بھی تھم تھم کر آ رہی ہے۔ بے بسی دیکھنا چاہے گے میری مرنا چاہتی ہوں مگر موت نہیں آ رہی۔ مگر نفرت ابھی بھی محسوس نہیں ہو رہی آپ سے۔ یہ کیسی محبت ہے۔ میں نے جس کیلیے اپنے بھائی کا غرور اپنی بہن کی محبت سب کچھ ٹھکرا دیا وہ آج میری کی ذات کو قدموں تلے کچلتے میری عزت کی دھجیاں ادھیڑ چکا ہے۔ مجھے اپنے ہاتھوں سے مار دیں کیونکہ میں تو آپ کو اپنی نگاہوں کے سامنے کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ پاؤں گی میں بار بار کی موت کا درد برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتی

WhatsApp ; 0344-4499420

فرزام سائیں۔ محبت محبت محبت آپ نے مجھے اپنی جانب راغب کیا تھا میں نہیں ہوئی تھی مگر اب جب میں اپنا سب کچھ آپ کے ساتھ جوڑ چکی ہوں تو کیوں مجھے ضائع کر رہے ہیں۔"

وہ خود کو نوچتی ہذیاتی کیفیت میں چلائی۔ فرزام کے دل پہ بری طرح ٹھیس پہنچی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ ایک بار پھر خود پہ جبر کرتے وہاں سے جاتا نورے نے ہچکیوں سے روتے اس کے قدموں میں اپنا سر رکھا تھا۔ عین اسی لمحے باہر زور سے بادل گرجے تھے۔ فرزام بھی بری طرح لڑکھڑایا۔

"نورے۔"

معاً اپنی پشت سے آنے والی بے یقین بھاری آواز پہ بھی وہ ویسے ہی پڑی رہی جبکل فرزام نے گھبرا کر اپنے پاؤں اس کی گرفت سے آزاد کروائے۔ اس سے پہلے کہ نورے جھٹکے سے پیچھے کی جانب ہوتی رنم نے اس کے نزدیک بیٹھتے اسے تھاما تھا عین اسی لمحے نورے نے تاریک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو رنم نے کپکپاتے ہاتھوں سمیت اسے سینے میں بھینچ لیا۔ اگلے ہی لمحے حویلی کی فضا میں زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی اس کے بعد درپے در تھپڑوں کی آوازیں سنتے رنم نے گھبرا کر برشام کی جانب دیکھا جو بنا کوئی لحاظ کیے طیش کے عالم میں اس پہ حملہ آور ہوا تھا یہاں تک کہ فرزام کی ناک سے خون بھی نکل آیا۔

"میں نے تم سے پوچھا تھا نا مجھے کیوں نہیں بتایا نورے۔ تم نے ایک لمحے میں مجھے پرایا کر دیا نورے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

حورے اس کی تکلیف پہ روتے اذیت سے بولی جو اباً وہ خاموش جوں کی توں پڑی رہی۔

"آپی انہیں کہیں نامت کریں میرے ساتھ ایسے میں مر جاؤں گی۔ یہ میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتے ہیں میں نے آخری حربہ تک آزما لیا اپنی محبت کی بھیک بھی مانگ لی مگر وہ پھر بھی میری جانب مائل نہیں ہوئے آپی پلیز کچھ کریں نا۔"

وہ ایکدم تڑپ کر رنم کے حصار میں نکلتی اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے تکلیف سے بڑبڑائی۔

"کیا کیا یہ تم نے فرزام۔ کیا کیا یہ میری بہن کی زندگی اجاڑ دی تم نے ایک بار مجھے کہتے کہ سردار کی کرسی تمہیں چاہیے میں سرداری کیا اپنی بہنوں سے سب کچھ وار کر تمہیں سونپتا مجھے ان سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں یہ گاؤں بھی نہیں۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولا سونے پہ سہاگہ اس کے الفاظ کسی تیز دھاڑ کی طرح اس کے دل کو کاٹ کر ریزہ ریزہ کر رہے تھے۔ برشام نے ایک تنفر بھری نگاہ اس پہ ڈالتے نورے کے قریب جگہ سنبھالی اور اسے تھام کر اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ وہ خود بھی اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ رنم نے گہرا سانس بھرتے اپنے آنسو اندر اتارے۔ حورے نے چہرہ جھکائے کھڑے فرزام کی جانب بھیگی آنکھیں اٹھائی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"فرزام لالہ مجھے آپ سے ایسی توقع بلکل نہیں تھی اپنی ماں کی ضد اور اپنی انا کی تسکین کی خاطر ایک معصوم کی عزتِ نفس مجروح کی ہے آپ نے۔اب آپ کا فیصلہ تو داداسائیں ہی کریں گے۔"

حورے اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑھتے طیش کے عالم میں غرائی۔رنم اس کی بات پہ تلخی سے ہنستے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔برشام نے نورے کو سہارہ دیتے اسے صوفے پہ بٹھایا جو نڈھال سی بیٹھی تھی۔

"داداسائیں تمہیں لگتا ہے کہ وہ کچھ کریں گے۔"

وہ مذاق اڑانے والے انداز میں اس کے نزدیک آتے بولی۔

کیاہو رہا ہے یہاں۔"

"عین اسی لمحے حویلی کے داخلی دروازے سے ان سب کی آمد ہوئی تھی۔فرزام نے سپاٹ چہرے سمیت سختی سے مٹھیوں کو بھینچا تھا۔برشام نے ایک ناگوار نگاہ سب پہ ڈالتے اپنی توجہ واپس نورے کی جانب متوجہ کروالی البتہ اس سب کے درمیان رنم تلخ مسکراہٹ سمیت داداسائیں کی جانب دیکھ رہی تھی جیسے وہ ابھی سے جانتی تھی کہ اس بات کا نتیجہ بھی کیا نکلنے والا ہے۔دل نورے کی حالت پہ خون کے آنسو رو رہا تھا مگر وہ ابھی کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی کیونکہ اگر وہ کمزور پڑتی تو یہاں نورے کے حق میں بولنے والا کوئی نا ہوتا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"لو آ گئے تمہارے دادا سائیں۔ بتاؤں انہیں مکمل تفصیل پھر دیکھتی ہوں کہ یہاں کس کے حق میں آواز اٹھائی جاتی ہے۔ ایک منٹ ذرا اس کھیل میں موجود عورت کو سب کے سامنے پیش کیا جائے۔"

رنم کی سفاک آواز پہ سعدیہ نے چہرہ جھکائے کھڑے فرزام کو دیکھتے بے ساختہ پہلو بدلا۔

"رنم کیا ہوا ہے برشام کیا ہو گیا ہے کوئی تو کچھ بولیں۔ نورے میری جان۔"

رضوانہ کی ممتا نورے کی حالت دیکھتے تڑپ اٹھی تبھی اس کی جانب بڑھی۔ رنم نے ایک افسوس بھری نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔ رقیہ بیگم کی توجہ بھی اس کی جانب ہی مبذول ہو چکی تھی البتہ سردار سائیں کی نگاہیں چہرہ جھکائے کھڑے فرزام پہ جمی تھی۔ وہ مضبوط چال چلتے اس کے نزدیک پہنچے تھے۔ برشام بھی سرد مہری سے چلتے ان کے نزدیک آیا اتنا تو وہ سوچ چکا تھا کہ آج وہ بلکل خاموش نہیں رہے گا۔

"پوچھیں اس سے آپ کے چہیتے پوتے نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یہ لوگوں کے منہ پہ کالک ملنے والے ماں اور بیٹے خود کہاں اپنے منہ سے اعتراف کریں گے مگر میں کرنا جانتی ہوں تو سنیں پھر۔"

رنم نے کھردرے لہجے میں بولتے اول سے لے کر آخر تک بات ان کے گوش گزار دی۔ اس کے لفظوں کی تاثیر سے وہاں کھڑے ہر شخص کا چہرہ تاریک ہوا تھا۔ رضوانہ نے بے یقینی کی کیفیت میں سعدیہ کی جانب دیکھا جو پہلو پہ پہلو بدل رہی تھی۔ انہوں نے ایک نظر نورے کو دیکھا جو بے سدھ سی کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

www.zubinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کیا یہ سب سچ کہہ رہی ہے فرزام۔"

سردار سائیں کی سپاٹ آواز حویلی کی فضا میں گونجی۔ فرزام نے سنجیدگی سے بنا کسی خوف کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ سعدیہ اس کی تابعداری پہ کڑھ کر رہ گئی۔ سردار سائیں کا چہرہ غصے سے سرخ پڑنے لگا۔

"اس کی سزا تو ہم خود ہی طے کرلیں گے مگر نورے اس نے اس حویلی کی لڑکی ہوکر اپنی حدود کو پھلانگنے کی کوشش کی ہے۔"

ان کی برفیلی آواز پہ رنم نے صدماتی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا جبکہ سب بھی اب دم سادھے ان کے اگلے حکم کے منتظر تھے۔ حورے نے سختی سے رنم کے ہاتھ کو تھاما تھا مگر رنم نے سب کے خاموش چہروں کو دیکھتے سختی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ کیسے ایک نے گناہ کو گنہگار ٹھہراتے اس کی زندگی کا فیصلہ لے سکتے تھے وہ تو معصوم کلی تھی جسے ان سب کی باتوں کی اونچ نیچ کے بابت ذرا بھی علم نہیں تھا مگر یہاں ایک بار پھر ان کی مردوں کو لے کر محبت پہ فل سٹاپ لگ چکا تھا۔ وہ رعونت ذدہ نگاہ ان پہ ڈال کر رہ گئی۔

"تم ان سے توقع کر رہی تھی حورے کہ یہ فیصلہ لے گے اس کے خلاف۔ اس کے خلاف مطلب اس گھر کے مردوں کے خلاف۔ ایسا دن یہاں اس عظیم و شان حویلی میں کبھی نہیں آئے گا جہاں کہنے کو تو

WhatsApp : 0344-4499420

انصاف کا بول بالا ہے مگر وہ انصاف صرف مردوں کے حق میں ہوتا ہے عورتیں ان کیلیے بس نسلیں بڑھانے کیلیے ہی ہوتی ہے کیونکہ یہاں پہ عورتوں کو ہمیشہ نیچا ہی تو دکھایا گیا ہے۔ آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں کہ وہ سزا کی مستحق ہے اسکی حالت دیکھی ہے آپ نے ترس نہیں آتا آپ کو سردار سائیں۔ کیا کرتے ہیں یہ مرد آپ کی نسل کو بڑھاتے ہیں نا مگر عورتیں نسل کو بڑھانے کا سبب تو وہی ہے نا انہی کی کوکھ سے جنمے ہیں آپ سب مرد بھی تو پھر یہ غرور کیسا۔ جس عورت نے پیدا کیا اسی عورت کو روندتے ہیں آپ سب۔ میں تم سب کے خلاف کورٹ میں کیس کرنے سے بھی باز نہیں آؤں گی۔"

وہ ناگواری سے دبے دبے لہجے میں غرائی۔ رضوانہ نے روتے ہوئے نورے کو سینے میں بھینچا وہ بول کیوں نہیں رہی تھی۔ ندیم نے دوسری جانب جگہ سنبھالتے نورے کو اپنی جانب متوجہ کیا مگر وہ تو ساکت تھی بلکل جیسے اس میں جینے کی امنگ ہی ختم ہو گئی ہو۔

"تم کس حیثیت سے بول رہی ہو یہ سب۔ جب ان سب کے حلق سے ایک آواز نہیں نکلی۔"

سردار سائیں نے غصے سے استسفار کیا۔

"کیونکہ یہ سب آپ کے اصولوں کے غلام ہے آپ کے غصے سے سہم جاتے ہیں مگر میں آپ کے اصولوں سے بلکل نہیں خوف کھاتی بلکہ اسے اپنی جوتی کی نوک پہ رکھتی ہوں۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital BAK Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ قہر برساتے لہجے میں بولی۔ اس کا لہجہ آگ برساتا ہوا تھا جو کسی کو بھی بھسم کرنے کا حوصلہ رکھتا تھا۔ اس سے پہلے کہ. سردار سائیں اسے کوئی جواب دیتے برشام مضبوط قدم اٹھاتا ان کے نزدیک پہنچا۔

"وہ نورے کی کچھ نہیں لگتی مان لیا مگر میں تو نورے کا بھائی ہونے کے ناطے سوال کر سکتا ہوں نا۔"

وہ دانت پہ سختی سے دانت جماتے ہوئے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں گویا ہوا۔ سردار سائیں کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ پہلی بار موجود سرخی انہیں جی جان سے ٹھٹھکا گئی تھی۔ رنم نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔ آنکھوں سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہہ گیا جسے اس نے سختی سے رگڑا تھا۔

"میں بول سکتا ہوں دادا سائیں مجھ پہ تو کسی قسم کی پابندی نہیں نا۔ میں تو زبان کھول کر بدلحاظ نہیں کہلایا جاؤں گا نا آفٹر آل مرد ہو دمدار ہوں آپ کا خون ہوں اور آپ کے سامنے بولنے کی جرائت بھی رکھتا ہوں۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولا۔

" توبہ توبہ رضوانہ تمہارے بیٹے کو بھی زبان لگ گئی ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

سعدیہ بیگم موقع سے فائدہ اٹھاتی کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔ خرم نے کینہ توز نگاہوں سے ان کی پشت کو تکا جو اتنا سب کرنے کے باوجود بھی بے خوفی سے بول رہی تھی۔

"وہی رہیں آپ اگر ایک قدم بھی وہاں سے آگے بڑھایا نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اس حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا میں۔"

وہ کسی بپھرے ہوئے شیر کی طرح دھاڑا۔ رنم بھی اس کے خوف سے پیلی پڑتے ارم کا ہاتھ تھام گئی۔ سب نے سہمی ہوئی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہی سمجھی ہو گی نا آپ کہ بھائی تو کسی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتا یا کچھ بھی۔ ماں بھی ویسی ہی بھولی سب تباہ و برباد کر دیتی ہوں ہے نا مگر میری ایک بات کان کھول کر سن لیں میری اپنی فیملی کیلیے اس چٹان کی مانند ہوں جس سے ٹکرے مارتے مارتے آپ خود تو لہو لہان ہو جائیں گی مگر اس چٹان کو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہلا نہیں پائیں گی۔"

وہ دھیمے لہجے میں ان کی جانب جھکتے غرایا۔ سردار سائیں خاموشی سے اس کے بگڑے تیوروں کا ملاحظہ کر رہے تھے۔ سعدیہ کا رنگ بھی اس کی بات پہ پھیکا پڑ چکا تھا کیونکہ انہوں نے کبھی اسے یوں بولتے دیکھا ہی نہیں تھا۔ ندیم نے تفاخر سے اس کی جانب دیکھا معاً ان کی نگاہ مسکراتی ہوئی رنم کی جانب اٹھی تو انہوں نے تشکرانہ انداز میں مسکراتے آسمان کی جانب دیکھا۔ یوں ہی نگاہیں گھماتے ان کی نگاہ ایک

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

منظر پہ ٹھٹھک کر رکتے ساکت رہ گئی کیونکہ نورے کے ناک سے خون کی نکلتی لکیر اس کے لبوں سے ہوتے گردن کی جانب جا رہی تھی۔ وہ خوف سے زرد پڑ گئے۔

"نورے میرا بچہ۔"

وہ اس کی بگڑتی حالت دیکھ تڑپ اٹھے۔ سب کی توجہ ان کی جانب مبذول ہوئی تو اسے گھرے گھرے سانس بھرتے دیکھ وہاں اچانک سے کہرام مچ گیا۔ فرزام نے سختی سے آنکھوں کو میچتے شدت سے اپنے مرنے کی دعا کی تھی۔

"اسے ہسپتال لے کر جانا ہو گا۔"

برشام بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچا اور ایک افسوس بھری نگاہ اس پہ ڈالتے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے اس کے وجود کو باہوں میں بھر گیا۔ غنودگی کی کیفیت میں جاتی نورے کی نگاہ اس کی آنکھوں سے ملی تھی۔ معاً وہ ہولے سے مسکرائی تھی۔ فرزام کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔ وہ یک ٹک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں بند ہوتے ہی چاروں اطراف میں اندھیرا چھا گیا۔ اس کے نام کی آوازیں چاروں اطراف میں گونج رہی تھی۔

"میری طرف پہل آپ نے کی۔ میں تو ایک من موجی سی لڑکی تھی جسے ہنسی مذاق کے علاوہ کچھ نا سوجھتا تھا۔ تتلی کی مانند پوری حویلی میں کھکھلانا میرا مشغلہ تھا۔ آپ نے تو اسی تتلی کے رنگوں کو سیاہ

WhatsApp ; 0344-4499420

کردیا اور اب تو یہ سیاہی شاید زندگی بھر کیلیے اس کی زندگی میں لکھی جاچکی تھی۔ محبت کیا ہوتی ہے شاید آپ سے مل کر میں نے جانا تھا۔ آپ کے ساتھ کی عادت بھی آپ نے ڈالی آپ کو دیکھے بغیر ایک لمحہ بھی گزرنا محال تھا۔ آجس محبت کو اس نے اپنے دل کے تہا خانوں میں کسی قیمتی خزانے کی مانند محفوظ کرلیا تھا آج اسی محبت نے اس کے وجود کو بے دردی سے آسمان کی اونچائی سے زمین پہ پٹختے ریزہ ریزہ کردیا تھا۔"

وہ آنکھیں موندے ایک الگ ہی دنیا میں کھوئے ہوئے اذیت سے خود سے مخاطب تھی۔ وہ محبت کا اتنا گہرا گھاؤ دل پہ کھا کر بھی لبوں سے مسکرا رہی تھی۔ آنکھیں لاکھوں خواب بے دردی سے نوچے جانے کی وجہ سے بلکل ویران تھی۔ ناجانے وہ کیسی محبت کرتی تھی اور کس قدر شدت سے کرتی تھی۔ اس کا قصور فقط اتنا تھا کہ وہ کسی کے محبت کے کھیل کو اپنی زندگی کا اصل سمجھ کر اس پہ اپنا دل ہار بیٹھی اور شاید آج وہ اسی بدولت تڑپ تڑپ کر اپنی زندگی کی بازی بھی ہارنے جارہی تھی۔ اسے اسی کی محبت نے تھکا دیا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس کے دل سے آہ کی صورت میں صدا نکلی تھی۔ محبت تو نہایت دلفریب جذبہ ہے جو کبھی نہیں تھکاتی بلکہ جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی بے اعتنائی اور بے حسی جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیتی ہے۔ اس کے ساتھ بھی کچھ ایسی ہی کہانی دہرائی جارہی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

فرزام نے سعدیہ کو ایک نظر دیکھتے شدت گریہ سے سرخ ہوتی آنکھیں میچی تھی جس کی بدولت آج یہ سب ہو رہا تھا۔

"بہت خوش ہونگی نا اب آپ۔ اب ان کی اہمیت بھی کم ہو جائے گی اور سردار بھی میں ہی منتخب ہونگا اب وہ سب کچھ ہو گا جو آپ چاہتی تھی ایک انچاہے سے حسد نے کسی معصوم کی زندگی کو داؤ پہ لگا دیا ہے اماں سائیں۔"

وہ تکلیف کی کیفیت میں نم لہجے میں گویا ہوا۔

"مگر میں نے ایسا تو نہیں چاہا تھا میں تو بس۔"

وہ نورے کی حالت کا سوچتے اندر تک لرز کر رہ گئی تھی جب درمیان میں ہی فرزام نے درشت لہجے میں بولتے ان کی بات کاٹی۔

"یہی چاہتی تھی آپ اپنی انا کی تسکین اور اس کے پاک کردار پہ بات تاکہ وہ رسواں ہو جائے اور اس کے بعد دادا سائیں کوئی انتہائی قدم اٹھالیں۔ آپ اس کی زندگی تباہ و برباد کرنا چاہتی تھی صرف اس وجہ کے آپ کو محسوس ہوتا تھا کہ دادا سائیں تایا سائیں کے ساتھ زیادہ انولو ہیں اور دادی سائیں تائی سائیں کے ساتھ حالانکہ ایسا کچھ نہیں تھا آپ کی حرکات کی بدولت ہی سب آپ سے بدگمان ہوتے

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

آئے ہیں کیونکہ آپ معاف کرنے سے زیادہ بدلہ لینے کو ترجیح دیتی ہیں۔پہلے روما خالہ کا بدلہ اور اب خیر مجھے تو آپ نے سب کی نگاہوں میں گراہی دیا ہے۔"

وہ اذیت سے بولتے خرم کی جانب چہرہ موڑتے کھڑا ہوا۔

"بابا سائیں جب کوئی بڑا عہدہ حاصل کرنا ہوتا ہے نا تو اس کیلیے محنت بھی اسی کے لحاظ سے لگتی ہے ساری عمر پلنگ توڑنے سے سرداری نہیں ملتی۔"

وہ چبھتے لہجے میں بولتے ان دونوں کا سر شرمندگی سے جھکاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ان دونوں نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھتے نگاہیں چرائی۔

"سائیں یہ میں نے کیا کر دیا رضوانہ سے دشمنی نبھاتے اس قدر اندھی ہوگئی کہ کسی لڑکی کی عزت داؤ پہ لگانے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچا میری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اس قدر مفلوج ہو چکی تھی۔سائیں مجھے بہت خوف آرہا ہے اگر ہماری بدولت نورے کو کچھ ہوا تو میں خود کو کبھی بھی معاف نہیں کر پاؤں گی۔میں پچھتاوے کی آگ میں ہی جھلس کر مر جاؤں گی۔"

وہ اپنا سر دونوں ہاتھ میں گراتے رنج و ملال کی کیفیت میں بولتی انہیں بھی پشیمانی میں مبتلا کر گئی خرم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"ہمیں ہسپتال چلنا چاہیے یوں اس وقت میں انہیں چھوڑنا بلکل درست فیصلہ نہیں ہے۔ ہم معافی مانگ لیں گے بھائی صاحب سے وہ ضرور ہمیں معاف کر دیں گے۔"

وہ عجلت میں بولتے باہر کی جانب بڑھے۔ سعدیہ نے بھی اندھا دھند ان کے تعاقب میں دوڑ لگائی تھی۔ ان کا جی چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے کم از کم حویلی کے مکینوں سے نگاہیں تو نہیں چرانی پڑے گی۔ دل کی دھڑکن خوف سے رک رک کر چلتی محسوس ہو رہی تھی۔

"دیکھیں سردار سائیں بچی کی طبیعت بہت حد تک خراب ہے۔ کسی شدید صدمے کی بدولت اس کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔ یہاں تک کہ وہ رسپانس تک نہیں کرنا چاہتی مگر کافی حد تک ہم نے انجیکشن کے ذریعے ان کے اندر دوا پہنچائی ہے۔ اب آپ سب کو ان کا خاص خیال رکھنا ہے آپ جانتے ہونگے نروس بریک ڈاؤن جب ہوتا ہے تو مریض کو کسی بھی قسم کے دھچکے سے باز رکھنا ہوتا ہے ان کے اطراف میں بس خوشیوں بھرا ماحول ہی ہونا چاہیے۔ باقی وہ آپ کے گھر کا فرد ہے آپ سب زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ لڑکیوں کیلیے تو ویسے بھی بہت سے مشکلات ہوتی ہیں پھر چاہے وہ شادی سے پہلے ہو یا شادی کے بعد یہ بات اب آپ کے منحصر ہے کہ آپ اس بچی کیلیے کیا فیصلہ کرتے ہیں ویسے ان کی عمر بھی مجھے کچھ زیادہ نہیں لگ رہی۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

ڈاکٹر نے نورے کا تفصیلی چیک اپ کرنے کے بعد سنجیدگی سے پوری بات مرد حضرات کے گوش گزار دی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر یہی باتیں عورتوں کو بتاتی تو وہ ضرور سہم جاتی ان کے برعکس ویسے بھی مرد مضبوط ہوتے ہیں جو ایسے حالات کا سامنا کر جاتے ہیں۔

"جی ڈاکٹر وہ ابھی صرف اٹھارہ کی ہے۔"

برشام کی پھنسی پھنسی آواز پہ انہوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تکلیف تو اس بچی کی حالت دیکھ ویسے ہی بری ہوئی تھی کیونکہ جب اسے یہاں لایا گیا تھا اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ رہا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ زندگی نے وقت سے قبل ہی بہت بڑا سبق پڑھا دیا ہو۔

خیر برشام صاحب اب آپ سب کو اس بات کا خاص خیال رکھنا ہے میں آپ سب کے کہنے پہ انہیں یہاں سے چھٹی دے رہی ہوں تو ان کے سامنے مہربانی کر کے کوئی ایسی بات نا کی جائے جس سے ان کی جان کو خطرہ ہو۔"

وہ تنبیہی لہجے میں بولتی ایک کاغذ ان کی جانب بڑھاتے اپنا کوٹ درست کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ حالت زیادہ بگڑنے کی وجہ سے انہیں گاؤں سے بھی باہر کا رخ کرنا پڑا تھا تاکہ تفصیلی طور پہ اس کا چیک اپ کرا سکے۔ اس دوران نوید تو بلکل ڈھے گئے تھے۔ لاڈوں میں پلی بیٹی کی حالت ان کے دل

www.zubiyanazone.com
Digital DAK's Library
WhatsApp ; 0344-4499420

کے کچوکے لگا رہی تھی۔ بابا سائیں کا چہرہ اس دوران بلکل سپاٹ تھا۔ ڈھونڈنے سے بھی کوئی تاثر نہیں مل رہا تھا۔

برشام نے ان سب کو لیتے قدم نورے کے کمرے کی جانب بڑھائے جہاں حویلی کی عورتیں پہلے ہی موجود تھی اس سے پہلے کہ وہ کمرے کی جانب بڑھتا دور سے آتے سعدیہ اور خرم کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں گویا لہو اتر آیا۔ اس نے ایک نفرت بھری نگاہ ان دونوں پہ ڈالی اور ان سے نظر انداز ی برتتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ بابا سائیں نے نا جانے کیا سوچ کر ندیم اور ان دونوں کو وہی روک لیا تھا۔

"ادھر رک جائیں اندر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے آپ سب سے کوئی ضروری بات کرنی ہے۔"

ان کی سنجیدہ آواز پہ ان سب کے آگے کی جانب بڑھتے قدم وہی ٹھٹھکے تھے۔ خرم اور سعدیہ کی حالت غیر ہو گئی اس کے برعکس ندیم نے تھکے تھکے انداز میں ان کی جانب دیکھا تھا جو پر سوچ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں دوڑتی چمک نا جانے ان سب کو کیوں چوکنا کر گئی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

برشام نے حویلی سے گاڑی منگواتے سب سے پہلی فرصت میں سب عورتوں کو گھر بھجوایا تھا تاکہ اپنی جیپ جو وہ لایا تھا اس میں نورے کو لے جا سکے۔ رنم کو بھی اس نے بھیجنے کی ہزار کوشش کی تھی مگر وہ بھی ضدی اپنی بات پہ اڑی ہوئی تھی۔ اس کی ضد کے آگے ہارتے وہ خاموش اختیار کر گیا تھا۔ ابھی بھی صرف وہ نورے کے پاس کمرے میں موجود تھی تو وہ کچھ کام نپٹاتے ریسیپشن کی جانب بڑھ گیا تاکہ ڈسچارج پیپرز تیار کروا سکے۔ جیسے جیسے اس کے یہاں سے جانے کا وقت نزدیک آرہا تھا ویسے ویسے یہاں کے حالات مزید بگڑتے جا رہے تھے۔ وہ نہایت پریشان تھا ان سب چیزوں سے۔ کچھ ہی دیر میں وہ تمام معاملات نپٹاتے جوں ہی واپس لوٹا تو انہیں لیتے باہر کی جانب بڑھا ابھی بھی نورے کی حالت مکمل طور پہ ٹھیک نہیں تھی۔ بس چت لیٹی دیوار کو گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ فلحال ان دونوں نے بھی مزید کوئی بات کرتے اس کے زخموں کو کریدنا بہتر نا سمجھا۔ کچھ ہی دیر میں ان کی گاڑی حویلی کی جانب روانہ ہو چکی تھی۔ کچھ دور کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ لوگ حویلی کی حدود میں داخل ہوئے جہاں سب باہر صحن میں ہی کھڑے اس کے منتظر تھے۔ برشام نے پچھلا دروازہ کھولتے نورے کو بازوؤں میں بھرا اور بغیر کسی کی جانب دیکھے ناک کی سیدھ میں چلتا اس کے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کی بھی بری نظر اس پہ نا پڑھیں۔ اسے بیڈ پہ بٹھاتے ہی برشام نے مسکرا کر اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی تھی۔ نورے بھی خود کو ٹھیک ظاہر کروانے کی

WhatsApp ; 0344-4499420

کوششوں میں تھی ورنہ دل تو نا جانے اس وقت کا ہی مردہ ہو چکا تھا احساسات سے عاری۔ اسے محبت کے کھیل میں ہار نصیب ہوئی تھی اس کی وجود کو بے دردی سے کچلا گیا تھا۔ دل تو ویسے بھی اس ہار پہ ٹوٹ بکھر کر خاموش تھا مگر وجود گویا ہر جذبے سے عاری ہو چکا تھا۔ ایک بے نام سی خاموشی ہمہ وقت اس کے چہرے سے جھلکتی تھی۔ اس واقعے نے اس سے اس کا بچپن اس کی مسکراہٹ کھکھلاہٹ اس کے رنگ جسے وہ حویلی میں بکھیرا کرتی تھی سب چھین لیا تھا۔ وہ بلکل خالی ہاتھ رہ گئی تھی۔ کیا محبت میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ مقابل کو اپنی محبت کا احساس دلا سکے۔ اب اس کے ہر عمل سے بے نیازی چھلکتی تھی کیونکہ وہ خود سے ہی بے نیاز ہو چکی تھی۔ نورے اپنے دل کے کھیل میں بری طرح شکست کھا چکی تھی مگر پھر بھی کیسا پاگل دل تھا کہ اسے ایک نظر دیکھنے کا تمنائی تھا آنکھیں دید کی پیاسی تھی وہ تو اس شخص کے آگے اپنی انا بھی قدموں تلے روند چکی تھی۔ انہی سوچوں کے گرداب میں پھنستے اس نے خالی خالی نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا۔ کمرے سے اندر آتی رنم نے دلیے والی ٹرے برشام کی جانب بڑھائی جو اس نے خاموشی سے تھام لی تھی۔ برشام جانتا تھا کہ وہ ان کھانوں کے معاملے میں کس قدر کاہل ہے مگر اسے خاموشی سے کھاتا دیکھ وہ بے یقینی کی کیفیت میں سختی سے لبوں کو بھینچ گیا۔ مزید اس سے برداشت نا ہوا تو وہ ٹرے وہی پٹخنے والے انداز میں رکھتے تیز تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ اس کی حالت دیکھنا اب مزید اس کے صبر سے باہر تھا۔ جب جب اس کے مرجھائے

www.zubiinovelszone.com
Digital BARG Library
WhatsApp ; 0344-4499420

چہرے کو دیکھتا حوصلے مزید پست ہو جاتے تھے۔ رنم نے اس کے جاتے ہی پریشانی سے حورے کی جانب دیکھا جو خود اس گھمبیر ہوتی صورتِحال پہ پریشان تھی۔

"نورے یہاں دیکھو۔ میں جانتی ہوں ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ تمہیں کوئی شاک والی صورتِحال سے نہیں گزارنا مگر تمہیں یہ سننا پڑے گا میری جان۔ جس فیز سے تم گزری ہو نا میں اس متعلق تو تمہیں کچھ نہیں سکتی مگر اب حوصلہ تمہیں ہی کرنا ہے کیونکہ غلطی تم سے بھی ہوئی ہے سردار سائیں کے سامنے میں تمہارا دفاع کر گئی کیونکہ تمہارے خلاف میں کچھ سن نہیں سکتی تھی جب جب میں نے حورے نے تم سے کسی بھی متعلق پوچھا تم نے ہمیشہ ہمیں ٹال دیا تھا۔"

وہ اس کی حالت کے پیشِ نظر اس کے دونوں شانوں کو تھام کر نرمی سے اس کی سماعتوں میں ہر بات انڈیل رہی تھی۔ اس کی باتوں کا ہی اثر تھا کہ اس کی خالی آنکھوں میں آنسوؤں کی ایک لکیر سی بنی اور اگلے ہی لمحے ضبط کا شیرازہ بکھرتے وہ رنم کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"آپی مم۔ میں نے پہل نہیں کی تھی انہوں نے مجھے کہا تھا اور بعد میں یہ کہہ کر ٹھکرا بھی دیا کہ میرا اور ان کا کوئی موازنہ نہیں میری رنگت ان کے مقابلے میں کچھ نہیں انہیں سب کچھ مل سکتا ہے مگر میں۔ کیسے بے دردی سے انہوں نے مجھ سے سب کچھ بے دردی سے کھینچ لیا میں کیا کروں نہیں ہو رہا ہے برداشت۔ انہیں میرے سے محبت ہے وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ھذیانی کیفیت میں چلائی۔ حورے نے گھبر اکر سرعت سے دروازہ بند کیا۔ رنم نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بس کر جاؤ نورے نہیں تھی اسے محبت نہیں ہے اسے محبت محبت وقتی جذبہ نہیں ہوتا وہ تو روح سے کی جاتی ہے تو صدا بہار ہوتی ہے ظاہری خوبصورتی کیا پے آنی جانی چیز۔ آپ کا رنگ سیاہ ہے یا سفید یہ آپ کی قسمت طے نہیں کرتا آپ کا دل دیکھا جاتا ہے۔ کبھی کبھی خوبصورت سے خوبصورت شخص بھی اپنی اندرونی سیاہی بدولت مار کھا جاتا ہے اور کبھی کبھی آپ سادہ سے ہوتے ہوئے بھی لوگوں کے دل میں راج کرنے لگ جاتے ہیں۔ محبت یا یہ الاپ تمہیں مجھے مت سمجھاؤ۔ میں بخوبی جانتی ہوں۔ تمہارے لیے محبت میں بھی سب سے پہلے سیلف رسپیکٹ ہونی چاہیے۔ اسے تو کسی صورت بھی ٹھکرانا نہیں چاہیے۔ میں تو ہر لڑکی کو یہ صلاح دوں گی کہ کبھی کبھی محبت اور سیلف رسپیکٹ میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو بلا جھجک عزت کو چنیں کیونکہ عزت ہے تو محبت ہے اور اگر محبت نہیں بھی ہے تو جب مرد ایک عورت کو عزت دیتا ہے نا تو محبت کا جذبہ خود بخود پروان چڑھ جاتا ہے۔"

وہ نرمی سے اسے قائل کرنے والے انداز میں بولی۔ نورے نے کھوئی کھوئی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا اور ایک سسکی بھرتے بیڈ پہ دوسری جانب کروٹ موڑ کر لیٹ گئی۔ رنم نے گہرا سانس بھرتے

WhatsApp : 0344-4499420

وہاں سے اٹھ جانا ہی بہتر سمجھا۔ وہ جانتی تھی کہ ابھی وہ اپنی زندگی کے اس سٹیج پہ ہے جہاں وہ کسی کی بات کو بھی برداشت نہیں کر رہی وہ بھی فرزام کے خلاف۔

"نورے ہم تمہیں کمزور بلکل نہیں دیکھنا چاہتے ہم تمہیں مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں اسی لیے ہمت کرو میری جان۔ یہ ساری باتیں آپی نے تمہارے بھلے کیلیے کی ہے ان میں ان کا مفاد تو بلکل بھی نہیں ہے۔"

حورے نے بیچارگی سے اس کے اوپر بستر اوڑھاتے کہا۔ رنم نے ہولے سے جھک کر اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا تو ایک بے مول آنسو اس کی آنکھ سے نکلتے تکیے میں جذب ہو گیا۔

"دادا سائیں آپ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں اس بارے میں۔ میں ایسا کبھی نہیں ہونے دونگا۔"

برشام تو ان کی بات سن کر ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔ فرزام اس کے سامنے ہی صوفے پہ چہرہ جھکائے بیٹھا تھا۔ تمام مرد حضرات ایک جانب اور خواتین دوسری جانب بیٹھی تھی۔

"برشام پہلے خاموشی سے میری بات سن لو۔"

ان کی کرخت آواز پہ وہ لب بھینچتا ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالتے دوبارہ اپنی جگہ پہ براجمان ہو گیا۔

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"یہ ضروری ہے اب برشام۔ نورے اور فرزام کا نکاح اب بے حد ضروری ہے کیونکہ ڈاکٹر نے اس کی جان کو خطرہ بتایا ہے ہم اس کی جان کو یوں مزید خطرے میں نہیں ڈال سکتے۔ اسے زندگی کی جانب واپس یہی فیصلہ لا سکتا ہے۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا اور تائیدی انداز میں سب کی جانب دیکھا مگر سب کے چہرے خاموش تھے۔ فرزام سپاٹ انداز میں چہرہ جھکائے بیٹھا تھا۔ برشام کو اپنے دماغ کی شریانیں اشتعال سے پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"میں اسے جان سے مار ڈالوں گا مگر اپنی بہن کو اس جیسے شخص کو نہیں سونپوں گا میں خود اس کی زندگی خوشیوں سے بھروں گا۔"

وہ درشتی سے بولا سب دم سادھے بیٹھے تھے سعدیہ نے ہمت متجمع کرتے سردار سائیں کی جانب دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھتی رضوانہ کے قدموں میں بیٹھی تھی۔ رضوانہ نے سرعت سے اپنے پاؤں پیچھے کیے تھے۔

ارم نے نم نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"مجھے معاف کر دیں بھابھی اماں سائیں اور ارم تم بھی میں آپ سب کی گنہگار ہوں نا جانے کیا ہوتا جا رہا تھا مجھے رومانے اصل میں میرا دل اور دماغ آپ سب کی جانب سے بدگمان کر دیا تھا اور میں اس بدگمانی

WhatsApp ; 0344-4499420

کی دلدل میں پھنستی چلی جا رہی تھی کہ اسی میں ایک معصوم کی زندگی کو داؤ پہ لگا بیٹھی۔ہاں میں نے آپ سب کے ساتھ بہت برا کیا ہے بہت بری ہوں میں مگر اپ سب مجھ سے بھی عظیم ہیں نا ایک بار مجھے معاف کر دیں آئندہ آپ سب میں سے کسی کو بھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔"

اس نے بھیگے لہجے میں پشیمانی سموئے بولتے رضوانہ کے پاؤں تھام لیے۔وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔خرم نے بھی اس کے ساتھ ہی سب کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔صرف فرزام تھا وہ دانت پہ سختی سے دانت جمائے ضبط کیے بیٹھا تھا۔رضوانہ نے ایک نظر رقیہ بیگم کی جانب دیکھا جو نم نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا البتہ برشام کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گیا بھلا وہ اتنے آرام سے سیدھی کیسے ہو سکتی تھی۔رضوانہ نے ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے اس کے دل میں موجود تمام کدورت کو دھو ڈالا تھا۔برشام نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا جو کس قدر سکون سے ایک دوسرے کو معاف کر چکی تھی۔خرم نے وہاں سے اٹھتے برشام کی جانب بڑھائے۔اس سے پہلے کہ وہ اس کے قدموں میں جھکتے برشام نے سرعت سے انہیں تھاما۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ چچا سائیں۔"

وہ ناگواری سے بولا۔انہوں نے چہرے پہ ویرانی لیے ان کی جانب دیکھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"میں جانتا ہوں تو زیادہ دیر ہم سے ناراض نہیں رہ سکت۔ ہمیں بس ایک موقع دے دے جانتا ہوں گناہ چھوٹا نہیں ہے مگر تو معاف کرنا جانتا ہے۔ ہم سے یہ کوتاہیاں ہوئی ہے تو ان کوتاہیوں کا ازالہ بھی ہم ہی کریں گے۔ ہمیں بس ایک موقع دے دے۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولے۔ برشام نے نا سمجھی سے ندیم کی جانب دیکھا جو اس کا شانہ تھپتھپاتے اثبات میں سر ہلا رہے تھے۔ برشام نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا۔

"ہم نورے کو فرزام کے ساتھ بیاہنا چاہتے ہیں۔"

ان کی برخستہ بات پہ کمرے کی فضا میں موت کا سا سناٹا چھا گیا۔ برشام کی پیشانی پہ بے شمار شکنیں نمودار ہوئی۔

"آپ شادی کی بات کر رہے ہیں وہ بھی اسکی اور نورے کی۔ آپ چاہتے ہیں کہ جو زندگی برباد کرنے کا ذمہ دار ہے اسے ہی زندگی کا رکھوالا بنا دوں۔ نا جانے بنتا بھی ہے یا نہیں۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اس کے جھکے سر کو دیکھتے رعونت زدہ لہجے میں بولا۔

"تو تم کیا چاہتے ہو اپنی بہن کو مرتا دیکھنا چاہتے ہو۔ یا میں اپنی جوان جہان بیٹی کو اس روگ میں پلتا دیکھ مرنے دوں۔ اتنا حوصلہ مجھ میں نہیں ہے اسی لیے یہ نکاح بھی برشام اور رنم کے نکاح والے دن ہی ہو گا۔ اب مجھے کسی کی بھی کوئی بات نہیں سننی۔"

WhatsApp : 0344-4499420

سردار سائیں اس کی ایک ہی تکرار سے عاجز آتے برہمی سے تحکم بھرے لہجے میں بولے۔ ان کی مرنے والی بات نے برشام کو اندر تک جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس نے باقاعدہ اپنے سرد پڑتے دل کو ٹٹولا تھا اسے تو بس اپنی بہن کی خوشیاں ہی عزیز تھی۔

"میری بہن کی خوشیوں کی ضمانت کون مجھے سونپتا ہے دادا سائیں۔"

وہ تلخ مسکراہٹ سمیت بولا۔

"ہم سونپتے ہیں تمہیں تمہاری بہن کی خوشیوں کی ضمانت۔ ایک دن آئے گا جب تمہیں خود اپنے فیصلے پہ فخر ہوگا۔"

سعدیہ بیگم نے اس کا ہاتھ تھام کر خوشی خوشی ضمانت دی تھی۔ برشام نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔ فرزام نے ایک نگاہ سعدیہ اور خرم کی جانب ڈالی جو کس قدر سکون سے ایک جانب ہو گئے تھے۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہ سب سچ ہے یا فقط فریب۔ وہ طائرانہ نگاہ کمرے میں موجود نفوس پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ نا جانے اب اس کی قسمت کیا رخ لینے والی تھی۔ پہلے بھی اس کی قسمت کا فیصلہ لینے والے اس کے ماں باپ تھے اور اب بھی اس کے ماں باپ ہی تھے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اپنے کمرے میں بے جان سی بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی۔ بار بار ذہن کے دریچوں پہ نورے کا زرد پڑتا چہرہ لہرا رہا تھا اگر آج اسے کچھ ہو جاتا تو ان سب کے پیچھے ذمہ دار کون تھا۔ فرزام۔ نہیں ان کے دل نے سختی سے اس خیال کی نفی کی تھی۔ وہ کیسے ہو سکتا تھا اسے تو شروع سے ہی وہ استعمال کرتی آئی تھی تو پھر کیا وہ ہی اس سب کے پیچھے ذمہ دار تھی۔ ان کا ذہن انہیں منتشر سوچوں میں الجھا ہوا تھا معاً اپنے فون پہ آنے والی کال کی آواز نے ان کی توجہ کھینچی تھی جہاں روما کا نمبر جگمگا رہا تھا۔ اشتعال کی ایک شدید لہر ان کے وجود میں دوڑی۔ انہوں نے بنا کسی وقت کی تاخیر کیے اس کا فون اٹھایا تھا۔

"باجی یہ تو نے کیا کیا سارے کیے کرائے پہ پانی کیوں پھیر رہی ہو۔ مجھے ابھی چاچا سائیں نے فون کرتے انکار تھما دیا ہے میرے ہاتھ میں۔ تم کیسے فرزام کی شادی نورے سے کروا سکتی ہو حالانکہ میری زینیہ بچپن سے اس کے خواب بنتی ہے۔"

فون اٹھاتے ساتھ ہی وہ حلق کے بل چلائی۔ اس کے لہجے پہ سعدیہ تمسخرانہ انداز میں ہنس دی تھی۔

"میں نے بہت سوچ سمجھ کر میں نے کوئی فیصلہ کیا ہے اور بہت اچھا کیا ہے آج میں پر سکون ہوں کیونکہ آج میرے فیصلے میں تمہاری شمولیت نہیں ہے آج میں نے پورے حق کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔"

www.zubinovelzone.com
Digital BKS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اب کی بار وہ بھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے غیض کے عالم میں غرائی۔ان کی بات پہ چند ساعتیں تو دونوں جانب خاموشی کا راج رہا۔روما نے اپنا پلین کامیاب نا ہوتے دیکھ دانت پیسے تھے وہ اتنی جلدی کیسے ہار مان سکتی تھی ان کی بیٹی تو اس انکار پہ پاگل ہو جاتی۔معاً اس خاموشی کو روما کی آواز نے توڑا تھا۔

"تمہیں کبھی اس گھر میں وہ عہدہ وہ درجہ نہیں ملا جو باقی بہوؤں کو ملا ہے پھر بھی تم یہ سب کرتی پھر رہی ہو۔یاد رکھو تم پہ ہمیشہ رضوانہ کو فوقیت دی گئی تھی تو اب تمہیں اس کی لڑکی کا اتنا خیال کیوں آرہا ہے۔"

وہ سنجیدگی سے بولتی آخر میں جتاتا ہوا لہجہ اپنا گئی۔سعدیہ اسکی بات پہ اذیت سے مسکرائی۔

"کچھ کم نہیں ملا مجھے سب کچھ برابر کا ملا ہے۔رضوانہ ہو میں ہوں یا ارم سب کو برابر کے حقوق ملے ہیں مگر آج تک میں تمہاری باتوں کے زیرِ اثر اپنا گھر تباہ برباد کرتی رہی اور آج تمہاری بدولت نورے کی جان بھی لینے والی تھی مگر اب نہیں اب میں تمہاری باتوں میں قطعی نہیں آؤں گی کیونکہ اب میں بہتر جانتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔باباسائیں نے انکار خود ہی تم تک پہنچا کر بہت اچھا کیا کیونکہ مجھے تم سے اس قدر نفرت محسوس ہو رہی ہے کہ میں تمہیں اس رشتے کیلیے انکار بھی نا کرتی بس سیدھا سیدھا تم سے تمام تعلق ختم کر لیتی۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ شدید اشتعال کے عالم میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔روما کا رنگ اس کی بات پہ سپید پڑنے لگا مطلب اس کا شکار اس کے ہاتھوں سے جا رہا تھا۔

"تم اس کالی کلوٹی لڑکی کو فرزام کی زندگی میں کیسے شامل کر سکتی ہوں میری زینیہ اس سے کروڑ گناہ زیادہ بہتر ہے۔"

اس نے ایک بار پھر اسے بہکانا چاہا۔

"تم کچھ بھی بولو روما مجھے تمہاری بکواس سننے میں اب کوئی دلچسپی نہیں ہے اور رہی اس کے کالا ہونے کی بات تو وہ کالی ہے یا گوری میں بس اتنا جانتی ہوں کہ وہ میرے بیٹے کی وہ محبت ہے جسے میں دیکھ کر بھی ان دیکھا کر رہی تھی مگر اب میرے فرزام کی دلہن صرف اور صرف نورے ہی بنے گی۔آئندہ اس نمبر پہ فون کرنے کی کوشش مت کرنا سمجھ لو تمہاری بڑی بہن تمہارے لیے مر گئی۔جس بہن کو اپنا سب کچھ مانا وہی آستین کا سانپ بن کر ڈس رہی تھی مجھے اندازہ نہیں تھا مجھے۔"

وہ قہر برساتے لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں بولتے فون کاٹ گئی۔آنکھوں میں نمی پھیلی ہوئی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

آج وہ کسی حد تک پر سکون تھی۔ انہوں نے گہرا سانس بھرتے موبائل کو کسی بری یاد کی مانند لا کر میں چھپایا تھا کیونکہ ایک روما ہی تھی جس سے اس کا اس موبائل سے رابطہ تھا اب اس سے بھی وہ تمام تعلق ختم کر چکی تھی اور اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ الماری بند کرتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

رات نے چاروں اطراف میں اپنا بسیرا جمایا ہوا تھا۔ کالی رات مزید تاریک ہوتی جا رہی تھی مگر اسکی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔ وہ چہل قدمی کرتے آج صبح کے بر شام کے رویے کی بابت سوچ رہی تھی وہ تو بلکل اسے اپنی سوچوں کے برعکس محسوس ہوا تھا۔ انہیں سب سوچوں میں غلطاں وہ مدھم سا مسکراتی کمرے کی جانب بڑھی تھی کمرے کا دروازہ کھولتے ہی ارم کو کسی سوچ میں گم دیکھ وہ چٹخنی چڑھاتے اندر آئی۔

"کیا ہوا آپ کیا سوچ رہی ہیں۔"

وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹتے ہوئے بولی۔ ارم نے چونک کر مسکراتے ہوئے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنا شروع کر دی۔

"نورے کی طبیعت کیسی ہے اب۔"

وہ نرمی سے گویا ہوئی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"اب کافی بہتر ہے مگر مخاطب بہت کم کر رہی ہے۔ویسے آج داداسائیں کے کمرے میں کیا بات ہو رہی تھی۔"

وہ اپنی دکھتی آنکھوں کو موندتے انگلیوں کے پوروں سے اسے دباتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ وہاں سعدیہ بھابھی اور خرم بھائی نے اپنی غلطیوں کی معافی مانگی ہے سب سے وہ سب سے ہی بہت شرمندہ ہے مجھ سے بھی مانگی ہے۔"

وہ مدھم سے لہجے میں بولی۔رنم نے ستائشی انداز میں مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔

"چلو دیر آئے درست آئے اگر انہیں احساس ہے تو یہ تو ویل این گڈ ہے مگر ماما انہوں نے نورے کے ساتھ اچھا نہیں کیا اور جہاں تک مجھے لگتا ہے فرزام کو بھی دباؤ ڈالا گیا ہے یہ سب کرنے کیلیے۔ہاں وہ مجھے روڈ لگتا ہے مگر وہ مجھے اپنے ہی گھر کی عورتوں کی عزت پامال کرنے والا قطعی نہیں لگتا۔ مگر جو بھی کر تو اس نے دی ہے۔وہ چاہتا تو کچھ بھی کر سکتا تھا مگر کہتے ہیں نا کہ انا میں انسان بہت کچھ کر جاتا ہے اچھا بھلا پڑھا لکھا ہونے کے باوجود پینڈوؤں والی حرکات میں تو کہتی ہوں کہ اب نورے اور اسکا کبھی سامنا نا ہو ورنہ اس کی حالت مزید خراب ہو جائے گی۔"

وہ ناگواری سے سر جھٹک کر بولتی اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی۔

"مگر داداسائیں نے تو فرزام اور نورے کا نکاح بھی تمہارے نکاح کے ساتھ ہی طے کیا ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

ان کی برجستہ بات رنم کی سماعتوں پہ کسی ہتھوڑے کی مانند برسی تھی۔

"نکاح ان دونوں کا۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے مما۔ کیا نورے کے لیے کوئی نہیں بولا مانا کہ وہ لوگ سنور گئے ہیں مگر شادی یہ درست فیصلہ قطعی نہیں ہے اس طرح تو نورے کو جھکانے والی بات ہے۔ اس کا بھائی برشام بھی نہیں بولا کیا اسے ذرا بھی خوف نہیں آیا اس فیصلے کو لیتے ہوئے۔"

وہ دکھ کی کیفیت میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جو باتیں وہ برشام کے متعلق سوچ رہی تھی کہ وہ سب سے مختلف ہے وہ بلکل غلط سوچ رہی تھی۔ اسے سمجھنے میں غلطی ہو گئی تھی ورنہ وہ کبھی بھی اس رشتے سے حامی نہیں بھرتا۔ اسے فلحال بس نورے کی فکر تھی کہ وہ اس سب حالات کا کیسے سامنا کر پائے گی۔

اگلے دن رضوانہ نے سہولت سے نورے کو یہ بات بتا دی تھی۔ یہ خبر دیتے ہوئے وہ بلکل بھی اداسی کا اظہار نہیں کر رہی تھی بلکہ خوشی خوشی یہ اطلاع دے دی تھی۔ ان سب کی سوچوں کے برعکس اس نے اس بات پہ کوئی خاص ردِ عمل ظاہر نہیں کیا تھا بلکہ خاموشی سے سر جھکا دیا تھا۔ سب اس فیصلے سے بے حد خوش نظر آرہے تھے ماسوائے رنم کے اور برشام وہ تو صبح سویرے سے ہی غائب تھا۔ رنم نے اس واقعے کے بعد اسے نہیں دیکھا تھا۔ فرزام بھی مکمل طور پہ منظر سے غائب تھا۔ کل وہ خود کو کسی اور کے نام لکھنے جا رہی تھی مگر دل جیسے ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ دھڑکنوں کا رقص بھی جامد

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

تھا۔کچھ بھی خوشی سے بھرا ہوا نہیں تھا بس وہ ارم کی خوشی کے خاطر مسکرا رہی تھی ہولا سا دھیما سا مگر اس کی ہنسی میں بھی ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔رات میں بھی فیصل کو یاد کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی اس کی زندگی کا اتنا بڑا دن تھا اور اس کے بابا جنہیں وہ اپنی چھوٹی سے چھوٹی خوشی میں بھی اپنے دل کے قریب رکھتی تھی وہ اس کے نکاح والے دن اس کے پاس نہیں تھے۔اس کے سر پہ کوئی ہاتھ رکھنے والا نہیں تھا۔ناجانے زندگی کیوں ہمارے حوصلے سے بڑے امتحان ہمیں سونپ دیتی تھی اور ہم سے یہ توقع بھی رکھتی ہے کہ ہم اس امتحان میں کامیاب ہوتے اس کی امیدوں پہ اترے۔نیند نا آنے کی بدولت وہ آدھی رات کو کھڑکی پٹ واں کیے گھٹنوں میں سر دیے انہی سوچوں میں غلطاں تھی۔چہرہ کسی بھی قسم کے تاثر سے پاک تھا۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

WhatsApp ; 0344-4499420

نکاح کی بدولت بڑی حویلی کو گلاب کے پھولوں اور برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ داخلی دروازے کی روش پھولوں سے بھری پڑی تھی اور رنگ برنگی روشنیاں اطراف میں بکھری ہوئی تھی۔ حویلی کے کشادہ صحن میں ہی کرسیاں لگاتے گاؤں کے لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ ان کے ہاں رواج تھا کہ شادی پہ پورے گاؤں کو بلاوا بھیجا جاتا تھا کیونکہ اس کے خیال میں نئے نویلے جوڑے کو جس قدر دعائیں ملے وہ ان کے حق میں بہتر ہوتی ہیں۔ سردار سائیں نے اپنے پوتوں کی شادی کی بدولت اچھا خاصہ کھلا انتظام کروایا تھا وہ کسی بھی قسم کی پابندی نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔

گھر کے سب مردوں نے اپنے رسم و رواج کی بدولت سروں پہ اعلیٰ پائے کی پگڑیاں سجائی ہوئی تھی۔ کچھ لوگوں کو رقص کرنے کیلیے بھی بلایا گیا تھا۔ یہ بلوچوں کی وہ رسومات ہوتی ہیں جنہیں کرنے میں وہ بھرپور دلچسپی کا اظہار کرتے تھے۔ ایک جانب مرد حضرات دو تالی اور تین تالی رقص کرنے میں مصروف تھے اور وہاں موجود اس سب سے خوب محفوظ ہو رہے تھے۔ فرزام اور برشام سٹیج پہ ایک جانب مردانہ وجاہت لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بلوچی طرز کے مطابق سفید کلف لگی شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی اور سر پہ بلوچوں کی مخصوص اونی گول ٹوپی پہنی ہوئی تھی جو بلوچوں کی خاص روایت ہوتی ہے۔ باری باری ندیم اور خرم ان کے سروں سے پیسے وارتے اور انہیں غریبوں کو دے دیتے۔ ان کے چہروں سے الوہی سی خوشی چھلک رہی تھی کیونکہ آج اتنے لمبے عرصے کے بعد

WhatsApp ; 0344-4499420

اس حویلی میں خوشیاں منائی جارہی تھی۔ عورتوں کا انتظام حویلی کے داخلی دروازے سے گزرتے اندر کیا گیا تھا۔ دلہنیں اندر کمرے میں موجود تھی۔ رقیہ بیگم تو خوشی سے پھولے سماتے نہیں تھک رہی تھی۔ ارم نے تو نا جانے کتنی بار رنم کی بلائیں لے ڈالی تھی جو نا جانے کس قدر بھاری دل کے ساتھ مسکرا رہی تھی۔ آج وہ اپنی زندگی کا تمام اختیار اس شخص کو سونپنے جارہی تھی جس سے اسے ایک الگ قسم کی چڑ تھی۔ گاؤں کی مخصوص عورتوں کو انہیں تیار کرنے کیلیے بلایا گیا تھا مگر رنم نے سہولت سے انہیں انکار کرتے خود ہی تیار ہونے کو ترجیح دی تھی اور نورے کو بھی خود ہی ہلکا پھلکا تیار کر دیا تھا۔ گلابی رنگ کے گھٹنوں کو چھوتے فراک کے ساتھ چوری دار پاجامہ پہنے بلوچوں کی مخصوص ماتھا پٹی لگائے وہ ہلکی پھلکی تیار ہوئی تھی۔ اسے آج خود میں اور نورے میں کچھ زیادہ فرق محسوس نہیں ہوا تھا۔ کہنے کو سب اس کی خوشی کو مد نظر رکھتے کیا جارہا تھا مگر رنم کو اس کی وحشت زدہ آنکھوں میں دیکھتے خوف سا محسوس ہوتا تھا۔ حورے بھی پہلے اس فیصلے سے کچھ خاص خوش نہیں تھی مگر سعدیہ اور خرم کا بدلہ بدلہ رویہ اسے بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر گیا تھا۔ رضوانہ اور سعدیہ نے اندر آتے نظر کا ٹیکہ ان دونوں کے کان کے پیچھے لگایا تھا۔

"بھابھی بابا سائیں کا حکم ہے مولوی صاحب آرہے ہیں آپ رنم اور نورے کے سروں پہ چنریاں اوڑھا دیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

سعدیہ کی آواز پہ رنم نے سختی سے ارم کا اپنا ٹھنڈا یخ ہاتھ تھاما تھا۔اس قدر منہ پھٹ اور بولڈ ہونے کے باوجود وہ بھی اپنی زندگی کی اس نئی شروات پہ ہولے ہولے کپکپا رہی تھی۔کچھ دیر میں مولوی صاحب کی آمد کے ساتھ ہی ان دونوں کے نکاح کے کلمات ادا کیے گئے۔اس دوران وہ مسلسل اپنی ٹانگ ہلاتے اپنی بے بسی ارم پہ آشکار کر رہی تھی۔آنکھوں سے تواتر آنسو بہہ رہے تھے۔فیصل کی یاد شدت سے آ رہی تھی جو لڑیوں کی صورت میں سرخ گالوں پہ بہہ رہی تھی معاً اپنے سر پہ بھاری ہاتھ محسوس کرتے اس نے چونک کر دائیں جانب دیکھا جہاں درمیان میں ندیم بیٹھے ایک ہاتھ نورے کے سر پہ جبکہ دوسرا ہاتھ رنم کے سر پہ رکھے مدھم سا مسکرا رہے تھے۔اسے آج ان میں مکمل طور پہ اپنے بابا کی چھلک دکھی تھی۔وہ ان کے شانے سے لگے شدتوں سے رودی تھی۔

"مجھے بابا کی بہت یاد آ رہی ہے۔آج میرے نام کے آگے سے ان کا حوالہ ہٹتے کسی اور کا لگنے جا رہا ہے اور وہ میرے پاس ہی نہیں ہے۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی تو انہوں نے تڑپ کر اسے سینے میں بھینچتے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا اور مولوی کو نکاح کی کاروائی شروع کرنے کا حکم صادر کیا تھا۔مولوی کے بولے گئے الفاظ باری باری ان دونوں نے دہرائے تھےاسی طرح اگلے آدھے گھنٹے میں ہی وہ دونوں فرزام اور بشام دونوں کو قبول کر چکی تھی۔خرم صاحب ان دونوں کا سر تھپتھپاتے مولوی کو لیتے باہر مردوں کی جانب چل دیے۔ان سے

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

نکاح قبول کرواتے ہی ان دونوں نے رنم اور نورے کو اپنے نکاح میں قبول کرلیا تھا۔چاروں نفوس نا جانے سپاٹ چہرہ لیے نا جانے دل ہی دل میں کونسی جنگ لڑرہے تھے۔ مبارک باد کا شور اٹھا تو سب باری باری آتے ان دونوں کو مبارک باد دینے لگے۔ ندیم نے نا جانے برشام کے کان کیا سرگوشی کی کہ وہ لبوں کو سختی سے بھینچتے فرزام کی جانب بڑھا تو وہ دونوں بھی آپس میں گلے سے لگے تھے۔ ندیم نے گہرا سانس بھرتے ان دونوں کی جانب دیکھا انہوں نے جان بوجھ کر برشام کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی تاکہ ان دونوں کے دل میں ایک دوسرے کیلیے موجود کدورت دھل جائے۔ کھانے کا دور شروع ہوا تو سردار سائیں کے حکم پہ کھلم کھلا کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

"رنم بس خاموش ہو جاؤ میری جان۔"

ارم اسے سینے سے لگائے مسلسل اسے خاموش کروانے کی تگ و دو کر رہی تھی مگر اس کا رونا کسی طور پہ کم نہیں ہو رہا تھا۔رضوانہ اور سعدیہ باہر مہمانوں کے پاس انتظامات دیکھ رہی تھی جبکہ مریم اور ارم اندر کمرے میں موجود تھی۔

"بھابھی کچھ نہیں ہوتا رونے دیں شاید رنم کو ابھی سے احساس ہو رہا ہے کہ وہ اپنی بربادی کی جانب جارہی ہے۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

مریم اس کا گال محبت سے کھینچتے اس کا دھیان بٹانے کی خاطر شریر لہجے میں بولی تو وہ مریم کے سینے سے لگی ہچکی بھرتے ہولے سے مسکرادی تھی۔

"آپکے بھتیجے نے مجھ سے نکاح کیا ہے مطلب میں نہیں بلکہ وہ اپنی بربادی کی جانب پہلا قدم رکھ چکے ہیں۔"

وہ اپنے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ایک ادا سے بولتی وہاں موجود سب نفوس کو مسکرانے پہ مجبور کرگئی۔ اتنے عرصے بعد نورے کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ اسے اندر تک سرشار کرگئی تھی۔ اس نے بے ساختہ آگے ہوتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔

"ارے یہ کیا بھابھی ایک ہی نند سے یارانہ۔"

حورے اسے نورے کے ساتھ مصروف دیکھ دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے لڑاکا عورتوں کی طرح مصنوعی ناراضگی سے بولی۔

"ارے تم دونوں میری نندیں بعد میں پہلے میری بہنیں ہو۔"

وہ اسے بھی اپنے دوسری جانب بٹھاتے محبت سے بولی تو وہ دونوں بھی آسودگی سے مسکرادی تھی۔ ان دونوں نے محبت سے اس کا چہرہ دیکھا اور بے ساختہ شکر ادا کیا کہ اس ذات نے ان کے بھائی کی قسمت

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

میں کس قدر پیاری لڑکی لکھی تھی مگر وہ دونوں اس سب سے انجان تھی کہ وہ پیاری لڑکی کونسے کارنامے سرانجام دینے والی ہے۔

"ہائے اوربا سونیا چھیتی چھیتی آجا اور مرچاں وی لیندی آئی۔ میں اپنی نئی نویلی کواڑ دے اتوں وارنیاں نے۔ میرے سوہنے پتر دے سوہنیاں ووٹیاں۔"

(ہائے رباسونیا جلدی جلدی آجااور مرچیں بھج لیتی آئی میں اپنی نئی نویلی)

معاًرقیہ بیگم کی آمد کے ساتھ ہی ان کے پنجابی تڑکے پہ ہولے ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔

"ہائے میری صنم بلوچ۔"

رقیہ بیگم اس کے سر سے پیسے وارتے ہوئے محبت سے بولی تو اس نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔اس کے یوں گھورنے پہ وہ ہولے سے مسکرادی تھی۔

"میرے کین دامطلب سی رنم بلوچ۔"

وہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے گویا ہوئی۔ رنم نے مصنوعی شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اسی طرح وقت گزرتے رخصتی کا شور بلند ہوا تو سب نے ان دونوں کو برشام اور فرزام کے کمرے میں بھیجنے کی تیاریاں پکڑلی تھی۔ رخصتی گھر میں ہی تھی تبھی کسی کو بھی زیادہ مسئلہ ناہوا بلکہ سب نے آسانی سے ان دونوں کو اپنے اپنے مطلوبہ کمروں میں پہنچادیا۔

WhatsApp : 0344-4499420

رنم نے کمرے میں پہنچتے ہی خود کو سعدیہ کی گرفت سے آذاد کروایا اور سکون سے اپنا فراک سمیٹتے بیڈ پہ براجمان ہو گئی۔ ظاہری طور پہ وہ خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی مگر اندر سے کچھ کچھ خوف اسے بھی لاحق تھا۔ ارم کو ان سب نے خود اس کے ساتھ آنے سے منع کیا تھا ورنہ وہ پھر سے رونے کا شغل شروع کر دیتی ابھی بھی مسلسل رونے کی بدولت اس کی آنکھیں سرخ اور سوجھی ہوئی تھی۔ سعدیہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو کس قدر سکون سے بیڈ پہ پھیل کر بیٹھی کمرے میں تفصلی جائزہ لے رہی تھی جس کی سجاوٹ بھی ہلکی پھلکی کی گئی تھی۔

"رنم بات سن تو نے نا اب گھبرانا نہیں ہے ٹھیک ہے۔ اگر ڈر لگے نا تو آیت الکرسی کا ورد کرنا شروع کر دئی۔ اور ہاں اب تیری بھی شادی ہو گئی ہے تو شوہر کا دل جیتنے کی کوشش دل و جان سے کرنا۔ شوہر کا دل جیت لیا نا وہ تو بس پھر بیوی کا ہو کر رہ جائے گا۔"

سعدیہ اسے سمجھانے والے انداز میں مزے سے بولی۔ رنم ان کی باتوں پہ زیرِ لب مسکرائی تھی۔ ان کے ٹھیک ہوتے ہی ایک بات جو اس کے آشکار ہوئی تھی کہ سعدیہ ٹھیک ٹھاک قسم کی مزاحیہ تھی جو ہر بات کو مزاح کا رنگ کیسے دینا ہے بخوبی جانتی تھی۔

"جی جی سمجھ گئی تائی سائیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ مصنوعی سا شرماتے تابعداری سے بولی تو سعدیہ اسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ جاتے جاتے بھی انہوں نے ذرا سا سر اندر ڈال کر اس کی جانب دیکھا تو رنم انہیں دیکھ کر بھنویں اچکا گئی۔

"جائیں بھی اب مجھے اپنے شوہر کا دل بھی جیتنا ہے۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تو وہ خفت سے سرخ پڑتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے جاتے ہی رنم نے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت اپنے پلین پہ عمل پیرا ہونے کا سوچا اور عجلت میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اتنی آسانی سے ہار ماننے والوں میں سے وہ بلکل نہیں تھی تبھی الماری کھولتے اس میں سے اپنے لیے آرام دہ سوٹ نکالا جو صبح ہی رضوانہ لگا کر گئی تھی۔ اور اسے لیتے جھپاک سے واشروم میں بند ہو گئی۔ اب اسے برشام کے آنے سے قبل اپنا پلین ترتیب دینا تھا۔

"مجھے میرا بیٹا لوٹا دو۔"

وہ عورت گزرے دو ماہ سے ایسے ہی پولیس سٹیشن کے باہر آ کر بیٹھتی اور اپنی چادر وہاں کے اہلکاروں کے سامنے پھیلاتے روتے ہوئے بولتی تھی آج بھی وہ اپنے مقررہ وقت پہ وہاں پہنچی تھی مگر وہاں پہلے

WhatsApp ; 0344-4499420

کبھی انصاف ملا تھا جو اب ملتا۔ اس کے برعکس وہاں موجود پولیس کی نفری اس کی عمر کا لحاظ کیے بغیر اسے دھکے دے کر باہر نکال دیتی۔ آج بھی اس عورت کو وہی بیٹھا دیکھ ایک اہلکار اس کی جانب آیا تھا۔

"جاؤ بی بی ایسے ہی منہ اٹھا کر آجاتی ہو۔ جہاں سے تم انصاف مانگ رہی ہو نا وہاں انصاف تمہیں کبھی نہیں ملنا۔ نا جانے تمہیں یہ بات کب سمجھ آئے گی بڑھیا۔"

وہ تنفر سے بولتے سر جھٹک گیا۔

"میرا جوان بیٹا انہوں نے مجھ سے چھین لیا میرے سامنے اس کے وجود میں چھ گولیاں اتارتے اس کی سانسیں کھینچ لی انہی لہو ہوتے ہاتھوں سے اس کو تھاما تھا میں نے۔ تم کیا جانو اس بات کا درد جب کہ ماں اپنے جوان اکلوتے بیٹے کو لحد میں اتارتی ہے۔ میرا سینہ چیر رہا تھا اس وقت کوئی۔"

وہ تکلیف سے بولتی شدتوں سے رو دی۔

"بی بی دیکھ تیرا بیٹا اب جا چکا ہے جو کبھی واپس نہیں آسکتا۔ اسے بھول جا اب۔ اور گھر جا کر سکون کر۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔ اسے کبھی کبھی اس عورت کے پاگل ہونے کا گمان ہوتا تھا جس کے لبوں پہ صرف ایک ہی لفظ ہوتا تھا اور وہ بھی انصاف کا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"بیٹا نہیں لوٹا سکتے مگر اسے انصاف تو دلا سکتے ہو نا۔ میرے سامنے اس کے مجرموں کو سزا دو میرے تڑپتی روح کو سکون مل جائے گا۔"

وہ اس کے پیروں میں گرتے ہوئے آرزدگی سے بولی۔ وہ اہلکار بدک کر اس سے فاصلہ قائم کر گیا۔

"چل کرتے ہیں کچھ مگر اس سے قبل ہمارے ہاتھ میں خاموشی سے دو لاکھ تھما دے کیونکہ یہ تو ہمارا معاوضہ ہے نا۔"

وہ تمسخر سے مسکراتے ہوئے بولتے اس کو ساکت کر گیا۔ اس نے سرخ لہو رنگ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا جو وطن کے رکھوالوں کے نام پہ فقط ایک سیاہ دھبہ تھے جن کیلیے رشوت ہی معنی رکھتی تھی غریب طبقے کے لوگوں کو قدموں تلے روندنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ وہ مضبوط بنتے غصے سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

"اس پاک ذات کا قہر نازل ہو گا تم سب پہ۔ ایک ماں کی بددعا لگے گی تم سب وطن کے رکھوالوں کے نام پہ رشوت خور ہو جو بس اپنے سے نیچ لوگوں کو مزید گرانا جانتے ہو۔ جانتی تھی کہ یہاں کچھ نہیں ہو گا مگر پھر بھی ہمت کرتے آگئی یہاں اپنے بیٹے کیلیے۔ مگر تم سب تڑپ تڑپ کر مرو گے تم سب بھی۔ انصاف پسند نہیں ہو تم سب۔ گھٹیا پیسوں پہ مرنے والے لوگ ہو۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ مسلسل چیخ و پکار کرتے اپنی ہتھیلیاں آسمان کے نیچے اٹھاتی اذیت کی کیفیت میں بولی۔ اس سے پہلے کہ وہاں کھڑے دو افسر اپنی تمام حدیں پھلانگتے ان پہ حملہ آور ہوتے مخصوص پولیس کے سائرن کی آواز پہ ان سب نے چونک کر اس جانب دیکھا۔ گھبراہٹ چہرے سے عیاں تھی۔ گاڑی سے نکلتے شخص کو دیکھتے ان سب نے ایک ساتھ سلیوٹ کیا تھا مگر وہ سب پہ ایک نگاہ ڈالتے نیچے جھکا اور زمین پہ گری اس عورت کو سہارہ دیتے اٹھایا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سرد مہری چھائی ہوئی تھی۔

"آپ رات کے اس پہر یہاں کیوں ہیں بی بی۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا جواباً اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔ وہ انہیں اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتے اندر کی جانب بڑھا اور کرسی کھینچتے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود بھی ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے ان کے سامنے ہی براجمان ہو گیا۔ اس کے پوچھنے پہ اس عورت نے جو جو باتیں اس کی سماعتوں میں اتاری وہ اس کے وجود پہ پہاڑ بن کر گری تھی۔ ماتھے کی رگیں ابھرتے پھول گئی تھی۔ وہ بے ساختہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور ترحم آمیز نگاہوں سے اس عورت کی جانب دیکھا تھا جو اپنے جوان بیٹے کے غم پہ لگاتار آنسو بہا رہی تھی۔

"میں دیکھ لیتا ہوں تم سب کو۔ ایک ایک کو سر کے سامنے ناپیش کیا تو میرا نام بھی رزم قریشی نہیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اپنی سٹک سے ان سب کی جانب اشارہ کرتے کرخت لہجے میں دھاڑا۔سب کے دل اچھل کر حلق میں آگئے۔ان سب نے خوف سے تھر تھر کانپنا شروع کر دیا کیونکہ وہ سب واقف تھے کہ یہاں بات کس سر کی ہو رہی ہے۔

"رزم پتر مجھے انصاف دلوادو اور یہ بات ثابت کر دو کہ یہ ادارہ وطن کا رکھوالا ہے۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ویران لہجے میں بولی۔اس نے نفی میں سر ہلاتے ان کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو تھاما۔

"آپ پریشان مت ہو انشاءاللہ آپ کے بیٹے کو انصاف ضرور ملے گا اور آپ کے تڑپتے دل کو سکون بھی کیونکہ یہ کیس ایک انصاف پسند پولیس آفیسر ڈی آئی جی فیصل بلوچ کے بعد ایس ایس پی سلطان کے انڈر آیا ہے اور وہ آپ کو کبھی مایوس نہیں ہونے دیں گے یہ ایس پی رزم قریشی کا وعدہ ہے آپ سے۔"

وہ ان کا ہاتھ تھام کر انہیں یقین دلانے والے لہجے میں گویا ہوا۔اس عورت نے نم نگاہوں سمیت اثبات میں سر ہلایا تھا اور کچھ ہی دیر میں وہ وہاں سے نکل آئی تھی۔

"سر یہاں آپ کی اشد ضرورت ہے کیونکہ کچھ لوگوں کی چمڑی ادھیڑنی والی ہو چکی ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اس نے نفرت بھری نگاہ اطراف میں کھڑے کچھ کانسٹیبلز پہ ڈالی جو اس سب کے پیچھے تھے۔ وہ کرسی کو ٹھوکر مارتے اندر کی جانب بڑھا تھا۔

"سر آپ دیکھیں یہاں کے حالات مزید خراب ہو چکے ہیں۔ شدت سے جی چاہتا ہے کہ آپ آنکھوں کے سامنے ہو اور میں ایک ایک کی شکایت آپ سے کروں۔ انشاآللہ کبھی شہادت نصیب ہوئی تو آپ سے ملاقات ضرور ہو گی۔ آپ کی بیٹی اور اہلیہ کو میں نے بہت تلاش کیا ہے نا جانے وہ کہاں چلی گئی اچانک مگر میں بھی ہمت نہیں ہاروں گا آپ نے اپنی زندگی میں ان کی حفاظت کی ذمہ داری مجھے سونپی تھی نا تو آپ کے جانے کے بعد بھی اس وعدے سے پیچھے قطعی نہیں ہٹوں گا۔"

اس نے پر عزم لہجے میں بولتے ساتھ ہی بیٹے دنوں کو ذرا سا یاد کیا تھا۔ ان کی موت کا دن یاد کرتے اس کی آنکھیں ابھی بھی نم ہوئی تھی معاًرنم اور ماسک کے قصے یاد کرتے وہ ہولے سے ہنسا۔ اسے یاد تھا فیصل نے رنم کی رکھوالی کی خاطر اسے چنا تھا کہ وہ ہمہ وقت ان کے ساتھ رہے اور وہ آخری دم تک اس کے ساتھ ہی رہا تھا۔ اپنی شناخت چھپانا شکل نا دکھانا یہ سب اس پہ فیصل کے آرڈرز تھے جسے نبھانا بے حد ضروری تھا شاید اپنی جان سے بھی زیادہ۔ وہ تلخی سے ہنس دیا کہ کیسے ایک ہنستی ہنساتی زندگی تکلیفوں کا امبار بن جاتی ہے۔

www.zubinovelszone.com
Digital Bari Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس نے اذیت سے سوچتے ایک نگاہ سامنے دیوار میں لگے آئینے میں ڈالی معاً اس کی نگاہ اپنے دل کے مقام پہ لگے نیچ پہ پڑی تھی جہاں رزم قریشی پوری شان سے جگمگا رہا تھا۔ وہ چمکتی نگاہوں سمیت اس نیچ کے مقام پہ ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

" جانتی ہو رنم اس فیصلے سے کس قدر ناخوش تھی کہ جو تمہارا گنہگار ہے اسی سے تمہیں بیاہ دیا جائے مگر وہ یہ نہیں جانتی کہ عورت کا دل مرد کے معاملے میں نہایت موم ہوتا ہے اور مرد بھی وہ جس سے اسے محبت ہو۔ "

ارم اسے فرزام کے کمرے میں چھوڑنے آئی تو اسے ہولے ہولے لرزتا دیکھ وہ اس کے قریب ہی جگہ سنبھالتے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی جس کا جواب وہ بھی نارمل ہوتے دے دیتی۔ آنکھوں میں ابھی تک وہ چمک نہیں تھی جو ایک نئ نویلی دلہن کی آنکھوں میں ہونی چاہیے۔ انہی باتوں کے دوران ارم نے اس بات کا ذکر چھیڑا تھا تاکہ اس کے تاثرات جانچ سکے مگر اس کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثر سے پاک تھا۔ انہیں ڈھونڈنے سے بھی کوئی عنصر نا مل پایا نا ہی نورے نے انہیں اس بات کا جواب دیا بلکہ وہ ان کی بات پہ خاموشی اختیار کر گئی تھی۔ ارم نے بھی زیادہ دیر بیٹھنا مناسب نہیں سمجھا اسی لیے اپنی

WhatsApp : 0344-4499420

جگہ سے اٹھتے اس کے سر پہ پیار دیتی کمرے سے نکل گئی۔ ان کے جاتے ہی نورے نے اپنی جلتی آنکھوں کو موندا تو درپے در بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے سرخ عارض پہ بہتے چلے گئے۔

"چچی سائیں اگر عورت اپنے من پسند مرد کے لیے موم ہے تو پھر ایک فریبی مرد کیلیے اس سے زیادہ کٹھور اور پتھر دل کوئی نہیں ہو سکتا۔ میری ذات کی دھجیاں اڑا کر انہیں کیا لگا کہ وہ جیت گئے ہیں اور میری ہار ہو گئی ہے اب میں انہیں جیت ہار کا اصل مطلب اور مقصد سمجھاؤں گی کہ جس عورت کو وہ پیروں کی جوتی سمجھتے ہیں اگر عورت چاہے تو انہیں پیروں کی دھول بنانے میں ایک لمحہ نا لگائے وہ خود میں اتنی ہمت رکھتی ہے۔"

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے اپنے گالوں کو سختی سے رگڑتے دوبارہ چہرہ جھکا کر بیٹھ گئی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی اس شخص کے چہرے کا تاثر۔ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کا دل توڑ کر اس کی زندگی سے مذاق کر کے وہ کونسے جشن منا رہا ہے۔ ابھی وہ انہیں سب سوچوں میں گم تھی معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس نے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچا تھا۔ گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ مضبوط قدموں کی چاپ کو اپنی سماعتوں میں اترتا محسوس کر اس کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔ اس نے بلکل بھی نظریں اٹھانے کی زحمت نہیں کی تھی۔ جس صورت کو دیکھنے کی خاطر وہ ترسا کرتی تھی آج اسی صورت کو نظر بھر کر دیکھنا بھی اسے گوارا نہیں تھا۔ فرزام نے اپنے سر سے اونی ٹوپی اتارتے چادر

WhatsApp ; 0344-4499420

ایک جانب رکھی اور گہرا سانس بھرتے اپنے اندر اٹھتے طوفان پہ قابو پانا چاہا تھا۔ اس کا سامنا کرنے کی بلکل ہمت نہیں تھی۔ سونے پہ سہاگہ اس کا سرد رویہ فرزام کے حوصلے پست ہونے لگے۔

"نورے۔"

بالاخر اس نے ہمت متجمع کرتے اسے پکارا تو اس کے لہجے میں وہی مٹھاس محسوس کر اس کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔ فرزام نے اس کے جواب نا دینے پہ اس کی بند مٹھی کی جانب دیکھا جسے وہ کبھی کھول رہی تھی کبھی بند کر رہی تھی۔ اس نے دھیرے سے اس کی کلائی کو چھوا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس کا شدید ردِ عمل دیکھ وہ ساکت رہ گیا۔

"مت چھوئیں مجھے۔ گھن آتی ہے مجھے خود سے مت چھوئیں مجھے۔"

وہ اس کے ہاتھوں کا سلگتا لمس اپنی کلائی پہ محسوس کرتے بدک کر اس سے فاصلہ قائم کرتے وحشت زدہ سی روتے روتے چلائی۔ سرخ آنکھوں میں ایک قہر برپا تھا جو اس کے کافی رت جگوں کی عکاسی کر رہا تھا۔ فرزام نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت سرخ عروسی جوڑے میں ملبوس اس لڑکی کو دیکھا جو کبھی اس کے محبت کی دعویدار تھی اور جب وہ اسے اس کی پسند کو ملحوظِ خاطر رکھتے اسے اپنا چکا تھا تو اب اسے اس کے چھونے سے بھی گھن آ رہی تھی۔ اس کے وجود میں ایک سیکنڈ میں غصے کا ابال اٹھا۔ وہ بھلا کیونکر خود کی اتنی توہین برداشت کرتا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"واہ یہ کیسی محبت تھی جسے پا لینے کے بعد اس کا چھونا بھی ناگوار گزرنے لگا اور تمہیں کیا لگتا ہے تم چیونٹی جتنی مجھے انکار کرو گی اور میں تمہارے حکم کا غلام بن جاؤں گا۔ مجھے انکار کرو گی تم فرزام بلوچ کو انکار کر کے تم اپنی موت کو دعوت دے رہی ہو۔ کون ہو تم۔ کیا حیثیت ہے تمہاری۔ جواب دو مجھے۔"

وہ بھی اس کی سرخ آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے قہر آلود نگاہوں سے اسے دیکھتے حلق کے بل دھاڑا۔ اس کی آنکھوں میں مزید نفرت چھاگئی۔ دل میں اٹھتے درد کو دباتے اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس ستمگر کی جانب دیکھا۔

"محبت تو آپ کو بھی تھی ارے نہیں وہ محبت نہیں محبت کے نام پہ دھبا تھا جو آپ نے میرے کردار پہ لگانے میں ایک لمحہ نہیں لگایا اور مجھے حویلی والوں کی نگاہوں میں رسوا کر دیا۔ میرے کردار کے ساتھ میرے چہرے پہ بھی کالک ملی ہے آپ نے سب کی موجودگی میں۔ آپ تو مرد کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ بس نام ہی مردوں والا کام نہیں۔"

وہ ہچکیوں سے روتے تنفر سے چلائی اور ایک جھٹکے سے اپنے سر سے سرخ چنری کھینچ کر اتارتے زمین پہ پھینکی تھی جس کی بدولت ماتھا پٹی اس کے چہرے پہ لڑھک گئی۔ آنکھوں سے سیاہ کاجل بہتے اس کے چہرے پہ لکیریں بنا رہا تھا۔ فرزام سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"اپنی زبان کو لگام دو ورنہ کاٹنے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجہ اپناتے ہوئے گویا ہوا ایک لمحے کو اس کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنے حواس بحال کر گئی تھی۔

"نہیں دو نگی لگام۔"

اس نے ایک جھٹکے سے اپنے وجود سے ڈوپٹہ بھی کھینچ کر اتارتے زمین پہ پھینکا تو فرزام کے چہرے پہ کرختگی چھاگئی۔ اس نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی۔"

وہ کھردرے لہجے میں گویا ہوا۔

"یہ لیں کریں اپنا بدلہ پورا اب تو مکمل طور پہ آپ کی غلام ہو باندھی ہوں کریں اپنی خواہشات پوری اور مجھے طلاق دے دیں۔ پھر کیجیے گا جس مرضی سے محبت کم از کم دل میں کوئی اور کمرے میں کوئی اور والا حساب تو نہیں ہو گا نا۔"

وہ سرخ لہو رنگ آنکھوں سے اسے گھورتے اپنے زیورات نوچ نوچ کر اتار کر زمین پہ پھینکتی پتھریلے لہجے میں بولتی ایک سیکنڈ میں اس کے دماغ کا میٹر شاٹ کروا گئی۔ اس کے ذہریلے لفظوں کی تاثیر سے دھواں دھواں ہوتے چہرے سمیت اگلے ہی لمحے کمرے کی فضا میں زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی۔ اس کا بھاری ہاتھ اس کے نازک گال پہ نشان چھوڑ گیا۔ وہ لڑھک کر اوندھے منہ بیڈ پہ گری

WhatsApp ; 0344-4499420

تھی۔ آنکھوں سے نکلتے آنسو اپنی موت پہ ماتم کناں تھے اور فرزام وہ تو بس اس کی جرأت پہ حق دق کھڑا تھا جو اتنی چھوٹی سی کس قدر گھٹیا بات کہ گئی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کی مومی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے اپنے مقابل کیا اور بغور اس کی جانب دیکھا تھا مگر اس دوران وہ یہ بھول گیا تھا کہ اسے یہ گھاؤ دے کر بڑا کرنے والا بھی وہی تھا۔

"بہت شوق ہے نا تمہیں یوں اپنی عزت کو پیروں تلے روندنے کا اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ عزت روندنا کہتے کسے ہیں۔"

وہ رعونت زدہ لہجے میں بولتے اس کی کلائی جھٹکے سے مڑوڑ گیا۔ اس نے تکلیف کے احساس سے آنکھیں میچی تھی۔ اس کے لفظوں پہ اسے ایسا محسوس ہوا گویا کسی نے اس کی سماعتوں میں سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"عزت تو آپ روند چکے ہیں اب بس آپ کی مجھ پہ برتری حاصل کرتے جیت ہو گی اور اس کے بعد جانتے ہیں کیا ہو گا میں جینے سے زیادہ مرنا بہتر سمجھوں گی۔"

وہ تلخ مسکراہٹ سمیت خالی خالی لہجے میں بولی۔ فرزام نے اس کے چہرے پہ چھائی اذیت دیکھتے سختی سے دانت پہ دانت جمائے تھے۔ معاً اس کی نگاہ اس کے ہاتھ میں موجود زخم کی جانب اٹھی۔ اس کے تاثرات یکایک بدلے تھے۔

"یہ زخم کیسا نورے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ سرد مہری سے بولتے اس کی کلائی کا معائنہ کرنے لگا جہاں تین چار خراشیں موجود تھی۔

"یہ زخم آپ کے دیے گئے زخم کے آگے ریت کے ایک ذرے کے برابر ہے۔ اب ان زخموں سے تکلیف نہیں ہوتی آپ کی دی گئی تکلیف ہی لمحہ بہ لمحہ مارنے کیلیے کافی ہے۔"

وہ بھیگے ذہر خند لہجے میں بولتی ایک جھٹکے سے اپنی کلائی اس کی گرفت سے آذاد کرواگئی۔ فرزام نے اپنی پیشانی مسلتے اس کی جانب دیکھا جو اب اپنے لبوں پہ لگی سرخی کو سختی سے رگڑتے واشروم کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اس کے جاتے ہی وہ بے دم سا ہوتے بیڈ پہ چت لیٹتے دیوار پہ نگاہیں ٹکا گیا۔ اس کی آنکھیں جہاں کبھی اس کیلیے صرف محبت ہوا کرتی تھی وہاں نفرت کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔ اس کے لب جس پہ کبھی اس کے نام کا ورد ہوا کرتا تھا وہاں سے اب اس کیلیے ذہر اگلا جارہا تھا۔ اس کا چہرہ جو اس کی. صورت دیکھتے چمک دمک کرتا تھا وہاں اب اسے دیکھتے ایک اذیت ابھر آتی تھی۔ وہ اس سے اس کا سب کچھ تو چھین چکا تھا سب کچھ۔ وہ اذیت سے آنکھیں میچ گیا۔ اس نے اپنی دکھتی آنکھوں پہ دباؤ بڑھایا تھا شاید تکلیف کا احساس کم کرنا چاہا تھا۔

"بھائی چلیں اب دے بھی دیں اب اتنی بھی سستی نہیں ہیں ہماری بھابھی۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

حورے اپنے ہاتھ میں موجود سو کا نوٹ دیکھتے چڑ کر بولی تو وہ اس کی پیشانی چومتے محبت سے قہقہہ لگا اٹھا اور اپنی جیب سے والٹ نکالتے اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا جو ابا اس نے بھی لاڈ سے کھلکھلاتے اس کا گال چوم لیا۔ برشام نے اسے یوں ہی ہمیشہ کھلکھلاتے رہنے کی دعا دی تھی۔ رضوانہ کے غصے سے ٹوکنے پہ برشام نے قدم اندر کمرے کی جانب بڑھائے تو وہ دونوں بھی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ وہ جوں ہی کمرے میں داخل ہوا کمرے میں چھائی تاریکی دیکھ اس کے چودہ طبق اگلے ہی لمحے روشن ہوئے۔ اس نے پریشانی سے اطراف کا جائزہ لیا اور سرعت سے موبائل کی ٹارچ جلاتے سوئچ بورڈ میں سے لائٹ کا بٹن دبایا تو اگلے ہی لمحے پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا مگر اگلے ہی لمحے بیڈ پہ کمبل میں دبکے موجود کو دیکھتے وہ گہرا سانس بھرتے تاسف سے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔ اس نے ایک حسرت بھری نگاہ کمرے میں دوڑائی جو شادی کی پہلی رات ہونے کی بدولت سجایا گیا تھا مگر یہاں اس کی بیگم ہی پہلی رات اس کے آرمانوں کا خون کرتے سوئی ہوئی تھی۔ وہ سر جھٹکتے صوفے کی جانب بڑھا اور خود کو ہلکا پھلکا کرتے ایک نظر جھک کر اس کے چہرے پہ ڈالی۔ سرخ و سفید رنگت کی حامل وہ لڑکی صرف جاگتے ہوئے ہی شیرنی تھی سوتے ہوئے اس سے زیادہ معصوم کوئی نہیں لگا، سیاہ گھنی مڑی ہوئی پلکیں جو گلابی عارض پہ سایہ فگن تھی برشام کا جی چاہا انگلیوں کے پوروں سے اسے محسوس کرے۔ بال بیڈ پہ بکھرے ہوئے اس کے تضاد ان میں سے اٹھتی شیمپو کی مہک برشام نے اس کے چہرے پہ جھکتے اس کی مہک کو اپنے اندر

WhatsApp ; 0344-4499420

اتارا تھا۔میک اپ سے مبرہ چہرہ وہ پیلے رنگ کے لباس میں اسے ناجانے کیوں اپنے دل کے انتہائی قریب محسوس ہوئی تھی شاید اپنی ملکیت کا احساس جاگا تھا۔وہ بے ساختہ جھکا اور ہولے سے اس کی صبیح پیشانی کو عقیدت سے اپنے پہلے لمس سے روشناس کرایا تھا۔معاً اس کے کسمسانے پہ وہ ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے الماری کی جانب بڑھا۔

"ویلڈن مسز پہلی ہی رات میرے ارمانوں کا یوں بے دردی سے قتل کرتے تم سکون سے سو رہی ہو۔اس کا حساب تم بہت جلد چکتا کرو گی کیونکہ میں سود سمیت واپس لینے کا عادی ہوں۔"

وہ معنی خیز نگاہوں سے اس کے وجود کو دیکھتے الماری کے پٹ کھولنے لگا۔کھلتے ساتھ ہی ایک چٹ اس کے قدموں میں گری تھی۔برشام نے حیرت سے اسے کھولتے پڑھنا شروع کیا۔

"ویلکم مسٹر برشام تو پھر آپ کا پہلا جواب کیسا محسوس کر رہے ہیں اپنی الماری میں میرا سامان دیکھ کر۔ساتھ ہی آنکھ ونک کرنے والا ایموجی۔"

وہ اس کی بچگانہ حرکت پہ ہولے سے ہنس دیا۔

"بہت خوبصورت بہت حسین۔میرا کمرہ بھی اب ایک نسوانی وجود سے آباد ہو چکا ہے۔"

وہ سرگوشی کی کیفیت میں بولتے دلکشی سے ہنس دیا۔چٹ فولڈ کرتے اس نے اندر رکھی اور واشروم کی جانب بڑھ گیا معاً دروازے پہ لگی چٹ کو دیکھتے وہ ٹھٹھک کر رکا اور اسے کھول کر دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"سو مسٹر برشام بلوچ کل سے آپ سے پہلے میں شاور لیا کروں گی بولیں منظور ہے۔اس معاملے میں کوئی کومپرومائز نہیں۔"

وہ جانتا تھا کہ وہ اسے مکمل طور پہ زچ کرنا چاہ رہی ہے مگر وہ مسلسل مسکرا رہا تھا نا جانے کیوں۔

"دل و جان سے منظور ہے۔"

وہ سرگوشی میں بولتے اندر گھس گیا۔اب اس کا ارادہ فریش ہونے کا تھا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ تازہ دم ہوتے جوں ہی باہر نکلا بالوں کو تولیے سے رگڑتے اس نے ایک جانب لٹکایا اور خود تھکن سے چور وجود سمیت تھکن سے چور وجود لیے بیڈ کی جانب بڑھا۔دو تین دنوں سے شادی کی تیاریوں میں مصروف وہ ڈھنگ سے نیند بھی پوری نہیں کر پایا تھا۔اب اسے شدید قسم کی نیند نے آ گھیرا تھا تبھی بیڈ کی دوسری جانب بڑھا۔بیڈ پہ بیٹھتے ہی اسے شدید قسم کا جھٹکا لگا تھا کیونکہ وہ بری طرح گیلا تھا۔اس نے صدمے کی کیفیت میں جھٹکے سے رخ موڑتے رنم کی جانب دیکھا جو پرسکون سی نیند سو رہی تھی۔اس کی حرکت کا سوچتے وہ پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔اپنی جگہ سے اٹھتے اس نے غصے میں اس کی جانب جانا چاہا مگر عین وقت پہ بیڈ کراؤن سے چسپاں چٹ کو دیکھتے اس نے کھینچ کر وہ اتاری اور اسے پڑھنے لگا۔

"مسٹر برشام بلوچ ابھی تو یہ صرف شروات ہے۔وہ کیا ہے نا مجھے اکیلے بیڈ پہ سونے کی عادت ہے۔اب اصل میں میں کمرے میں آگئی ہوں تو میرا ابھی اس پہ پورا حق ہے اور میرے حکم کے مطابق آپ

WhatsApp : 0344-4499420

میرے ساتھ ایک ہی بیڈ پہ بلکل نہیں لیٹے گے مگر میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ بلکل بھی نہیں مانیں گے بلکہ اپنا حق وصولنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے اسی لیے میں ایک ایک جانب اچھے سے پانی گرادیا ہے تاکہ آپ یہاں لیٹ نا سکیں وہ کیا ہے نا میں کہنے سے زیادہ عمل کرنے پہ بھروسہ رکھتی ہوں۔ویسے پہلی رات کا لطف تو بہت اچھے سے اٹھایا جارہا ہوگا نا۔تو اب بتایئے کہ کیسا محسوس کررہے ہیں آپ۔"

اس نے پڑھ کر ذراسی نگاہیں اٹھاتے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا معاً کسی خیال کے تحت اس کی آنکھیں چمکی اور کٹاؤ دار لبوں کی تراش پہ دھیمی سی مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔اس نے اپنے مخصوص انداز میں شیو کو مسلتے مضبوط قدم اس کی جانب بڑھائے جو پرسکون سی نیند سو رہی تھی اور ہولے سے جھکتے ایک جھٹکے میں اسکے وجود کو باہوں میں بھرا تھا۔خود کو خلاء میں محسوس کر رنم کی آنکھیں خوف کے زیرِ اثر پٹ سے کھلی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی برشام ایک جھٹکے میں اسے صوفے پہ پھینک چکا تھا۔اس نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا جو اب کس قدر سکون سے بیڈ پہ اسی کی جگہ پہ براجمان تھا۔

"یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔"

وہ حلق کے بل چلائی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"آہستہ رنم اور یہ وہی حرکت ہے جس کا آغاز تم نے کیا تھا۔"

ہمیشہ کی طرح ٹھنڈا لہجہ رنم کے وجود میں شرارے سے پھوٹنے لگے۔ اس نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے واپس وہی آنا ہے مجھے یہاں نیند نہیں آئے گی۔"

وہ اسے چاہ کر بھی یہ نہیں بتا پائی کہ اسے کس قدر ڈر لگتا ہے اکیلے لیٹنے سے تبھی تو وہ اپنے کمرے کی لائٹ جلا کر سویا کرتی تھی اب تک۔

"میرے ساتھ بھی بلکل یہی مسئلہ ہے۔"

وہ سکون سے بولتے رنم کا سکون اگلے ہی لمحے غارت کر گیا۔ اس نے بے ساختہ اپنی انگلیاں چبائی۔

"اب ہر جگہ تو تمہاری من مانی چلنے سے رہی مجھے میرا حق وصولنے سے روک سکتی ہوں مگر میرا کمرہ کسی طور پہ مجھ سے نہیں چھین سکتی۔"

وہ ذو معنی لہجے میں بولتے سر تا پا اسے دیکھتے بہت کچھ جتا گیا۔ رنم کے تو سر پہ لگی تلوؤں پہ بجھی۔ وہ اس کی بے باک گفتگو پہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی اس پہ متضاد اس کی جائزہ لیتی نگاہیں وہ سرعت سے بستر اوڑھتے صوفے پہ لیٹ گئی۔ اس کی حرکت پہ وہ زیرِ لب مسکرایا۔ رنم نے دل ہی دل میں خود کو کوسا بھلا کیا ضرورت تھی اس سے الجھنے کی۔ وہ ناگواری سے سر جھٹک کر رہ گئی۔ وہ ایک دفعہ ہی صبح

WhatsApp : 0344-4499420

اٹھ کر اس سے الجھنا چاہتی تھی اس سے نورے کی شادی کے متعلق سوالات کرنا چاہتی تھی مگر فلحال وہ دل میں دبا کر رہ گئی۔ معاً کمرے کی لائٹ بند ہوتے ہی اس نے بستر کو سختی سے مٹھیوں میں بھینچا تھا۔ دل کی رفتار معمول سے تیز دھڑک رہی تھی۔

"ویسے چٹ پہ موجود تمام سوالات میں نے پڑھ لیے تھے اور اس کا جواب خود میں تلاش کرتے بس ایک ہی ملا ہے۔ تم جاننا چاہ رہی تھی نا کہ میں کیسا محسوس کر رہا ہوں تو سنو پھر میں اس کمرے میں ہونے والے اضافے سے بہت مکمل محسوس کر رہا ہوں۔"

اس کی بھاری گھمبیر آواز سنتے رنم کی دھڑکنوں میں طلاطم سا برپا ہوا۔ مگر بغیر کوئی جواب دیے وہی پڑی رہی۔ دل چاہ رہا تھا کہ ابھی وہ بیڈ سو کھا کر وہاں لیٹ جائے۔ کیسا مرد تھا کہ اپنی پہلی رات کی بیوی کو یوں صوفے پہ پھینک کر خود سکون سے بیڈ پہ براجمان تھا۔ دل ہی دل میں اس کی دہائیاں عروج پہ تھی۔ گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ آتش دان سے نکلتی آگ دیکھتے اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"ویسے ایک حل ہے میرے پاس۔"

"کیسا حل۔"

وہ برجستہ بولتے زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"کیوں ناتم بھی یہاں آجاؤ۔ ہم دونوں اتنی سی جگہ پہ ایڈجسٹ کرلیں گے۔ماحول خود بخود بن جائے گا اس جگہ پہ پوری اور رات بھی حسین۔ ہم دونوں ایک ہی کروٹ پہ لیٹیں گے بلکل نزدیک سانسیں ایک دوسرے سے الجھتی ہوئی۔"

اس کی بے باک گفتگو پہ اس کے کانوں سے دھواں سانکلنے لگا۔اس نے لٹھے کی مانند سپید پڑتے چہرے سمیت غصے سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ تو میری سوچوں سے بھی بھر کر گھٹیاہیں۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی صوفے پہ ہی کروٹ بدل گئی۔برشام نے اس کی پشت کو دیکھتے مدھم سا قہقہہ لگایا جو اسے مزید آتش فشاں بنا گیا۔ایک لمحے کیلیے اس کا جی چاہا کہ وہ اسے یہاں لٹاتے خود صوفے پہ چلا جائے مگر اسے چھوٹی سی سزا دینے سے خیال سے وہ اپنا ارادہ ترک کرگیا۔ناجانے کیوں دل اس سے الجھنے کی عجیب وغریب فرمائشیں کررہا تھا کیونکہ اس کی معصومانہ تکرار اسے شدت سے اپنی جانب مائل کررہی تھی۔ آپ سے تو کل حساب چکتا کروں گی اور ایسا کروں گی کہ پوری زندگی یادرکھیں گے۔وہ دل ہی دل میں ارادہ کرا اٹھی۔انہی سوچوں کے گرداب میں پھنسے نیند نے ان دونوں

WhatsApp ; 0344-4499420

کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ جوں جوں رات بیتتی جا رہی تھی سردی کی شدت میں اضافہ بھی ہوتا جا رہا تھا۔

اگلی صبح اس کی سوچوں کے برعکس روشن اور چمکدار تھی۔ اس نے کھڑکی سے پڑتی سورج کی کرنوں سے کسمساتے مندی مندی آنکھیں کھولتے اطراف کا جائزہ لیا تو خالی صوفہ دیکھ وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا مگر واشروم سے پانی گرنے کی آتی آواز پہ اس نے بے ساختہ تشکر بھرا سانس خارج کیا ورنہ اس لڑکی سے کوئی بعید نہیں تھا کہ باہر نکلتے کچھ بھی کر جاتی۔ وہ بھی بالوں کو سنوارتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر میں ایک دلفریب مہک کے ساتھ ہی اس کا وجود واشروم سے باہر نکلا۔ سرخ اور سیاہ رنگ کا کرتا ٹراؤزر ساتھ ہم رنگ ڈوپٹہ جو ایک شانے پہ جھول رہا تھا۔ معاً اس کے نم بال دیکھ وہ سر جھٹکتے خود بھی فریش ہونے چل دیا۔ وہ بھی اسے مکمل طور پہ نظر انداز کرتے آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ کمر میں شدید قسم کا درد اٹھ رہا تھا۔ ایک تو وہ کبھی صوفے پہ سوئی نہیں تھی سونے پہ سہاگہ اس کا قد بھی لمبا ہونے کی بدولت وہ صوفے پہ سمٹ کر لیٹی تھی۔ الماری کھول کر اس میں سے ڈرائیر نکالتے سب سے پہلے اپنے بال سکھائے اور بالوں کو ہلکا سا کیچر لگاتے لبوں پہ گہرے سرخ رنگ کی لپ سٹک لگاتے اس نے ایک تنقیدی نگاہ آئینے سے نظر آتے اپنے عکس پہ ڈالی

WhatsApp : 0344-4499420

تھی۔ اس دوران وہ بھی فریش ہوتے واشروم سے باہر نکل آیا تھا مگر آئینے کے سامنے کھڑے ہلکی پھلکی تیار رنم کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔ اس کی نگاہ اس کے لبوں پہ لگی لپ سٹک پہ الجھ کر رہ گئی۔ اس نے بے ساختہ نگاہیں چرائی۔ رنم بے ساختہ ارم کی دی ہوئی چوڑیاں نکالنے کی خاطر دراز میں جھکی مگر کمر میں اٹھتی ٹیس کی بدولت کراہ کر دوبارہ سیدھی ہو گئی۔

"کیا ہوا۔"

برشام چونک کر اس کی جانب پہنچا اور پریشانی سے استفسار کیا۔ رنم نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"کمر ٹوٹ گئی ہے میری جو رات کو صوفے پہ لٹا دیا تھا شرم ہی نہیں آئی ایک رات کی دلہن کے ساتھ یوں جاہلیت دکھاتے ہوئے۔"

وہ تڑخ کر بولی تو وہ زیرِلب مسکراتے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گیا۔

"تو غلطی تمہاری تھی سزا بھی تو تمہیں ہی ملنی چاہیے تھی۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولا اور اسی کا ڈرائیر اٹھاتے بال سکھانے لگا۔ اس کی بے نیازی پہ وہ سلگ کر رہ گئی۔

"کل تک تو کوئی خود کو بہت مکمل محسوس کر رہا تھا کوئی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ تلخی سے گویا ہوئی۔ اس کی رات والی باتیں اور لہجہ ابھی تک سماعتوں میں گونج رہا تھا۔

"وہ آفر محدود مدت کیلیے تھی کہنے کا مطلب ہے کہ صرف مکمل کل رات تک ہی تھا اب مجھ سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہو گا۔ میں نے سوچا تھا ایک رات کی دلہن ہے تھوڑا خوش ہی کر دوں۔ اسی لیے اب زبان کو لگام دو اور نیچے چلنے کی تیاری کرو۔"

وہ مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے تمسخرانہ انداز میں بولا۔ رنم اس کے مذاق کو بھی سنجیدہ لیتی سپید پڑ گئی۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ تو مطلب اس کی ساری زندگی انہی لڑائی جھگڑوں میں گزرنے والی تھی۔ برشام اس کے کھوئے کھوئے انداز محسوس کرتا بیڈ کی جانب بڑھا اور وہاں سے اپنا فون اٹھاتے کسی کو کال ملانے لگا۔ رنم کے ذہن میں برشام کی اس رات والی بات کسی فلم کی مانند چلنے لگی۔ لبوں کی تراش پہ ایک چبھتی ہوئی مسکراہٹ ابھری۔ وہ جانچتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے مضبوط قدم اٹھاتے اس کے عین سامنے کھڑی ہو گئی اور دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ لیے۔ برشام نے مقابل سے معذرت کرتے سوالیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"ایک سوال تو رہ ہی گیا تھا مسٹر۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کی قمیض کے بٹن بند کرتی جتانے والے لہجے میں بولی۔ اس کی نرم انگلیوں کا لمس اپنے سینے پہ محسوس کر برشام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ بہکتا اس نے اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ وہاں سے ہٹائے اور خود بند کرنے لگا۔

"مجھ جیسی مغرور نک چڑھی اور زبان دراز لڑکی تو آپکی کبھی پسند تھی ہی نہیں تو آج پھر کیسا محسوس کر رہے ہیں مجھے اپنی بیوی کے روپ میں دیکھ کر مسٹر برشام بلوچ۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کے مزید مقابل آتے طنزیہ لب و لہجے میں گویا ہوئی۔ برشام نے ایک غلط نگاہ اس پہ ڈالی کون کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک دن کی دلہن جو اس کے مقابل آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کھڑی ہے اور اس سے جواب طلبی کر رہی تھی مگر اب جواب دینا بھی اس پہ لازم تھا۔

"میں فلحال کسی بھی قسم کی جواب دہی کی حالت میں نہیں ہوں مجھے یہی بات ہضم کر لینے دو کہ تم میرے کمرے میں اور میری زندگی میں ایک حیثیت سے شامل ہو چکی ہو۔"

وہ نہایت سکون سے اس کی بات کو ایک جانب کرتے اپنی بات اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ رنم نے نہایت ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔ اس کا پور پور سلگ اٹھا تھا۔ کہاں کل وہ قلابیں باندھ رہا تھا اور آج اسے یہ بات بھی ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"اپنا یہ فضول کا ایٹیٹیوڈ مجھے تو دکھانے کی بلکل ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں لعنت بھیجتی ہوں اس حویلی کے ایک ایک مرد پہ۔ نفرت ہے مجھے تم سب مردوں سے جو عورتوں کو صرف اپنے پیروں کی جوتی سمجھنا جانتے ہیں۔ تم سب کیلیے عورت فقط ایک کھلونا۔"

"رنم بس! مزید ایک لفظ بھی مت اپنے منہ سے نکالیے گا ورنہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے میں ایک لمحہ نہیں لگے گا۔"

وہ اس کی الفاظوں کی تاثیر سے دھواں دھواں ہوتے چہرے سمیت شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں گویا ہوا۔ رنم جو باقاعدہ غصے کی بدولت ہانپ رہی تھی ناگواری سے سر جھٹک کر رہ گئی۔ برشام نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جس نے کل تک اس بابت ذکر بھی نہیں کیا تھا اور آج پھر سے وہی پرانی باتیں۔

"میں تو چاہتی ہوں آپ کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو اور آپ جیسے انسان کا بھی چہرہ سب کے سامنے آئے کہ اپنی انا کی تسکین کے خاطر آپ بھی عورت پہ ہاتھ اٹھانے کو ہی ترجیح دیتے ہیں مگر میری ایک بات کان کھول کر سن لیں میں ان عورتوں کی طرح نہیں ہوں جو اپنا گھر اور عزت بچانے کی خاطر مردوں کے نیچے دب کر رہ جاتی ہیں میں بولوں گی میں چلا چلا کر پوری دنیا کو بتاؤں گی کہ ایسے مرد مرد کہلانے کے لائق نہیں ہوتے۔ میں اپنی حق تلفی نہیں ہونے دوں گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بھی جواب میں اس کی سیاہ شعلے اگلتی نگاہوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھتے دھیمے لہجے میں غرائی۔ برشام کے تنے ہوئے تاثرات فوراً سے بیشتر ڈھیلے پڑے تھے۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"فلحال اپنی انا کی تسکین میں نہیں تم کر رہی ہو رنم۔ اپنی اس زبان کو قابو میں نا رکھ کر اور میرے کردار کی دھجیاں اڑا کر۔ ویل مجھے تمہاری ان بے تکی باتوں سے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔ رنم کو حیرت ہوئی جو چہرہ کچھ دیر قبل غصے سے سرخ پڑ رہا تھا اب وہاں قدرے سکون تھا۔

"مجھے بھی آپ کی موجودگی اور غیر موجودگی سے بلکل فرق نہیں پڑتا۔ نفرت کرتی ہوں میں آپ سے۔ اپنی ماں کی خوشی کی خاطر اس رشتے کو قبول کیا ہے مگر نبھاؤں گی کبھی نہیں کیونکہ آپکی اتنی اوقات نہیں کہ رنم بلوچ آپکو عزت دے۔ آپ ہر چیز میں مجھ سے بدتر ہیں رنگت میں بھی اور کردار میں بھی۔"

وہ ذہر خند لہجے میں بولتی اس کی ذات کے پرخچے اڑا گئی تھی۔ اس کی بات پہ برشام کی رنگت لٹھے کی مانند سپید پڑ گئی۔ دل کی دھڑکن باقاعدہ سست پڑی۔ چند ساعتوں بعد اس نے خود کو سنبھالتے ایک بار پھر سکون بھرا خول خود پہ چڑھاتے رنم کو ساکت کر دیا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"ویسے یہ امتزاج بلکل بھی اچھا نہیں ہے رنم کہ تم مجھے آپ بھی کہو اور یوں مجھے بے عزت بھی کرو۔"

وہ گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے دو قدم اس کے نزدیک بڑھا۔رنم کی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے تھے۔برشام نے اس کی نرم و نازک مومی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں مقید کیا۔رنم کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔وہ کیا کرنے والا تھا۔

"کل تو کوئی نورے کو سمجھا رہا تھا کہ رنگت پیار محبت میں کوئی معنی نہیں رکھتی۔"

وہ اس کی کلائی کی نبض ہولے سے سہلاتے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے پر اسرار لہجے میں بولا۔رنم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا مطلب وہ اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"پیار محبت میں اور زبردستی کی شادیوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔"

وہ نروٹھے لہجے میں بولتی نگاہوں کا رخ بدل گئی۔دل کی حالت بدتر تھی اس کی اس قدر قربت پہ مگر وہ اسے ظاہر کرانا نہیں چاہتی تھی۔اس کے یوں چہرہ پھیرنے سے رنم کی شفاف گردن اب برشام کی نگاہوں کے عین سامنے تھی اس کی آنکھیں لو دینے لگی۔اس نے بہک کر ہولے سے اپنے انگوٹھے سے اس کی شہہ رگ کو سہلایا تو وہ تڑپ کر اس کے حصار سے باہر نکلی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اگر تمہیں مجھ جیسے بد کردار اور سیاہ رنگت کے حامل شخص سے محبت نہیں کرنی تو مجھ سے ہمہ وقت ایک دوری بنائے رکھنا کیونکہ اگر تم میرے نزدیک رہی تو میری قربت تمہیں مجھ سے پیار محبت نہیں بلکہ عشق کرنے پہ مجبور کر دے گی۔"

وہ اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑتے اس کے کان میں خمار آلود سرگوشی کرتے ہوئے بولا اور اپنے ہاتھ میں موجود لاکٹ کھولتے نرمی سے اس کی گردن کی زینت بنایا۔ اس کے انگلیوں کا لمس گردن پہ سرکتا دیکھ رنم اس کی جرأت پہ حق دق رہ گئی۔ لمبی گھنی پلکیں نا جانے کس احساس کے تحت سرخ عارض پہ جھکتی چلی گئی۔ اس نے کھوئی کھوئی کیفیت میں اپنا ہاتھ گردن میں موجود لاکٹ پہ رکھا اور اس کی جانب دیکھا جو اب دوبارہ خود پہ سنجیدگی کا خول چڑھا چکا تھا۔

"اور یہ لپ سٹک ہلکی کرو صاف کرنے کا نہیں بول رہا مگر ہلکی ضرور کر لو۔"

وہ اس کی جانب ٹشو بڑھاتے ہوئے بولا تو وہ خفت سے سرخ پڑتی اس کے ہاتھ سے ٹشو جھپٹتی اپنے لبوں پہ موجود لپ سٹک ہلکی کرنے لگی۔ اس دوران گاہے بگاہے برشام کی نگاہیں اس کی جانب اٹھ رہی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

پوری رات وہ اس پر ہاتھ اٹھانے کی شرمندگی میں سو نہیں پایا تھا۔ وہ گزرتی رات کے ساتھ انگاروں پہ لوٹ رہا تھا۔ اس نے ایک نظر اپنے ہاتھ کی جانب دیکھا جس سے اس کے چہرے پہ تھپڑ مارا تھا اور زور سے وہی ہاتھ دیوار پہ مارتے اپنی بے بسی ظاہر کرنے لگا۔ گھڑی صبح کے سات بجا رہی تھی اور وہ سکون سے سو رہی تھی۔ وہ سمجھا تھا کہ وہ ناراضگی میں صوفے پہ سونے کو ترجیح دے گی مگر حیرت کا جھٹکا تو اسے وقت لگا تھا جب وہ بیڈ پہ دوسری جانب آ کر سکون سے سو گئی تھی۔ ایک انجانی سی خوشی نے بھی اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔ وہ انگلیوں کے پوروں سے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں دبایا اس کے نزدیک پہنچا اور اس کے نزدیک ہی چھوڑی گئی جگہ پہ بیٹھتے بغور اس کا جائزہ لینے لگا۔ پلکوں میں ابھی بھی نمی موجود تھی۔ گالوں پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان۔ لب آپس میں پیوست تھے۔ اس کا دل اس کی حالت دیکھ تڑپ اٹھا۔ وہ جس قدر مرضی اس بات کو جھٹلا دیتا کہ اس نے فقط بدلہ لینے کی بدولت نورے کا استعمال کیا مگر اس کی حرکتوں سے اس کی باتوں سے ہمیشہ اس کیلیے ناجانے کیوں محبت ہی چھلکی تھی شاید وہ چاہ کر بھی اسے تکلیف نہیں پہنچا پایا تھا اور جس ماں کی بدولت وہ اس سے بدلہ لینے والا تھا آج اسی ماں نے اسے اس کی زندگی کا ایک اہم حصہ بنا دیا تھا کہ وہ ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلا پایا تھا۔ اب وہ کیسے دن رات اس کی نفرت کو برداشت کرتا۔ اس کی شعلے اگلتی زبان کو سہتا۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ بے ساختہ جھکا اور جس گال پہ مارا تھا اسی پہ شدت سے محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔ اس طرح دوسرے گال

WhatsApp ; 0344-4499420

پہ جھک کر وہی عمل دہراتے اب وہ دوبارہ اس کی جانب دیکھ رہا تھا جو اس کے عمل پہ کسمسائی ضرور تھی مگر جاگی پھر بھی نہیں۔ وہ اس کی پکی نیند پہ ہولے سے ہنس دیا۔ معاً کچھ سوچتے اس نے سائیڈ ٹیبل سے بیش قیمتی انگوٹھی نکالتے اس کی انگلی کی زینت بنائی تھی جانتا تھا کہ جب وہ جاگے گی تو پھر سے ویسے ہی اکھڑی اکھڑی پھرے گی۔

"نئی زندگی کی پہلی روشن صبح مبارک نورے جان۔"

وہ ہولے سے اس کے ہاتھ کی پشت پہ اپنا لمس چھوڑتے ہوئے نرمی سے بولا اور اس کے اٹھ جانے کے ڈر سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے وہ کسمسا کر کروٹ بدل گئی تھی۔ اچانک کمرے کا دروازہ بجنے کی بدولت اس نے شرٹ پہنتے دروازہ کھولا تو باہر کھڑے نفوس کو دیکھتے وہ خاموشی سے وہی سے پلٹ کر اپنے کپڑے لیتا فریش ہونے چل دیا۔

"یہ دیکھو ابھی تک سو رہی ہے۔"

سعدیہ اپنا سر پیٹتے آگے کی جانب بڑھی تو ترنم نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جو یہ بولتے ہوئے بھی مسکرا رہی تھی بھلا اس میں مسکرانے والی کیا بات تھی۔ وہ اسے ناشتے کیلیے بلانے آئی تھی۔

"تو آپ اتنی خوش کیوں ہو رہی ہیں۔"

وہ الجھ کر بولی۔ سعدیہ اس کی بات پہ ہولے سے ہنستی نورے کو جگانے لگی۔

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"مطلب سمجھو ناتم میں جلدی دادی بن جاؤں گی۔"

ان کی بات پہ رنم کا شرمندگی سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے جبکہ اب کی بار ہلکی پلکی نیند میں موجود نورے بھی بدک کر اپنی جگہ پہ اٹھ بیٹھی مگر جیسے ہی اس کی نگاہیں رنم کی نگاہوں سے ملی تو وہ دونوں ہی دانت پیس کر رہ گئی تھی۔

"نہیں چچی سائیں بس میں جاگ رہی تھی۔"

وہ اپنے لباس پہ موجود شکنیں درست کرتی خفت سے بولی۔ سعدیہ نے بے ساختہ اس کی پیشانی چوم ڈالی۔

"کہاں جاگ رہی تھی دیکھ ابھی تک نہائی بھی نہیں ہے تو۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ اسی دوران رنم کے سر سے ڈوپٹہ اترتے شانوں پہ ڈھلک گیا۔ اس کے خشک بالوں کو دیکھتے سعدیہ نے حیرت سے دونوں ہاتھ منہ پہ جمائے۔

"کرلو گل تو کیا ایسے ہی باہر نکل آئی منہ اٹھا کر نہائی کیوں نہیں ابھی تک۔"

وہ اس کے شانے پہ دھموکا جڑتے ہوئے بولی۔ رنم نے مٹھیاں سختی سے بھینچتے غصے سے ان کی جانب دیکھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ڈرائیر سے سکھائے ہیں میں نے بال۔ کہتی ہیں تو کل سے نہیں کروں گی تاکہ آپ دیکھ لیں کہ میرے بال نم ہیں یا خشک۔ عجیب باتیں کر رہی ہیں آپ بھی۔ چلیں آپ جائیں میں نورے کو لے آتی ہوں۔"

وہ ان کی عجیب باتوں پہ انہیں کمرے سے باہر نکالتے ہوئے بولی۔ سعدیہ بھی اثبات میں سر ہلاتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اتنی دیر میں حورے بھی کمرے میں داخل ہوئی اور پرجوش نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا۔

" چلیں جلدی سے بتائیں کہ منہ دکھائی میں کیا ملا۔ ارے واہ بھابھی آپ کو لالہ نے یہ لاکٹ دیا ہے نا۔"

وہ اچھل کر اس کی گردن میں موجود نازک سی چین کو ہاتھوں سے چھوتے دلکشی سے بولی تو رنم بمشکل مسکراتے چہرہ جھکا گئی۔ اس نے اب کی بار رخ نورے کی جانب کیا جو اکتائی اکتائی کھڑی تھی۔

"پلیز مجھ سے اس قسم کے سوالات مت کرنا حورے۔"

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی مگر اگلے ہی لمحے اسکی انگلی میں موجود رنگ دیکھ وہ حیرت سے چلائی تھی۔ نورے نے ناسمجھی سے اپنی انگلی میں موجود رنگ کو دیکھا۔

" جھوٹی عورت دیکھیں ذرا بھابھی فرزام لالہ نے اسے بھی رنگ تحفہ میں دی ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

اس کی بات پہ نورے کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ یہ اس نے کب دی کیونکہ کل رات کو تو معاملہ بلکل بھی خوشگوار نہیں تھا اور صبح۔ اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ اس نے گھبرا کر واشروم کے دروازے کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں فرزام کی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔ اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔ رنم اور حورے نے فلحال وہاں سے باہر جانا ہی بہتر سمجھا۔ ان کے جاتے ہی وہ تن فن کرتی اس کے سر پہ پہنچی۔

"میں نے کل آپ کو منع کیا تھا کہ مجھے چھونے کی جرأت مت کیجیے گا تو پھر یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی حلق کے بل دھاڑی۔

"اور میں نے بھی تمہیں کہا تھا کہ تم میری جرأت کی بات ہی نہیں کرنا کبھی کیونکہ میں وہ بھی کر سکتا ہوں جس کے بابت سوچنے کی بھی تمہاری ہمت نہیں ہے۔"

وہ اس کی ٹھوڑی کو اپنی سخت گرفت میں لیتے برفیلے لہجے میں بولتے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا۔ نورے نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اپنی انگلی میں موجود اس کی پہنائی گئی رنگ کو اتارنے لگی مگر اسے اترتا نا دیکھ اس نے تکلیف کی کیفیت میں فرزام کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے دلچسپی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"یہ انگوٹھی اتر کیوں نہیں رہی۔"

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تڑخ کر گویا ہوئی اور ایک بار پھر اسے کھینچنے لگی۔ تکلیف کی بدولت آنکھوں میں پانی جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"جیسے میری محبت کا رنگ تمہارے وجود سے کبھی نہیں اتر سکتا ویسے ہی اب یہ انگوٹھی بھی تمہاری انگلی سے کبھی نہیں اترے گی کیونکہ نفرت کے اوپر جیت ہمیشہ محبت کی ہی ہوتی ہے۔"

وہ نرم گرم نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کے سر سے سر ٹکراتا پیچھے ہوا اور سائیڈ ٹیبل پہ رکھے موبائل کی جانب توجہ مبذول کرا لی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ کیا وقت تمام زخم بھر دیتا ہے۔ کیا وقت ایک ٹوٹے دل کو جوڑنے کی ہمت رکھتا ہے۔ کیا وقت ہمارے وجود پہ لگے گھاؤ مندمل کر سکتا ہے۔ نہیں فرزام سائیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہوتا کچھ بھی نہیں۔ بس ایک ایک کسک ہمیشہ ہر وقت ہمارے دل میں رہتی ہے جو ہمیں اس شخص سے نفرت کرنے پہ مجبور کرتی ہے جو آپ کے وجود کو ریزہ ریزہ کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔"

وہ تلخ لہجے میں گویا ہوئی۔

"میں نے تمہیں اپنا کر اپنی بیوی کے عہدے پہ فائز کرتے تم پہ بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا

"مت کریں اتنے احسان جس کے بوجھ تلے دب کر میری جان نکل جائے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BARs Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بے بسی و بے کسی سے بولی۔

"کیا تم چاہتی ہو کہ میں جینا چھوڑ دوں۔"

اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ نورے کے ہلتے لب ساکت رہ گئے۔ فرزام اس کی گردن کی پشت کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے اسے کپکپانے پہ مجبور کر گیا۔ اس نے شدت گریہ سے سرخ ہوتی آنکھیں میچی۔ اس کے بعد ان دونوں نے اپنی اپنی جانب سے خاموشی اختیار کر لی تھی شاید اب مزید کچھ بولنے کو بچا ہی نہیں تھا کچھ توقف بعد ملازمہ کے بلاوے پہ وہ دونوں ایک دوسرے کی تقلید میں ناشتے کی میز کی جانب بڑھ گئے جہاں سب ان کے منتظر تھے۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

www.zubinovelszone.com

Digital Books Library

WhatsApp : 0344-4499420

اگلے دن ولیمے کی سنت سے فراغت حاصل کرتے سب کی زندگیاں معمول پہ آگئی تھی۔ ابھی بھی تمام مرد حضرات اپنے اپنے کاموں کی جانب نکل چکے تھے۔ عورتیں کچن میں مصروف تھی۔ رقیہ بیگم حسبِ معمول صحن میں بیٹھی تسبیح کرنے میں مصروف تھی۔ پاس ہی پلنگ پہ نورے اور حورے آپس میں باتوں میں مصروف تھی کہ اسی دوران رنم نے ان دونوں کے درمیان جگہ سنبھالتے گلہ کھنکھارا تو ان دونوں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی تو ان دونوں نے نفی میں سر ہلاتے م کندھے اچکائے۔

"تم خوش ہو نا نورے دیکھو مجھے صرف اپنی بہن سمجھنا۔ میں تم سے ایک بھابھی ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک دوست ایک بہن ہونے کی حیثیت سے پوچھ رہی ہوں۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی تا کہ وہ اس کی باتوں کا کوئی غلط مطلب نا اخذ کر لے۔

"آپ سے لالہ نے کہا نا پوچھنے کیلیے۔"

وہ مدھم مسکراہٹ سمیت بولی۔ جانتی تھی برشام کس قدر پریشان تھا اس کے نکاح کے وقت۔

"جو اس سازش کا حصہ ہو نا نورے وہ کبھی بھی آپ کیلیے پریشان نہیں ہو سکتا۔"

وہ ناگواری سے بڑبڑائی ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"مگر لالہ نے تو بہت انکار کیا تھا اماں سائیں کے بقول۔ وہ کسی طور پہ اس رشتے کو راضی نہیں تھے پھر جب سعدیہ چچی اور چچا سائیں نے منت سماجت کی اور اس کی خوشیوں کی ضمانت لی تو اس وقت جا کر لالہ مانے تھے۔"

اس کی برجستہ بات پہ کئی لمحے تو وہ سن بیٹھی رہ گئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ان دونوں کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے اپنے حواس بحال کر گئی۔

"نورے میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے بات کو گھماؤ مت۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولی۔ نورے نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری تھی۔

"بھابھی جو شخص آپ کے کردار اور آپ کی عزت کا مذاق بنائے اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔"

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس کی سرد آواز نے ماحول میں خلل پیدا کیا تھا۔ رنم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ حورے رضوانہ کی آواز پہ بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھ چکی تھی۔

"اس کو کبھی معاف نہیں کرنا چاہیے۔"

رنم نے سپاٹ انداز میں جواب دیا۔ وہ تمسخرانہ انداز میں مسکرا دی تھی۔ اس کی مسکراہٹ میں بھی خالی پن سا تھا۔

"نہیں بھابھی آپ غلط کہہ رہی ہیں بلکہ اسے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہیے۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ خالی زمین پہ نظریں جمائے پراسرار لہجے میں گویا ہوئی۔اس کی بات پہ رنم کے دل میں عجیب سا خوف پیدا ہوا۔

"تم کیا کرنا چاہ رہی ہو۔"

وہ خوفزدہ لہجے میں بولی کیونکہ اس کے تیور اسے بری طرح الارم کر رہے تھے۔حورے کے لب پھیلے۔

"ایڈوینچر۔"

وہ سرگوشی نما آواز لہجے میں بولتے شیطانیت سے مسکرادی تھی۔رنم اسے دیکھ کر رہ گئی۔ابھی وہ دونوں انہی باتوں میں مصروف تھے معاً سامنے سے عجلت میں آتے برشام کو دیکھتے رنم مزید سکون سے پھیل کر بیٹھ گئی۔رقیہ بیگم نے چشمہ ناک پہ رکھتے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"رنم کمرے میں آئیں جلدی۔"

وہ اس کے نزدیک آتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔رنم نے چور نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا۔

"میں نہیں آرہی۔میرے سے قبل کس کو کمرے میں لے کر جاتے تھے جو اب میں کمرے میں چلوں۔"

وہ بے نیازی سے بولتے کڑھ کر رہ گئی۔نورے نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو کیسے ڈنکے کی چوٹ پہ اسے انکار کر رہی تھی۔رقیہ بیگم کی تمام سماعتیں بھی انہی کی جانب متوجہ تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"نی کڑیے تینوں شرم نہیں آندی نئے نویلے بندے نال کوئی انج داپیش آندا اے۔"

(اے لڑکی تجھے شرم نہیں آتی نئے نویلے بندے کے ساتھ کوئی ایسے پیش آتا ہے۔)

وہ ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھتے تاسف سے بولی۔

" نئے نویلے ہیں تو کیا سر پہ چڑھالوں۔نا بھئی ہم سے نا ہو گا۔"

وہ باقاعدہ اپنے سر کی جانب اشارہ کرتے چیخ کر گویا ہوگئی۔رقیہ بیگم اس کی تیز زبان پہ کانوں کو ہاتھ لگا کر رہ گئی۔برشام ہنوز سنجیدگی سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"توبہ استغفار۔ارم کنج دی منہ پھٹ کڑی ہے تیری شوہر دے نال کیوے زبان لڑاندی پئی اے۔"

(توبہ اشتغفار۔ارم کیسی لڑکی ہے تمہاری شوہر کے ساتھ زبان لڑا رہی ہے۔)

وہ ان کی جانب آتی ارم کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔ارم نے ناسمجھی سے ان سب کی جانب دیکھا معاً ارم کو دیکھتے رنم گڑبڑاتے ہوئے نیچے اتری تھی۔

"کیا بات ہے رنم۔"

وہ پیشانی پہ تیوریاں سجائے بولی جبکہ رقیہ بیگم ساتھ ساتھ نورے بھی سکتے کی کیفیت میں اس کی پھرتی دیکھ کر رہ گئی البتہ برشام مسکراہٹ ضبط کر گیا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کچھ نہیں ماما دادی تو بس آپ کی تعریفوں میں قلابیں باندھ رہی تھی کہ تیری ماں نے بہت اچھی پرورش کی ہے تیری جو شوہر کی آمد پہ کیسے ان کے استقبال کیلیے پھول لیے کھڑی ہیں۔ چلیے سر تاج ہم آپ کے چرن دھو کر پیے گے۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولتی آخر میں دلفریب لہجے میں برشام سے مخاطب ہوتے اس کے بازو میں بازو حائل کر گئی۔ رقیہ بیگم حیران پریشان سی اسے دیکھ رہی تھی جواب مسکراتے ہوئے برشام کے ساتھ لگی اندر کی جانب بڑھ رہی تھی ساتھ ساتھ مصنوعی شرمانے کا فریضہ بھی سرانجام دے رہی تھی۔

"اب جب اتنی محبت دکھا ہی رہی ہو تم تو کچھ ہم پہ بھی فرض ہے کہ محبت جتائیں۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سے بولتے اس سے بازو سے بازو نکالتے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر گیا۔ رنم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے صدمے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"اے تے نری وڈی فلم اے۔"

(یہ تو کچھ زیادہ ہی بڑی فلم ہے۔)

رقیہ بیگم عجیب سے لہجے میں بولتی واپس اپنی جگہ پہ جا کر بیٹھ گئی۔ ارم ہنوز پریشان کھڑی ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

کمرے میں پہنچتے ساتھ ہی وہ اچھل کر اس سے فاصلہ اختیار کر گئی۔ برشام نے اس کی حرکت پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگایا تھا۔ وہ انگلیاں چٹخاتے دل ہی دل میں اسے ڈھیروں صلواتیں سنانے لگی۔

"کیا مسئلہ ہے کیوں ہنس رہے ہیں یوں منہ پھاڑ کر۔"

وہ غصے سے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔

"میرے کپڑے نکالو مجھے کسی کام سے جانا ہے۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتے صوفے پہ براجمان ہو گیا اور اپنی کشادہ پیشانی مسلنے لگا۔

"کس خوشی میں جائیں کام کریں اپنا۔"

وہ اس کے حکم چلانے پہ سلگتے لہجے میں بولتی خود بھی بیڈ پہ چڑھ کر بیٹھ گئی۔ برشام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"جس خوشی میں تم میرے کمرے میں میری بیوی کی حیثیت سے موجود ہو۔ بس اسی خوشی میں بیوی ہونے کا تھوڑا سا حق بھی ادا کر دو۔"

وہ باور کرانے والے انداز میں بولتے آخر میں التجائی لہجہ اپنا گیا۔ رنم نے اطراف میں نگاہیں دوڑاتے اس کے وجود سے مکمل طور پہ بے نیازی برتی تھی جیسے کچھ سنا ہی نا ہو۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"مگر مجھے تو اس بات کی کوئی خوشی نہیں ہے کہ میری آپ سے شادی ہوئی۔ یہ میری زندگی کا ایک سب سے بڑا دکھ ہے کہ یہ ایک ذبردستی کی شادی ہے جسے میں قطعی نہیں مانتی۔"

ہوہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتی بے خوفی سے ہٹیلے لہجے میں بولی۔ برشام محفوظ کن تاثرات چہرے پہ سجائے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"اچھا تو تم میرے کمرے میں کس حق سے بیٹھی ہوں جب تمہارا میرے سے ہی کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کے مقابل کیا تو وہ خوف سے پیچھے سرکنے لگی مبادہ وہ کسی گھٹیا پن پہ نا اتر آئے۔

"کیونکہ کل میرا آپ سے نکاح ہوا ہے اور اس کمرے میں میرا ابھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ آپکا۔"

وہ وہ نروٹھے پن سے بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ رنم نے اسے مسکراتا دیکھ ناگواری سے لب بھینچے۔

"تو میں بھی شاید یہی بکواس کر رہا تھا۔"

اب کی بار وہ نہایت نرمی سے دانت پیستے ہوئے اپنی بات پہ ذور دیتے ہوئے بولا۔

"وہ کیا ہے نا کہ بکواس مجھے سمجھ میں نہیں آتی اور آپ ہمیشہ بکواس ہی کرتے ہیں میں سکون سے کہی ہوئی بات سمجھتی ہوں".

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتی اسے زچ کرنے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دے رہی تھی۔اس کی سنہری آنکھوں سے چھلکتی شرارت دیکھ برشام کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"اٹھو پھر اپنی ڈیوٹی سنبھالو۔"

وہ اس کی حرکتوں سے عاجز آتے کرخت لہجے میں بولا۔کتنا وقت انہی فضول باتوں میں یہ لڑکی ضائع کر چکی تھی اسکا۔

"زیادہ شوخے مت ہو میں ابھی بھی اس شادی پہ خوش نہیں ہوں۔"

وہ ناگواری سے بڑبڑائی۔پھولے گلابی گال جو غصے سے مزید گلابی ہو گئے تھے۔سنہری بال کسی ابشار کی مانند اس کے شانوں پہ پھیلے ہوئے تھے۔اس کا غصہ ایک لمحے میں کسی جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔رنم ناجانے کیا سوچتے اپنی جگہ سے اٹھی اور الماری کھولتے ایک سفید رنگ کی شلوار قمیض نکالتے اس کی جانب بڑھائی تھی مگر چہرہ ابھی بھی دوسری جانب تھا جیسے اسے نا دیکھنے کی قسم کھائی ہو۔

"نوازش محترمہ۔"

وہ اس کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے اس کے دائیں گال پہ جھکا اور شدت بھری جسارت کرتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔رنم اس کی جرات پہ شرم سے سرخ پڑتے ہکا بکا رہ گئی معاً شعور کی منزل طے کرتے ہی وہ پیر پٹخ کر رہ گئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"لوفر بلوچ۔"

وہ اپنے گال کو سختی سے رگڑتے وہاں سے اس کا سلگتا لمس مٹانے کی تگ و دو کرنے لگی جو کہ ناممکنات میں سے ایک محسوس ہو رہا تھا۔

"کہاں کہاں سے مٹاؤ گی میرے نقش میں پھر بھی ہر دن ہر لمحے ہر گھنٹے ہر منٹ اور ہر سیکنڈ میں تمہیں یہ بات باور کرواتا رہوں گا کہ تم میری بیوی ہو میرے دکھ سکھ کی ساتھی جس کے ساتھ گزارا ایک ایک پل مجھے نئے سرے سے سکون فراہم کرتا ہے۔ جس کے ساتھ میری زندگی جنت ہے۔"

وہ عقب سے ہی اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے کان کے قریب جھکتے معنی خیز گھمبیر سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ رنم کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی وہ خود کو اس کے مضبوط حصار میں مکمل طور پہ بے بس محسوس کر رہی تھی۔ وہ چاہے کس قدر مرضی ہٹ دھرم ہوتی مگر اتنا تو ان تین دنوں میں اسے علم ہو چکا تھا کہ وہ اس معاملے میں برشام کا مقابلہ قطعی نہیں کر سکتی۔ ابھی بھی وہ طیش کے عالم میں خود کو چھڑوانے کی بھرپور مزاحمت کر رہی تھی مگر مقابل کی گرفت قابلِ ستائش تھی۔

"چھوڑیں مجھے میں آپ کی ان باتوں سے پگھلنے والی بلکل نہیں۔"

وہ ایک جھٹکے سے اسکا حصار توڑتے کٹیلے لہجے میں بولتی دروازہ زور سے بند کرتے واک آؤٹ کر گئی۔ اس کے غصے پہ وہ دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں سر کے بالوں کو جکڑ گیا۔ اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا

WhatsApp ; 0344-4499420

تھا کہ اس لڑکی میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے وہ بظاہر گرجتی ہے اندر سے اس قدر ہی معصوم اور خود میں الجھی ہوئی ہے۔ پاگل کہنا بہتر ہو گا کیونکہ وہ اپنے مفروضوں میں جینا جانتی ہے۔

"رنم برشام نہیں آیا اب تک۔"

رضوانہ بیگم نے میز پہ کھانا لگاتے موبائل میں مصروف رنم کو مخاطب کیا تو اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا تھا۔

"پتہ نہیں تائی میں نے پوچھا نہیں۔"

وہ بے نیازی سے بولتی دوبارہ موبائل کی جانب متوجہ ہوتے مشعل سے باتوں میں مصروف ہو گئی۔ ارم نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جس کا بچگانہ رویہ انہیں اندر ہی اندر پریشان کر رہا تھا۔ رضوانہ بیگم تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔ تمام مرد حضرات گاؤں میں کسی میلے کے افتتاح کیلیے گئے ہوئے تھے تو باقی سب پہلے ہی کھانے سے فراغت حاصل کر چکے تھے اب بس نورے حورے اور رنم بچی تھی کیونکہ وہ اس سے قبل ایک کمرے میں بیٹھی نا جانے کیا کھچڑی پکا رہی تھی۔ معاً رنم تھوڑا سا ہی کھاتی کھانے سے ہاتھ کھینچتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ارم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی تقلید میں قدم بڑھائے۔

www.zubiadigitalbookszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"رنم ذرا کمرے میں آؤ میرے۔"

ارم سے سختی سے تنبیہہ کرتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ رنم بھی بے نیازی سے شانے اچکاتی ان کی پیروی میں قدم بڑھانے لگی۔ اس کے جاتے ہی سعدیہ نے رنم کی چھوڑی ہوئی کرسی پہ جگہ سنبھالی تھی۔ نورے نے ٹھٹھک کر بمشکل مسکراتے ان کی جانب دیکھا جو محبت سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ حورے نے ہنسی چھپانے کی خاطر پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے وہاں سے اٹھ جانا ہی بہتر سمجھا۔

" آجا آج میں اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گی۔"

وہ چاولوں سے بھرا چمچ اس کے لبوں کے قریب کرتے محبت سے چور لہجے میں بولی۔ جب سے انہیں اپنی کوتاہیوں کا احساس ہوا تھا سب ان کی بڑھتی محبت کو دیکھتے دنگ تھے مگر نورے اس کے دل میں ابھی بھی ایک کسک تھی ٹیس سی اٹھتی تھی کہ اس کے ساتھ ہوئی پوری کاروائی میں وہ بھی تو برابر کی شریک تھی۔ ان کی زندگی برباد کرنے میں انہوں نے بھی تو کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

"نہیں چچی سائیں میں کھالوں گی۔ آپ پریشان مت ہو۔"

وہ بمشکل مسکراتے انہیں تسلی دینے والے انداز میں بوجھل لہجے میں بولی۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا ہوا تھا آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی جسے وہ چھپانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی مگر باورچی خانے کے

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

دروازے پہ کھڑی رضوانہ اور حورے کی نگاہوں سے یہ منظر مخفی نہیں رہا۔ وہ تو اسکی ماں تھی اور ماں تو بن کہے ہی اپنی اولاد کا ہر دکھ ہر درد جان جاتی ہے۔ اس کی حالت دیکھ وہ بھی پریشانی میں مبتلا ہو گئی۔

"حورے ہم نے کوئی غلطی تو نہیں کر دی نورے کو اس بندھن میں باندھ کر۔"

رضوانہ ٹوٹے لہجے میں بولی۔ حورے نے انہیں تسلی دینے کی خاطر ان کے شانے کے گرد بازو حائل کیا۔

"اماں سائیں گھاؤ ابھی تازہ ہے تکلیف بھی اس کے حساب سے اٹھ رہی ہے۔ مگر آپ بلکل بھی پریشان مت ہو کیونکہ ہمارے نورے اس شخص سے نفرت کی جس قدر مرضی دعویدار سہی مگر اس کی محبت کا فل سٹاپ بھی وہی شخص ہے۔ وقت لگے گا اور ہر گھاؤ بھر جائے گا۔"

وہ انہیں تسلی دینے والے انداز میں بولی۔ رضوانہ نے سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ارے ایسے کیسے تو میری بات مت ٹال اور چپ کر کے منہ کھول لے۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں گویا ہوئی۔ نورے نے ناچاہتے ہوئے بھی لبوں کو ہلکا سا واں کیا تھا۔ اب وہ ان کے ساتھ کسی قسم کی بدتمیزی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ یہ اس کی ماں کی تربیت قطعی نہیں تھی۔ سعدیہ نے مسکراتے ہوئے اس کے منہ میں ڈالا تھا۔ وہ کسی بھی طرح اس سے اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہتی تھی چاہے پھر اس کیلیے انہیں بلکل اس کی ماں ہی کیوں نا بننا پڑتا سعدیہ وہ بھی کر جانے

WhatsApp ; 0344-4499420

کو تیار تھی۔ وہ اب مزید کسی بھی قسم کی نفرت نہیں جھیل سکتی تھی کیونکہ اتنا تو وہ سمجھ چکی تھی کہ نفرتوں میں کچھ نہیں رکھتا۔ ایک محبت ہی ہے جس کی بدولت سب کچھ سنور سکتا ہے۔ معاً اس کی نگاہ داخلی دروازے سے اندر آتے فرزام کی جانب اٹھی جو اپنی قمیض کے کف فولڈ کرتے انہی کی جانب آ رہا تھا۔ وہ اس کی آمد پہ وہاں سے اٹھنے کو پر تولنے لگی مگر اس وقت تک وہ وہاں پہنچ چکا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔"

وہ بھی دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور نگاہیں نورے کے ناراض چہرے پہ جمالی۔

"کچھ نہیں بس میں اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا رہی تھی۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتی دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ وہ چمکتی آنکھوں سمیت مسکرا دیا۔

"کبھی ایسی عنائتیں آپ نے اپنے بیٹے پہ تو نہیں کی اماں سائیں۔"

وہ مصنوعی شکوہ کناں لہجے میں بولا شاید وہ بھی ان سب میں انولو ہونا چاہتا تھا۔ سعدیہ نے ہولے سے ہنستے اس کی جانب دیکھا اور وہی چمچ بھرتے اس کو بھی کھلایا تھا۔ نورے اس کی حرکت پہ بمشکل اپنا غصہ ضبط کرنے لگی۔

"اماں سائیں ویسے یہ چمچ کا کمال ہے یا کھانے کا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ معنی خیز نگاہوں سے نورے کو سر تا پا دیکھتے بھاری لہجے میں بولا۔ نورے اس کی بات کا مفہوم سمجھتے جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چچی سائیں آپ یہ عنایتیں اپنے بیٹے پہ ہی کریں یہ نا ہو کہ کل کو اس بات کا بدلہ لینا بھی ان پہ فرض ہو جائے۔"

اس کے طنزیہ کاٹ دار لب و لہجے پہ فرزام کے ساتھ ساتھ سعدیہ کا چہرہ بھی ایک لمحے کو فق ہوا۔ نورے ان دونوں کی حالت دیکھ گہرا سانس بھر کر رہ گئی مگر اس وقت تک سعدیہ اپنے حواس بحال کر چکی تھی تبھی کھینچ کر اسے اپنے مقابل بٹھایا۔

"میرے پہ اب سے تیرا خیال رکھنا زیادہ فرض ہے کیونکہ نسل چاہے میری اس نے آگے بڑھانی ہے مگر نسل بڑھانے کا سبب تو تیری ذات ہی ہو گی نا۔"

انہوں نے رنم کی کہی ہوئی بات کس قدر سکون سے فرزام کی موجودگی میں اسے بولتے اس کی رنگت متغیر کر دی۔ اس کا شدت سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ سونے پہ سہاگہ فرزام کی گہری اندر تک اترتی نگاہیں وہ اپنے آپ میں سمٹ کر رہ گئی۔

"نسل بڑھانے میں ویسے میرا عمل دخل بھی درکار ہے یا پھر میں بلا جھجک چنے بیچنے چلا جاؤں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ گھرے بے باک لہجے میں بولتے اس کی حالت غیر کر گیا۔ نورے آنکھوں میں نمی لیے جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور زہریلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو پر سکون سا کرسی سے پشت ٹکائے اسی کی جانب متوجہ تھا۔ سعدیہ فرزام کی بات پہ ہولے سے اس کے شانے پہ چپت لگاتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"بدلہ نہیں لیں گے ابھی اپنی ہوئی بے عزتی کا۔ لے لیں میں یہی ہوں جو کرنا ہے کریں یقین کریں اُف تک نہیں کروں گی مگر صرف ڈنکے کی چوٹ پہ پیٹھ پیچھے وار مت کیجیے گا بہت تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے۔"

وہ تکلیف زدہ لہجے میں بولتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی فرزام نے اشتعال کے عالم میں زور سے ہاتھ کا مکہ بناتے میز پہ مارا تھا۔

"کیا ہوا اماما ایسے کیوں بلایا ہے۔"

وہ کمرے میں آتے ان کے ساتھ لگ کر صوفے پہ بیٹھتی نا سمجھی سے گویا ہوئی۔

"رنم یہ سب کیا چل رہا ہے۔"

وہ غصے کی کیفیت میں بولی۔ اس نے ترچھی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کیا سب ماما کھل کر بولیں نا یوں پہیلیاں مت بجھوائیں۔"

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولتی بیڈ پہ نیم دراز ہوتے موبائل میں مصروف ہوگئی۔ ارم نے سختی سے اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا۔

"پہلے اس ماں کی بات سن لو پھر اس ماں کے ساتھ لگ جانا۔"

وہ اشتعال کے عالم میں بولی۔ رنم منہ بسورتے سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے اور برشام کے درمیان۔"

وہ سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں کچھ بھی نہیں تو نہیں ویسے آپ کے خیال میں کیا چلنا چاہیے ماما۔"

وہ ان کے غیر متوقع حملے پہ گھبرا گئی معاً خود کو سنبھالتے تلخ لہجے میں بولی۔

"جب بھابھی نے تمہیں برشام کو فون ملانے کا کہا تو تم نے کیوں نہیں کی رنم وہ تمہارا شوہر ہے۔ ان کے کہنے سے پہلے تم پہ فرض ہے کہ تم اسے فون کر کے اس کی خیریت دریافت کرو۔"

وہ سرد لہجے میں بولی۔ انہیں سچ میں اس سے اس قسم کی لاپرواہی کی قطعی امید نہیں تھی۔

"اور میرے پاس اس کا نمبر ہی نا ہو تو۔"

وہ بھنویں اچکاتے ہوئے بولی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"رنم۔"

ان کی صدمے سے چور آواز سنتے رنم نے مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔

"مجھے بلکل بھی ہنسی نہیں آرہی رنم۔ یہ کیا حرکت ہے تم شادی شدہ ہو کر بچوں جیسا بی ہیو کیسے کر سکتی ہو۔ تم جو اس کے ساتھ یہ سب کر رہی ہو نا اگر اس کی جگہ کوئی اور ہو تو پانچ منٹ بھی برداشت نا کرے وہ صبر کر رہا ہے تو اس کے صبر کا پیمانہ لبریز مت کرو وہ تمہارا شوہر ہے اور تمہیں اب اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہے شوہر کے حقوق سے تم بے نیازی نہیں برت سکی اور یہ میں برداشت بھی نہیں کروں گی۔"

وہ ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولی۔ رنم نے ان کے ڈانٹنے پہ منہ بسورا تھا۔

"مما آپ میری مما ہے یا ان کی۔ جتنے سیدھے وہ آپ کو نظر آتے ہیں نا اتنے ہے نہیں تو مہربانی کر کے آپ ان کی طرفداری کرنا بند کریں اور مجھ میں اور ان میں ہمیشہ مجھے چنے کیونکہ میں آپ کی سگی اولاد ہوں۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے ناراضگی سے گویا ہوئی۔ ارم نے اپنا موبائل تھام کر اس میں سے برشام کا نمبر نکالتے رنم کے موبائل میں ڈائل کیا اور موبائل اس کی جانب بڑھایا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"میں فضول میں کسی کی بھی طرفداری نہیں کرتی رنم۔ جو صحیح ہو گا میں ہمیشہ اسی کے ساتھ ہونگی پھر چاہے وہ تم ہو یا برشام۔ اپنے رشتے کی نوعیت کو سمجھو اور اپنے اس بچپنے میں اپنا گھر مت خراب کرو۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے طیش کے عالم میں بولی۔ رنم نے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے اپنی توجہ موبائل کی جانب مبذول کرائی مگر وہاں نمبر دیکھ اس کی صبیح پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ فون بند کرتی ارم نے سرد لہجے میں اسے ٹوک دیا۔

"پہلے نمبر سیو کرو پھر کچھ کرنا اور آئندہ مجھے کچھ بھی ایسا ویسا سننے کو ملا تو میں برداشت نہیں کروں گی۔ ایک دو دنوں میں وہ جانے والا ہے اسے وقت دو ایک اچھی بیوی ہونے کی حیثیت سے۔ شوہر کے کمرے میں موجود ہونے کے باوجود ہم ان چیزوں میں توجہ نہیں رکھیں تو شوہر ہم سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ ایک مرد اپنی بیوی سے فقط وفاداری چاہتا ہے میری جان اور جب اسے اپنی بیوی سے وہ سب نہیں ملے گا جو دینا ایک بیوی کا حق ہے تو وہ بدگمان ہو جائے گا اور ان سب کے ہوتے ہوئے رشتے بحال نہیں ہو پاتے۔"

وہ اب کی بار اسے محبت سے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ رنم نے دل ہی دل میں برشام کو کوستے بظاہر مسکراتے ان کی جانب دیکھا۔ ارم نے تسلی بخش انداز میں اس کی جانب دیکھا۔ صد شکر تھا کہ وہ ان کی باتوں کو سمجھ گئی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Bk Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"مگر اگر وہ بابا جیسا ہوا تو مجھ سے کبھی بدگمان نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک باپ کے بعد تو شوہر کا ہی حق ہوتا ہے کہ بیوی کے ناز نخرے اٹھائے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی دوبارہ نیم دراز ہو گئی۔

"بے شک مگر اس دنیا میں پائے جانے والے ہر رشتے کا مقام ایک دوسرے سے بلکل الگ ہے۔ ہم کسی بھی رشتے کو کسی دوسرے رشتے کے ساتھ جوڑ سکتے۔ جیسے ماں کو بہن سے بھائی کو باپ سے اور باپ کو شوہر۔ سب رشتے اپنی مثال آپ ہوتے ہیں اور رہی بات ناز نخرے اٹھانے کی تو محبت جو ہوتی ہے نا یہ لفظ یہ جذبہ سب اجازتیں دلوا دیتا ہے۔"

وہ اس کے سر کو محبت سے چومتے محبت بھرے لہجے میں بولی۔ رنم نے ان کی بات کا اعتراف کرتے ان کے گرد بازو حائل کرتے مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے ان کی تسلی کے خاطر ان کے سامنے ہی برشام کا نمبر اپنے موبائل میں سیو کیا تھا۔

"چلو جاؤ اب برشام آنے والا ہو گا۔ اس کے آنے سے قبل ہلکی پھلکی تیاری رکھا کرو اپنی۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے تحکم بھرے لہجے میں بولی۔ مزید بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا تبھی وہ اٹھتی کمرے سے باہر نکل آئی۔

www.zubinovelszone.com

WhatsApp ; 0344-4499420

"میں اور تیار ہو وہ بھی بر شام کیلیے نا میرے ابھی اتنے برے دن آئے ہیں اور نا ہی ان کے اس قدر اچھے۔"

وہ دل جلانے والے انداز میں بولتی بے نیازی سے کندھے اچکاتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

کمرے میں موجود دو نفوس کے باوجود ایک کاٹ دار خاموشی کا راج تھا گویا کمرے میں کوئی موجود ہی نا ہو۔ فرزام نے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو سنگھار میز کے سامنے بیٹھی اپنے سیاہ بالوں کی چٹیا بنا رہی تھی البتہ آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پہ مرکوز تھی۔ نورے نے اپنے کام سے فراغت حاصل کرتے کھڑکی کے پردے برابر کیے اور آتش دان کے نزدیک بیٹھتے اپنے ٹھنڈے ہوتے ہاتھ سینکنے لگی۔ وہ خاموشی سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا جو کمرے میں ایسے تھے جیسے تنہا رہتی ہو۔ کوئی دوسرا وجود ہو ہی نا۔ چند ساعتوں بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھی تو کمرے میں درجہ حرارت بھی نارمل ہو چکا تھا اور قدم بقدم چلتے بیڈ کے سامنے رکھے صوفے کے نزدیک آئی تھی مگر صوفے کے اوپر دیوار پہ نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ وہ تو صوفے پہ سونے والی تھی کل کی طرح مگر یہ چھپکلی اسے مخاطب نہیں کر سکتی

WhatsApp ; 0344-4499420

تھی۔ فرزام نے اس کی خوف سے پھیلی آنکھوں کے تعاقب میں جوں ہی نگاہیں دیوار کی جانب اٹھائی اس کے لبوں کی تراش پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

"تم یہاں سو سکتی ہوں یقین کرو تم اس چھپکلی سے بھی زیادہ زہریلی ہو۔"

وہ طنزیہ لہجے میں بولتے ہنس دیا شاید وہ اسے گزری باتوں کا حوالہ دے رہا تھا۔

"خیال کیجیے گا کہ کہیں یہ زہر آپ میں ہی نا اتر جائے۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتی الماری کی جانب بڑھی

اور وہاں سے بستر نکالتے زمین پہ ایک جانب بچھایا تھا۔ اس کی بات پہ جہاں پہ ہولے سے ہنسا تھا وہی اس کی حرکت پہ اگلے ہی لمحے اس کا وجود انگاروں کی ضد پہ تھا نورے خاموشی سے تکیے درست کرتے تکیے پہ اپنا سر رکھ گئی۔

"تم اس بیڈ پہ بھی سو سکتی ہو میں سچ میں تمہیں جہیز نا لانے کا طعنہ نہیں دوں گا۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتے اسے زچ کرنے کی مکمل کوششوں میں تھا۔ نورے نے غصے سے مٹھیاں بھینچی۔

"آپ جہیز نا لانے کا طعنہ دے بھی نہیں سکتے کیونکہ آپ کی شکل ہی ایسی نہیں ہے مجھے اس کمرے میں بھیج دیا گیا یہی بہت ہے ورنہ آپ جیسے کو کسی نے لڑکی بھی نہیں دینی تھی۔"

www.zubinovelszone.com
WhatsApp : 0344-4499420

وہ سلگ کر بولتی کروٹ بدل گئی صاف ظاہر تھا کہ اسے مزید مخاطب نا کیا جائے جبکہ اپنی اس قدر بے عزتی پہ وہ کھول کر رہ گیا۔ ناجانے اس لڑکی میں اتنی ہمت کہاں سے پیدا ہو گئی تھی جو نان سٹاپ اس کی زبان اس کے سامنے چلنے لگی تھی۔ وہ اپنا موبائل بیڈ پہ پٹختے تن فن کرتا اس کے سر پہ پہنچا جو آنکھیں موندے سونے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ وہ دوزانوں اس کے چہرے کے قریب جھکا اور تنقیدی نگاہوں سے اس کے شفاف چہرے کا جائزہ لیا غصے کا ابال ایک نئے سرے سے اجاگر ہوا تھا۔

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر۔"

وہ اس کے بالوں کی موٹی سی لٹ اپنی انگلی میں لپیٹتے تنک کر بولا۔ اس اچانک ہوئی افتاد پہ وہ کراہ کر رہ گئی اور کینہ توز نگاہیں اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں گاڑھی۔

"مسئلہ میرے ساتھ نہیں بلکہ آپ کے ساتھ ہے کیونکہ میں تو سو رہی ہوں ایک آپ ہی ہیں جو میرے سر پہ چڑھ کر ناچ رہے ہیں۔"

وہ تند لہجے میں بولتی ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالتے دوسری جانب کروٹ بدل گئی ناجانے کہاں سے یہ عذاب اس کے اوپر نازل ہو گیا تھا۔ اگلے ہی لمحے فرزام نے تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے ایک جھٹکے سے

www.zubinovelszone.com
Digital Book Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس کے وجود کو باہوں میں بھرا اور پھینکنے والے انداز میں بیڈ پہ بٹھایا۔ وہ جو ہلکی ہلکی نیند میں جا رہی تھی اس جھٹکے سے تکلیف کی شدت سے تڑپ کر رہ گئی۔

"اب خاموشی سے یہاں لیٹو اور مجھے یہ بات دوبارہ دہرانی نا پڑے۔ کب سے تمہیں ایک ہی بات باور کروا کروا کر تھک گیا ہوں مگر تمہارے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔ عجیب رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔"

وہ غیض کے عالم میں بڑبڑاتے تنبیہی لہجے میں بولتے بیڈ کی دوسری جانب بڑھ گیا۔ اس کے جانے کا فائدہ اٹھاتے اس سے پہلے کہ وہ بیڈ سے اترتی فرزام نے بنا دیکھے ہی اس کے ارادے کو بھانپ لیا تھا۔

"نورے ایک قدم بھی نیچے مت اتارنا ورنہ بہت برا حشر کروں گا۔"

اس کے کرخت لہجے پہ نورے کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے خوفزدہ ہرنی کی مانند نگاہیں اٹھاتے اس کی پشت کو دیکھا جو اب خود بھی لیٹنے کی تیاریوں میں تھا۔ اس کی دھمکی سے گھبراتے نورے نے بے ساختہ اپنی انگلیاں چٹخائی۔ اگر اس نے پہلی رات کی طرح اس پہ ہاتھ اٹھالیا تو پھر اس کا کیا ہو گا۔ اس نے بے ساختہ اپنا ہاتھ لرزتے دل پہ رکھتے اپنے خوف کو بھگانا چاہا اور ہانپتے ہوئے سمٹ کر بیڈ پہ کونے سے لگ کر لیٹ گئی۔ فرزام نے ناگواری سے اس کی پشت کو دیکھا جس پہ اس کی دھمکی کا کچھ حد تک اثر ہوا تھا کہ وہ خاموشی سے لیٹ گئی تھی۔ فرزام نے سر جھٹکتے اپنی جگہ سنبھالی تھی۔ ایک لمحے کو اس کا جی چاہا کہ اسے مخاطب کرے مگر اس کے ذہن میں ڈوبے الفاظ یاد کرتے وہ مٹھی بھینچتے لبوں کو

www.zubiinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp : 0344-4499420

سختی سے آپس میں پیوست کر گیا۔ دوسری جانب نورے کی بھی آنکھوں سے نیند کوسوں میل دور تھی۔ شاید وہ خوفزدہ تھی اس کے ساتھ بیڈ پہ لیٹنے سے کیونکہ اعتبار تو اس پر سے مکمل طور پہ اٹھ چکا تھا اس نے بے اعتباری کی موت ہی اتنی بری ماری تھی کہ اب کسی پہ اعتبار کرنے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔ وہ خود سے ہی مکمل طور پہ بے نیاز ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی نگاہیں آتش دان سے نکلتے آگ کے شعلوں کے اوپر جما دی جہاں اسے اپنا وجود خاک ہوتا بخوبی دکھائی دیا تھا۔ آنکھیں من من آنسوؤں سے بھرتے اس کی گھنی پلکوں کو نم کر گئی جس کی نمی کو اس نے انگلیوں کے پوروں سے جلتے آنکھیں موندتے سونے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ دل باقاعدہ کانپ رہا تھا۔

"آج کافی دیر ہو گئی نا ہمیں لوٹنے میں۔ وہ آدمی چاہتا کیا تھا ہم سے۔"

وہ چاروں مرد جوں ہی گھر کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئے گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی۔ آج سردار سائیں نے ایک متنازعے کو حل کرنا تھا اسی بدولت وہ سب پنچائیت لگائے بیٹھے تھے تبھی ندیم سائیں نے نا جانے کیا سوچتے بات کا آغاز کیا۔ پوری حویلی میں سناٹے کا راج تھا بس ان کی آوازیں ہی گونج رہی تھی۔ سردار سائیں نے ان کی بات پہ چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"وہ شخص اپنی جیت چاہتا تھا وہ شخص چاہتا تھا کہ سچ کا ساتھ دینے کی بجائے فریب کا ساتھ دوں اسی لیے وہ میرا منتظر تھا مگر آج کا فیصلہ اس کی توقع کے برعکس تھا تبھی اس کا گھمنڈ خاک میں مل گیا۔"

سردار سائیں سپاٹ لہجے میں بولتے سناٹے سے بھری حویلی میں نگاہیں دوڑانے لگے۔ یہ وہی حویلی تھی جہاں انہوں نے ہمیشہ اپنے فیصلے غلط لیے ہیں اور سب کو ناراض کیا ہے۔ وہ بے بسی سے سوچتے لب کچل کر رہ گئے۔

"چاہے جتنی بھی دیری ہو یا کوئی بھی آپ سے بدگمان ہو دادا سائیں مگر مجھے بے حد خوشی کہ آپ نے آج تمام پرانی رسموں اور روایتوں کو بھلاتے اور دل میں کسی قسم کا لالچ لیے بغیر جو فیصلہ حق کے ساتھ کیا ہے اس کی مجھے بے حد خوشی ہے دادا سائیں۔ میں اس خوشی کی لفظوں میں ترجمانی نہیں کر سکتا۔ ایک حسرت تھی کہ اس گاؤں میں یہ سب دیکھنے کو ملے۔"

وہ ان کے دونوں ہاتھ عقیدت سے تھام کر مضبوط لہجے میں بولتے ان سب کو مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔ "پہلے پہل تو وہ سب بھی پریشان حیران تھے کہ آج سردار سائیں کو کیا ہوا مگر آج انہیں دیکھتے یہ اندازہ ہوا تھا کہ جو کام اتنے عرصے سے کوئی نہیں کر پایا آج اس لڑکی نے کر دکھایا تھا۔ سردار سائیں نے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"سچ میں آج باباسائیں نے حیران کر دیا۔ آپ نے غور کیا تھا باباسائیں کہ اس مظلوم شخص کے چہرے پہ کیسی الوہی چمک تھی جب اسے اپنی زمین واپس ملی کیونکہ اس کے برعکس جس نے اس کی زمین پہ قبضہ کیا ہوا تھا وہ غصے سے گھور رہا تھا۔ وہ ہار گیا تھا۔ اسے ہمیشہ کی طرح یہی لگا تا کہ آپ مظلوم کے اوپر ظالم کو ترجیح دے گے کیونکہ اس کے پاس زیادہ طاقت ہے مگر آج سب کی توقع کے برعکس فیصلہ سب کے سینے میں ایک نئے سرے سے جان پھونک گیا تھا اور تمام مظلوموں کی آنکھوں میں نمی کہ اب ان کی فریادوں کو ٹھکرایا نہیں جائے گا۔ اب ان کی فریاد بھی سنی جائے گی۔"

خرم بھی اس موقع پہ کچھ زیادہ ہی پرجوش دکھائی دے رہا تھا۔ برشام نے مسکراتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔ وہ بھی تو بلکل سردار سائیں کا پرتو بننا چاہتے تھے مگر جس دن سے ان کی آنکھیں کھلی تھی وہ کس قدر بدل گئے تھے۔ گناہوں سے ہٹتے انہوں نے اپنی راہیں ہی بدل ڈالی تھی اور اس چیز پہ وہ کس قدر خوش تھا کہ وہ کبھی بتا نہیں سکتا تھا۔

"انشاءاللہ آگے بھی اس گاؤں کا نظام ایسے ہی چلے گا۔ بہت کچھ بدلے گا۔ نئے اصول بنے گے سب کی زندگیاں روشن ہو جائے گی اور اس گاؤں میں انصاف کا بول بالا ہو گا۔"

برشام آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لیے پرعزم لہجے میں گویا ہوا۔ سب نے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کیا یہ میں کر پاؤں گا۔ میں اپنے موقف سے ہٹنا چاہتا ہوں۔ بہت کوتاہیں گناہ کیے ہیں میں نے۔ ماضی میں شاید بہت گنہگار ٹھہرا ہوں میں۔ بہت زیادہ جس کا احساس مجھے نہیں تھا بس اسی چیز کی دلدل میں اترتے کچھ ایسے کام کر گیا جس کی اس ذات کی بارگاہ میں کوئی معافی نہیں ہے۔ کرتے کرتے عادتیں پختہ ہوتی چلی گئی اور عادتیں بھلا کہاں چھوٹتی ہیں۔"

وہ اذیت سے بولتے رو دیے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ان کی سفید داڑھی کو بھگو رہے تھے۔ برشام کے ساتھ باقی سب بھی تڑپ گئے تبھی انہیں قریب رکھی صوفے پہ بٹھایا۔ ندیم اور خرم نے ان کے ساتھ جگہ سنبھالی۔ اس کے برعکس برشام نے خود پہ اوڑھی موٹی چادر اتارتے ایک جانب رکھی اور ان کے نزدیک دوزانوں بیٹھتے ان کے ہاتھ تھام گیا۔

"دادا سائیں جانتے ہیں بچپن سے یہ سب چیزیں دیکھتا آیا ہوں میں۔ بچپن جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے جس ماحول میں رہتا ہے جس ماحول میں پھلتا پھولتا ہے اور اپنی زندگی کے سفر طے کرتا ہے وہاں کا نظام اس کی پرورش پہ کس قدر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس وقت فیصل چاچو تھے یہاں مجھے آج بھی یاد ہے انہوں نے مجھے شروع میں ہی ایک بات سمجھائی تھی کہ اس گاؤں کے اصولوں کو کبھی نا ماننا کیونکہ اگر میں بھی اس نقشِ قدم پہ چلا تو شاید اپنی ماں اور بہنوں کے حق میں کبھی آواز نا اٹھا پاؤں میں بھی ان مردوں کی طرح بن جاؤں گا جسے لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ عورت کو مرد کا ساتھی بنا کر بھیجا گیا ہے غلام

WhatsApp ; 0344-4499420

نہیں۔ بس یہ باتیں تھی اور میں پھر جوں جوں میں بڑھتا چلا گیا یہ باتیں میرے ذہن میں پختہ ہو گئی اور پھر وہ یہاں سے چلے گئے پڑھائی کیلیے۔ میں آپ کو دیکھتا تھا اتنا کچھ غلط کرتے ہوئے مگر مجھ میں ہمت نہیں تھی کچھ بولنے کی ایک ڈر تھا کہ میں بھی اپنی بہن ماں کو چھوڑتے کہی دربدر نا ہو جاؤں۔ میں خاموش رہا پھر ایک دن اسی طرح چچا سائیں واپس لوٹے اپنی بیوی کو لے کر اور آج بھی آپ کی روایتوں کے آگے ان کی تذلیل میری آنکھوں میں بے تحاشہ چبھتی ہے جب وہ آپ کے سامنے گڑگڑائے تھے۔ مجھے حیرت ہوتی تھی کہ جو ماں باپ اولاد کی اتنی بڑی غلطیاں معاف کر جاتے ہیں وہ اس غلطی پہ اسے اس گھر سے نکال رہے ہیں۔ اس دن کے بعد سے ہر چیز سے اعتبار اٹھ گیا تھا ہر چیز سے اس حویلی سے اس جگہ کی ہر چیز سے اور اس کے بعد میرا دم گھٹنے لگا اور میں نے یہاں سے جانے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہاں لڑکوں پہ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے۔ آپ نے اجازت بھی دے دی۔ پڑھ لکھ بھی گیا میں مگر میری بہنیں وہ مزید پڑھنے کی خواہش دل میں دبا کر اپنا سانس روک گئی انہوں نے اپنی خواہشات کو بھی مار دیا۔ اس وقت بھی میں خاموش رہا بس آپ کی بے حسی کی حد دیکھنا چاہتا تھا مگر اس بے حسی کی حد نے جب ٹوٹنے کی قسم توڑی چچا سائیں تو اپنی جان کی بازی ہار گئے۔ ہماری انا کے آگے ہم سے مخلص رشتہ چھوٹ گیا۔ ایک ماں سے اس کی اولاد ایک بیوی سے اس کا کل اثاثہ اور ایک بیٹی سے اس کا باپ اس کا بہترین دوست سب کچھ چھن گیا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اذیت سے آنکھیں میچتے ٹھہرے لہجے میں بولتے بچپن سے اب تک کہانی ایک فلم کی مانند انہیں سنا گیا۔ اس کی باتیں سنتے خرم اور ندیم تو چہرہ جھکا گئے البتہ سردار سائیں کی آنکھوں سے شرمندگی کے مارے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔

"اور آج جب آپ کو اس سب کا احساس ہوا ہے تو مجھے سب سے زیادہ یاد بھی چچا سائیں کی ہی آئی ہے۔"

وہ مزید بولا سردار سائیں نے شرمندگی کے مارے روتے ہوئے چہرہ جھکایا تھا۔ وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا انہوں نے اپنی انا نہیں ماری مگر اپنی بیوی کو خوشیوں کو مار دیا۔ ان کا رونا گڑگڑانا ان کی آنکھوں کے سامنے گردش کرتے انہیں مزید اذیت میں مبتلا کر رہا تھا۔

"میرا فیصل میرا انتظار کرتا رہا کاش میں اپنی انا کو ختم کرتا اسے واپس اسی حویلی میں لاتا تو وہ کچھ پل ہمارے ساتھ بھی بیتاتا مگر وہ اس وطن کیلیے لڑتے اپنی جان کی بازی ہی ہار گیا۔ میں نے سب کو بہت تکلیف دی ہے بہت زیادہ میں سب کا گنہگار ہوں۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولے۔ گھٹن کا احساس بڑھتا ہی چلا جارہا تھا اس سے پہلے کہ وہ مزید بولتا کچھ گرنے کی آواز پہ سب نے ٹھٹھک کر اس جانب دیکھا جہاں کسی کا سایہ صاف چھلک رہا تھا معاً اگلے ہی لمحے اس وجود کا چہرہ بھی نمودار ہوا تھا۔ برشام نے شدت سے دعا کی تھی کہ اس نے ان کی باتیں نا

www.zubiiagnoszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

سنی ہو کیونکہ اگر وہ دوبارہ اس ٹروما میں جاتی تو اسے نکالنا بے حد مشکل کام تھا مگر اگلے ہی لمحے اسے اپنے نزدیک آتا دیکھ ان سب نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو اب سپاٹ نگاہوں سے دادا سائیں کی جانب دیکھ رہی تھی۔ برشام نے گھبرا کر اس کا ہاتھ تھاما تھا مگر وہ بے دردی سے اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔

"بابا کی یاد آ رہی ہے آپکو۔"

وہ عجیب سے کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔ وہ جھک کر بیٹھی اور ان کے جھریوں زدہ چہرے کو دیکھتے ان کے دونوں بازو تھام گئی۔

"کیوں آ رہی ہے اب آپ کو یاد ان کی۔ اب بھی مت کریں نا۔ ان کی زندگی اس قدر تکلیف میں گزر گئی بابا سائیں اماں سائیں کرتے اور اب۔ اب کیا فائدہ۔ جب آپ کو اپنی انا مارنی تھی اس وقت تو آپ کٹھور بنے رہے اپنے بابا کو تکلیف میں میں نے دیکھا ہے۔ وہ بہت یاد کرتے تھے آپکو بہت زیادہ۔"

وہ کسی روٹھے بچے کی مانند شکایتی لب و لہجے میں گویا ہوئی۔ سردار سائیں نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تھا اور اسے شدت سے سینے میں بھینچتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیے تھے۔ رنم نے بھی اپنے دل کا غبار نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ وہ مسلسل بولتے اپنا دل ہلکا کر رہی تھی۔ ان سب کو اندازہ ہوا

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

تھا کہ وہ آج تک اس غم سے باہر نہیں نکل پائی ہے وہ ابھی بھی وہی ٹوٹی بکھری اسی جگہ پہ کھڑی ہے جہاں سے چلی تھی۔

"میں سمجھ نہیں پایا کچھ بھی یہاں تک کہ اپنے جان سے پیارے بیٹے کو بھی نگاہوں سے دور کر دیا میں کچھ نہیں سمجھ پایا۔"

وہ بھاری لہجے میں بولے۔رنم نے گہرا سانس بھرتے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔برشام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں آپ کو کبھی معاف نا کرتی اگر آپ میرے بابا کے بابا سائیں نا ہوتے میں نے ان کیلیے اپنے دل میں آپ کیلیے موجود تمام کدورتیں مٹا دی کیونکہ وہ آپ سے بے تحاشہ محبت کرتے تھے اور میں اپنے بابا سے تو سمجھے آج میں نے اپنی محبت کیلیے ان کی محبت کو معاف کر دیا۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی سرخ ہوتی آنکھوں کو میچ گئی۔سردار سائیں نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ماحول ایک دم سے نہایت سوگوار ہو گیا تھا۔

"میرا بیٹا جو انصاف کا رکھوالا تھا جس کا پورے شہر میں بول بالا تھا وہ اس وطن کیلیے اپنی جان قربان کر گیا کیونکہ اسے اس ملک سے تمام ایسے ناانصاف لوگوں کا خاتمہ کرنا تھا اس کا باپ تو سب سے بڑا خود غرض انسان تھا اگر وہ مجھے ایسے دیکھ لیتا تو مجھے سلاخوں کے پیچھے ڈالنے سے بھی نا جھجکتا۔اور پھر

WhatsApp ; 0344-4499420

جب لوگوں کو علم ہوتا ہے کہ میں اس کا باپ ہوں تو وہ کس قدر شرمندہ ہوجاتا جو شخص خود اتنے بڑے عہدے پہ فائز ایسے غداروں سے لڑتا ہے اس کا باپ مجھ جیسا گھٹیا۔"

وہ ایک بات پھر ضبط کھو رہے تھے۔رنم نے بے ساختہ ان کے گالوں پہ موجود آنسوؤں کو صاف کیا تھا۔برشام اس کی حرکت پہ محفوظ کن تاثرات سمیت اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"صبح کا بھولا اگر شام کو گھر واپس لوٹ آئے نا تو اسے بھولا نہیں کہتے دادا سائیں۔آپ جس راہ پہ اب چلیں نا اسی پہ چلتے رہیں اور رہی بات بابا کی تو کیا ایک بیٹا اپنے ہی باپ کو سلاخوں کے پیچھے ڈال سکتا ہے اس کیلیے مر جانے کا مقام ہوتا ہے یہ تبھی تو وہ خاموش تھے آپ کے دل بدل جانے کے انتظار میں۔ وہ آپ کو سلاخوں کے پیچھے کبھی نا ڈالتے دادا سائیں اپنے باپ کی کلائی میں آج تک کوئی بیٹا ہتھکڑی نہیں پہنا پایا۔وہ بس کوشش کرتے آپ کو راہ راست پہ لانے کی جیسے میں نے کی جیسے میں بولی لوگوں کے حق کیلیے ویسے ہی وہ بھی کرتے۔"

وہ نم مسکراہٹ سمیت بولتی ان سب کو ٹھٹھکا گئی۔

"کیا مطلب۔"

انہوں نے بغیر کسی توقف کے پوچھا۔رنم دھیما سا مسکرائی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"مطلب یہ کہ میں بھی تو ان کی اولاد ہوں انہی کی طرح اپنے فیصلوں میں اٹل۔ بس یہ بولنا یہ کچھ حد تک تلخ ہو جانا۔ یہ کچھ دیر کیلیے ہی تھا جب تک آپ ٹھیک نا ہو جاتے اور دیکھیں آج آپ سنبھل گئے اور راہِ راست پہ آگئے۔ ٹھیک کہتے ہیں ہمیشہ بڑے ہی بچوں کو کوئی سیکھ نہیں دیتے بلکہ بچے بھی بڑوں کو کوئی سیکھ دیتے ان کی زندگی سنوار دیتے ہیں۔"

وہ مسکراتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ انہوں نے سختی سے اپنی آنکھوں کو رگڑتے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔ وہ ٹھیک ہی تو بول رہی تھی کہ اس نے کس طرح انہیں اس راہ کا مسافر بنا دیا تھا جو ان کیلیے بہترین تھا۔ رنم نے ان کی صورت دیکھتے مشکل اپنے آنسوؤں پل باندھا جو تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"میرے خیال میں باقی باتیں صبح کیلیے چھوڑ دیتے ہیں۔ میری بیٹی کے چرچے تو اب صبح شام ہونے ہی ہیں۔"

ندیم ماحول کا جائزہ لیتے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے بات کو رفع دفع کرنے والے انداز میں بولے تو سب نے ان کی بات پہ تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"جی جی جائیں آپ سب کی بیگمات کمرے میں انتظار کر رہی ہونگی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

ان کے تحکم بھرے لہجے پہ وہ دونوں رنم کا سر تھپتھپاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ سردار سائیں نے ہولے سے اس کی پیشانی کو چوما تو ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ گرا تھا جسے اس نے ان کی نظر سے چھپاتے سرعت سے پونچھ لیا۔

"مم۔ میں شاید یہ احسان کبھی بھی نا چکا پاؤں۔"

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بولے۔ ان کے شانے بلکل. ڈھلکے ہوئے تھے گویا ہمت ہار رہے ہو۔

"نہیں دادا سائیں یہ احسان نہیں یہ میرا فرض تھا اور آپ یوں کمزور بلکل اچھے نہیں لگ رہے آپ کو مضبوط ہی رہنا ہے اب کیونکہ اب بات حق کی ہے اور حق کیلیے لڑنا آپ پہ فرض۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولی تو سردار سائیں نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔ ان کو اپنے کمرے کی جانب بڑھتے دیکھ رنم کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے تھے۔ اس کی جگہ ایک بے نام سی اداسی نے لے لی تھی جو برشام کی نگاہوں سے مخفی نا رہ سکی۔ رنم ایک نظر اسے دیکھتے بھاگنے والے انداز میں اندر کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ برشام نے دھڑکتے دل کے ساتھ قدم اس کی تقلید میں بڑھائے تھے۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی اسے بیڈ کی ایک جانب بستر میں دبکے دیکھ وہ حیران پریشان سا آگے بڑھا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"رنم کیا ہوا ہے۔"

وہ اس کا شانہ ہلاتے ہوئے بولا تو وہ سختی سے اس کا ہاتھ جھٹک گئی مگر برشام نے اب کی بار اس کی ایک بھی سنے بغیر اسے کھینچ کر بٹھایا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھ ساکت رہ گیا۔

"کیا ہو گیا ہے رنم کیوں رو رہی ہو یار۔"

وہ عجیب و غریب کیفیت میں غرق صدمے کی کیفیت میں بولا جس کی آنکھیں اور ناک رو رو کر سرخ ہو رہی تھی۔

"بابا کی یاد آ رہی ہے۔"

وہ ہچکیاں بھرتے ہوئے بولی۔اس کی حالت دیکھ برشام نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا۔

"بابا کو یاد رو کر کیا جاتا ہے کیا رنم۔"

وہ شکایتی لہجے میں بولا۔

"میں جب جب ان کے بارے میں سوچتی ہوں آنسو خود بخود آ جاتے ہیں۔سب کہتے ہیں کہ صبر کرو صبر کرو مگر صبر کہاں سے لاؤں دل پھٹتا ہے میرا مجھے ہر قدم پہ ان کی کمی محسوس ہوتی ہے میں اس کمی کو کیسے پر کروں۔میں یہاں آ کر بھی انہیں اپنے ذہن سے نہیں نکال پا رہی۔ان کی باتیں ان کی محبت ان کا جان نچھاور کرنا سب کچھ یاد ہے مجھے سب کچھ۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"رنم اس طرح تم رو کر انہیں تکلیف دے رہی ہو مزید کچھ نہیں۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے سمجھانے والے انداز میں بولا۔اس کے لہجے میں بے بسی صاف جھلک رہی تھی۔

"مجھے بابا چاہیے۔میری زندگی ان کے بغیر بے نور ہے۔میرا دل کٹتا ہے۔"

وہ اس کی قمیض کے کالر کو مٹھیوں میں بھینچتی اس کے سینے پہ سر ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"آپ کی زندگی بے نور ہے تو پھر ان لوگوں کی بابت سوچو جن کے پاس ماں باپ دونوں ہی نہیں ہے کیا انہوں نے جینا چھوڑ دیا نہیں وہ لوگ پھر بھی اللہ کے فیصلوں پہ ثابت قدم رہتے ہیں۔تمہارے پاس تو پھر ماں جیسی نعمت ہے۔اس ذات پہ یقین کامل رکھو صبر وہ خود ہی عطا کر دے گی۔"

وہ اس کے ہچکیوں بھرتے وجود کے گرد بازو حمائل کرتے اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔رنم نے اذیت سے آنکھیں میچتے اس کے سینے پہ سر مارا تھا۔برشام نے اس کی پشت کو سہلاتے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔کافی دیر تک وہ اس کے سینے سے اٹھنے کا انتظار کرتا رہا۔وہ چاہتا تھا کہ ایک ہی بار میں وہ کھل کر رو لے مگر کچھ لمحوں بعد اپنے سینے پہ

www.zubimagazine.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

مدھم سانسیں محسوس کر برشام نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا جو پرسکون سی اس کے سینے سے لگی سو رہی تھی۔ اس کے لبوں کی تراش پہ دھیمی سی مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی۔ اس نے سہولت سے اس کے وجود کو خود سے الگ کرتے اس کا سر تکیے پہ رکھا اور اس کے کیچر میں مقید بالوں کو کھولتے تکیے پہ بکھیر دیا تھا۔

"بظاہر مضبوط مگر اندر سے میری ٹوٹی بکھری شیرنی۔"

وہ اس کی سرخ ہوتی ناک پہ اپنا لمس چھوڑتا اس کی آنکھوں پہ جھکا جو مسلسل رونے کی بدولت سرخ متورم ہو رہی تھی۔ اس پہ اپنا لمس چھوڑتے برشام نے اس کے سنہری بالوں کی جڑوں کو سہلایا اور جھک کر اس کی پیشانی پہ اپنا تشنہ لب رکھے۔ سوتے ہوئے ابھی بھی اس کا وجود ہولے ہولے ہچکولے کھا رہا تھا۔ وہ اس پہ بستر درست کرتے اپنی جگہ سے اٹھا اور الماری سے اپنا آرام دہ سوٹ نکالتے واشروم کی جانب بڑھا تاکہ آرام دہ لباس پہنتے تازہ دم ہو سکے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ جوں ہی واشروم سے باہر نکلا وہ ہنوز گہری نیند سو رہی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے دوسری جانب آ کر بیٹھا تھا۔ صد شکر تھا کہ آج اس نے کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کی تھی۔ اس کے ہوش ربا حسن سونے پہ سہاگہ اس کے وجود سے اٹھتی دلفریب مہک سے نگاہیں چراتے وہ کروٹ بدل لیٹ گیا۔ اپنی ملکیت کا استحقاق بھرا

WhatsApp : 0344-4499420

احساس شدت سے دل میں اجاگر ہوا تھا مگر وہ موبائل پہ الارم سیٹ کرتے گہرا سانس بھرتے پرسکون سا آنکھیں موند گیا۔

اگلی صبح زوروں سے ہوتی بارش کے ساتھ ٹھٹھرتی سردی نے بھی زوروشور سے وہاں ڈیرہ بسالیا تھا۔اس کے علاوہ بھی حویلی میں خوشیوں کی چہکاریں گونج رہی تھی۔سردار سائیں کا بدلے سب کے چہروں پہ رونقیں بحال ہوئی تھی۔کوئی یہ جاننے میں دلچسپی نہیں رکھ رہا تھا کہ اچانک انہوں نے یہ فیصلہ کیوں لیا بس وہ اپنی انا کو مار چکے تھے سب کیلیے یہی بہت تھا۔کچھ حد تک سب کو سمجھ آچکی تھی کہ یہ رنم کے علاوہ کسی کی بھی کارستانی نہیں ہوسکتی مگر وہ خاموشی اختیار کر گئے کیونکہ وہ ماضی کا ایک بھی پنا پلٹنا نہیں چاہتے تھے۔ناشتے وغیرہ سے فراغت حاصل کرتے سب لوگ صحن میں برساتی تلے بیٹھے برستی بارش سے لطف اندوز ہورہے تھے۔سامنے ہی لکڑیوں کو اکٹھا کرتے آگ جلائی ہوئی تھی کیونکہ سردی معمول سے بڑھ کر تھی۔ایک جانب تمام عورتیں بیٹھی باتوں میں مصروف تھی جبکہ رنم حورے نورے ایک ساتھ بیٹھی لڈو کھیلنے میں محو تھی۔مرد حضرات کھیتوں کے متعلق باتیں کرنے میں مصروف تھے آج بارش کی بدولت ان کا اس جانب جانا نہیں ہوپایا تھا۔برشام اور فرزام میں ابھی بھی

WhatsApp : 0344-4499420

کشیدگی جوں ہی توں تھی شاید وہ اس بات کو بھلا ہی نہیں پا رہا تھا۔ معاً ندیم کی نگاہ سردار سائیں کی جانب اٹھی جو حد درجہ پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

بابا سائیں آپ بلکل بھی پریشان مت ہو۔ انشاآللہ اللہ کا کرم رہا تو غریبوں کا اناج دانا بلکل بند نہیں ہو گا۔

ندیم آسمان پہ چھائی کالے بادلوں کو دیکھتے تسلی دینے والے انداز میں گویا ہوا۔

"میں پریشان نہیں ہوں میں بس سوچ رہا ہوں کہ اب ہمیں اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہیے۔"

ان کی برخستہ بات پہ سب کی توجہ ان کی جانب مبذول ہوئی تھی۔

"آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں سائیں۔"

رقیہ بیگم کو ان کی بات کچھ خاص پسند نا آئی تبھی نا سمجھی سے بولی۔

"ہم چاہتے ہیں کہ اب گاؤں کی سرداری ہم اپنے پوتے کے نام لکھ دیں تاکہ آگے وہ جانے اور اس کا کام۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے وہاں موجود ہر نفوس کو ٹھٹھکا گئے۔ نورے نے چونک کر فرزام کو جبکہ رنم نے برشام کی جانب دیکھا تھا کیونکہ پوتے تو دادا سائیں کے بس یہ دونوں ہی تھے۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے سائیں مگر ہم چنے گے کس کو مطلب کہ ہمارے تو دو پوتے ہیں نا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

رقیہ بیگم الجھ کر بولی۔ رضوانہ اور سعدیہ نے بھی خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا کیونکہ اس بات پہ پہلے بھی گھر میں اتنا بڑا بکھیرا اکھڑا ہو چکا تھا۔ نا جانے اب کیا ہوتا۔ برشام ان کی بات پہ چہرہ جھکائے بیٹھا رہا البتہ فرزام کے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے۔

"چننا نا چننا چھوڑ دیں آپ بیگم بات صرف اتنی سی ہے کہ برشام سائیں ہمارے بڑے پوتے ہیں اور ہم انہیں ہی اس چیز کیلیے چنیں گے کیونکہ جو بڑا ہوتا ہے سب سے قبل حق بھی اسے ہی دیا جاتا ہے۔"

انہوں نے بغیر کسی تردد کے سنجیدگی سے اپنی بات ان سب کے گوش گزار دی۔ جب کے چہروں پہ مدھم مسکراہٹ بکھری تھی البتہ فرزام ان سب کے برعکس ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملائے بلکل خاموش تھا۔

نورے نے ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالتے ہٹالی۔ وہ اس کا ردِ عمل دیکھنا چاہتی تھی مگر اس کا ٹھنڈا انداز دیکھ وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔

"کیا آپ کو قبول ہیں برشام سائیں پھر ہی ہم گاؤں کے سامنے سرداری کی پگڑی آپ کے سر پہ سجائیں گے۔"

ان کی بات پہ رنم نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"نہیں دادا سائیں مجھے قبول نہیں ہے۔"

اس کی آواز وہاں موجود سب لوگوں کی سماعتوں میں ذہر بن کر اتری تھی۔وہ اتنے بڑے عہدے سے انکار کیسے کر سکتا تھا۔ان سب کی حیران کن نگاہیں برشام کی جانب اٹھی تھی البتہ رنم بس مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔نا جانے کیوں اسے برشام پورا کا پورا ہی مشکوک لگا تھا۔اب اتنے بڑے عہدے کو کوئی ایسے ہی تو نہیں ٹھکرا دیتا۔

"کیا مطلب برشام۔"

ندیم نے سخت لہجے میں استسفار کیا۔برشام ان کی بات پہ گہرا سانس بھرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے ایک غلط نگاہ فرزام پہ ڈالی۔

"میرے خیال سے دادا سائیں یہ عہدہ یہ ذمہداری میرے سے زیادہ اچھے طریقے سے فرزام نبھا سکتا ہے کیونکہ وہ اس گاؤں کو جانتا ہے سمجھتا ہے پرکھتا ہے میں تو باہر رہتا ہوں میرا وہاں آنا جانا لگا رہتا ہے میں کبھی بھی ایک جگہ پہ نہیں ٹک سکتا میرے کام کی نوعیت ہی ایسی ہے۔مگر فرزام میں وہ گٹس ہیں جو ایک سردار میں ہونے چاہیے اور اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو لگتا ہے کہ فرزام کو سرداری ملتے ہی میرا دل اس کی جانب سے خراب ہو گا تو آپ سب بے تحاشہ غلطی پہ ہیں مجھے ان چیزوں کا کوئی شوق نہیں ہے ہاں اگر ذمہداری مجھے ملتی تو وہ جی جان سے نبھاتا مگر فلحال میں اپنے کام کو چننا چاہتا ہوں دادا

WhatsApp ; 0344-4499420

سائیں تو بغیر کسی ردوبدل کے آپ اپنے بڑے پوتے کی بجائے چھوٹے پوتے کو گاؤں والوں سے بطور نیا سردار تعارف کروادیں۔ انشاءاللہ فرزام ہم سب کی امیدوں پہ ضرور پورا اترے گا۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولتے وہاں موجود ہر شخص کو ساکت کر گیا۔ فرزام نے جھٹکے سے اپنا رخ اس کی جانب کرتے بے یقینی کی کیفیت میں اسکی جانب دیکھا جو کس قدر آرام سے اس ذمہ داری سے بری الذمہ ہو گیا تھا۔ البتہ اب کی بار رنم کی پیشانی پہ بھی شکنیں نمودار ہوئی تھی۔ وہ اپنے کام کی وجہ سے یہ سب چھوڑ رہا تھا مگر وہ کام کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی ہونے کے باوجود وہ یہ تک نہیں جانتی تھی۔ وہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔ سردار سائیں نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"ہم آپ کو کسی بھی کام کیلیے مجبور نہیں کریں گے برشام سائیں اور ہم کل ہی فرزام کو نئے سردار کی حیثیت سے متعارف کروادیں گے کیونکہ اب ہم اور ندیم خرم اس ذمہداری کو اٹھاتے تھک گئے ہیں۔"

وہ اٹل لہجے میں بولتے سب کے چہروں پہ مسکراہٹ بکھیر گئے۔ صرف ایک نورے تھی جس کے لبوں پہ تلخ مسکراہٹ ابھری تھی۔ تو مطلب آج فرزام کا یہ خواب بھی پورا ہوا تھا وہ برشام سے سرداری چھین چکا تھا۔

وہ سختی سے دانت پہ دانت جماتی وہی جمی رہی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"ویسے دادا سائیں آپ سے ایک بات پوچھوں۔ بہت دنوں سے ذہن میں کھٹک رہی تھی۔ رنم نے پلنگ پہ براجمان سردار سائیں کو مخاطب کیا۔ سردار سائیں نے اثبات میں سر ہلاتے اسے بولنے کی اجازت دی تھی۔"

"آپ کے دو بیٹے بھی ہیں پوتوں سے پہلے مگر پھر بھی آپ نے ہمیشہ سرداری کیلیے برشام سائیں اور فرزام کا ہی ذکر سنا ہے۔ ایسا کیوں ہے حالانکہ اصولاً تو یہ رتبہ باپ کے بعد بیٹوں کے پاس آنا چاہیے۔" وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔ سب نے اس کی بات پہ گہرا سانس بھرا کیونکہ سب اس کے جواب سے واقف تھے بس رنم کی متجسس تھی۔

"اپنے ایک بیٹے کے حق میں تو غلط فیصلہ لے کر میں اپنے ساتھ ساتھ فیصل کی زندگی بھی تباہ کر دی مگر اب میں کسی قسم کا غلط فیصلہ لے کر اپنے باقی بچوں میں اختلاف نہیں کر سکتا تھا۔ خرم تو ویسے بھی ہم سے بدگمان تھا اگر میں ندیم کو بڑا بیٹا ہونے کی حیثیت سے یہ سرداری دیتا تو ضرور ان میں کشیدگی آتی جو میں اس عمر میں برداشت نہیں کر سکتا تھا رہی بات برشام یا فرزام کی تو یہ میں نے شروع سے ہی سب کی سماعتوں میں اتار دیا تھا کہ حویلی کے پہلے سپوت مطلب پرپوتے کو یہ اعزاز بخشا جائے گا مگر اب وہ خود ہی یہ اعزاز کسی اور کے نام لکھوا چکا ہے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ میرے لیے میرے سب بچے برابر ہیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ تفصیل سے بولتے اس کے اندر سے ایک ایک وہم دور کر گئے تھے۔ رنم نے ان کی سمجھداری پہ داد دینے والے انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔ فرزام نے سنجیدگی سے برشام کی جانب دیکھا جو اب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ اس نے اتنا بڑا فیصلہ اتنی اچانک کیوں کر لیا۔

"ویسے بھی مجھے کل کی فلائٹ واپس لوٹنا ہے۔ میں اب مزید یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔"

اس نے بالآخر ان سب کے سروں پہ بم پھینکا تو اگلے ہی لمحے لاپرواہ بیٹھی رنم کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"مگر ابھی چند دن قبل تو آپ کی شادی ہوئی ہے یوں نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر جانا بالکل درست فیصلہ نہیں ہے آپ رنم کو ساتھ لے جائیں پھر۔"

رقیہ بیگم کی سخت آواز پہ برشام نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ رنم نے ناجانے کیوں کسی امید کے تحت اس کی جانب دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ ایک کمرے میں بھی نہیں رہنا تھا مگر اس کی موجودگی بھی درکار تھی وہ فلحال اپنے دل کی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھی۔

"نہیں دادی سائیں یہ کسی صورت ممکن نہیں ہے اگر رنم میرے ساتھ جائے گی تو میں اپنے کام پہ کسی صورت دھیان نہیں دے پاؤں گا اور ویسے بھی وہ میرے سے زیادہ یہاں خوش رہے گی کیونکہ اس کا

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

یہاں دل ذیادہ لگ چکا ہے وہ یہاں زیادہ خوش رہے گی۔ میں اگلی بار انشاءاللہ ضرور اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

وہ ان سب کو قائل کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔ سب اس کی بات سے کسی حد تک متفق تھے۔

"کیوں رنم ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں۔"

وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے نا جانے کیوں اس سے تائید چاہتا تھا اور رنم نے بھی اسے بلکل ناراض نہیں کیا تھا۔ وہ بمشکل مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔ وجود میں غصے کے بھانبھڑ چل رہے تھے۔ برشام ایک نظر ان سب کو دیکھتے اندر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا کیونکہ جوں جوں آسمان پہ کالی گھٹائیں چھا رہی تھی ویسے ویسے سردی کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے جاتے ہی سب بھی آہستہ آہستہ اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔ رنم بھی اداس دل سمیت مرے مرے قدموں سے اندر کی جانب بڑھی معاً اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا۔ وہ اس سے اس کے کام کے متعلق پوچھنے کا سوچتے تن فن کرتی کمرے کی دہلیز پہ پہنچی تھی مگر اندر سے آنے والی آوازوں پہ اس کے قدم زمین میں ہی دھنس گئے تھے۔

"جی جی آپ پریشان مت ہو میں وقت پہ پہنچ جاؤں گا ان کی مرمت کرنا تو میں بخوبی جانتا ہوں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

برشام کی سپاٹ آواز پہ رنم نے نا سمجھی سے قف کا ہینڈل گھماتے اندر قدم رکھا تو برشام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور سرعت سے کال کاٹتے اپنا بیگ گھسیٹ کر بیڈ پہ رکھا تھا۔

"یہ آپ کس سے بات کر رہے تھے ابھی۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کے مقابل آتے مشکوک لہجے میں بولی۔ برشام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کچھ خاص نہیں بس میں جہاں کام کرتا ہوں وہاں کے باس ہیں ان سے بات کر رہا تھا۔"

اس نے سرسری سا لہجہ اپناتے اپنا سامان بیگ میں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے کیا کام کرتے ہیں آپ۔"

اب وہ اس کے بیگ کے نزدیک ہی بیڈ پہ بیٹھتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔ برشام نے تاسف سے اس کی حرکت دیکھی جو اب اس کے بیگ میں رکھی کھانے پینے کی چھوٹی موٹی اشیاء کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہی تھی۔

"مکینک ہوں میں جب کسی کے پرزے ڈھیلے ہو جاتے نا تو ان کی مرمت کرنے کا کام سرانجام دیتا ہوں۔"

وہ مسکراہٹ ضبط کرتے معنی خیز لہجے میں گویا ہوا۔ وہ اس کی بات پہ الجھ کر رہ گئی۔

www.zubiabookszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"ویسے کیا آپ کی تعلیم اتنی کم ہے کہ صرف مکینک کی ہی نوکری کر سکے۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں بولتے طنزیہ مسکرا دی۔ برشام نے اس کی بات پہ سر جھٹکا تھا۔

"جی انٹر فیل ہوں بس پڑھ لکھ نا سکا اسی لیے اس قسم کی ہی جاب مل سکی۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ رنم نے صدمے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا مطلب اس کا شوہر اور وہ بھی انٹر فیل۔ کیا اس کی قسمت میں بس یہ ہی رہ گیا تھا۔ برشام اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا جانتا تھا کہ اب وہ کسی قسم کا سوال نہیں کرے گی۔ رنم نے بے یقینی سے ایک نگاہ اس پہ ڈالی اور اس کے بیگ سے چاکلیٹ کھولتے کھانے لگی۔ اب وہ پریشان ہو اور کچھ کھائے نا ایسا تو ممکن نہیں تھا اب۔ اسے بیگ پیک کرتا دیکھ نا جانے کسی سوچ کے تحت رنم کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔ وہ اسے روکنا چاہتی تھی مگر وہ سے روک نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کا دل بلکل بھی آمادہ نہیں تھا۔ یہی سوچ ہی اسے کھٹک رہی تھی کہ کل ہی وہ نکلنے والا ہے۔

"آپ یہ سب چیزیں ابھی سے کیوں باہر لے کر جا رہے ہیں۔"

وہ نا چاہتے ہوئے بھی پوچھ بیٹھی۔ مگر بولتے ساتھ ہی اس کی پھیلی آنکھوں کو دیکھ وہ خوامخواہ شرمندہ سی ہو گئی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کیونکہ میری کل کی بجائے آج رات کی فلائٹ ہے۔ایمرجنسی میں جانا پڑ رہا ہے ورنہ مجھے اپنی جاب سے بھی ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے۔"

وہ اٹل لہجے میں بولتے بیگ کو اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ گیا جبکہ اس کی بات پہ رنم کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔اس نے چور نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو تکا تھا جسے اس کے ہونے نا ہونے سے کسی قسم کا فرق نہیں پڑ رہا تھا اور یہی بات رنم کو پریشان کر رہی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ بھی اسے تنہا چھوڑ کر جاتے ہوئے پریشان ہو مگر وہ تو اس کے سکون کیلیے ہی اسے یہاں چھوڑ کر جا رہا تھا۔اس نے اشتعال کے عالم میں اپنا سر پیٹا جو اندر آتے برشام کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہا۔رنم کے متوجہ ہوتے ہی وہ سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

www.zubinovelszone.com

WhatsApp : 0344-4499420

کمرے میں آتے ساتھ وہ مسلسل غصے میں چیزیں یہاں سے وہاں پٹخ رہی تھی۔ چہرہ لہو چھلکا رہا تھا۔ اسے برشام کا فیصلہ بلکل پسند نہیں آیا تھا۔ وہ کس قدر آسانی سے اس ذمہداری سے خود بری الذمہ ہوتے فرزام کو سونپ گیا تھا جب کہ وہ جانتا تھا کہ اس کا مقصد فقط یہ سرداری ہتھیانا تھا۔ لبوں کو بھینچتے اس نے زور سے پیر زمین پہ پٹخے تھے۔ فرزام جو ابھی نڈھال سا کمرے میں داخل ہوا تھا اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ ٹھٹھک گیا تبھی بنا کسی تاخیر کیے مضبوط قدم اٹھاتے اس کی جانب آیا۔

"کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔"

وہ اس کی پیشانی پہ چھوتے متفکر سا بولا۔ نورے نے اشتعال کے عالم میں بے دردی سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایک ہی بات کتنی بار دہرانی پڑے گی کہ مجھے مت چھوا کریں۔ بار بار یوں بے عزت ہوتے شرم نہیں آتی آپکو۔"

وہ حلق کے بل دھاڑی۔ آنکھوں میں عجیب سی وحشت ناچ رہی تھی۔ فرزام اس کے طرزِ مخاطب پہ ساکت رہ گیا۔ وہ تو سمجھ رہا تھا کہ اس کے ساتھ رہتے اس کی نفرت خود بخود دوبارہ

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

محبت میں تبدیل ہو جائے گی مگر یہاں تو قصہ ہی الگ تھا اس کی نفرت کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"تمہیں ذرا سا بھی احساس ہے کہ میں تمہارے سر کا سائیں ہوں تمہارے اس طرح مخاطب کرنے سے کچھ بھی کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔"

وہ سخت لہجہ اپناتے ہوئے پتھریلی نگاہوں سے اسے دیکھ کر بولا۔ وہ تلخی سے ہنسی تھی۔

"کریں نا کچھ تو کریں صرف کہنے سے کچھ نہیں ہوتا آپ ایک ایسے بادل ہے جو صرف گرجتے ہیں برستے نہیں۔"

وہ اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں بولتی اس کے وجود میں ابلتے غصے کے لاوے کو مزید بڑھاوا دے گئی۔ اس نے غصے سے آگے بڑھتے اس کے بازوؤں کو اپنی آہنی گرفت میں لیا۔ گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ اسے اپنی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی مگر اس نے بھی ضبط کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا تھا۔

"تکلیف ہو رہی ہے نا۔"

اس کی آنکھوں میں جاگتی نمی کی لکیر دیکھ وہ شاطرانہ لہجے میں بولا۔ وہ روتے روتے ہنسی تھی اور اس دلفریب منظر کو فرزام نے آنکھوں کے راستے دل میں بسایا تھا۔

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

"اس کی تکلیف نہیں ہو رہی۔ تکلیف تو بس یہ ہے کہ جیت آج پھر آپ کے حصے میں لکھی گئی کہ آپ کو سرداری کے عہدے پہ فائز کرانے میں میرے اپنے لالہ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ویسے اب تو آپ کا خواب آپ کا شوق پورا ہو رہا ہو گا نا سرداری کا سمجھے میرے لالہ نے میری بدولت آپ پہ احسان کیا ہے۔"

وہ مزے سے بولتی اس کی رنگت متغیر کر گئی۔ اس نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی ٹھوڑی کو مٹھیوں میں جکڑا۔

"میں کسی احسان کو نہیں مانتا تمہارے لالہ نے جو کیا ہے خود کیا ہے اس کے قدموں میں نہیں پڑا تھا میں۔"

وہ غصے سے اسے دور جھٹکتے ہوئے بولا۔ اس نے ناگواری سے لب بھینچے تھے۔

"پاؤں میں آپ پڑیں یا نا پڑیں بن کہے ہی آپ کی خواہش پہ سٹیمپ لگاتے انہوں نے اپنی خواہش تو مار دی نا۔ اب آپ کو اچھے سے سمجھ آ گیا ہو گا کہ مفاد پرست انسان میرے لالہ نہیں بلکہ آپ ہیں صرف آپ۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کے سینے پہ زور سے انگلی سے دباؤ بڑھاتی دھیمے لہجے میں غرائی۔وہ ضبط سے آنکھیں میچ کر رہ گیا۔اس لڑکی کی زبان کو کسی تیز دھار کی مانند ہو گئی تھی۔جس نے کبھی غلطی سے بھی زبان نہیں کھولی تھی اب وہ اسے دوبدو جواب دیتی تھی۔

اس نے بمشکل اپنے غصے کو دباتے گہرا سانس بھرتے تحمل سے اس کی جانب دیکھا۔

"نورے یہ بے رخی کب تک چلے گی۔"

وہ نرم لہجہ اپناتے ہوئے بولا شاید اس کے لہجے کی تاثیر سے ہی وہ کچھ ٹھنڈی پڑ جائے۔

"شاید ساری زندگی جب تک آپ کا اور میرا ساتھ ہے۔"

وہ کرخت لہجے میں بولتی اسے دھیما سا مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔شاید وہ بنا سوچے سمجھے ہی بول گئی تھی۔

"مطلب تم جانتی ہو کہ ہمارا ساتھ ساری زندگی کا ہے۔"

وہ نا جانے اس سے کیا اگلوانا چاہتا تھا۔

"نہیں جانتی نہیں ہوں مگر چاہتی ضرور ہوں کہ میں ساری زندگی یہی اسی کمرے میں آپ کی بیوی کی حیثیت سے رہوں اور آپ پہ یہ واضح کروں کہ کسی اپنے کی بے رخی اور بے حسی کس طرح تڑپاتی ہے اور لمحہ بہ لمحہ آپ کو بھی اس تڑپ کا احساس دلاتی رہوں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کھردرے لہجے میں بولتی اس کے لبوں سے مسکراہٹ نوچنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔

"اس قدر نفرت نورے۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بے یقینی سموئے بولا۔اس نے اذیت سے اس کی جانب دیکھا۔پلکوں کی باڑ پہ آنسوؤں نے ڈیرہ جمایا تھا۔

"عورت ہر جذبہ شدت سے نبھاتی ہے پھر چاہے وہ محبت کا ہو یا نفرت کا۔اس معاملے میں اس سے زیادہ کٹھور اور بے رحم کوئی نہیں ہوتا۔میری محبت تو آپ کو راس نہیں آئی چلیں اب نفرت کا جذبہ بنھا کر دیکھتے ہیں شاید جلتے دلوں کو کچھ سکون میسر آجائے۔"

وہ گہرے کاٹ دار لہجے میں بولتی اس کے وجود کو لہولہان کرگئی۔وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے ایک دوسرے کی آنکھوں میں ریکھ رہے تھے معاً باہر سے آنے والے بے نام سے شور کی آواز پہ ان دونوں کا تسلسل ٹوٹا۔وہ دونوں تیز تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھے تھے جہاں سے آوازوں کا شور اب بڑھتا جارہا تھا۔پریشانی ان دونوں کے چہروں سے عیاں تھی۔

"پولیس۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital BKRs Library
WhatsApp ; 0344-4499420

سب کے لبوں سے خوف سے الفاظ نکلتے دیکھ برشام نے س کے ذرد پڑتے چہروں کو دیکھا جو پولیس کی وردی میں ملبوس دونوجوانوں کو دیکھتے پریشان ہوگئے تھے۔وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"برشام یہ کیا ہے یہ وردی والے نوجوان سردار سائیں کے ساتھ کیوں کھڑے ہیں سب ٹھیک ہے نا۔"

رقیہ بیگم نے بے ساختہ اس کا ہاتھ تھام لیا۔برشام نے تسلی بخش نگاہوں سمیت ان کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوگیا ہے آپ سب کو۔سب ٹھیک ہے بس وہ جو متنازع چل رہا تھا اس کیس کے متعلق کوئی سراغ ملا ہے بس اسی کے معاملے میں جانچ پڑتال ہو رہی ہے آپ لوگ پریشان مت ہو۔"

وہ ان سب کے خوف سے پیلے پڑتے چہروں کو دیکھ گھبرا کر گویا ہوا۔سب کے حواس کچھ حد تک بحال ہوئے۔اس نے نجانے کیا سوچتے رنم کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی تھی معاً وہ اسے کمرے سے نکلتی ہوئی دکھائی دی جو منہ دھیان ان کی جانب آرہی تھی۔ان سب میں سے کسی کی بھی نگاہ فلحال برشام کے رکھے گئے سامان کی جانب نہیں اٹھی تھی تبھی وہ پرسکون تھا ورنہ ان سب کے سوالات کے بے تحاشہ جواب دینے پڑ جاتے۔رنم کی نگاہ ایک جانب کھڑے سردار سائیں کے ساتھ موجود پولیس کو دیکھ رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔گزرے ماہ کی چھلک شدت سے اس کے ذہن کے دریچوں میں لہرائی تھی۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سمیت ان کی جانب دیکھا۔فیصل کی شبیہہ ذہن کے پردوں میں ابھرتے

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ہی دل کا درد حد سے سوا ہوا تھا۔ ارم نے گھبرا کر اس کی جانب جاتے اس کا ہاتھ تھاما جو کہ یخ بستہ ہو رہا تھا۔ برشام بھی بغور حیرانگی سے اسی کی جانب متوجہ تھا۔

"پولیس آئے گی پھر وہ چلا جائے گا۔"

"ماما بابا بھی ایسے ہی پولیس۔"

وہ کسی معصوم بچے کی مانند لہجے میں ایک حسرت لیے بولی۔ اس کے دماغ میں ان کی زندگی کے وہ منظر لہرائے جب وہ اپنے سر سے کیپ اتارتے اس کے سر پہ پہنایا کرتے تھے اسے تھانیدارنی کہا کرتے تھے۔ اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔ آنکھوں میں خوف کی واضح تحریر ابھری تھی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نارنم۔"

برشام نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا جہاں خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔ سب کی توجہ بھی اسی کی جانب مبذول ہو چکی تھی۔

"ڈر لگتا ہے ان لوگوں کو دیکھ کر یہ وردی دیکھ کر خوف آتا ہے اگر ان لوگوں کو کچھ ہو گیا تو ان کے گھر والوں کا کیا ہو گا۔ میں یہ درد محسوس کر سکتی ہوں نا۔ میں نہیں دیکھ سکتی ان لوگوں کو۔ میرے دماغ میں بس ایک ہی چہرہ آتا ہے اور وہ بابا کا۔ بابا کے جانے کے بعد سے اب بہت خوف لگتا ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ افسردگی سے بوجھل لہجے میں بولی۔ لہجے میں شکستگی چھائی ہوئی تھی۔ برشام نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کرلیا۔ اس کے چہرے پہ یہ خوف کی تحریریں اسے بلکل اچھی نہیں لگی تھی۔

"یہ تو ہماری عزتوں ہمارے وطن کے رکھوالے ہوتے ہیں ان سے کیسا ڈرنا رنم۔ ان پہ صرف فخر کرنا چاہیے۔"

برشام بغور اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے نرم لہجے میں بولا۔

"ہر پولیس کی وردی میں ملبوس انسان فخر کیے جانے کے قابل نہیں ہوتا۔ ان جیسے بے ایمان لوگوں سے ڈرا ہی جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے مفاد کیلیے لالچ کیلیے کسی کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں بولی تو سب اسے دیکھ کر رہ گئے جس کے چہرے پہ ایک کرختگی چھائی تھی۔ چند ساعتوں بعد ان کے جاتے ہی سردار سائیں کی نگاہ سب سے پہلے ایک جانب رکھے سامان کی جانب اٹھی تو انہوں نے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا۔

"برشام سائیں یہ سب کیا ہے۔"

وہ ناسمجھی سے بولے۔ ان کی بھاری آواز پہ آپس میں مشغول ان سب کی نگاہ بھی اس جانب اٹھی تھی۔ سب کے چہروں پہ پریشانی چھاگئی۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"داداسائیں میں دراصل آج ہی مجھے نکلنا ہو گا بس کچھ دیر میں فلائٹ ہے۔مجھے ایمر جنسی میں بلایا جارہا ہے اور میں اپنے کام سے کوئی دغا نہیں کر سکتا۔"

وہ ان کا ہاتھ تھام کر انکساری سے بولا۔

"یہ پہلی بار سنا ہے کہ ایک مکینک اپنے کام سے غداری نہیں کر سکتا عجیب لاجک ہے ویسے۔"

وہ دل ہی دل میں سلگ کر بولی اور بے چینی سے انگلیاں چٹخانے لگی۔

"مگر برشام اس طرح اچانک ابھی آپ کو لوٹے اتنا عرصہ تو نہیں ہوا۔"

ندیم کو بھی اس کا یوں جانا بلکل پسند نا آیا تو اس کا اظہار بھی کر ڈالا۔

"باباسائیں میں پہلے کبھی یوں نہیں گیا آپ جانتے ہیں مگر اس بار آپ میری مجبوری کو سمجھیں آپ سب مرد حضرات ایسے کریں گے تو میرے خیال میں یہاں کی خواتین کا پھر کچھ نہیں ہو سکتا۔"

وہ ان کی توجہ دوسری جانب مبذول کراتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔رنم غصے سے پیر پٹختی اندر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔وہ خود نہیں سمجھ پارہی تھی کہ وہ اس قدر چڑچڑی کیوں ہو رہی ہے۔باقی کسی نے بھی اس پہ دھیان دیا ہو یا نہیں البتہ ارم نے تشویش سے اس کی پشت کو تکا۔برشام ان کے چہرے پہ پریشانی بھانپتے ان کی جانب آیا۔

"پریشان مت ہو میں دیکھتا ہوں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ نرمی سے بولتے مضبوط قدم اٹھاتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ کمرے میں پہنچتے ہی وہ اسے پورے کمرے میں ٹہلتا دیکھ دروازے پہ ہی رک گیا۔

"تم باہر سے اندر کیوں آگئی۔ سب مجھے بھیجنے کی تیاری کر رہے ہیں کہ میں خوشی خوشی جاؤں یہاں سے اور تم ایسی سڑی ہوئی شکل بنا کر کیا ظاہر کرنا چاہ رہی ہو کہ تم میرے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی ہوئی ہو بہت زیادہ لگاؤ ہے تمہیں مجھ سے۔ میرے بغیر ایک لمحہ بھی تمہارا نہیں گزرے گا۔"

وہ مصنوعی حیرانگی سے بولتے آخر میں خود ہی ہنس دیا۔ جانتا تھا اس کی ایسی قسمت کہا۔

"اچھا تو جناب کو اس قدر خوش فہمیاں کس خوشی میں لاحق ہیں۔ کیا آپ نے آج تک میرے لیے کوئی ایسا کام سرانجام دیا ہے جو میں آپ کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب جاؤں یا آپ کے بغیر میرا ایک بھی لمحہ نا گزرے۔"

وہ طنزیہ مسکراہٹ سمیت بولی۔

"ہاں کیا ہے نا تم ہمہ وقت میری بے عزتی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی اور میں بغیر برا مانے صرف مسکرا دیتا ہوں اس سے بڑی بات بھلا کوئی ہو سکتی ہے جو تمہیں میری جانب مائل نا کر سکے۔"

وہ دھیما سا مسکراتے پر کشش لہجے میں گویا ہوا۔ رنم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ابھی بھی ویسی ہی مسکراہٹ تھی۔ وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اب اس بات پہ کون فدا ہوتا ہے کسی پہ۔ کم از کم مجھے ایسی بھوندی دلیلیں دے کر میری توجہ حاصل کرنے کی کوشش مت کریں آپ۔"

وہ ہوا میں ہاتھ ہلاتے ہوئے بولی۔

"ہونے والے ایک ذرا سی عنایت پہ دیوانے ہو جاتے ہیں مگر تم ٹھہری کٹھور دل اور ویسے بھی میری قسمت میں اب روشنیاں کہاں۔ اب تو چاروں اطراف میں سیاہی ہی سیاہی ہے۔"

وہ مصنوعی افسوس سے بولتے گہرا سانس بھر گیا۔

"آپ مجھے سیاہی بول رہیں ہیں آپ کو شرم نہیں آتی۔"

وہ اس کے سینے پہ ہاتھ مارتے ہوئے اشتعال کی کیفیت میں بولی۔ برشام نے دلفریبی سے مسکراتے کھینچ کر اسے اپنے حصار میں لیتے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔ رنم جی جان سے ٹھٹکی تھی۔

"جا رہا ہوں میں شاید تمہاری پہنچ سے بھی بہت دور۔ الوداع نہیں کرو گی۔"

وہ اس کے گال کو نرمی سے انگلی کے پوروں سے چھوتے محبت سے گویا ہوا۔ رنم نے چونک کر اس کی جانب اٹھائی جو سیدھا جو اس کی نظروں سے جا ملی۔

"میں کیوں الوداع کہوں آپ کونسا مجھ سے پوچھ کر جا رہے ہیں۔ مجھے پوچھنا تو دور بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔"

www.zubiaonezone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ناچاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں سے شکوہ پھسل گیا۔ مقابل کی آنکھیں اس کے شکوے پہ لو دینے لگی۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ گھبرا کر اس کے حصار سے نکلی اور واپس اپنے خول میں سمٹی تھی۔

"اچھا تو تم چاہتی ہو کہ میں بھی عام شوہروں کی مانند بیوی سے کہیں بھی آتے جاتے اجازت طلب کروں یعنی میں خود کو سب جانتے بھوجتے تھانیدارنی کی حراست میں دیتے اپنے ہی پیر میں کلہاڑی مارلوں۔"

وہ پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھتے سمجھنے والے انداز میں سرہلا گیا۔

"شوہر عام یا خاص نہیں ہوتا شوہر شوہر ہوتا ہے اور اچھے اور فرمانبردار شوہر کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ وہ شادی کے اگلے دن سے ہی خود کو بیوی کی حراست میں دے دے وہ بھی خوشی خوشی۔ یہی خوشحال زندگی کی نشانی ہوتی ہے۔"

وہ باور کرانے والے انداز میں بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کرگئی۔

"ویسے کتنی تھانیدارنیوں کا تجربہ ہے آپکو۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کی بات کا مفہوم سمجھتے مشکوک لہجے میں بولی۔

"فلحال تو پہلی کا ہی ہے اور اگر زندگی رہی تو انشاءاللہ زندگی کی آخری سانس تک ایک کا ہی رہے گا۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کی ناک کو ہولے سے دباتے اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑتے اسے متعبر کر گیا۔رنم کے دل کی دھڑکن الگ پڑلے پہ دھڑکی تھی۔

"میں جانتا ہوں ہماری شادی جن حالات میں ہوئی ہے تم مجھے کچھ نہیں سمجھتی ہو گی یہ شادی بھی فقط ایک زبردستی کا بندھن ہے مگر میں پھر بھی تمہیں دل و جان سے قبول کر چکا ہوں کیونکہ میری نظر میں وہ مرد مرد کہلانے کے لائق نہیں جو عورت کو خود سے کمتر سمجھے۔عورت کو تو مرد کی ٹیڑھی پسلی سے بنایا گیا ہے جسے ہم سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔عورت پیر کی جوتی نہیں بلکہ سر کا تاج ہوتی ہے جو مرد کے دل پہ راج کرتے ہوئے ہی اچھی لگتی ہے۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے فسوں خیز لہجے میں بولتے اس کے اطراف میں سحر باندھ گیا۔وہ محویت سے بنا پلک جھپکائے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔برشام نے نہایت عقیدت سے اس کی دونوں پھیلی ہوئی آنکھوں کو اپنے لمس سے مزین کرتے اس سے فاصلہ قائم کیا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔وہ اب ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔رنم کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتے تیز تیز قدم اٹھاتے باہر کی جانب بڑھی جہاں وہ جانے سے قبل سب سے مل رہا تھا۔اس نے کسی کو بھی ائیر پورٹ چھوڑ کر آنے سے منع کر دیا تھا وہ کسی

WhatsApp : 0344-4499420

کو بھی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ وہ اب حورے اور نورے سے ملتے رضوانہ بیگم کی جانب بڑھا جو ہمیشہ کی طرح رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ اس نے محبت سے انہیں اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

"ہمیشہ آپ کو شکایت ہوتی ہے کہ میں آپ کے ساتھ وقت نہیں بیتا تا زیادہ یا دیں نہیں ہیں تو اس بار تو میں اپنی ایک جیتی جاگتی نشانی آپ کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں جب کبھی میری یاد آئے تو رنم آپ کے پاس ہی ہو گی اور اس کے ہوتے ہوئے آپ کو میری کمی محسوس نہیں ہو گی۔"

وہ ان کی پیشانی چومتے محبت سے بولا اور ارم کی جانب بڑھا ان سے سر پہ پیار لیتے وہ رقیہ اور سعدیہ سے ملتے مسکراتے ہوئے خارجی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے نا جانے کس سوچ کے تحت مڑ کر رنم کی جانب دیکھا جو خود اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھتے ہی رنم نے خاموشی سے نگاہیں جھکائی تھی۔ دل کی دھڑکن یکلخت تھمی تھی۔ نا جانے اس کی واپسی اب کب ہو گی۔ اس نے بے دردی سے نچلا لب دانتوں میں دباتے بے دھیانی میں رقیہ بیگم کی جانب دیکھا جو زیرک نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

وہ گڑبڑا کر بمشکل مسکراتے ارم کی دوسری جانب ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اپنے تجربے سے لازماً اس کا سچ اگلوانے کی کوششوں میں ہو نگی۔ وہ نا جانے کس سوچ کے تحت بھاگنے والے انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھی اور بالکونی میں نکلتے گرل پہ جھکتے نیچے جھانکا تو وہ گاڑی کا دروازہ کھولے سنجید گی

WhatsApp ; 0344-4499420

سے کسی سے محو گفتگو تھا۔ سیاہ رنگ کی شلوار قمیض کے اوپر بھورے رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو گھنی مونچھیں جس کے نیچے کٹاؤدار لب بھینچے ہوئے تھے۔ وہ سانولی رنگت کا حامل شخص کیا سچ میں اسے اپنا اسیر کر گیا تھا۔ وہ اب اپنی شیو کو مسلتے پر سوچ نگاہیں نادیدہ نقطے پہ ٹکائے کھڑا تھا جس کی بدولت اس کے ہاتھ میں جگ مگ کرتی بیش قیمتی گھڑی مزید واضح ہوئی۔ سردار سائیں کے گلے لگتے وہ اس سے پہلے کہ گاڑی میں بیٹھتا اس نے ایک افسردہ مسکراہٹ سمیت اپنے کمرے کی جانب دیکھا مگر وہاں کھڑی رنم کو دیکھتے اس کی ویران آنکھوں میں مخصوص چمک دوڑ گئی۔ اس نے نظر بھر کر اسے دیکھا اور سردار سائیں کا رخ دوسری جانب ہوتا دیکھ اسے دیکھ کر ہاتھ ہلایا تھا جواباً کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اس نے بھی وہی عمل دہرایا تو وہ دلکشی سے مسکراتے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اگلے ہی لمحے گاڑی فراٹے بھرتی بڑی حویلی کی حدود سے نکلتی چلی گئی تھی ساتھ ہی رنم کا دل بھی بجھ سا گیا۔ وہ بے دلی کی کیفیت میں ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتی اندر کی جانب چلی آئی۔

زندگی اسی طرح معمول سے اپنی ڈگر پہ چل رہی تھی اسے گئے دو دن ہونے کو آئے تھے۔ رنم کو تنہا رہنے سے ڈر تو لگتا تھا مگر وہ پھر بھی دو دنوں سے مسلسل اپنے ہی کمرے میں ٹھہر رہی تھی رات کو

WhatsApp ; 0344-4499420

کمرے میں لائٹ جلا کر کسی نا کسی طرح گزارا ہو رہا تھا مگر زیادہ رات کو سناٹا ہو جانے کی بدولت اس کی پوری رات ڈرتے ڈرتے گزرتی تھی۔ ان دنوں میں ایک بار بھی اس نے رنم کو کال ملانے کی زحمت نہیں کی تھی اور نا ہی رنم نے غصے میں یہ عمل دہرایا تھا۔ وہ چاہتی کہ وہ اسے کال کرے۔ آج بھی وہ اپنے کمرے میں ہی تھی مگر اچانک بجلی زور سے کڑکنے اور دھواں دھار بارش کی بدولت کھڑکیاں بجنے سے وہ جلتی لائٹ کی پرواہ کیے ہانپتی ہانپتی بغیر ارم کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ جو نیند میں جانے کی تیاریوں میں تھی گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ انہوں نے تفکر سے اس کی جانب دیکھا جس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا رنم ایسے کانپ کیوں رہی ہو۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اسے بٹھا کر پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی جو اس نے ایک ہی سانس میں چڑھا لیا۔

"پتہ نہیں ماما وہ بس میں سو ہی رہی تھی مگر اچانک بجلی اتنی زور سے کڑکی کہ میرا سانس ہی رک گیا آپ جانتی ہیں کہ مجھے اکیلے رہنے سے کس قدر خوف آتا ہے اور وہ یہ حویلی تو وہ ویسے بھی آدم خور کے وقتوں کی لگتی ہے سونے پہ سہاگہ جگہ دیکھیں پہاڑوں کے وسط میں گھڑی یہ بڑی حویلی۔"

وہ خوفزدہ سی بولتی جھرجھری لے اٹھی۔ پہلی نظر میں اس حویلی کو دیکھتے اسے کسی قدیم زمانے کی حویلی کا گمان ہوا تھا جسے ایک نظر دیکھ کر انسان لازماً ڈر جائے۔

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp : 0344-4499420

"رنم حد ہے ویسے کب بڑی ہو گی تم شادی ہو چکی ہے مگر ہو ابھی بھی بچی ہی۔"

وہ اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگاتی تند لہجے میں بولی تو وہ اپنا سر سہلاتے منہ بسور کر رہ گئی۔

"ماما آپ جانتی ہیں بابا بھی رات کو جب تک میں سو نہیں جاتی تھی تو اس وقت تک اٹھتے نہیں تھے میرے پاس سے۔"

وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"اس وقت کی بات کچھ اور تھی مگر اب تم شادی شدہ ہو اور شادی شدہ لڑکیاں ایسی حرکتیں کرتی اچھی نہیں لگتی ان کی زندگی میں کافی بدلاؤ آجاتے ہیں۔"

وہ ایک ماں ہونے کی حیثیت سے اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"بدلاؤ کیسا بدلاؤ ماما صرف ایک نام کے شوہر کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوا اور اب تو وہ بھی نا جانے کونسے جہاں میں جا کر بس چکے ہیں۔ ایک فون کرنا تک گوارا نہیں کیا قسم سے ماما دنیا کا آخری اور واحد ان رومینٹک بندہ آپ نے میرے لیے تلاش کیا ہے جسے نئی نویلی دلہن سے کیسے پیش آتے ہیں یہ بھی نہیں معلوم۔ یہ نہیں کہ دور گئے ہیں فون کر کے کہے کہ میں تمہیں یاد کر رہا ہوں وہ تو مجھے بھول ہی گئے ہیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اپنے دکھڑے روتی جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہوئے بولی۔ اس چکر میں وہ اچھی خاصی روہانسی ہو چکی تھی۔ ارم خاموشی سے اس کے پاس بیٹھی۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اسے یاد کر رہی ہے مگر اپنی زبان سے اس بات کا اقرار وہ قطعی نہیں کرے گی۔

"اگر اس نے نہیں کیا میری جان تو تم نے کرنا گوارا کیا۔ میاں بیوی کا رشتہ برابری کا ہوتا ہے پہلے میں یا پہلے وہ نہیں۔ کیا معلوم وہ تمہارے فون کے انتظار میں ہو۔ جس طرح تمہیں اس سے امیدیں ہیں ویسے ہی اسے بھی تم سے وابستہ ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے وہ کہ مصروف ہو چلو اب اچھی بیوی کی طرح اسے کال ملاؤ اور اس سے حال احوال استسفار کرو اسے بھی اچھا محسوس ہو گا اور تمہیں بھی۔"

وہ اس کی حالت کے پیشِ نظر اس کا گال تھپتھپاتے تحکم بھرے لہجے میں بولی تو رنم نے ان کی بات سے معترف ہوتے ہولے سے سر ہلایا اور اپنے موبائل کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی جو شاید وہ جلد بازی میں اپنے کمرے میں ہی چھوڑ آئی تھی۔ وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے اٹھی اور انہیں اشارہ کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ فون ہاتھ لیتے وہ مسکراتے ہوئے اس کا نمبر تلاش کرتی جوں ہی باہر نکلی. فضا میں گھلی عجیب سی بدبو نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔ وہ اس بدبو کے تعاقب میں چلتی جوں ہی صحن کی جانب بڑھی وہاں تپائی پہ بیٹھے فرزام کو دیکھتے وہ پریشان ہوئی مگر اس سے زیادہ اس کے ہاتھ میں موجود جلتے سیگریٹ کو دیکھتے وہ ٹھٹھکی تھی۔ اس حویلی کے مردوں کے

WhatsApp ; 0344-4499420

خلاف وہ جس قدر مرضی بدگمان سہی مگریوں سرے عام کسی کو بھی یہ حرکت کرتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ گہرا سانس بھرتے اس کے نزدیک پہنچی تو اپنے قریب آہٹ محسوس کرتے فرزام نے ٹھٹھک کر لہو رنگ آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا مگر رنم کو وہاں دیکھے وہ بغیر کچھ بولے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

"تم نے سیگریٹ پینا شروع کر دی کیا۔"

وہ حیرت کے مارے بولی۔ فرزام اس کی بات پہ تلخی سے ہنسا تھا مگر کوئی جواب نا دیا۔ رنم نے اس کے چہرے پہ چھائی تھکن کو دیکھتے اس سے کچھ فاصلے پہ جگہ سنبھالی تھی۔

"اداس لگ رہے ہو تم مجھے۔"

وہ اس کی جانب دیکھتے نا سمجھی سے بولی۔

"شاید اب زندگی کا مقصد ہی یہی ہے اداسی میں اور بس یہ۔ باقی سب نے تو کٹھ پتلی ہی سمجھ لیا ہے اپنے اشاروں پہ نچاؤ اور اس کے بعد استعمال کر کے پھینک دو۔ اب شاید میری زندگی اور جینے کا بھی کوئی مقصد نہیں ہے۔"

وہ دور کہی خلاء میں نگاہیں جمائے کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔ اس کی بات پہ رنم کا دل دھک سے رہ گیا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"تم زندگی سے اس قدر بدگمان کیوں ہو فرزام۔ تم شاید بھول رہے ہو کہ تم نے ہی ایک لڑکی کی زندگی کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس کی ذات کو ٹھیس پہنچائی ہے اس لڑکی کے کردار پہ بات آئی ہے جس نے صرف تمہارے بغیر کسی کو چاہنا تو دور کی بات سوچا تک نہیں تھا اگر اسے پالیتے تو شاید تمہارے جینے کا مقصد بھی پورا ہو جاتا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولی جس میں واضح تنبیہہ شامل تھی۔

"جس کی زندگیوں کسی ڈور کی مانند اس کی ماں باپ کے ہاتھوں میں ہو جسے وہ جب چاہے کھینچ ڈالے اس کا زندگی سے بدگمان ہونا ایک فطری عمل ہے۔ تم سوچ سکتی ہو کہ ایک ماں جب روتی ہے تو اس کی اولاد پہ کیا گزرتی ہے میری ماں نے بھی یہی سب کچھ کیا جس سے میں ان کی بات مان جاؤ بس وہ دن گیا اور آج کا دن اسی گہری دلدل میں پھنستا چلا گیا۔ اور دیکھو عین وقت پہ میری ماں سب کے ساتھ اچھی ہوتے مجھے سب کی نگاہوں میں برا اور مشکوک بنا گئی۔"

وہ اذیت کی کیفیت میں بولتے سیگریٹ زمین پہ پھینکتے بھاری جوتے سے مسلنے لگا۔

"تم سنبھل سکتے تھے فرزام۔"

اس نے ایک ادنیٰ سی کوشش کی ورنہ اس کی باتوں سے اسے بے حد تکلیف پہنچی تھی۔

"کیا محبت اتنی جلدی مر جاتی ہے رنم۔ کیا محبت کا وجود اتنی جلدی مٹ جاتا ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ حسرت آمیز لہجے میں بولا۔ رنم کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔

"محبت کبھی ختم نہیں ہوتی فرزام مگر جب اس کے نام پہ ہی دھوکہ ملتا ہے نا تو یہ بس ہمارے دل کے نہاں خانے میں بسیرا کرتے ہم سے ہی بے رخی برت لیتی ہے ہم سے ہی روٹھ جاتی ہے اور یہ تو پھر فطری عمل ہے نا۔ محبت جواب میں محبت مانگتی ہے۔ محبت نا سہی عزت تو لازم مانگتی ہے مگر جب عزت ہی کسی مٹی کے ڈھیر کی مانند ہاتھوں سے پھسل جائے تو پھر محبت کا وجود باقی نہیں بچتا۔"

وہ نم لہجے میں بولی۔ اسے آج شدت سے ان دونوں فریقین کا آپس میں الجھا ہوا رویہ محسوس ہوا تھا۔

"پھر میرے خیال سے میرے جینے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ میں نے اس کا دل دکھایا ہے میں نے ایسی جگہ لا کر مارا ہے جہاں تکلیف کا احساس صرف بڑھتا ہی ہے ختم یا کم نہیں ہوتا۔ میں جب جب اس بارے میں سوچتا ہوں میرا دل پھٹتا ہے۔ وہ میری ہو کر بھی میری نہیں ہے۔"

وہ ناجانے کیا سوچ کر کرب کے عالم میں اس سے اپنے دل کی باتیں کر رہا تھا۔

"تم دونوں نا چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو اس گناہ کی سزا دے گئے ہو جو تم دونوں نے کیا ہی نہیں ہے۔ وہ محبتوں میں پلی بھری رنگوں میں کھیلی ہوئی اس حویلی کی چہکاروں میں جو لڑکی ہمیشہ بازی لے جاتی تھی آج تم سے نفرت کرنے میں بھی بازی لے گئی۔ میری ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ فرزام جو

WhatsApp : 0344-4499420

عورت محبت ڈٹ کر کرنا جانتی ہے اور اپنی محبت کو پاک رکھنا جانتی ہے وہ اپنے کردار کی مضبوطی کیلیے کسی بھی حد تک جاسکتی ہے۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولتے اسے چہرہ جھکانے پہ مجبور کر گئی۔

"خیر تم نے آج کھل کر مجھ سے اپنے دل کی باتیں کی ہے اور یقین کرو میرا تم پہ یقین ایک بار پھر پختہ ہو گیا ہے کہ تم ایسا کبھی نہیں کر سکتے تھے اپنے لفظوں اور زبان سے تم اس جذبے کو دھتکار کر بدلے کا نام دے سکتے ہو مگر تمہاری آنکھیں کبھی بھی تمہارے اس لہجے کی ترجمانی نہیں کریں گی کیونکہ تم آج سے نہیں بلکہ اس دن سے اسے اپنے دل میں جگہ دے بیٹھے ہو جس دن تم نے اس بدلے کے کھیل کا آغاز کیا تھا۔"

وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے آنکھوں میں چمک لیے بولی۔

فرزام کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔ وہ اس کے دل کا حال کیسے پہچان گئی تھی۔ کیا اس کے چہرے سے سب چھلکتا تھا۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ دیکھ وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گیا۔

"میں اس سے محبت نہیں کرتا میں بس اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نہیں دیکھ سکتا مجھے تم بس یہ بتاؤ کہ میں اسے اپنا یقین کیسے بخشوں۔ وہ کب دوبارہ میری جانب مائل ہو گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اپنے لہجے میں بے قراری سموئے بولا۔ رنم اس کی بات پہ زیرِ لب مسکرائی۔

"گھاؤ ظاہری نہیں ہے اندرونی ہے اور گہرا ابھی جسے بھرنے میں کچھ وقت درکار ہو گا بس تم اپنے لہجے اور اپنی محبت سے اس پہ مرہم رکھتے جانا وہ بہت جلد اپنے اصل میں واپس لوٹ آئے گی۔ اس کا یقین بحال ہونے کی دیر ہے۔ ہاں بس وہ جو مرضی بولیں اندر کا غبار تم پہ نکالے تم آگے سے کچھ مت بولنا ورنہ معاملہ بگڑنے کا خدشہ ہو سکتا ہے۔"

وہ چٹکیوں میں اس کے مسئلے کا حل بتاتے ہوئے بولی۔ وہ اس کی بات پہ کچھ سوچتے ہولے سے ہنس دیا ہے۔

"تم اتنی بھی بری نہیں ہو۔"

وہ دھیمی مسکراہٹ سمیت بولا۔ اس سے بات کر کے کسی حد تک اندر کا غبار ہلکا ہو گیا تھا۔

"میں ذرا بھی بری نہیں ہوں بشرطیکہ سامنے والا برا نا ہو میں صرف اچھوں کے ساتھ اچھی ہوں اور بروں کے ساتھ بہت بری۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے بے خوفی سے بولی۔ وہ داد دینے والے انداز میں بھنویں اچکا گیا۔ رنم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شاید تمہیں بھی محبت ہو گئی ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

اس کی بھاری آواز پہ رنم نے اندر کی جانب بڑھتے قدم زمین پہ ہی تھمے۔اس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی بات کا مفہوم سمجھتے وہ دلکشی سے مسکرائی تھی۔

"شاید نہیں یقیناً مجھے اپنے محرم سے محبت ہو گئی ہے اور محرم سے دل لگی کرنا گناہ نہیں بلکہ نیکی ہے۔"

وہ نرم خوبصورت لب و لہجے میں بولتے اسے مبہوت کر گئی۔

"تو پھر اظہار کب کر رہی ہو۔"

اس نے بھی اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے ساتھ ہی قدم آگے کی جانب بڑھائے تھے۔

"شاید کبھی بھی نہیں کیونکہ مجھے اعتراف کرنا نہیں آتا ہاں البتہ میں اپنے رویے اپنی باتوں سے بارہا بار اس بات کا احساس دلاتی رہوں گی کہ وہ میرے سے سب سے خاص ہیں۔"

وہ سحر انگیز لہجے میں شرارت سموئے دلکشی سے بولی۔فرزام کے لبوں کی تراش پہ الوہی مسکراہٹ بکھری تھی۔

"فلحال تم میری محبت کے چرچے چھوڑو اور اپنی محبت کے پرچے پاس کرو کیونکہ اگر تم فیل ہو گئے تو پھر تو تمہارا اللہ نگہبان۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ ہنس کر بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ فرزام نے اس کی پشت کو تکتے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

وہ ارم کے کمرے کی بالکونی میں کھڑی مسلسل برشام کو فون ملا رہی تھی۔ اسے فون کرنے کی خاطر ایک اس نے انا مار لی تھی اور دوسری جانب وہ مکینک ڈھیلے پرزوں کو کس رہا تھا۔ معاً دوسری جانب سے فون اٹھاتے ساتھ ہی اس نے گھبرا کر فون سنبھالا۔

"رنم۔"

دوسری جانب سے آنے والی گھمبیر آواز پہ اس کے دل کی دنیا اتھل پتھل ہوئی۔ اس کے ہاتھ سے فون چھوٹتے چھوٹتے بچا۔ وہ ہمت مجتمع کرتے گہری گہری سانسیں بھرنے لگی۔

"کیا یہ فون آپ نے مجھے اپنی سانسیں سنانے کیلیے کیا ہے۔"

وہ شریر لہجے میں بولا۔ رنم نے دل ہی دل میں دانت پیسے اس کے دو سو روپے والے رومینس پہ۔

"اتنے اچھے ابھی آپ کے نصیب نہیں ہوئے کہ میں آپ کو اپنی سانسیں سناؤں میں نے آپ کو فون باتیں سنانے کیلیے کیا ہے اتنے فون جو کر لیے آپ نے مجھے میری یاد میں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ پچھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ برشام کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی کیونکہ اس نے تو ایک بھی فون ابھی تک اسے ملایا ہی نہیں تھا۔ وہ تو یہاں آکر مصروف ہی اس قدر تھا کہ وقت ہی نہیں ملا۔

"مگر میں نے تو تمہیں ایک بھی فون نہیں کیا۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوا۔ اس کی بات پہ دانت پیستے ہوئے ہنسی۔

"بس یہی تو یاد دلانے کیلیے فون کیا ہے آپ کو کہ آپ نے مجھے ایک بھی فون نہیں کیا۔"

وہ غصے میں بولتی آخر میں دھیمے اور پر شکوہ لہجے میں بولی۔ وہ اس کی بات پہ جی جان سے مسکرایا تھا۔

"یہاں پہ آکر بلکل بھی وقت نہیں ملا بس کام ہی اس قدر زیادہ تھا۔"

وہ پیشانی مسلتے ہوئے تھکاوٹ سے بولا۔

"جی جی جس جس کے پرزے ڈھیلے ہوئے تھے وہ آپ نے ہی تو کسنے تھے کیونکہ آپ سے بہتر مکینک انہیں اب تک میسر ہی نہیں آیا۔"

وہ طنزیہ لب و لہجے میں بولی۔

"نہیں میرے سے قبل بھی ایک مکینک تھا بہت اچھا مگر اس کے چلے جانے کے بعد اب سارا بوجھ جیسے میرے ہی سر پہ آگیا ہے اسی لیے ایمرجنسی میں یہاں آنا پڑا۔"

وہ یاسیت بھرے لہجے میں بولا۔ رنم کے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات ابھرے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ تو سنجیدہ ہی ہو جاتے ہیں میں تو بس مذاق کر رہی تھی۔ آپ پریشان مت ہو۔"

اس کا تھکن ذدہ لہجہ رنم سے کسی صورت برداشت نا ہوا تبھی مدھم لہجے میں بولی۔

"میرے خیال میں اب آپ کے دماغ کے پرزوں کی مرمت کی ضرورت ہے جو دن بدن ڈھیلے ہوتے جا رہے ہیں۔"

وہ معنی خیز لہجے میں بولا۔رنم اس کی بات پہ نچلا لب دانتوں تلے دبائے مسکرا دی۔

"آپ واپس کب آ رہے ہیں ویسے۔"

وہ گرل کو اپنے ناخنوں سے کھرچتی آسمان پہ نظریں جمائے بولی جہاں ننھے ننھے ستارے ٹمٹما رہے تھے۔

"میرے خیال میں محترمہ میں ابھی تو یہاں آیا ہوں تو پھر یہ پوچھنے کا بھی جواز نہیں ہے۔"

وہ سرزنشی لہجے میں بولتے است خجل کر گیا۔اس کے بعد ایک دو مزید باتوں کے بعد رنم نے الوداعی کلمات کہتے فون رکھنا چاہا۔

"اب میں فون رکھ رہی ہوں مجھے شدید قسم کی نیند آ رہی ہے۔"

وہ نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کو مسلتے ہوئے خمار آلود لہجے میں بولی۔

"مگر میں تو اب مکمل طور پہ فریش ہو گیا ہوں رنم۔ آپ کے جانے کے بعد میرا کیا ہو گا۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس کی بھاری آواز پہ رنم کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی جو رات کے دو بجے اسے یہ بول رہا تھا کہ وہ فریش ہو گیا ہے۔

"ابھی تو آپ سے زیادہ تھکا ہوا کوئی نہیں تھا۔"

وہ طنز کرنے والے انداز میں بولتے موبائل پہ دوسری جانب برشام کو مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"کوئی ہماری محبوب بیوی کو بتلائے کہ ان کی میٹھی باتوں ان کے شیریں لہجے ان کے روح میں اتر جانے والے الفاظوں سے ہماری ساری تھکن سیکنڈوں میں ذائل ہو جاتی ہے۔"

اس کی بھاری گھمبیر آواز پہ ایک لمحے کیلیے رنم کے دل کی دنیا اتھل پتھل ہوئی تھی۔اس نے گھبرا کر اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا تھا۔اس نے گھبرا کر سرعت سے کال کاٹی اور فون کو سختی سے تھام کر اندر کمرے کی جانب بڑھی تھی جہاں ارم سکون سے گہری نیند میں محو تھی۔اس نے موبائل سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے بیڈ کی دوسری جانب جگہ سنبھالتے نیند کے احساس میں ڈوبتے آنکھیں موندی تھی۔

سورج اپنے جوبن پہ آگ برسا رہا تھا۔چاروں اطراف میں پھیلی روشنی ہلکی پھلکی گرمی کا احساس بڑھ رہا تھا۔جولائی ہونے کی بدولت اسلام آباد کا موسم بھی کچھ حد تک گرم تھا۔ایسے میں وہ عورت اپنی چادر سے ماتھے پہ آیا پسینہ پونچھتے اپنے معمول کے مطابق ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتی پولیس سٹیشن کے

WhatsApp ; 0344-4499420

باہر آکر کھڑی ہو گئی۔ اس واقعے کو پانچ دن ہونے کو آئے تھے جب اس شخص نے انہیں امید دلائی تھی مگر ابھی تک اس کی جانب سے بھی کوئی مثبت جواب موصول نا ہوا تھا تبھی وہ ایک بار پھر ہمت متجمع کرتے دوپہر کے وقت ہی یہاں انصاف کی بھیگ مانگنے چلی آئی تھی۔ آنکھیں جوان بیٹے کی موت کے غم میں بلکل خالی تھی۔ وہ کچھ ہی دنوں میں وقت سے پہلے بوڑھی دکھائی دینے لگی تھی۔ آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے، پیروں میں موجود ٹوٹا ہوا جوتا جس کی بدولت وہ لڑکھڑا کر چل رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے ایک تصویر تھام رکھی تھی جس میں ایک خوش شکل نوجوان کھڑا دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔ انہوں نے اس تصویر کو سختی سے خود میں بھینچا ہوا تھا گویا اسے کوئی ان سے چھین لے جائے گا۔ وہاں کے کانسٹیبلز نے اس عورت کو ایک بار پھر یہاں موجود دیکھ ناک منہ چڑھائی تھی۔ اس سے قبل کہ ان میں سے ایک آگے بڑھتے انہیں غصے سے ٹوکتا دوسرے والے نے سرعت سے اس کا بازو مضبوطی سے تھام لیا۔

"نوکری چلی جائے گی ہماری اس دن یاد ہے نا سر رزم نے کیا کہا تھا۔"

وہ غصے سے بڑبڑایا۔

"تو یہ بھی ہم نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ اگر اس عورت کو انصاف مل گیا تو ہمارا پتا وہ لوگ کاٹ دیں گے جنہوں نے اس کے بیٹے کا پتا صاف کیا ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بھی جواباً غصے سے دھیمے لہجے میں غرایا۔ دوسرے نے بے چینی سے انگلیاں دانتوں تلے دابی۔

"وہاں سے چھوڑیں گے تو جان سے جائیں گے مگر اگر یہاں سے چھوڑیں گے تو عزت سے بھی جائیں گے پورے نیوز چینلز میں ہمارے بابت غلط خبریں نشر ہونگی کہ ہم اس شعبے میں ہونے کے باوجود ان کالے دھندوں اور ان لوگوں کے ٹکڑوں پہ پلتے ہیں جو اپنا وقت آنے پہ کسی کی جان لینے سے گریز نہیں کرتے۔"

وہ پریشانی کی کیفیت میں گویا ہوا۔

"نہیں کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی ہم اس بڑھیا کو ہی جہنم واصل کروادیتے ہیں۔ پھر زیادہ معاوضہ ملے گا۔ ایس پی رزم بھی نہیں آئے ابھی اور ایس ایس پی سلطان وہ تو ویسے بھی نا جانے کونسی دنیا میں ہیں۔ ان کے آنے سے قبل ہی اسے ٹھکانے لگانا ہے۔"

وہ آنکھوں کے راستے اسے کوئی اشارہ کرتے شاطرانہ انداز میں مسکرا دیا۔ مقابل نے بھی اس کا اشارہ سمجھتے اس کی جانب مسکراہٹ پاس کی تھی۔ دوپہر کا وقت ہونے کی بدولت پولیس سٹیشن میں اکا دکا ہی لوگ تھے۔ اس میں سے ایک نے موقع سے فائدہ اٹھاتے آگے کی جانب قدم بڑھائے جبکہ دوسرا مکمل تانکہ جھانکی کر رہا تھا کہ کہی سے بھی کوئی نا آجائے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اے بڑھیا تو پھر یہاں آگئی۔ تجھے کتنی بار منع کیا ہے کہ یہاں انصاف مانگنے سے کچھ نہیں ہوگا اور اگر چاہیے تو ہمارے ہاتھ میں پیسے تھما پہلے۔"

وہ اس کی جانب جھکتے دانت پیستے ہوئے گویا ہوا۔ اس عورت نے بھیگی نگاہوں میں التجا لیے اس کی جانب دیکھا مگر وہ ترس کھانے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا۔ اس کی بات پہ بھی وہ عورت ٹس سے مس نا ہوئی تو دوسرا ابھی تیز تیز قدم اٹھاتے اس کے نزدیک پہنچا۔

"لگتا ہے یہ ایسے نہیں مانے گی ہمیں کچھ کرنا پڑے گا۔ چل اسے کھینچ کر ایک کونے میں لے چلتے ہیں۔"

وہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں رازداری سے بولا۔

"مجھے بس اس بچے سے ملوا دو۔ اب وہی میرا آخری سہارا ہے مجھے ملوا دو اس سے۔"

وہ اس کے سامنے بھیگ مانگنے والے انداز میں بولتی دونوں ہاتھ جوڑ گئی۔ آس پاس سے گزرتے اکا دکا لوگوں نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا تو وہ دونوں بھی اپنی جگہ صاف کرنے کی خاطر فوراً سے پہلے سیدھے ہوئے تھے۔

"آئیں ہم آپ کو ان کے آفس میں لے چلتے ہیں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ سرعت سے میٹھے لہجے میں گویا ہوا۔ وہ عورت بھی خوشی سے مسکراتے ان کی تقلید میں چلنے لگی۔ ان دونوں نے آنکھوں کے اشارے سے ایک دوسرے پہ بہت کچھ واضح کر دیا تھا۔ کچھ فاصلے میں پہنچتے جہاں پہ کسی کا بھی عمل دخل نہیں تھا اس میں ایک نے سختی سے اس عورت کی کلائی تھامی تھی۔ اس عورت نے لٹھے کی مانند سپید پڑتے چہرے سمیت گھبرا کر اس سے اپنا بازو چھڑوانا چاہا۔ وہ چیخ و پکار کرتے مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔ دوسرے نے عجلت میں گڑبڑاتے اس کے منہ پہ سختی سے ہاتھ جما دیا۔ اس عورت نے بروقت ہمت کرتے اپنے دانت اس کے ہاتھ میں گاڑھے عین اسی لمحے اس آدمی کا پاؤں بری طرح پھسلا۔ اس کانسٹیبل نے غصے سے اس عورت کو پیچھے کی جانب دھکیلا جس کی بدولت توازن نا برقرار رکھنے کی بدولت اگلے ہی لمحے وہ زمین بوس ہوئی تھی۔ ایک دلخراش چیخ اس کے لبوں سے نکلتے فضا میں پھیل گئی۔ ان دونوں کے رنگ فق ہو گئے۔ وہ دونوں وہاں سے بھاگنے کو پر تولنے لگے۔ کچھ سوچتے انہوں نے اس تڑپتی عورت کو دیکھ قدم خاموشی سے اندر کی جانب بڑھائے مگر اس سے پہلے ہی عقب سے ہی کسی نے انہیں اپنے مضبوط شکنجے میں لیا تھا۔ ان دونوں کے چہروں پہ ایک تاریک سایہ لہرایا۔ رزم نے ایک جھٹکے سے ان کا رخ اپنی جانب کرتے ان کے وجود کو ایک جھٹکا دیا تھا رزم کو دیکھتے ان کی حالت غیر ہوئی مگر اس سے بھی زیادہ سامنے اس عورت کو سہارہ دیتے شخص کو دیکھتے جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں انہیں اب محسوس ہوا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp : 0344-4499420

"سس۔ سر۔"

ان کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ اسے اچانک یہاں دیکھ ان کے پیروں تلے زمین کھسک گئی تھی۔

سلطان نے نفرت بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے اپنا رخ اس عورت کی جانب کیا جو ابھی بھی درد سے کراہ رہی تھی مگر ہاتھوں سے وہ فریم نہیں چھوٹا تھا۔

"سس۔ سلطان ہو نا تم۔ تم وہی بادشاہ ہو نا جس کے نام سے ہی دنیا ڈرتی ہے۔ جو صرف انصاف کرنا جانتا ہے جو پوری دنیا میں حکومت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے ایک انصاف پسند سلطان۔"

وہ اپنے کپکپاتے ہاتھ اس کے چہرے پہ پھیرتی یاسیت سے گویا ہوئی۔ اس نے ان کے ہاتھ سے فریم لیتے ایک نظر اس لڑکے کو دیکھا جو ہنستے ہوئے سلیوٹ کر رہا تھا۔

"میرا نام سلطان ضرور ہے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ میں اپنے نام کی طرح اصل کا بادشاہ ہوں یا نہیں یا یہ پوری دنیا میرے خوف سے کانپتی ہے میں بس اتنا جانتا ہوں کہ انصاف کرنا میری خوبی ہے اور جن کی رگوں میں وفا اور انصاف گردش کرتا ہے انہیں پھر اپنے سامنے کھڑی لاکھ بلاؤں سے بھی خوف نہیں آتا وہ چیڑ پھاڑ کر رکھنے میں بلکل بھی نہیں جھجکتے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ لہو رنگ آنکھوں سمیت اشتعال کی کیفیت میں دھیمے لہجے میں مضبوطی سے گرجا۔اس کے چہرے پہ چٹانوں جیسی سختی تھی۔اس عورت نے نم نگاہوں سمیت مسکراتے حسرت سے اس کی جانب دیکھا۔رزم کی گرفت میں وہ دونوں کانسٹیبلز پھڑپھڑا کر رہ گئے۔

"سر ان دونوں کا کیا کرنا ہے۔"

رزم کی سپاٹ آواز پہ سلطان نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے گہری کاٹ دار نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو خوفزدہ نگاہوں سے انہی کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"میری غیر متوقع آمد نے انہیں جو رنگ ان کے چہرے پہ بکھیرے ہیں اب سزا بھی میں انہیں غیر متوقع دیتے ان کی جان نکالنا چاہتا ہوں۔تم انہیں لیتے میرے کیبن میں پہنچو۔"

وہ ناگوار نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے کھردرے لہجے میں بولا اور اس عورت کو اپنے حصار میں لیتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔انہیں کرسی پہ بٹھاتے وہ خود ان دونوں کانسٹیبلز کی جانب بڑھا جو سچ میں اس کے خوف سے تھر تھر کانپ رہے تھے۔

"پولیس کے شعبے پہ لگا یہ سیاہ دھبا کہ پولیس تو ہوتی ہی فراڈ اور ناانصاف ہے جانتے ہو کس کی بدولت ہے کس کی بدولت یہ سیاہی ان کے چہرے پہ ملی جاتی ہے تم جیسے کتوں کی بدولت جو اپنی ایک ٹانگ یہاں پھنساتے ہیں اور ایک ٹانگ کسی امیر پارٹی کے ساتھ تاکہ دونوں جگہ کی صورتحال کا علم ہو سکے

WhatsApp : 0344-4499420

مگر میں یہ سب دیکھ کر خاموش بیٹھنے والوں میں سے قطعی نہیں ہوں۔ تم لوگوں کو مار کر اپنے ہاتھ میں کبھی گندے نہیں کروں گا بس تم لوگوں کو یہاں سے باہر کا راستہ دکھاؤں گا۔"

وہ چبھتے لہجے میں بولتے ان دونوں کو ان کے کالرز سے کھینچتے سینیئر آفیسر کے روم کی جانب بڑھ گیا۔ ان تک پہنچتے اس نے احتراماً انہیں سلیوٹ کیا تھا۔ وہ جو اس کی واپسی پہ بے حد خوش تھے اس کے ہاتھ موجود دو افسر کو دیکھتے حیرت ذدہ رہ گئے۔ ان کے پوچھنے پہ سلطان نے سپاٹ چہرے سمیت ایک ایک بات ان کے گوش گزار دی۔ چہرے پہ ایک نفرت بھرا احساس تھا گویا ان کا نام لینے میں بھی اسے کراہیت محسوس ہو رہی ہو۔

"اب آپ کیا چاہتے ہیں۔"

وہ دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے سنجیدگی سے بولے۔

"میں چاہتا ہوں کہ انہیں سسپینڈ کر دیا جائے سر کیونکہ ان کی سزا معمولی بلکل نہیں ہونی چاہیے سب کو علم ہونا چاہیے کہ ان رشوت خوروں کی بدولت پولیس بدنام ہے ورنہ ہر وردی پہننے والا غلط نہیں ہوتا بلکہ خود تو اپنے وطن پہ جان قربان کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔"

وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے بے خوفی سے گویا ہوا۔ انہوں نے جواباً سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا اور ایک بار پھر انہیں سلیوٹ کرتے ناک کی سیدھ میں باہر کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ ہی دیر میں

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ چہرے پہ پتھریلے تاثرات جمائے جوں ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا وہ عورت رزم کو وہ تصویر دکھا رہی تھی لب کسی بات پہ مسکرا رہے تھے شاید وہ اپنے بیٹے کے متعلق بات کر رہی تھی۔اس نے رزم کو وہاں سے اٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ مودب انداز میں ایک جانب ہو کر کھڑا ہو گیا۔سلطان نے ان کے سامنے کرسی کھسکائی تو انہوں نے حسرت بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"کتنے سال کا تھا آپ کا بیٹا۔"

وہ ان کی جانب دیکھتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"اکیس سال۔"

ان کی پر درد آواز پہ سلطان کے ساتھ رزم نے بھی لب بھینچے تھے۔

"کب ہوئی موت۔"

اب کی بار اس کی آواز بھی لڑکھڑائی تھی۔

"ڈیرھ ماہ قبل۔اس وقت سے آج تک انصاف کی بھیک مانگ رہی ہوں اپنے بیٹے کیلیے مگر یہاں کوئی سنتا ہی نہیں الٹا پیسوں کی شرط رکھ دیتے ہیں۔"

وہ بھیگے لہجے میں ازیت سے بولی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"اب میں آپ سے اس کی موت کے متعلق کچھ بھی پوچھو تو آپ نے ٹیمپو بلکل بھی لوز نہیں کرنا ہر سوال کا جواب مضبوطی سے دینا ہے جب اس کیلیے انصاف مانگ سکتی ہے تو پھر آپ بہت مضبوط عورت ہیں۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملا گیا۔

"کیسے ہوئی تھی اس کی موت اور کون ملوث ہے اس سب میں۔"

اس کی سخت آواز پہ اس عورت نے لب کشائی کی۔ سلطان کی تمام تر سماعتیں ان کی جانب مبذول ہو چکی تھی۔

"میرا بیٹا اکیس سال کا تھا بہت شوق سے جامعہ گیا تھا پڑھنے شروع سے ذہین فطین میرا بیٹا سکولر شپ کے . ذریعے پڑھتا آیا یہاں کی بہترین جامعہ میں پڑھنا اس کا خواب تھا۔ وہ اپنے بل بوتے پہ وہاں چلا بھی گیا۔ مجھے کبھی بھی اس معاملے میں اس نے کسی قسم کا تنگ نہیں کیا کیونکہ میں خود گھروں میں کام کر کے گھر چلاتی تھی۔ شوہر تو کب سے چل بسے تھے۔ جامعہ تو وہ چلا گیا مگر وہاں سے اس کی بربادی کی شروعات ہوئی تھی۔ میں نے اسے بہت روکا تھا مگر وہ نہیں باز آیا۔ وہاں اپنی کلاس میں ایک لڑکی سے محبت کر بیٹھا تھا وہ۔ میں نے اسے بہت ٹوکا کہ یہ ہمارے جیسے غریب لوگوں کے کام نہیں ہے۔ مگر وہ اس لڑکی کے ساتھ محبت کرتا چلا گیا یہاں تک کہ مجھے بھی فراموش کر گیا۔ میں اسے سمجھا سمجھا کر

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

تھک گئی تھی۔ پھر ایک دن اس نے مجھ سے اپنی شادی کی بات کی اور اس لڑکی کی بابت بتایا کہ اس کا باپ بہت بڑا آدمی ہے وہ لڑکی بھی اس کے مطابق اس سے بہت حد تک محبت کرتی تھی۔ اس لڑکی نے بھی اپنے باپ بھائی سے طیب کے بارے میں بات کی مگر وہ لوگ نہیں مانے اس دن کے بعد سے میرا بچہ بلکل ٹوٹ کر بکھر گیا تھا مگر اس لڑکی نے اس وقت بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑا اسے اپنی محبت کا یقین دلاتی رہی میرا بچہ ایک بار پھر اس میں ملوث ہو گیا۔ شاید وہ اس حد تک اسے پسند کرنے لگ گیا تھا۔ میں اس وقت بے بسی کی انتہاؤں پہ تھی کیونکہ مجھے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ ہمارا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ وہ آسمان ہے تو تو زمین ہے۔ اس نے مجھے اس لڑکی کے سچا ہونے کا یقین دلایا تھا۔ پھر ایک دن وہ یونی گیا تھا صبح اٹھ کر مجھ سے پیار لے کر اتنا خوبصورت لگ رہا تھا کہ چاہ کر بھی میں اس سے نظر نہیں ہٹا پا رہی تھی۔ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کی نظر اتاری تھی پھر وہ چلا گیا کاندھوں پہ بستہ لٹکائے وہ چلا تو گیا مگر واپسی اس کی کسی کے کاندھوں پہ ہوئی تھی۔ میں لاکھ چیخی چلائی تھی مگر مجھے انصاف دینے والا کوئی نہیں تھا۔ میں تنہا بوڑھی بلک بلک کر اسے جگاتی رہی کہ ایک بار اپنی ماں کے بارے میں سوچ لے مگر وہ ویسے ہی سویا رہا۔ خیر وہ چلا گیا مجھے چھوڑ کر معلوم ہوا تھا کہ اس سب میں کچھ پولیس کے آدمی بھی ملے ہوئے تھے۔ کچھ دنوں بعد مجھے ایک خط موصول ہوا جس میں سب کچھ لکھا ہوا تھا شاید اس لڑکی نے بھیجا تھا۔ ایک لڑکی سے محبت میرے جوان بیٹے کو کھا گئی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تکلیف سے بتاتے بلک بلک کر رو دی تھی۔ سلطان نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت ان کی جانب پانی کا گلاس بڑھایا تو وہ بے دم سی ہوتے انکار کر گئی۔

"میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ کو مضبوط رہنا ہے کیونکہ آپ یہ قدم اب اٹھا چکی ہیں اب اس پہ ثابت قدم آپ ہی کو رہنا ہے۔"

وہ خود میں ہمت مجتمع کرتے سرد لہجے میں بولا۔

"بتاؤ مجھے کیسے ہمت لاؤں خود میں کیسے جان پیدا کروں جس کا جیتا جاگتا ہنستا مسکراتا چاند سا بیٹا اسے بھری جوانی میں چھوڑ کر چلا جائے بھلا اس ماں کی بھی کوئی زندگی ہے۔ میری زندگی کی واحد جمع پونجی لٹ گئی ہے میرے ہاتھوں سے خالی رہ گئے یہ ہاتھ۔ واحد سہارا چھین لیا ان بدبختوں نے مجھ سے۔"

وہ آپے سے باہر ہوتے خود کو پیٹنے لگی۔ رزم نے بروقت آگے بڑھتے انہیں سنبھالا تھا جو مسلسل ہانپ رہی تھی۔ سلطان نے کچھ دیر ٹھہر کر ان کے نارمل ہونے کا انتظار کیا کیونکہ ان کی حالت بری طرح بگڑ چکی تھی۔ چند ساعتوں بعد ان کے کچھ حد تک ٹھیک ہوتے ہی وہ دوبارہ ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"اس لڑکی کا جو خط آیا تھا اس میں کیا لکھا تھا۔"

اس کی آواز پہ اس عورت نے چونک کر خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"اس نے لکھا تھا کہ میں اور وہ اس دن کورٹ میرج کرنے والے تھے۔ بہت خوش تھے ہم دونوں پھر نا جانے بھائی کو کیسے علم ہو گیا اور وہ عین وقت پہ کورٹ کے باہر پہنچ گئے۔ میں نے بڑی کوشش کی تھی کہ بھائی کو روک لوں مگر طیب اس دن کسی طور پہ راضی نہیں تھا۔ میں اپنے بھائیوں کو تو جانتی تھی مگر وہ نہیں جانتا تھا انہوں نے میری نگاہوں کے سامنے ہی اس پہ گولیاں چلادی تھی اور اس دن آپ کی طرح میں نے بھی ایک پیارے اور محبت کرنے والے انسان کو کھو دیا تھا۔ اب میری بھی شادی ہو رہی ہے زبردستی۔ مجھے معاف کر دیں میری وجہ سے سب کچھ اجڑ گیا اور آج میں خود بھی اجڑنے کیلیے تیار بیٹھی ہوں۔"

وہ چہرہ جھکائے دھیمے لہجے میں آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔

"اس لڑکی کے بھائیوں نے کوئی رابطہ کیا آپ سے۔"

اس کی بات پہ ایک بار پھر وہ اس کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئی۔

"یاں آئے تھے مجھے دھمکی دینے کہ میں پولیس کے پاس مت جاؤں کیونکہ مجھے وہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ مجھے پیسے دینے کی کوشش کی تاکہ میں رشوت لے کر منہ بند کر لوں مگر میں نے نہیں لیے مجھے انصاف چاہیے تھا اپنے بیٹے کیلیے۔ کیا یہاں غریبوں کا رہنا اس قدر کٹھن ہے۔ مجھے کچھ

WhatsApp ; 0344-4499420

نہیں چاہیے بس ایک بار ان آدمیوں کو سزا دلوا دیں میرے سامنے میری تڑپتی ممتا کو سکون آجائے گا۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے گزارش کرنے والے انداز میں بولی۔ سلطان نے بروقت ان کے ہاتھ تھامتے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ اس کی ماں کے برابر تھی۔

"کیا آپ ان آدمیوں کا نام پتہ یا کچھ بھی جانتی ہیں۔"

وہ پر سوچ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

اس عورت نے کچھ دیر سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا مگر پھر اگلے ہی لمحے انہوں نے جھٹکے سے رخ موڑتے ان کی جانب دیکھا۔

"ہاں ہاں جانتی ہوں اس کا نام نواز چوہدری تھا شاید ہاں اور وہ بہت بڑا بزنس مین ہے اس کا باپ۔ بھائی وغیرہ تو کافی بدمعاش محسوس ہوئے تھے مجھے۔ میں بس اتنا ہی جانتی ہوں اس سے زیادہ نہیں۔"

وہ سوچتے ہوئے بولی۔ سلطان نے پین کو انگلیوں میں گھماتے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور فائل پہ جھکتے کچھ درج کرنے لگا۔ فائل بند کرتے اس نے رزم کی جانب بڑھائی تھی جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا۔

"کیا اب میرے طیب کو انصاف ملے گا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ آس بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ سلطان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور مضبوط چال چلتے ان کے نزدیک آیا تھا۔

"آپ کے طیب کو انصاف بھی ملے گا اور آپ کے سامنے میں اس کے گنہگاروں کو پھانسی کے پھندے تک بھی پہنچاؤں گا یہ ایس ایس پی سلطان کا آپ سے وعدہ ہے اور میں وعدہ خلافی کے سخت خلاف ہوں۔ آپ کے عظیم ماں ہیں جنہوں نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اپنے بیٹے کیلیے انصاف طلب کیا ہے اور میں آپ کی امیدوں پہ کسی بھی صورت پانی نہیں پھرنے دوں گا۔"

وہ عقیدت سے ان کی جانب دیکھتے انہیں سلیوٹ کرتا ہوا پر عزم لہجے میں بولا جواباً انہوں نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"رزم تم جاؤ انہیں ان کے گھر تک آرام سے ڈراپ کر کے آؤ اس وقت تک میں اس کیس کے اہم پہلو سر سے ڈسکس کرلوں۔"

وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولا جواباً وہ جی سر کرتے انہیں اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ ان کے جاتے ہی سلطان نے ایک نظر اپنی کرسی کے عقب میں موجود دیوار پہ لٹکی تصویر میں موجود پولیس وردی میں ملبوس فیصل بلوچ کو دیکھا اور نم نگاہوں سمیت اپنا بھاری ہاتھ ان کی تصویر پہ پھیرا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"آج سے آپ کا ہر کام میں پورا کروں گا لیڈر۔"

وہ لہجے میں پختگی سموئے بولا اور گہرا سانس بھرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے اپنی کیپ لیتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کا ارادہ سینیر آفیسرز سے ملاقات کا تھا تا کہ انہیں بگڑتے حالات کی سنگینی کے متعلق آگاہ کر سکے۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"رنم آرام سے کھاؤ کھانا کہیں بھاگا نہیں جارہا۔"

اس کی جلد بازی پہ ارم اسے سختی سے ٹوکتے ہوئے بولی۔ رنم نے کھیساتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔

"ارے کھانے دو تم میری بیٹی کو۔ کھانے سے کون ٹوکتا ہے۔"

www.zubinovelszone.com

WhatsApp ; 0344-4499420

رضوانہ سرزنشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے محبت سے رنم کے بال سہلاتے ہوئے بولی جوابًا وہ ارم کو دیکھ کر بائیں آنکھ دباتے مسکراہٹ دبا گئی۔

"نہیں تائی سائیں میں بس یہ کھاؤں گی فلحال دراصل مجھے کچھ ضروری کام ہے۔"

وہ اپنا چہرہ تھپتھپاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو سردار سائیں کی تقلید میں بھاگ رہی تھی۔فرزام اچھے سے سمجھ چکا تھا کہ اس کی کوئی نئی فرمائش ہوگی اب سردار سائیں سے۔اس نے سر جھٹکتے جوں ہی سامنے نگاہیں اٹھائی نورے نے سرعت سے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔چہرے پہ اپنی بے اختیاری کی بدولت سرخی پھیل چکی تھی۔فرزام اس کی حرکت پہ مسکراہٹ دبا کر رہ گیا۔کل سے ہی وہ رنم کے کہے کے مطابق جان بوجھ کر اسے اپنے ہر کام میں شامل کرنے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ وہ اس کی جانب دوبارہ سے مائل ہوسکے۔

"آپ کہاں جارہی ہیں یوں دن چڑھے۔"

سردار سائیں نے اسے اپنے ساتھ قدم باہر کی جانب بڑھاتے دیکھ ناسمجھی سے استسفار کیا۔ان کی بات پہ وہ کندھے اچکاتے مسکرادی۔

"میں آج آپ کے ساتھ باہر کھیتوں کا دورہ کرنے جاؤں گی صرف کھیتوں کا نہیں بلکہ مویشی خانے ہر جگہ کا۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Book Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولی۔ سردار سائیں نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا اور رخ پھیر کر فرزام کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔

"چلیں دادا سائیں۔"

وہ انہیں بولتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ رنم نے ان کے ساتھ قدم ملاتے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ سب نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا جو کس قدر سنجیدگی سے سردار سائیں سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ چہرے پہ ایک اعتماد در آیا تھا۔

"ویسے بھابھی دمادم مست ہیں۔ ان کے آگے نا کسی کی کبھی چلی ہے اور نا ہی کبھی چلے گی کیونکہ وہ ون اینڈ اونلی ہیں۔"

حورے کی چہکتی آواز پہ سب ایکدم کھل کر مسکرا دیے تھے۔

"فرزام سائیں تمام ذمہداریوں کا میں نے آپ کو کل ہی بتا دیا تھا بس جلد از جلد آپ اس پہ عمل درآمد شروع کریں۔"

سردار سائیں کی ہر خستہ آواز پہ اس نے سامنے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ ناک کی سیدھ میں چلتے آگے کی جانب بڑھ رہے تھے۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"جی دادا سائیں آپ بلکل بھی پریشان نا ہو۔ انشاءاللہ آپ کو مجھ سے کسی بھی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"

وہ پر اعتمادی سے گویا ہوا۔ رنم نے بے ساختہ اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے مسکرائی۔

"ملنی بھی نہیں چاہیے کیونکہ اس بار تم سے سوال کرنے والی میں بھی ہو سکتی ہوں۔ یہ سرزمین یہ گاؤں یہاں کی ہر شے بہت حسین ہے بہت زیادہ بس تمہیں اپنے فیصلوں سے یہاں مزید امن پیدا کرنا ہے۔"

رنم نے نرمی سے اسے جتایا تو وہ دونوں ہولے سے ہنس دیے معاً رنم کی نگاہ ایک جانب اٹھی جہاں ایک بوڑھی عورت اپنے گھر کے باہر چارپائی ڈالے دھوپ سینک رہی تھی۔ سردار سائیں کو دیکھتے اس کے چہرے پہ چھانے والے گھبراہٹ بھرے اثرات اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہے۔ وہ عجلت میں اپنی جگہ سے اٹھی اور تیز تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھی تھی جہاں سے آتی مدھم آوازوں پہ ناجانے کیوں رنم کا دل سکڑ کا پھیلا تھا جبکہ قدم زمین پہ ہی جم کر رہ گئے۔

"کیا ہوا آپ رک کیوں گئی رنم۔"

سردار سائیں کی آواز پہ رنم نے چونک کر ان کی جانب دیکھا تھا۔ فرزام بھی اس کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"از ایوری تھنگ آل رائٹ رنم۔"

اس کی پریشان کن آواز پہ اس نے دھڑکتے دل سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"پتہ نہیں مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس گھر سے آوازیں آ رہی ہیں عجیب و غریب سی۔ وہ عورت بھی گھبرا کر اندر کی جانب بھاگی ہے۔"

وہ ناسمجھی سے بولی تو ان دونوں کی کشادہ پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا۔

"ایسا کرتے ہیں ہم احتیاطاً دیکھ لیتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے کی جانب بڑھ گیا۔ رنم بھی ان کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔ ان کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہی وہی بوڑھی عورت باہر نکلی تھی اس کے چہرے پہ ابھی بھی گھبراہٹ بھرے اثرات تھے۔

"سردار سائیں چھوٹے سردار آپ یہاں۔"

وہ اپنی پیشانی پہ موجود پسینے کی ننھی منھی بوندوں کو صاف کرتے ہکلاتے لہجے میں بولی۔

"جی ہم یہاں مجھے صاف صاف بتائیں کہ اندر سے آنے والا یہ شور کیسا ہے۔ کیا چل رہا ہے اندر۔ جھوٹ کی بلکل بھی گنجائش نہیں ہے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

رنم ان دونوں کے بولنے سے قبل ہی شہادت کی انگلی اٹھاتے کرخت لہجے میں بولی۔ اس سے پہلے کہ وہ عورت اپنے دفاع میں کچھ بولتی اندر سے آنے والی مدھم چیخ کی آواز پہ ان سب نے پریشانی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ رنم ایک سخت گھوری سے انہں نوازتی غصے سے انہیں ایک جانب دھکیلتی اندر کی جانب بڑھی تھی۔ اس سے زیادہ اس سے برداشت نہیں ہوا تھا۔

"ارے بی بی آپ ایسے کیسے۔"

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی رنم کے قدم ایک کمرے کی دہلیز پہ ٹھٹھک کر رکے تھے۔ اس نے دھواں دھواں چہرے سمیت کمرے کے وسط میں کھڑی زخموں سے چور بدن لیے لڑکی کو دیکھا اور ایک نظر ایک کونے سے لگ کر کھڑے اس آدمی کو جو شاید اس کا شوہر تھا۔ اس کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔ وہ بھاگم بھاگ اس کی جانب بڑھی اور ایک قہر آلود نگاہ اس آدمی پہ ڈالتے ایک جانب رکھی چادر اس کے اوپر اوڑھائی تھی۔ چہرے پہ جگہ جگہ نیل کے نشان پھٹا ہوا ہونٹ جہاں سے خون رس رہا تھا۔ وہ تکلیف کی شدت سے ہولے ہولے کپکپا رہی تھی۔ اس دوران سردار سائیں اور فرزام بھی اندر. داخل ہوئے تو اندر کا منظر دیکھ ساکت رہ گئے۔ رنم شدید اشتعال کے عالم میں اس آدمی کی جانب بڑھی تھی اگلے ہی لمحے کمرے کی خاموش فضا میں زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔ وہ عورت تڑپ کر آگے کی جانب بڑھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"ایک قدم بھی آگے مت بڑھائیے گا ورنہ سب کچھ بھول جاؤں گی۔ یہ پرورش یہ تربیت ہے آپ کی کہ اپنے بیٹے کو یہ سب سکھا کر اسی کا پردہ کر رہی ہیں۔ ایک عورت ہو کر ایک عورت پہ ہی ظلم کروا رہی ہے اور تم تمہارے جیسے مرد ہی مردوں کے نام پہ دھبا ہوتے ہیں جو عورتوں پہ ہاتھ اٹھانا مردانگی سمجھتے ہیں۔ حالت دیکھی ہے اس کی تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے اور تم اسی کے وجود کو زخموں سے تار تار کر رہے لو جاہل انسان۔ میرا بس نہیں چل رہا ہے تمہیں شوٹ کر دوں۔ دادا سائیں آپ دیکھ رہے ہیں نا یہ سب۔"

وہ اذیت کی کیفیت میں بولتے غرائی۔ اس آدمی نے گھبرا کر اپنی ماں کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ حرکتیں کر کے تم مرد نہیں کہلاؤ گے اس حالت میں اگر اسے کچھ آرام عزت محبت دو گے اس وقت تم مرد کہلاؤ گے ابھی تو تم سے بھر کر وحشی جانور کوئی نہیں ہے۔"

وہ مزید ایک تھپڑ اس کے منہ پہ لگاتے غصے سے ہانپ اٹھی۔ فرزام نے بروقت اسے قابو کیا تھا ورنہ وہ آپے سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔

"رنم یہ درست فیصلہ نہیں ہے ہم اس کا کوئی حل تلاش کرتے ہیں۔ میں سزا دوں گا اسے میرا یقین رکھو با تم ریلیکس کرو۔"

www.zubiayetzone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اسے سمجھاتے رام کرنے لگا مگر رنم نے سختی سے نفی میں سر ہلاتے اس لڑکی کی جانب قدم بڑھائے تھے جو اب چہرہ جھکائے بری طرح رو رہی تھی۔

"کب تک خاموش رہو گی۔ لبوں پہ لگا قفل کب ٹوٹے گا۔ لڑکی ہو اس کا یہ مطلب نہیں تم کمزور ہو۔ تم اب ماں کے درجے پہ فائز ہونے والی ہو اور ایک ماں کبھی بھی کمزور نہیں ہوتی۔ خود کیلیے آواز نہیں اٹھا سکتی تو کم از کم اپنے بچے کیلیے تو اٹھاؤ۔ کب تک سہو گی اس شخص کی درندگی۔ ایسے مرد نہیں سدھرتے یہ قدموں تلے کچل دیتے ہیں۔ تم کمزور نہیں ہو ایک عورت کبھی بھی کمزور نہیں ہوتی۔ اپنے حق کیلیے آواز اٹھاؤ خدارا۔ مت بڑھاوا دو عورتوں پہ مار پیٹ کو۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے التجائیہ لہجے میں گویا ہوئی۔ آنکھوں میں بے بسی و بے کسی صاف چھلک رہی تھی۔ اس لڑکی نے اپنے آنسو سختی سے پونچھتے اس کی جانب دیکھا تھا۔ کس قدر تھکی ہوئی لگی تھی وہ رنم کو۔ ایسی حالت میں تو عورت شوہر کے وقت کو ترستی ہے اور وہ مار پیٹ کر رہا تھا۔

"آپ دونوں ماں بیٹی مجھے کچھ وقت میں ڈیرے پہ ملو۔"

فرزام درشت لہجے میں تحکم بھرے انداز میں بولا۔ سردار سائیں نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔ دونوں ماں بیٹے نے گھبرا کر نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"سردار سائیں مجھے نہیں چاہیے ان کی معافی۔ مجھے اب یہاں نہیں رہنا۔ یہ بی بی بلکل درست کہہ رہی ہیں مجھے اب اپنے بچے کیلیے جینا ہے۔ یہ مجھے روز آکر مارتا ہے۔ شادی کے اگلے دن سے دھتکارتا آیا ہے۔ میرا وجو کیا میں اندر سے بھی خالی ہو درد سے بھری ہوئی ہوں۔ اب تک میں اپنے لیے نہیں لڑ پائی مگر میں اب اس بچے کیلیے لڑوں گی کیونکہ ایک ماں سچ کمزور نہیں ہوتی۔ مجھے میری ماں کے گھر بجھوادیں سردار اور اس شخص سے میرا ہر تعلق ختم کروادیں۔ میں آپ کے پاؤں پڑتی ہوں۔"

وہ فرزام کے پیروں میں گرتی روتے ہوئے بولی۔ اس نے بروقت قدم پیچھے لیے تھے۔ رنم نے بے ساختہ اس کی حالت کے پیشِ نظر اسے تھاما تھا۔ فرزام نے خاموش نگاہوں سے سردار سائیں کی جانب دیکھا۔

"تو کہاں جائے گی ایسی حالت میں دیکھ میں تجھ سے معافی مانگ رہا ہوں نا۔"

اس کا شوہر بروقت اس کی جانب بڑھا مبادہ وہ سچ میں ہی کہی نا چلی جائے۔ اس لڑکی نے تنفر بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پہ مارا تھا۔

" تھوکتی ہوں میں تیری معافی پہ اور مجھے تجھ سے طلاق چاہیے سمجھ رہا ہے نا تو میری بات۔ بس اب مزید تیری مار پیٹ برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے مجھ سے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے حقارت سے چلائی۔ وہ دل ہی دل میں ان سب کے جانے کے بعد اس کا حشر بگاڑنے کا سوچتے دانت کچکچا کر رہ گیا۔ فرزام نے بنا کسی وقت کی تاخیر کیے سرعت سے ملازم کو کال ملائی تھی۔ اب اسے پہلی فرصت میں ہی یہ کام سرانجام دینا تھا۔

"آپ اپنا سامان باندھیں۔ ہمارا ملازم ابھی آپ کو چھوڑ کر آئے گا اور ان لوگوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ہو گا وہی جو آپ چاہو گی۔"

فرزام اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے مشفقانہ لہجے میں بولا تو رنم اور سردار سائیں کے لبوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد گاڑی کے آتے ہی فرزام نے ملازم کے ساتھ اسے اس کے گھر کی جانب روانہ کیا تھا جو قریبی گاؤں میں تھا۔ اس لڑکی نے تشکرانہ انداز میں رنم کی جانب دیکھا تھا۔

"میری ہمت بندھانے کیلیے بہت بہت شکریہ بی بی۔ اگر آج آپ نا آتی تو شاید میں ساری زندگی یوں ہی بیتا دیتی۔ آپ کی باتوں نے مجھے حوصلہ دیا ہے ہمت دی ہے کہ میں ایسے درندہ صفت لوگوں کے بغیر تنہا بھی اپنے بچے کی تربیت کر سکتی ہوں۔ کیا پتہ اگر بیٹا ہوتا تو ان کی صحبت میں ان جیسا ہی نکلتا اور میری طرح کسی اور لڑکی کی زندگی تباہ و برباد ہو جاتی۔"

وہ شدید آبدیدہ تھی۔ رنم نے بے ساختہ اسے سینے سے لگایا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اس کے جاتے ہی فرزام نے ایک بار پھر ان دونوں ماں بیٹے کا رخ کیا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"سائیں ایک بار معاف کر دیں یقین کریں میں آئندہ کبھی اس پہ ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔"

وہ اب فرزام کے پاؤں پڑ رہا تھا مگر اس کے چہرے پہ ندامت کے کوئی آثار موجود نہیں تھے۔ فرزام نے مونچھوں کو تاؤ دیتے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اس شخص کی بدولت اس سے قبل بھی پنچایت بیٹھ چکی ہے فرزام سائیں کیونکہ آس پاس کے لوگوں نے روز کی چیخ و پکار سے تنگ آتے مجھ سے شکایت کی تھی مگر اس وقت فیصلہ اس بچی کے نہیں بلکہ اس کے حق میں سنایا گیا تھا مگر آج پھر سے وہی سب دہرایا گیا ہے یہ سب معافی کے لائق نہیں ہے اب۔ آپ کا جو چاہے کریں اس کے ساتھ۔"

سردار سائیں کی سپاٹ آواز پہ رنم نے نم نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔ فرزام نے ضبط سے جبڑے بھینچے۔

"سزا کا مستحق تو یہ ہے اور اس کی ماں بھی۔ اس وقت تم لوگوں کو اندازہ ہو گا کہ ایک عورت جو سب کچھ چھوڑ کر تمہارے گھر آتی ہے وہ نوکر چاکر نہیں ہوتی بلکہ کسی کی بہن بیٹی ہوتی ہے جسے تم جیسے خبیث انسان جوتے کی نوک پہ رکھتے ہیں۔"

وہ اس کے کالر کو مٹھیوں میں جکڑتے کھردرے لہجے میں بولا۔ اس کی ماں نے بروقت سردار سائیں کے آگے ہاتھ جوڑے مگر وہ ناگواری سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئے کیونکہ آج تمام صورتحال وہ اپنی

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

نگاہوں سے دیکھ چکے تھے۔ اتنی دیر میں اس لڑکے کا باپ بھی گھر میں داخل ہوا مگر اندر کی صورتحال نے اسے بھی اچھا خاصہ بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔

"نہیں سائیں یہ ظلم مت کریں۔"

وہ منت سماجت پہ اتر آئی۔ رنم نے تند نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو اپنے بیٹے کو روکنے کی بجائے مزید مارنے کا بول رہی تھی۔ نا جانے اتنا عرصہ اس لڑکی نے کیسے اس قید خانے میں سسک سسک کر گزارا ہو گا۔

"تمہیں ابھی اور اسی وقت ہم اس گاؤں سے بے دخل کرتے ہیں اور اگر تم آج کے بعد کبھی بھی اس گاؤں میں نظر آئے تو ہم تمہیں اسی وقت تمہاری جان لے لیں گے اس کے بعد تمہارے ماں باپ کو اندازہ ہو گا کہ کسی کی اولاد پہ ظلم کریں تو کیا احساسات ہوتے ہیں اور تمہارے باپ کی تنخواہ بھی مہینے کی جتنی بنتی ہے اس کی آدھی ملے گی جس سے بس ہلکا پھلکا گھر کا خرچ چلے گا باقی تنخواہ غریبوں میں تقسیم کی جائے گی یہی تم سب کی سزا ہے جس کے تم سب مستحق ہو۔"

وہ سفاکی سے بولتے اس سب کے چہروں کے رنگ اڑا گیا۔ ان سب نے سپید پڑتے چہرے سمیت ان کی جانب دیکھا۔

"نہیں سائیں یہ ہماری اکلوتی اولاد ہے اسے ہم سے دور مت کرو سائیں خدارا ہم پہ مہربانی کرے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اب کی باری اس کا باپ بھی اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا مگر فرزام نے بے رخی سے اس کی بات کو ان سنی کرتے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے تھے۔ اس لڑکے کی حالت تو خراب ہونے لگی۔

"صرف ایک دن ہے تمہارے پاس کل اس وقت تم مجھے اس گاؤں کی زمین پہ نظر نا آؤ۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولا۔ اس کے ماں باپ مسلسل آہ و پکار کر رہے تھے مگر وہ بے حد سفاک بنا ہوا تھا کیونکہ اس لڑکے کی آنکھوں میں ابھی بھی شرمندگی کے کوئی آثار موجود نہیں تھے۔ وہ ذہریلی نگاہوں سے اسے دیکھتے تیز تیز قدم اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

رنم ایک اشتعال بھری نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے وہاں سے باہر نکل آئی۔ ابھی تک اس کے اعصابوں پہ وہی لڑکی سوار تھی۔

"ہمیں لگتا ہے کہ ہمیں فرزام سائیں کی بجائے یہ سردار رنم کو سونپ دینی چاہیے کیوں فرزام سائیں۔"

سردار سائیں اس کے متفکر چہرے کو دیکھتے فرزام کو براہ راست دیکھتے شریر لہجے میں بولتے اسے اس قدر اذیت کے باوجود مسکرانے پہ مجبور کر گئے۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے اس سرداری کی کیونکہ اب میں فرزام پہ مکمل طور پہ بھروسہ کر سکتی ہوں کہ وہ اب اس گاؤں میں کسی بھی عورت کی حق تلفی نہیں ہونے دے گا۔ یہاں انصاف کا بول بالا ہو گا اور کسی بھی ملازم کی محنت قطعی رائیگاں نہیں جائے گی۔ میں تم سے کچھ نہیں کہتی فرزام بس اتنا

WhatsApp ; 0344-4499420
www.zubinovelzone.com
Digital Books Library

کہوں گی کہ گناہ کے وقت ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا۔ دنیاوی لوگوں سے ہم ڈرتے ہیں کہ کوئی کچھ غلط کرتے ہمیں دیکھ نا لے مگر ہم بھول جاتے ہیں کہ سب سے بڑی ذات کو ہماری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ ہمارے متعلق کچھ فراموش کر جائے۔ وہ سب دیکھتا ہے پرکھتا ہے اور صحیح وقت پہ اس کا حساب بھی لکھا ہوتا ہے۔"

اس نے گہرے لہجے میں بولتے اس بہت کچھ باور کرایا تھا۔ فرزام نے اس کی بات پہ گہرا سانس بھرتے مضبوطی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"چلیں پھر آگے کا سفر طے کرتے ہیں۔"

وہ ان تمام خرافاتی سوچوں کو ذہن سے جھٹکتی انہیں آگے کی جانب بڑھنے کا اشارہ کرنے لگی۔ کھیتوں سے ہو کر ان کا ارادہ مویشی خانے کی جانب جانے کا تھا وہ آج ان سب کے ساتھ پورے گاؤں کو پڑھنا چاہتی تھی۔ ناجانے کیوں ایسے مردوں سے اسے شدید قسم کی کھار تھی۔ رنم نے خاموش نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا جہاں ایک جانب کافی عورتیں بیٹھی باتوں میں مصروف اپلے بنانے میں مصروف تھی جبکہ دوسری جانب عورتیں گندم چھانٹنے میں محو تھی۔ سب پوری دلجمعی سے اپنا کام سرانجام دے رہی تھی۔ یہاں آکر اس کا ذہن کچھ حد تک خوشگوار ہوا تھا۔ وہ اب تمام پرانی سوچوں کو جھٹک کر اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔ ان عورتوں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا تو وہ بھی ان کے دوستانہ

www.zubimovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

رویے پہ ہولے سے مسکرا دی تھی۔ جیسے جیسے دن ڈھل رہا تھا دھوپ کا نام و نشان مٹ رہا تھا اور اس کی جگہ سردی کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔

"دادا سائیں آپ تھکے نہیں نا جانے کب سے چل رہے ہیں۔"

رنم کو حیرت ہوئی تھی ان کے مستقل چلنے پہ جس کا اس نے اظہار بھی کر ڈالا۔

"بیٹا جی آپ تھک جائیں گی مگر ہماری بوڑھی ہڈیوں میں ابھی بھی اتنی جان ہے کہ ہم نا جانے کتنے میل پیدل سفر کر سکیں آخر کو گاؤں کی خوراک کھا کھا کر اس مقام تک پہنچے ہیں۔"

وہ فخریہ لہجے میں بولے۔ رنم نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔ اسی طرح اونچی نیچی ڈھلوانوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک مویشی خانے کی جانب پہنچے جہاں نا جانے کتنوں کی تعداد میں بھنسیں گائے بندھی پڑی تھی۔ اسے ان سب کو دیکھتے شدید قسم کا خوف آیا تھا۔

"یہ سب کیا مجھے دیکھ رہی ہیں۔"

وہ تگڑی بھینسوں کو دیکھتے فرزام کی جانب جھکتے سرگوشی کی کیفیت میں بولی۔ دل میں خوف سا پیدا ہوا ان کی پھیلی ناک اور بڑے سے منہ کو دیکھ کر۔

"ہاں وہ بھی سوچ رہی ہیں کہ یہ ہمارا ساتھی آزاد کیسے گھوم رہا ہے۔"

www.zubinovelszone.com
WhatsApp : 0344-4499420

اس نے بھی زیرِلب مسکراتے بغیر کسی تردد کے جواب دیا۔رنم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور سر جھٹک کر ایک جانب کھڑی ہو گئی۔ آگے بڑھنے کی اب ہمت کی کہاں تھی۔

"اب آگے کیوں نہیں جا رہی آپ۔"

سردار سائیں نے اس کے پیلی پڑتی رنگت دیکھ ناسمجھی سے استسفار کیا۔

"بس یہ چیزیں دور دور سے ہی دیکھی جاتی ہیں۔"

وہ کھسیاتے ہوئے بولی۔ فرزام نے مسکراہٹ دبا کر آگے بڑھتے ان میں سے سیاہ اور سفید رنگت کی حامل بھینس کو کھولا تھا۔رنم نے خوفزدہ ہرنی کی مانند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو اس کی پشت سہلاتے رنم کی جانب ہی بڑھ رہا تھا۔رنم چیخ مار کر سردار سائیں کی پشت پہ جا رکی۔

"اپنی یہ گھٹیا حرکتیں اپنی بیوی تک محدود رکھو میرے ساتھ شوخے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ غصے سے ناک کے نتھنے پھلاتے ہوئے بولی۔ سردار سائیں کے آنکھوں کے اشارے سے وہ وہی رک گیا۔رنم نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"چلیں دادا سائیں آج کیلیے یہی بہت ہے اب ہمیں چلنا چاہیے۔"

وہ وہاں سے بھاگنے کو پر تولنے لگی مبادہ وہ کہی پھر سے نا اس کے پاس آجائے۔وہ متفقانہ انداز میں سر ہلا گئے۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ دونوں جائیے مجھے کچھ ضروری کام ہے کچھ وقت میں پہنچتا ہوں۔"

وہ پل بھر میں سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔

"کہاں جا رہے ہو تم۔"

رنم نے مشکوک نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا جو اب اپنی قمیض کے کف فولڈ کر رہا تھا۔

"یہ سوال آج تک مجھ سے میری بیوی نے بھی نہیں پوچھا تو بہتر ہے کہ تم بھی اپنی یہ چونچ بند رکھو۔"

وہ چڑانے والے انداز میں بولتے سر جھٹک گیا۔ اس کی بے نیازی پہ وہ کڑھتی جل بھن کر رہ گئی اور دل ہی دل میں خوب لعن طعن کرتی سردار سائیں کے ساتھ واپسی کیلیے مڑ گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ آج کا دن جہاں تھکا دینے والا تھا وہی کسی حد تک اسے تر و تازہ بھی کر چکا تھا۔

"ارے دادا سائیں یہ کونسی جگہ ہے۔"

وہ منہ دھیان آگے کی جانب بڑھ رہے تھے معاً ایک خوبصورت دل موہ لینے والی جگہ کو دیکھتے وہ مبہوت رہ گئی جہاں چاروں اطراف میں پھولوں کی بیلیں لٹکی ہوئی تھی۔ نرم گرم سبزہ جس پہ تتلیاں رقص کر رہی تھی۔ ہوا سے لہراتے پتے کس قدر دلفریب منظر تھا۔

"یہ دراصل ابھی تعمیر کے آخری مراحل میں ہیں۔ اس گاؤں کا سب سے خوبصورت باغ جسے آپ کی دادی سائیں نے تیار کروایا ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ یہ ذرا سا بڑا ہو جاتا مگر انہوں نے سختی سے انکار کر دیا

WhatsApp ; 0344-4499420

تھا کیونکہ اس کے عقب میں چشمہ بہتا ہے جو دوسری جانب سے واضح دکھتا ہے نہایت دلکش منظر ہے یہ۔ کیا آپ دیکھنا چاہیں گی۔"

وہ محبت سے اسے بتلاتے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکا گئے۔ اس نے ایکدم کچھ سوچتے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ اگلے ہی لمحے کچھ سوچ چکی تھی اور یہ سوچ ہی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"ایک بار اس کا کام مکمل ہو جائے پھر انشاءاللہ۔"

وہ ان کی بات کا اثر ذائل کرنے والے انداز میں بولی تو وہ مسکرا کر سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ایک بار پھر آگے کی جانب بڑھنے لگے۔ رنم نے بھی باقی کا راستہ خاموشی سے طے کرنا مناسب سمجھا تھا۔ دل نے شدت سے خواہش کی تھی کہ کاش یہاں داداسائیں کی جگہ برشام ہوتا۔ مگر وہ اپنی ہی خواہش پہ دل مسوس کر رہ گئی۔

"آپ کب لوٹی باہر سے۔"

وہ کچن میں بیٹھی فرائز کھانے میں مصروف تھی حورے بھی پاس ہی بیٹھی کھانے کا سامان تیار کر رہی تھی۔ جب نورے نے ان کے نزدیک آتے دھیمے سے استفسار کیا اور خود بھی حورے کا ہاتھ بٹانے لگی۔ شام کے سائے ہر جانب اپنے پر پھیلا چکے تھے۔ اگست کا مہینہ شروع ہوتے ہی سردی کی شدت

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

میں بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا ابھی بھی باہر اچھی خاصی اوس پڑرہی تھی تبھی ان سب نے کچن میں بھی لکڑیاں جلائی ہوئی تھی تاکہ گرمائش رہے۔

"میں تو ناجانے کب سے واپس آگئی۔ تم ہی کسی اور دنیا میں مست ہو۔"

وہ اس کی غائب دماغی پہ چوٹ کرتے ہوئے بولی۔ نورے بھی ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھال چکی تھی۔

"نہیں میں تو ابھی کپڑے لینے گئی تھی اوپر سے صبح چچی سائیں نے ڈالے تھے تو میں موسم کی صورتحال بگڑتی دیکھ اتار لائی۔"

وہ تفصیل سے بتاتے بولی۔ رنم نے محسوس کیا تھا کہ اس کے چہرے پہ اضطراب پھیلا ہوا ہے۔

"دادا سائیں بھی آگئے کیا۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے اپنے لہجے کو سرسری سا بناتے ہوئے بولی مگر اس کے انداز پہ حورے اور رنم دونوں کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ انہوں نے سرعت سے پھیلی آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا مگر پھر دونوں ہی مسکراہٹ دبا کر چہرہ جھکا گئی۔

"ہاں وہ بھی میرے ساتھ ہی لوٹے تھے اب تو مغرب کی نماز کا وقت ہو رہا تھا تو اپنے کمرے میں گئے ہیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

حورے نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تو وہ اطراف میں نگاہیں گھماتے بمشکل مسکرادی۔اس کی آنکھوں میں چھائی پریشانی ان دونوں کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔

"کیا ہوا کوئی پریشانی ہے کیا نورے۔"

رنم اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تو وہ نفی میں سر ہلا گئی معاً ایسے ہی بیٹھے بیٹھے اس کی نگاہ کچن کے باہر سے کچھ فاصلے پہ گزرتے فرزام پہ پڑی تو اس کی آنکھوں کے سامنے بے ساختہ اندھیرا چھایا۔سفید کلف لگی شلوار قمیض پہ بھورے رنگ کی چادر جبکہ شلوار پہ سرخ مادے کے بڑے بڑے دھبے دیکھ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا معاً وہ کپکپاتی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتی اپنی جگہ سے اٹھی۔ان دونوں نے ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا جس کی رنگت زرد پڑ رہی تھی۔

"نورے ذرا یہ دیسی گھی پکڑانا۔"

رضوانہ بیگم کی آواز پہ اس کی سماعتوں تک نا پہنچ سکی وہ غائب دماغی کی کیفیت میں تیز تیز قدموں سے چلتی کچن سے باہر نکلی تھی۔آنکھیں اس کی تکلیف کا سوچتے ناجانے کیوں بھیگی تھی۔حورے نے ناسمجھی سے کندھے اچکاتے خود گھی انہیں تھمایا تھا۔

"یہ نورے ایسے کیوں بھاگی جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

رنم حیرت سے بولی معاً میز پہ رکھا اس کا موبائل بجا تھا۔ اس نے چونک کر موبائل کی جانب دیکھا جہاں برشام کالنگ جگمگا رہا تھا۔ وہ دھیما سا مسکراتے اپنی جگہ سے اٹھی اور فون کان سے لگاتے باہر کی جانب بڑھی تھی۔ نورے بھاگتے ہوئے جوں ہی کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی وہ دوسری جانب منہ کیے کھڑا اپنی شلوار ٹخنوں سے اوپر کر رہا تھا۔ چہرے سے تکلیف کا احساس صاف چھلک رہا تھا۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتے خود پہ قابو پانے لگی۔ معاً وہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو چہرے پہ پھیرتی اپنے حواس بحال کرتی جوں ہی اس کے نزدیک پہنچی فرزام نے سرعت سے بنا کسی دیری سے شلوار واپس نیچے کی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے زخم کے بارے میں کسی کو بھی علم ہو۔ وہ عجلت میں اپنی جگہ سے اٹھا اور الماری کی جانب بڑھا تھا۔ وہ جو اس کی تکلیف پہ ادھ موئی ہوتی جا رہی تھی اس کی حرکت پہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"کیا ہوا ہے آپکو۔ یہ خون کیسا ہے۔"

وہ بمشکل اپنے لہجے کو نرم بناتے ہوئے بولی۔ فرزام نے چونک کر اطراف میں نگاہیں گھمائی تھی اور پھر دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"میں آپ سے پوچھ رہی ہوں فرزام سائیں یہ آپ کی ٹانگ پہ زخم کیسا ہے۔"

www.zubinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بے قراری سے اس کا بازو تھامتی اس کا چہرہ اپنی جانب کرتے درشتگی سے بولی۔ آنکھوں سے آنسو نکلنے کو بے تاب تھے۔

"اوہ تو تم مجھے بلا رہی تھی وہ دراصل تمہاری بے رخی کی اس قدر عادت ہو چکی ہے کہ اب تمہارا نرم لہجہ مجھے یقین نہیں آیا تھا۔"

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولتے اسے طیش میں مبتلا کر گیا مگر وہ ایک بار پھر خود پہ ضبط کر گئی تھی۔

"مجھ سے نرمی کی توقع مت رکھیں میں بس آپ کا زخم دیکھنے آئی ہوں۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں وضاحت دینے والے انداز میں بولی۔ فرزام نے بھی مزید بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا اسی لیے خاموشی سے صوفے پہ ٹک گیا۔ نورے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے دوزانوں اس کے قریب بیٹھی اور کانپتے ہاتھوں سے اس کی شلوار ٹخنوں سے اونچی کی تھی مگر اگلے ہی لمحے اس کا گہرا زخم دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ فرزام کے لبوں سے ایک کراہ نکلی۔

"سائیں یہ کیا ہوا کیسے ہوا۔"

اس نے خوفزدہ نگاہوں سے فرزام کی جانب دیکھا جو بار بار اپنے لب آپس میں پیوست کر رہا تھا۔ نورے کی حالت غیر ہونے لگی۔

"مم۔ میں ابھی نیچے جا کر بتاتی ہوں یہ زخم تو بہت گہرا ہے میں کسی کو بلاتی ہوں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ نم لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی مگر اگلے ہی لمحے فرزام نے کھینچ کر اسے اپنے مقابل کیا۔

"کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے نورے۔ ذرا سا زخم ہے اس کیلیے کیوں سب کو پریشان کرنا۔"

وہ بچوں کی طرح اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تو کسی حد تک وہ سنبھل بھی گئی تبھی دوبارہ روئی وغیرہ لیتے اس کے نزدیک بیٹھی۔

"مجھ سے نہیں ہو گا۔"

وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ فرزام لب بھینچ کر رہ گیا۔

"چھوڑو تم میں خود ہی کر لیتا ہوں۔ بس ہلکا سا گھاؤ ہے جھاڑیوں میں چلتے شاید کچھ لگ گیا ہے۔"

وہ اس کے ہاتھ سے روئی لیتے خود ہی جھکا مگر ٹانگ پہ دباؤ پڑنے کی بدولت وہ آنکھیں میچتے صوفے سے پشت ٹکا گیا۔ نورے نے ہمت متجمع کرتے اس کے زخم کا معائنہ کرنا شروع کیا اور ہولے ہولے اس کا زخم صاف کرنے لگی۔ اس دوران اس نے سختی سے اپنے لبوں پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ فرزام کو یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ وہ خون دیکھ اچھا خاصا سہم جاتی ہے۔ اس کے لبوں کی تراش پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھری تھی۔ بارہا بار اپنی نفرت کا اظہار اس سے کرنے کے باوجود وہ اسی کیلیے آنسو بہا رہی تھی۔ کسی حد تک زخم پہ دوائی لگانے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ دیر میں وہ ہاتھ دھوتے جوں ہی باہر نکلی اسے آنکھیں موندے بیٹھا دیکھ درد کی دوائی اور پانی کا گلاس اس کی جانب

WhatsApp ; 0344-4499420

بڑھایا تھا۔ فرزام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں بے تحاشہ سرخ پڑ رہی تھی۔ اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے نزدیک بٹھایا تو نورے کا دل دھک سے رہ گیا۔

"جن سے نفرت کی جاتی ہے نا ان کے تکلیف پہ آنسو نہیں بہائے جاتے نورے جان۔"

وہ اس کی نم دراز پلکوں کو انگلی کے پوروں سے چھوتے بوجھل لہجے میں گویا ہوا۔ اس کی بات پہ نورے کے آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے گالوں پہ لڑھک گئے۔ اس نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے آپ کی تکلیفوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے یہاں تک کہ آپ کی موجودگی سے بھی۔ آپ کے ساتھ زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ میں مر جاؤں۔"

وہ سفاکی سے بولتے پھٹ پڑی۔ آنکھوں میں صرف ایک ہی عنصر تھا اور وہ نفرت کا مگر چہرے پہ اذیت۔ فرزام نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے جان سے مار ڈالو نورے مگر مجھے چھوڑنے کی بات کر کے آہستہ آہستہ میرے وجود سے جان مت نکالو رک رک کر آتی موت سے بہتر ایک بار کی ہی موت ہے۔ تم بہت بے دردی ہو نورے مجھے تکلیف دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ خالی خالی لہجے میں بولتے اس کے سر کے ساتھ سر ٹکرا گیا۔ نورے نے شدت گریہ سے سرخ ہوتی آنکھیں میچی تھی۔ اس نے مزاحمت کرتے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرانا چاہا مگر اس کی جانب سے گرفت قابلِ ستائش تھی۔

"چھوڑیں مجھے۔"

وہ غصے سے اس کا حصار توڑتے پیچھے ہٹی اور اپنے حلیہ درست کرتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ اس نے سختی سے آنکھوں کو رگڑتے اس کی جانب دیکھا جو آس بھری نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحے کو تو اس کا ایمان ڈگمگایا تھا۔ اس نے اس سے کس قدر شدت سے محبت کی تھی مگر اس نے نے ایک جھٹکے میں اس کے خوابوں کے محل کو چکنا چور کر دیا تھا۔ وہ کیسے اس بات کو فراموش کر جاتی۔ وہ چاہ کر بھی اذیت کو نہیں بھول پا رہی تھی۔

"دعا کریں فرزام سائیں میری یاداشت چلی جائے کیونکہ اس کے بعد ہی ہمارا رشتہ کسی پار لگ سکتا ہے۔ میں چاہ کر بھی ان کربناک لفظوں کو اپنے ذہن سے نہیں نکال سکتی۔ بہت تکلیف ہوتی ہے جب آپ نے میری محبت کی پرواہ کیے بغیر میرے منہ پہ طمانچے مارے تھے۔"

وہ کربناک لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور لڑکھڑاتی چال چلتے الماری کی جانب بڑھی۔

"نورے پلیز ایک بار میری بات۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ویران لہجے میں بولتے حسرت سے اسے دیکھنے لگا کہ شاید وہ سب کچھ بھلا کر اس کی جانب مائل ہو جائے۔

"نہیں سننی مجھے آپ کی کوئی بھی بات۔ آپ یہاں سے اٹھیں کچھ دیر آرام کر لیں اس طرح تکلیف کا احساس مزید بڑھے گا۔"

وہ نگاہیں چڑاتے ہوئے سرسری سے لہجے میں بولی۔ فرزام نے تلخ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا اور بمشکل صوفے کا سہارہ لیتے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ دوائی وہ کھا چکا تھا اب وہ جانتا تھا کہ اب جاگنے کے بعد اس کی درد کافی حد تک بہتر ہو گی۔ انہی سوچوں کے گرداب میں پھنسا وہ لڑکھڑایا تھا مگر بروقت نورے نے سہارہ دیتے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔ اس وقت اس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔

"ایک طرف تمہارا فکر کرتا چہرہ تو دوسری جانب تمہارا نفرت بھرا روپ۔ میں کس جانب یقین کو پروان چڑھاؤں۔"

وہ چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے بولا۔

"فکر کرتا روپ سمجھ لیں فقط سرسری سا ہے مگر یہ نفرت بھرا چہرہ پوری زندگی کیلیے ہے اور صرف آپ کیلیے ہے کیونکہ مجھ میں اب نفرت کے سوا کوئی جذبہ پروان نہیں چڑھتا۔"

وہ بے تاثر لہجے میں بولتی اس پہ کمبل درست کرنے لگی۔ چہرے پہ نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"میری ایک خطا کی مجھے اتنی بڑی سزا مت دو نورے۔"

وہ تھکے تھکے انداز میں ویرانی سموئے بولا۔ وہ اس کی بات پہ طنزیہ مسکرائی۔

"آپ کیلیے یہ بس ایک خطا ہو گی مگر میرے لیے وہ یہ موت کا پروانہ تھی۔ آپ کی اس خطا کی بدولت میں نے خود کو موت کے منہ میں جاتا اور واپس آتا دیکھا ہے۔"

وہ چبھتے لہجے میں بولتے اس کا وجود اگلے ہی لمحے لہولہان کر گئی۔

فرزام نے ایک نگاہ اس پہ ڈالتے تکیے پہ سر رکھتے آنکھیں موند لی۔ شاید دوائی کا اثر تھا کہ وہ غنودگی کی جانب جا رہا تھا۔ اس کے سوتے ہی نورے نا جانے کس سوچ کے تحت اس کی پیشانی پہ جھکی تھی مگر اگلے ہی لمحے اپنے خیال پہ لعنت بھیجتی وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔ آنکھوں میں ابھی بھی بے تحاشہ پانی جمع تھا جسے اس نے نیچے پہنچنے سے قبل سختی سے صاف کیا تھا تاکہ کسی کو بھی اس صورتِحال بابت کچھ علم ہو سکے۔

"نی رنم ایتھے آ گل سن۔"

(رنم ادھر آؤ بات سنو۔)

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

رقیہ بیگم نے ٹہل ٹہل کر چلتی رنم کو خشمگین نگاہوں سے دیکھتے اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا تو وہ مسکراتے ہوئے ان کی جانب بڑھی تھی۔ رقیہ بیگم نے اشارے سے اسے اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"مینوں اک گل تے دس تو۔"

(مجھے ایک بات تو بتا تو۔)

وہ رازداری کی کیفیت میں اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے بولی۔ کچھ فاصلے پہ بیٹھ کر مصالحہ کوٹتی ارم نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ ندیم خرم اور سردار سائیں کچھ حساب کتاب میں مصروف تھی۔ حورے بھی ان کے نزدیک ہی بیٹھی تھی البتہ نورے موقع سے ہی غائب تھی۔

"دادی ذرا پہلے آپ مجھے اردو میں مخاطب کریں۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔ ایک ان کی اس پنجابی سے کبھی کبھی نا جانے کیوں کوفت ہوتی تھی۔

"ہاں بس پہلے ہر کسی کو سائیں کہنے میں مسئلہ تھا وہ تیرے لیے ختم کرایا کہ چل تو نا کہ اب تجھے میری زبان سے بھی مسئلہ ہے کسی دن آ کر یہ بھی کہ دے گی کہ دادی اپنی شکل گم کر لے کیونکہ مجھے تیری شکل سے بھی مسئلہ ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اشتعال کے عالم میں بڑبڑائی۔ رنم نے گڑبڑا کر ان کی جانب دیکھا جو غصے میں بات کو نا جانے کہاں سے کہاں لے جا رہی تھی۔

"اللہ معاف کرے میں نے ایسا کب کہا آپ کو چار کی بارہ لگا کر بول رہی ہیں محلے کی آنٹیوں کی طرح خیر چھوڑیں کیوں بلایا آپ نے مجھے۔"

وہ باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے آخر میں ہتھیار ڈالتے ہوئے بولی۔ رقیہ بیگم نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً ان کی نگاہ ہنستی ہوئی حورے پہ پڑی تھی۔

"تو کیوں ہنس رہی ہے حورے۔"

وہ پیشانی پہ شکنیں سجائے بولی تو وہ گڑبڑا گئی۔

"ایسے ہی دادی سائیں وہ بس آپ بولتے ہوئے کیوٹ لگتی ہے تو ہنسی آ گئی۔"

وہ ان کے گلے کا ہار بنتی انہیں مسکا لگاتے ہوئے بولی۔ رقیہ بیگم کی آنکھیں نا سمجھی سے پھیل گئی۔

"ہے یہ کیوٹ کونسی زبان کا لفظ ہے اور اس کے مطلب کیا ہے۔"

وہ ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھتی حیرت زدہ لہجے میں بولی۔

"دادی کیوٹ انگریزی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہے بھیانک۔"

رنم موقع سے فائدہ اٹھاتی سنجیدگی سے بولی۔ حورے نے گھور کر اس کی جانب دیکھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"دادی سائیں بھابھی۔"

اس سے پہلے کہ حورے تڑپ کر اپنی بات مکمل کرتی رقیہ بیگم نے اس کے شانے پہ دھموکا جڑا وہ درد سے بلبلا اٹھی۔

"رضوانہ بہو۔ بہو۔"

ان کی آوازوں پہ حورے اچھا خاصہ روہانسا ہو چکی تھی تبھی ناراض نگاہوں سے رنم کی جانب دیکھا تھا۔ رضوانہ بیگم ان کی آوازوں پہ ہانپتی ہوئی واپس آئی۔

انہوں نے پوری رات ان کے گوش گزاری تو رضوانہ نے غصے سے حورے کی جانب دیکھا تھا۔

"بھابھی ایک منٹ رنم مذاق کر رہی ہے کیوٹ کا مطلب بھیانک نہیں بلکہ پیاری ہوتا ہے یہ بس ایسے ہی سب کا شغل لگا رہی تھی۔"

ارم نے رضوانہ کے کچھ کہنے سے قبل ہی رنم کی کارگر گی ان کے سامنے ظاہر کی تو سب مرد حضرات ان کی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔ رنم اپنی جگہ سے اٹھتے رقیہ بیگم کے نزدیک ہوئی تھی۔ رقیہ بیگم نے خفا خفا بیٹھی حورے کو بھی اپنے حصار میں لیا تھا۔

"ایک منٹ میں تو تیرے سے کچھ بات کرنی تھی پہلے مجھے یہ بتا کہ یوں مٹک مٹک کر کہاں گھوم رہی تھی ابھی۔"

www.zubinovelzone.com
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کا کان جکڑتی اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی۔

دادی وہ برشام سے بات۔

"برشام سائیں رنم۔"

اس کی بات پوری ہونے سے قبل ہی رقیہ بیگم سختی سے اسے ٹوک اٹھی۔اس نے دانت پیسے تھے۔

"دادی مگر مجھ سے نہیں یہ سائیں وائیں بولا جاتا۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ نے مجھ سے ہر کسی کو سائیں کہنے سے معذرت کرلی میں مان گئی مگر اب میں اس بارے میں کچھ نہیں سنوں گی ہمارے ہاں شوہروں کو یوں ہی عزت دی جاتی ہے ان کے نام کے آگے سائیں لگا کر اور اس معاملے میں کسی قسم کی نرمی نہیں کروں گی۔بس بات یہی ختم ہو جاتی ہے مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔"

وہ دوٹوک لہجے میں بولتے اسے خاموش کرواگئی۔رنم نے منہ بسورا تھا۔اب ایسا بھی ممکن نہیں تھا کہ ہر بار اس کی چلتی اسی لیے خاموشی اختیار کرگئی۔

"اچھا معاف کردیں مجھے برشام سائیں سے بات کررہی تھی۔"

وہ جھنجھلا کر بولی جبکہ اس کے یوں آنکھیں میچ کر بولنے سے سب کے چہروں پہ مسکراہٹ در آئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"دیکھا کتنا سوہنا نام لگتا ہے ایسے۔"

وہ تو اس کے صدقے واری چلی گئی۔ رنم نے مصنوعی سا مسکرا کر ان کی جانب دیکھا معاً رقیہ بیگم کی نگاہ اپنے ہی خیالوں میں گم آتی نورے پہ پڑی جس کے چہرے پہ ہمیشہ کی طرح بارہ بجے ہوئے تھے۔

"ایک یہ نورے شادی کے بعد ایک دن بھی میں نے اسے مسکراتے نہیں دیکھا۔ نا ہی کبھی تیار ہوئی تھی نئی نویلی کوار جو ہوتی ہے نا وہ گوٹے شوٹے والے لباس پہنتی ہے اور انہیں دیکھ لو۔"

وہ ان دونوں کو لتاڑتے ہوئے بولی تو نورے ان کے اچانک وار پہ خجل سی ہو گئی۔

"دیکھیں دادی ایک سمپل سی بات ہے میرے تو سر کا سائیں ہی یہاں نہیں ہے جس کے لیے میں سجو سنوروں مگر نورے کا شوہر یہاں پہ کیا کمرے میں موجود ہے مگر اس کی شکل دیکھیں توبہ نئی نویلی دلہنیں بھلا ایسی ہوتی ہیں۔"

رنم مصنوعی تاسف سے نفی میں سر ہلاتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔ نورے اس کی بات پہ حیرت سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ اس کے علاوہ وہاں موجود سب نفوس نے رنم کے بے باک لہجے پہ ایک دوسرے میں سر دھنسا تھا۔ رقیہ بیگم بھی تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ جا حورے وہ جو نیا نیا تلے کے کام والا سوٹ سلوایا تھا نا میں نے وہ ذرا میری الماری سے نکال کر لا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

رقیہ بیگم تو ہتھیلی پہ سرسوں جماتے ہوئے بولی۔ حورے ان کی بات پہ بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھی۔ اسی دوران سعدیہ بیگم کی بروقت آمد پہ نورے کی جان بخشی ہوئی تھی۔

"چلیں اماں سائیں کھانا تیار ہے سب۔"

وہ مسکرا کر بولتی سردار سائیں کو بھی آنے کا اشارہ کرتے برتن لگانے لگی۔ رنم نے تشکرانہ انداز میں آسمان کی جانب دیکھا۔

"شکر ہے ورنہ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ آج بھوکا ہی رہنا پڑے گا۔ اتنی بھوک لگ رہی ہے مجھے۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولتی عجلت میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی چپس کھاتے اس سے فراغت حاصل کی تھی۔

"کیا ہوا آپ سب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔"

وہ ان سب کی پھیلی نگاہوں پہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

"کل سے آپ بھی سب کے ساتھ کچن میں مدد کریں گی رنم۔ جب حورے اور نورے کو سب چیزوں کے بابت علم ہے تو پھر آپ کو بھی ہونا چاہیے اور میرے خیال میں ہر عورت کو کچن کے متعلق اتنی معلومات تو ہونی چاہیے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ان کی سنجیدہ آواز پہ رنم نے بے دلی سے اثبات میں سر ہلاتے قدم وہاں سے آگے کی جانب بڑھائے تھے کیونکہ ابھی بھوک کی بدولت اس میں کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں تھی اسے بس ابھی کھانا تھا اور بہت سارا کھانا تھا۔ اسے کھانے سے محبت ہی کچھ ایسی تھی۔

"نورے جاؤ فرزام کو بلا لاؤ۔ کہاں ہے وہ۔"

سردار سائیں کی تحکم بھری آواز پہ اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ اس نے خشک لبوں پہ زبان پھیرتے ان کی جانب دیکھا جانتی تھی یہ سوال تو لازمی اس سے ہونا تھا۔

"جی وہ دادا سائیں وہ ان کے سر میں بہت درد ہے تو وہ سو رہے ہیں میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔"

اس نے گہرا سانس بھرتے جھوٹ کی آمیزش کرنا ضروری سمجھا۔ سب اس کی بات پہ ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے اپنے سامنے رکھے کھانے پہ جھک گئے۔

"ہاں بس اب ذمہداریاں بھی تو ایسی ہیں نورے تم کھانا کھا کر کمرے میں جاؤ تو اس کے لیے کھانا لیتی جانا۔"

سعدیہ بیگم کی بات پہ وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔ نا جانے اب مزید کتنے جھوٹ بولنا باقی تھے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کرسی سے پشت ٹکائے کسی ضروری فائل کی ورق گردانی کرنے میں مصروف تھا۔ چہرے سے اضطراب صاف واضح تھا۔ کچھ پڑھتے ہی کبھی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھتا تو کبھی وہ گہرا سانس بھر کر رہ جاتا۔ گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز کیبن کی خاموش فضا میں گونج رہی تھی کیونکہ وہاں اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔ اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو دوپہر کے دو بجا رہی تھی مگر ابھی تک رزم کا کچھ اتا پتا نہیں تھا نا جانے وہ کہاں غائب تھا۔ اب اس کے دل میں عجیب عجیب سے وسوسے پیدا ہونا شروع ہو گئے تھے وہ تو ان لوگوں کے متعلق معلومات نکلوانے گیا تھا۔ یہ کیس دیکھنے میں جتنا مشکل لگا تھا یہ اس سے بھی زیادہ کٹھن تھا۔ سلطان کو اپنی تمام حسیں مفلوج ہوتی محسوس ہوئی تھی۔ وہ اپنی پیشانی مسلتے کرسی سے سر ٹکاتے آنکھیں موند گیا معاً کیبن کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس نے چونک کر موندی موندی آنکھیں کھولی تھی اور سامنے دیکھا جہاں سے رزم پریشان چہرہ لیے اندر کی جانب ہی آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل بھی موجود تھی۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔ رزم نے اس کے نزدیک آتے فائل اس کی جانب بڑھائی جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا۔

"کہاں رہ گئے تھے تم رزم۔"

وہ سخت لہجہ اپناتے ہوئے گویا ہوا۔ رزم نے گہرا سانس بھرا۔ سلطان کے کہنے پہ اس نے خاموشی سے اس کے سامنے رکھی کرسی پہ جگہ سنبھال لی۔

WhatsApp ; 0344-4499420
www.zubinovelszone.com
Digital BAKS Library

"سر میں آپ کو کیا بتاؤں میں نے ان بھائیوں کے متعلق تمام معلومات نکلوالی تھی مگر آپ یقین کریں میں نے جن جن نے جانچ پڑتال کرنی چاہی سب نے ڈر کر انکار کر دیا حتی کہ انہیں پولیس کا بھی خوف نہیں آیا جس قدر ان بھائیوں کا ہے۔"

وہ تفکر بھرے لہجے میں بولا۔ سلطان کے اعصاب اس کی بات پہ تن گئے۔ اس نے سرعت سے وہ فائل کھولتے اس پہ نظریں دوڑانی شروع کی مگر وہ جوں جوں پڑھتا جارہا تھا اس کا چہرہ بے تحاشہ سرخ ہوتا جارہا تھا۔ اس نے چونک کر رزم کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اسی کی جانب متوجہ تھا۔

"مطلب یہ دونوں بھائی پہلے بھی جیل میں اپنے کیے کی سزا بھگت کر گئے ہیں۔"

وہ حیرت کے عالم میں بولا۔

"جی سر مگر کچھ ایمان فروش آفیسرز کی بدولت انہیں جلدی رہا کر دیا گیا تھا ان کی سزا کی مدت پوری ہوئے بغیر ہی۔ سننے میں آیا ہے کہ ایک کو تو عمر قید کی سزا تھی مگر ان کے ذاتی مالز وغیرہ بیچ کر نا جانے کتنا پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا صرف اسے چھڑوانے کی بدولت۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولا۔ سلطان نے اپنی پیشانی کو مسلا تھا کو یہ سب باتیں سن نا جانے کیوں درد کرنے لگا تھا۔

"باقی جو جو معلومات تمہیں ملی ہے مجھے سانس لیے بغیر سرعت سے بتاؤ۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے اس کی جانب جھکتے سرد مہری سے گویا ہوا۔ماتھے کی رگیں غیض کے عالم میں پھولی ہوئی تھی۔

"جی سر۔ان کے والد صاحب جو ہیں ان کی وفات پچھلے مہینے کی کسی روڈ ایکسیڈینٹ میں ہوئی ہے اور اس وقت بھی کافی میڈیا وغیرہ بپھرا تھا کیونکہ اتنے بڑے بزنس ٹائیکون کا یوں چلے جانا کسی کو بھی ہضم نہیں ہو رہا تھا کسی کا کہنا ہے کہ یہ سازش بھی ہو سکتی ہے۔یہ دونوں بھائی کو خون کی بازی کھیلتے ہیں ایک بھائی پہ تو اپنی ہی بیوی کو جان سے مارنے کا الزام بھی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر کچھ لوگوں کی مزید موت اسی کی بدولت ہوئی جس کی بدولت اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔دوسرا بھائی بس چھوٹے موٹے گناہوں میں ملوث تھا۔ماں کافی عرصہ گزر گیا نہیں ہے البتہ جو بہن طیب کے ساتھ تھی ان کی انہوں نے زبردستی شادی کر دی تھی مگر اب وہ بھی وہاں سے طلاق لے کر گھر بیٹھی ہوئی ہے۔وہ طیب کے ساتھ بہت حد تک انولو تھی سر۔"

وہ جوں ہی خاموش ہوا سلطان نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"دیکھا جائے تو بہن کے بغیر پورا خاندان ہی کلپرٹ ہے۔کچھ نا کچھ کیا ہے ان سب نے مگر میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ان لوگوں کو چھڑواتا کون ہے جو کسی کی بھی جان لینے سے گریز نہیں کرتے۔"

www.zubnovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ضبط کے عالم میں غرایا۔ہاتھوں کی مٹھیوں کو سختی سے بھینچا ہوا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یہ دونوں بھائی کسی طرح سامنے آئے اور وہ ان دونوں کو جان سے مار ڈالے مگر اب وقت آ گیا تھا جب پرانی فائل ان لوگوں کی کھلے گی تو اس شخص کو جان سے ہاتھ تو دھونا ہی پڑے گا۔

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر آپ نے آگے کا کیا سوچا ہے وہ دراصل مجھے آپ سے ایک اہم بات کرنی تھی۔"

وہ کچھ سوچتے رک رک کر بولا۔سلطان نے اثبات میں سر ہلاتے اسے بولنے کی اجازت دی تھی۔

"سر وہ جو طیب کی والدہ ہے میرا نہیں خیال کہ ان کا یوں تنہا رہنا فلحال ٹھیک رہے گا کیونکہ جس شخص نے ان کے بیٹے کو مارنے سے گریز نہیں برتا وہ کسی کی جان بھی لے سکتا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ انہیں کچھ حفاظتی گھر مہیا کیا جائے۔"

وہ جھجک کر گویا ہوا اور سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو میں بھی ابھی یہی سوچ رہا تھا اور اس کا نتیجہ یہی ہے کہ انہیں گرفتار کرنے سے قبل ہمیں پہلے ان کو کسی ٹھیک جگہ پہنچانا ہوگا۔میرے خیال میں تمہارا گھر اس لحاظ سے بلکل ٹھیک فیصلہ رہے گا کیونکہ تم بھی تنہا رہتے ہو اگر تمہیں کوئی مسئلہ نا ہو تو۔"

ان کی بات پہ ایک لمحے کیلیے وہاں خاموشی چھا گئی مگر اگلے ہی لمحے اس نے سلطان کی سمت دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"جی سر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے آپ بلکل بھی پریشان مت ہو۔ میں انہیں بلکل ٹھیک ٹھاک اپنے فلیٹ میں منتقل کرلوں گا اور کسی کو کان و کان خبر نہیں ہو گی۔"

وہ پختہ لہجے میں بولا تو سلطان نے فخر سے اس کا شانہ تھپتھپایا تھا۔

"کسی اور کی تو حفاظت نہیں کر پایا مگر اب ان کی حفاظت کرنا مجھ پہ فرض ہے۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں گویا ہوا۔ سلطان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ اذیت بھرے تاثرات رقم تھے۔

"ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے رزم۔ پھر اس کے آگے تو سب معمولی ہے۔"

وہ اس کی پشت تھپتھپاتے متانت سے گہرے لہجے میں بولا تو وہ چہرہ جھکا گیا۔

"تم آج رات تک یہ کام مکمل کرو تاکہ کل ہم پہلی فرصت میں گرفتاری کا نوٹس بھیج سکیں میں اس وقت تک سر سے بات کرکے ان کی پرانی فائلز کھلواتا ہوں کیونکہ انہیں سزا دلوانے کیلیے ثبوت جتنے زیادہ ہو اتنے ہی کم ہے۔ اسی لیے مجھے سب سے پہلے تو وہ تمام فائلز کی جانچ پرتال کرتے وہ کیس ری اوپن کروانا ہو گا۔ ورنہ ہمارے ساتھ بہت غلط ہو جائے گا۔"

وہ گہرے لہجے میں بولا تو رزم نے احتراماً اسے سلیوٹ کیا۔ اس کے گھنی مونچھوں تلے لبوں پہ مدھم سی مسکراہٹ بکھری جسے وہ سرعت سے سمیٹ گیا۔ رزم کے جاتے ہی سلطان نے بھی اپنا کام مکمل

WhatsApp ; 0344-4499420

کرنے کی ٹھانی تھی کیونکہ وہ اس میں بلکل بھی وقت کا ضیاع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گنہگار کو جتنی جلدی اس کے ٹھکانے پہ پہنچادو اتنا ہی اچھا ہوتا ہے جتنی اسے ڈھیل دو گے وہ خود کو حاکم سمجھتے مظلوم لوگوں پہ اس قدر ہی ظلم ڈھائے گا۔ اس نے کانسٹیبل کو کال ملاتے اسے ان دونوں بھائیوں کی فائلز سر کے آفس میں بھجوانے کا کہا اور خود مضبوط قدموں سمیت ان کے آفس کی جانب بڑھ گیا۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"بھابھی ہم لڈو کھیلنے لگے ہیں آپ کھیلیں گی۔"

حورے نے موبائل میں بار بار کسی کو کال ملاتی رنم کو مخاطب کیا تو اس نے موبائل سے نظریں ہٹاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"حورے تم لوگ شروع کرو میں آتی ہوں۔"

WhatsApp : 0344-4499420
www.zubinovelszone.com

وہ اسے ٹالنے والے انداز میں بولی۔ اس وقت گھر کی تمام عورتیں صحن میں بنے شڑ کے نیچے بیٹھی چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ گاؤں کی کچھ بوڑھی عورتیں رقیہ بیگم سے ملاقات کو آئی ہوئی تھی۔ حورے اور نورے ایک جانب زمین پہ چٹائی بچھا کر لڈو کھیلنے کا پروگرام ترتیب دے رہی تھی۔ فرزام جو ابھی گھر کے اندر داخل ہوا تھا سب کو سلام کرتے وہی براجمان ہو گیا۔

"نورے اٹھو فرزام کو پانی دو ابھی ابھی تھک کر آیا ہے بیچارہ۔"

رضوانہ بیگم کی آواز پہ اس نے کڑھ کر حورے کی جانب دیکھا جو اسے دیکھ کر آنکھیں گھما رہی تھی۔

وہ اب ان عورتوں کے سامنے انکار کرتی اچھی بھی نہیں لگتی تھی اسی لیے خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور تن فن کرتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کی صورت دیکھ وہ ہولے سے چہرہ جھکاتے ہنس دیا۔ رضوانہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ارم کے ساتھ مل کر ایک بار پھر سویٹر بننے میں مصروف ہو گئی گویا اس سے ضروری کام کوئی ہو ہی نا۔

رنم جو برشام کو مسلسل کال ملا رہی تھی تھک ہار کر موبائل ہاتھ میں مارتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا ارادہ حورے نورے کے پاس جانے کا تھا مگر اگلے ہی لمحے برشام کی کال آتے دیکھ اس کے چہرے پہ واپس رونق در آئی تھی۔ اس نے اگلے ہی لمحے بنا کسی دیری سے فون کان سے لگایا تھا۔ دوسری جانب سے گلہ کھنکھارنے کی آواز پہ اس نے ناک منہ چڑھایا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"میں آپ کو نا جانے کب سے فون ملا رہی ہوں کہاں غائب تھے آپ برشام۔"

"بھابھی برشام سائیں دادی سائیں کو بتاؤں کیا۔"

نورے اپنا بدلہ اتارتے ہوئے آنکھیں گھما کر بولی تو رنم نے دانت پیسے۔

"برشام سائیں میں آپ کو کب سے کال ملا رہی تھی۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے جلتے بھنتے بولی جواباً اس کا خوشگوار قہقہہ رنم کی سماعتوں میں پھوار بن کر اترا تھا۔

"بیگم سائیں مصروف تھا میں اسی لیے نہیں اٹھا پایا۔ اب بولو کیا بات ہے میں سن رہا ہوں۔"

وہ محبت سے بولتے آخر میں نرم ہوا اور رنم وہ اس کے اسی انداز پہ تو فدا تھی۔

"اب بندہ ہر بار کسی بات کیلیے تو فون نہیں کرتا ویسے بھی میں نے آپ کو یہ بتانے کیلیے کال کی ہے کہ میں آپ سے ناراض ہوں۔"

وہ آنکھیں گھماتے ہوئے ایک ادا سے بولی۔

"اچھا تو کیا تم مجھ سے بے نیازی برت کر سکون سے رہ لو گی۔"

وہ گہرے لہجے میں بولتے اس کی دھڑکنوں میں طلاطم برپا کر گیا۔ اس نے گھبرا کر نگاہوں کا زاویہ بدلا جیسے وہ اس کے سامنے موجود ہو۔

"جی بلکل۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دل مضبوط کرتے ہوئے بولی۔ برشام صوفے سے پشت ٹکا کر آنکھیں موندتے مسکرایا تھا۔ شاید یہ احساس ہی اس کیلیے بہت تھا کہ وہ اس کی جانب آہستہ آہستہ ہی سہی مگر مائل ہو رہی ہے۔

"سوچ لو کیونکہ ایک عورت کو مرد کے سہارے کی ضرورت ہر موڑ پہ پڑتی ہے۔"

وہ سنجیدگی سے جتانے والے لہجے میں بولا۔ لہجہ ابھی بھی مسکراتا ہوا ہی تھا۔

"مجھے آپ کے سہارے کی قطعی ضرورت نہیں ہے برشام سائیں۔"

وہ بھی دوبدو گردن اکڑا کر گویا ہوئی۔ برشام داد دیتی نگاہوں سے موبائل کو سکرین کو دیکھتا رہ گیا۔

"تمہیں میرے سہارے کی ضرورت ہے اور بہت زیادہ ہے مگر یہ بات تم سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔"

وہ صوفے کی ہتھی کو ہلکے ہلکے بجاتا کندھے اچکاتے بے نیازی سے گویا ہوا۔

"آپ چاہتے کیا ہیں مجھ سے۔"

وہ اس کی ایک ہی بات سے عاجز آتے چڑ کر بولی جس کی سوئی ایک بات سے شروع ہوتے اسی پہ اڑی ہوئی تھی۔ وہ اس سے آگے بڑھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"میں سب سے پہلے آپ میں ایک دوست اور پھر ایک بہترین ہمسفر چاہتا ہوں مختصر کہوں تو میں آپ میں ان سارے رشتوں کو محسوس کرتے اس زبردستی کی شادی کو ایک محبت بھری شادی میں تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اس نے پر فسوں لفظوں کو اس کی سماعتوں کے نذر کیا تھا۔ رنم کے وجود کا سارا خون اس کی بات پہ چہرے پہ سمٹ آیا جو اظہار کے معاملے میں بلکل بھی کنجوسی نا کرتے ہوئے کس قدر سکون سے اپنے دل کی کیفیت کی ترجمانی کر گیا تھا۔

"مم۔ میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔"

وہ لڑکھڑا کر بولتی اس کے لبوں کو پھیلانے کا موجب بنی۔ برشام نے آنکھیں موندتے اس کے شرمائے گھبرائے روپ کا سوچتے اس احساس کو محسوس کیا تھا۔ دوسری جانب سے آنے والی ٹوں ٹوں کی آواز پہ اس نے گہرا سانس بھرتے موبائل کو نگاہوں کے سامنے کیا جہاں سکرین پہ جنگلی بلی کا نام جگمگا رہا تھا۔ وہ اس کی حالت کو سوچتے ایک بار پھر ہنس دیا اور اوپن کچن کی جانب بڑھ گیا تاکہ اپنے لیے چائے بنا سکے۔ آج کام ہی اس قدر زیادہ تھا کہ وہ ایک سیکنڈ بھی سکون سے بیٹھ نہیں پایا تھا اور اب سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

رنم فون بند کرتے خاموشی سے اپنے حواس بحال کرتی ان کے نزدیک آئی جو لڈو شروع کرنے کی تیاریوں میں تھے۔

"ہم تینوں کھیلیں گے کیا چوتھا فرزام تم آجاؤ۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital BAK's Library
WhatsApp ; 0344-4499420

رنم نے بے ساختہ سعدیہ بیگم کے ساتھ چارپائی پہ بیٹھے فرزام کو آواز لگائی تو وہ جو نا جانے کب سے اس موقع کی تلاش میں تھا سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بھابھی یہ آپ کے ان کے ساتھ اتنے خوشگوار تعلقات کب سے قائم ہوئے۔"

نورے ان دونوں کا یارانہ دیکھ اس کے کان میں جھکتی سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔

"جب سے وہ تمہارے شوہر کے عہدے پہ فائز ہوا ہے۔ اس وقت سے بہت سے راز مجھ پہ کھلے ہیں۔"

وہ بائیں آنکھ دباتی شرارت آمیز لہجے میں بولتے اسے مزید اشتعال میں مبتلا کر گئی۔ اتنی دیر میں وہ بھی ان لوگوں کے نزدیک آ گیا۔ نورے کو بس اس کے زخم کے ٹینشن تھی کیونکہ ابھی زخم اتنا بھی پرانا نہیں ہوا تھا کہ وہ زمین پہ بیٹھتا۔

"آپ ایسے نیچے کیسے بیٹھ سکتے ہیں۔"

وہ اس کے بیٹھنے سے قبل ہی گھبرا کر بولی۔ سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس نے نا جانے کیا سوچ کر لب کشائی کی تھی۔ فرزام نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب لڈو پہ جھکتے دل ہی دل میں اپنی بے اختیاری پہ خود کو کوس رہی تھی۔

اب فرزام اور نورے آمنے سامنے تھے جبکہ حورے اور رنم آمنے سامنے۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

سکون سے لڈو کھیلی جا رہی تھی معاً حورے نے غصے سے فرزام کی جانب دیکھا جو بیشتر بار نورے کی گوٹی چھوڑ کر حورے کی مار چکا تھا۔ نورے اور رنم نے بھی یہ بات محسوس کی تھی مگر اس نے کہنے کی زحمت نہیں کی تھی۔

"فرزام لالہ بس کر دیں آپ۔ کب سے دیکھ رہی ہوں نورے کی مر رہی ہوتی ہے آپ میری مار دیتے ہیں۔"

وہ روہانسا چہرہ بناتے ہوئے بولی۔ رنم بے ساختہ اسے ٹھوکا مار گئی مگر وہ چھوٹے بچوں کی طرح منہ بسور کر بیٹھی ہوئی تھی۔

"مجھے اپنی بیوی کی جیت سے بہت غرض ہے۔ میں اسے ہارتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔"

اس کی گھمبیر آواز پہ نورے نے جھٹکے سے رخ موڑتے تلخ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا جو گہری ہر تپش نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ بھورے رنگ کا سوٹ ساتھ گلابی آنچل سے سر کو ڈھکے وہ سرخ ہوتا چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

"جب آپ مجھے ہی ہار چکے ہیں فرزام سائیں تو میرے سے متعلق جیت یا ہار سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BAKS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کاٹ دار لب ولہجے میں بولتی اس کی زات کی دھجیاں اگلے ہی لمحے اڑا گئی تھی۔ فرزام کا چہرہ اس کی بات پہ تاریک ہوا۔ رنم اور حورے بھی فوراً سے پہلے سنجیدہ ہوئی اس گھمبیر ہوتی صورتِحال کو دیکھ کر۔

"نورے۔"

رنم نے سرزنشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر عقب میں جہاں سب باتوں میں مصروف تھے صد شکر کسی نے کچھ سنا نہیں تھا۔

"بند کرو یہ گیم مجھے ان جیسے لوزرز کے ساتھ بلکل نہیں کھیلنا جو اپنی جیت سے زیادہ کسی دوسرے کی جیت کو ترجیح دے۔"

وہ طنزیہ لہجے میں بولتی لڈو الٹتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی بات پہ اتنے عرصے میں پہلی بار فرزام کے لبوں پہ جاندار مسکراہٹ ابھری تھی۔

"اب میں سمجھ گیا ہوں نورے جان کہ مجھے اپنی بیگم کیلیے ہمیشہ جیتنا ہے ہارنا نہیں کیونکہ میری بیوی میری ہار سے بہت فرق پڑتا ہے۔"

وہ رنم اور حورے کی موجودگی کی پرواہ کیے اس کے ناک کو ہولے سے دباتے بھاری سرگوشی کرتے اسے ساکت وجامد چھوڑ اندر کی جانب بڑھ گیا۔ رنم اور حورے نے ایک دوسرے کی جانب دیکھتے آنکھ دبائی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"آپ دونوں کیوں مسکرا رہی ہیں۔"

وہ اس کی بات یاد کرتے پیچ و تاب کھاتی بول اٹھی۔ رنم نے کندھے اچکاتے معصومیت سے اس کی جانب دیکھا۔ نورے ان دونوں کو مسکراتا دیکھ خاموشی سے رضوانہ کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔ وہ دونوں اس کی حالت دیکھ قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔ ان کے ہنسنے پہ نورے کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

سلطان کی کوششوں کی بدولت ان دونوں کانسٹیبلز کو سسپینڈ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنی جانب سے بہت منتیں ترلے کیے تھے کہ کسی طرح ان کی جاب بچ جائے مگر اس بار وہ ترس کھانے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا فالوقت وہ ایک ایسا بپھرا ہوا شیر تھا جسے بس شکار کرنا تھا اور ان کو ایسی سزا دلوانی تھی کہ پوری دنیا یاد رکھتی۔ ابھی بھی وہ وہاں جانے کی تیاریوں میں تھا مگر اس سے پہلے وہ ایک بار طیب کی والدہ سے ملنا چاہتا تھا۔

"سر آپ نے بلوایا۔"

رزم جوں ہی کمرے میں داخل ہوا سلطان فیصل بلوچ کی تصویر کو نظروں کے حصار میں لیے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا۔

"ہاں رزم مجھے طیب کی والدہ کے متعلق بتاؤ۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے سپاٹ لہجے میں بولا۔

"جی سر آپ ان کیلیے بلکل بھی پریشان مت ہو وہ باحفاظت میرے فلیٹ تک پہنچادی گئی ہے اب ہم پر سکون ہو کر اس کیس کو حل کر سکتے ہیں کسی کی جان جانے کا بھی کوئی خدشہ نہیں ہو گا۔"

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولا تو وہ بھی کسی حد تک پر سکون ہو گیا۔

"میں اس سے قبل ایک بار ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

اس کی غیر متوقع بات پہ وہ بے نیازی سے شانے اچکا گیا۔ بھلا اسے اس سب سے کیا لینا دینا ہونا تھا۔ وہ دونوں وہاں سے نکلتے رزم کے فلیٹ کی جانب بڑھے تھے۔ کچھ دیر کی مسافت کے بعد وہ رزم کے فلیٹ کے لاؤنج میں موجود تھے جہاں سامنے ون سٹر صوفے پہ وہ عورت جبکہ ٹو سٹر صوفے پہ وہ دونوں براجمان تھے۔

"ناجانے کیوں اس کام کے شروات میں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ایک بار آپ سے ملاقات لازمی ہونی چاہیے کیونکہ یہ کیس ایک بار پھر سے صرف آپ کے بیٹے کی موت کی بدولت کھل رہا ہے جس کے سراسر گنہگار وہ دونوں بھائی ہیں۔ مگر ایک بار میں آپ پہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ آپ ایک بار انصاف کی دنیا میں قدم رکھ چکی ہے اور ناانصافی اور غداری کرنے والے لوگوں سے مجھے شدید قسم کی چڑ

WhatsApp ; 0344-4499420

ہے۔ نفرت بھی کہہ سکتی ہیں آپ۔ بس آپ اپنی باتوں سے مت مکریے گا یہاں آپ پہ کسی کا بھی دباؤ نہیں ہو گا۔"

وہ ایک بار یہ تمام باتیں ان کی سماعتوں میں اتارنا چاہتا تھا۔ وہ عورت دھیان سے اس کی ایک ایک بات سن رہی تھی۔

"مجھے اس کیس میں ایک ماں کی حیثیت سے آپ کا ساتھ درکار ہے کیونکہ بیٹا آپ نے کھویا ہے۔"

وہ مزید بولا۔

"میں اس معاشرے کے ہاتھوں بکنے والی ہوتی نا اگر بیٹا جی تو اس کی موت سے اگلے دن ہی اس کیلیے انصاف کی بھیک مانگنے کبھی نا آتی۔ مجھے کچھ نہیں چاہیے نا کچھ عزیز ہے بس ایک بار اپنے بچے کے گنہگاروں کو سولی پہ چڑھتا دیکھنا چاہتی ہوں۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے رنج و غم کی کیفیت میں بولتے ان کے ارادے مزید پختہ کر گئی۔ سلطان یہی چاہتا تھا کہ تمام شک و شبہات وہم یہی پہ ختم ہو جائے وہ اس کیس پہ نئے سرے سے کام شروع کرے۔ اسے ہلکا سا خوف تھا کہ اگر عین وقت پہ ان کا یہ گواہ بھی مکر گیا تو اس کی جاب پہ بات آتی۔ وہ مر تو سکتا تھا مگر اپنے کردار پہ بات کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اس کے بعد چند ایک ضروری باتیں کرنے کے بعد وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"سر آپ کے خیال میں یہ سب آسان ہو گا۔"

وہ پولیس کی جیپ میں بیٹھنے ہی والا تھا کہ رزم کی بات پہ اس کے بڑھتے قدم بے ساختہ ٹھٹھکے۔

"آسان کچھ بھی نہیں ہوتا رزم آسان اور مشکل یہ ہمارا سینس آف ہیومر طے کرتا ہے کچھ باتیں جلد سمجھ آجاتی ہے اور کچھ ان کو جتنا مرضی پرکھ لو وہ ٹیڑھی اور الجھی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔"

وہ نرمی سے اسے قائل کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔

"ان کے گھر کے محلے کی جانب گاڑی موڑ لو دیکھنا چاہتا ہوں میں کہ ان دونوں بدمعاش بھائیوں کی ایسی بھی کیا دہشت کہ پورا محلہ خاموش ہے کوئی ایک بھی ان کا ساتھ دینے کا تیار نہیں۔"

رزم نے اس کی بات پہ عمل کرتے جیپ ایک جھٹکے سے آگے کی جانب بڑھائی تھی۔ گاڑی آگے کی جانب رواں دواں تھی اور اس کا ذہن اسی کیس کے متعلق مختلف پراگندہ سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ وہ ٹھان چکا تھا کہ اسے اب کیا کرنا ہے اور اس میں کتنا وقت درکار ہے۔ ان جیسے کتوں کو وہ مزید کھلے عام نہیں چھوڑ سکتا تھا ورنہ وہ زخمی کرنے سے باز نا آتے مگر اس کیلیے انہیں رنگے ہاتھوں پکڑنا بے حد ضروری تھا۔

---

www.zubiinovelzone.com
Digital BAKS Library
WhatsApp : 0344-4499420

"آپ لوگوں سے ان آدمیوں کے متعلق جو بھی سوال پوچھیں جائیں مجھے جواب بلکل درست چاہیے۔"

ان کے محلے میں پہنچتے ساتھ ہی مختلف لوگوں سے ملاقات کے بعد اسے یہ اندازہ ہوا ہے کہ یہاں بھی ان کا رعب اور دبدبہ ایسا ہے کہ کوئی منہ کھولنے کو تیار نہیں تھا۔ سلطان نے ان سب کے خوف کو دیکھتے دھاڑ کر ان سب کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا مگر کوئی بھی آگے بڑھنے کو تیار نہیں تھا۔

"کیا یہاں تم میں سے کوئی بھی غیرت والا نہیں کہ اٹھ کر ڈٹ کر ان لوگوں کے خلاف آواز اٹھا سکے۔ تم لوگوں کو ذرا بھی حیا نہیں آتی کل کو اگر تم میں سے کسی کا مظلوم بیٹا ان کے ظلم کی بھینٹ چڑھ جائے اس وقت بھی خاموش رہو گے یا کوئی لڑکی ان کی ہوس کا نشانہ بن جائے تو عزت کی نیلامی تمہارے لبوں پہ قفل لگا دے گی۔"

وہ ان سب کو ہنوز خاموش اور خوف سے تھر تھراتا دیکھ بپھر گیا۔ اس کی باتوں کا خاطر خواہ اثر یہ ہوا کہ موقع پہ ہی ایک بوڑھا شخص اس کی بات پہ بھیڑ میں سے باہر نکلا اور اس کے مقابل کھڑا ہوا۔ سلطان نے ٹھہر کر ان کی جانب دیکھا کچھ ہی دیر میں س بوڑھے آدمی کے پیچھے ایک لمبی قطار بن گئی تھی رزم نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ بھی تشکر سے گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"پولیس انکل آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ کیوں ڈر رہے ہیں کیونکہ آپ پہلے ایسے پولیس انکل ہیں جو ان کے خلاف بول رہے ہیں مگر اس سے پہلے یہاں جتنی بھی پولیس آئی ہے وہ فائرنگ کرکے اور زخمی کرکے چلی جاتی تھی وہ بہت بری ہوتی تھی اسی لیے مجھے پولیس بلکل اچھی نہیں لگتی تھی مگر اب آپ مجھے وہ سپر مین لگ رہے ہیں جو سب کو مشکلوں سے بچاتا ہے۔"

وہ کوئی بارہ سالہ لڑکی تھی شاید وہ افسردگی سے بولتے آخر میں پر جوش ہوئی تھی۔ سلطان نے مدھم سا مسکراتے اس کا سر تھپتھپایا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ان سب کو کچھ ضروری باتیں بتاتے ان کے گھر کی جانب نکلے تھے۔ چند لمحوں کی توقف کے بعد ان کی گاڑی ایک عالیشان گھر کے سامنے جارکی تھی۔ ایسی چمک دمک کے کسی کو بھی خیراں کردے۔ نت نئی گاڑیوں کی لائنیں مختلف گارڈز بڑی بڑی رائفلز تھامے اپنی ڈیوٹی نبھا رہے تھے۔ سلطان نے اپنے سر پہ موجود کیپ درست کرتے ناک کی سیدھ میں قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ اس دوران اس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔ گارڈز بھی وہاں پولیس دیکھ گھبرا گئی۔ پولیس کے اہلکار پورے گھر کو گھیرے میں لیے کھڑے تھے بس رزم اس کے ساتھ تھا۔

"آپ اندر نہیں جاسکتے اندر پارٹی چل رہی ہے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ایک گارڈ نے ہمت کرتے انہیں روکنا چاہا مگر اگلے ہی لمحے سلطان نے ایک کٹیلی نگاہ اس پہ ڈالتے نرمی سے اسے ایک جانب کیا اور ناگواری سموئے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ اندر قدم رکھتے ہی رنگ و بو کا سیلاب سونے پہ سہاگہ شراب کی پھیلی بدبو ان دونوں کا دماغ اگلے ہی لمحے گھوما تھا۔ لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کی باہوں کا ہار بنے ہر لحاظ فراموش کر چکے تھے۔ ان کے لباس کو دیکھتے سلطان نے بے ساختہ نگاہوں کا زاویہ بدلا۔ کچھ ہی دیر میں پولیس کی یہاں آمد کی خبر آگ کی تیزی کی طرح پھیلی تھی۔ ڈی جے وغیرہ سرعت سے بند کروایا گیا۔ معاً ایک آدمی کروفر سے چلتا ان کے مقابل آیا۔ سلطان نے کھردری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا گلے میں موجود لمبی سی چین ہاتھوں میں ناجانے کتنی تعداد میں بریسلیٹ کانوں میں بالیاں وہ اسے کسی بے غیرت غنڈے سے کم نہیں لگا تھا۔ اس نے سرتاپا اس کا جائزہ لیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

وہ دھیمے لہجے میں غرایا۔ سلطان اس کے غرانے پہ دھیمے سے ہنسا جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہے۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"میرے خیال میں جیل کی ہوا کھائے تمہیں زیادہ عرصہ تو نہیں گزرا کہ تم بھول جاؤ کہ پولیس کسی کے گھر کیوں جاتی ہے خیر تمہاری اطلاع کیلیے میں بتاتا ہوں۔ میں یہاں اس پارٹی میں اپنی آمد سے چار چاند لگانے آیا ہوں۔ ان سب کی موجودگی میں تمہیں حراست میں لینے آیا ہوں۔"

وہ پراسرار سے لہجے میں بولتے اس کا دماغ سنسنا کر رکھ گیا جبکہ اس کی بات پہ اطراف میں چہ مگوئیوں کی آواز گونجنے لگی۔ بلال چودھری کی آنکھیں اس کی جرآت پہ لہو رنگ ہوئی۔

"تم جانتے ہو کہ میرے ساتھ کیا بکواس کر رہے ہو اور تم چھٹانک بھر کے لڑکے کس بل بوتے پہ میری گرفتاری لوگے۔ گارڈز اسے باہر نکال پھینکو۔"

وہ تمسخر سے بولتے آخر میں گرج کو اپنے گارڈز کو بلانے لگا۔ سلطان نے رزم کی جانب ہتھیلی پھیلائی تو اس نے اس کے ہاتھ میں ایک صاف کاغذ تھمایا تھا اس دوران اس کا چھوٹا بھائی فیضی بھی اس کے نزدیک آگیا۔ گھبراہٹ اس کے چہرے سے بھی عیاں تھی۔ سلطان نے سہولت سے اس کاغذ کو کھولتے اس کا رخ اس کی جانب کیا۔ اگلے ہی لمحے اس کی رنگت زرد پڑی تھی۔

"میرے پاس تمہارے خلاف اریسٹ وارنٹ ہے ایک معصوم اور بے گناہ کی جان تو تم نے تازی تازی ہی لی ہے اتنی تو تمہاری یاداشت اچھی ہوگی ہی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ہٹیلے لہجے میں بولتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں خوف کی لکیریں واضح تھی۔ان دونوں بھائیوں نے سہم کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا انہیں یہاں فقط اپنی بدنامی کا خوف تھا کیونکہ اتنے بڑے بڑے بزنس مین اور بھی نا جانے شہر کی معزز ہستیاں اس پارٹی میں موجود تھی سونے پہ سہاگہ ہر جانب پھیلے کیمرہ مین اینکرز۔اگلے ہی لمحے سلطان نے طنزیہ انداز میں مسکراتے اس کی مضبوط چوڑی کلائی میں ہتھکری پہنائی تھی۔نیوز والے دھر ادھر نیوز بنا رہے تھے تصویریں کھینچی جا رہی تھی اور وہ ایک بار پھر چہرہ چھپائے گرفتار ہو چکا تھا۔ابھی گرفتار صرف بلال چودھری کو ہی کیا گیا تھا کیونکہ زیادہ خون اس نے کیے تھے مگر سزا اسے مکمل ملی ہی نہیں تھی۔

"سدھر جاؤ اس سے قبل دوسرا نمبر تمہارا ہو۔"

وہ بے رحمی سے فیضی کے جبڑے کو جکڑتے تنبیہی لہجے میں بولتے تنفر سے اسے خود سے دور جھٹک گیا۔وہ سب کی موجودگی میں بری طرح زمین بوس ہوا تھا۔سب مہمان حیرت سے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔اس دن نے ان کی زندگی کی کایہ ایک لمحے میں پلٹ دی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے اپنی گاڑی میں بیٹھتا اس کی نگاہ نا جانے کس احساس کے تحت ایک منظر پہ ٹھٹھک کر رکی جہاں بیس اکیس سالہ لڑکی ملگجے سے حلیے میں بکھرے بالوں سمیت روئی روئی متورم آنکھوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی مگر سب سے زیادہ حیران کن چیز اس میں اس لڑکی کے لبوں پہ پھیلی آسودہ سی

WhatsApp ; 0344-4499420

مسکراہٹ تھی۔ وہ اس کی جانب جانا چاہتا تھا مگر نا جانے کیا سوچ کر وہ رک گیا معاً بلال کے بپھرنے پہ اور اہلکاروں پہ حملہ آور ہونے کی کوشش میں سلطان نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پہ رسید کیا تو اس کا سر چکرا کر رہ گیا۔ اس نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آئندہ اگر مجھے گھورنے کی یا پولیس کے اہلکاروں میں سے کسی پہ بھی ہاتھ اٹھانے کی جرأت کی تو آنکھیں نکال کر ہاتھ میں تھما دوں گا کت**۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولتے اگلا دروازہ کھول کر بیٹھا۔ اس شخص کو دیکھ کر بار بار اس کی نگاہوں میں وہ لڑکی اور طیب کا چہرہ گھوم رہا تھا۔ کیا قصور تھا ان دونوں کا جو ان دونوں کیلیے اتنی بڑی سزا منتخب کی گئی اور سب سے بڑھ کر وہ بوڑھی عورت جس سے اس کا واحد سہارہ بھی چھین لیا گیا تھا۔ اس نے ضبط سے ہاتھ کی مٹھی بناتے اپنے لبوں پہ جمائی تھی۔ آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی۔ پولیس سٹیشن پہنچتے ساتھ ہی اسے کھینچ کھانچ کر اندر لایا گیا۔ میڈیا والے وقت پہ وہاں بھی پہنچ چکے تھے۔ بلال جانتا تھا کہ ایک بار پھر اس کے چہرے پہ سیاہی مل جا چکی ہے۔

سلطان نے اسے کالر سے کھینچ کر جیل میں کرسی رکھتے اس. پہ بٹھایا تو وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"دیکھ میں تجھ سے آرام سے پیش آرہا ہوں ایک کام کرتے ہیں کام کو چھوڑ سودا کرتے ہیں ایک مجھے جانے دیں جواب میں میں تجھے مالا مال کر دوں گا۔ تیرا خزانہ میں بھروں گا مجھے یہاں لانے سے تیرا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ اس سے تو ہی جان سے جائے گا۔"

وہ ابھی بھی اپنی حرکات سے باز نا آیا اور تنبیہی لہجے میں بولا۔ سلطان نے ستائشی انداز میں اسکی جانب دیکھا اور رزم کے ہاتھ سے ڈنڈا لیتے اپنے ہاتھ میں گھمایا تھا۔ بلال نے چور نگاہوں سے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا جس کے ارادے اسے کچھ نیک نہیں محسوس ہو رہے تھے۔

"مجھے عام افسروں کی طرح نا سمجھنا میرے سامنے سوچ سمجھ کر اپنی زبان کھولنا ورنہ تیری چمڑی ادھیڑنے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا اور اب میں تجھ سے جو جو پوچھوں سیدھا سیدھا جواب دیتے جانا۔"

وہ اس کی کرسی پہ ایک ٹانگ رکھتے اس کے چہرے پہ جھک کر سلگتے لہجے میں بولا۔ اس نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جواب دے مجھے کیوں مارا اس لڑکے کو کیا گناہ تھا اس کا بول ورنہ زبان گدی سے کھینچ نکالوں گا۔"

وہ اس کی کرسی کو ایک جھٹکا دیتے دھاڑا۔ اس کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی تھی۔

"میں نے کچھ نہیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اس سے پہلے کہ وہ جھوٹ کا سہارہ لیتا سلطان نے اپنی جیب سے چھوٹی سی تیز دھاڑ والی چھڑی نکالتے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔

"وہ اچھا لڑکا نہیں تھا جامعہ پڑھنے جاتا تھا یا رنگ رلیاں منانے میری بہن سے زبردستی نکاح بھی پڑھنے والا تھا وہ۔"

وہ اس چھڑی کو دیکھتے ہکلاتے لہجے میں گویا ہوا مبادہ اس کی آنکھ سچ میں نا باہر نکال دے۔ اسے شدید حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ پیسوں کا لالچ لے کر بھی نہیں مانا تھا ورنہ اس سے پہلے وہ جتنی بار بھی گرفتار ہوا یا کہی بھی ہمیشہ رشوت دے کر خود کو چھڑوایا تھا بس ایک افسر تھا جس کی ایمانداری کے بہت چرچے سنے تھے مگر اس کی موت پہ بھی انہوں نے جشن منایا تھا مگر اب پھر سے موت اس صورت میں اس کے سر پہ منڈلا رہی تھی۔

"زبردستی نکاح نہیں مجبوراً انہیں یہ قدم اٹھانا پڑا کیونکہ تجھ جیسا خبیث خود ہر غلط کام کرنا جانتا پے پھر چاہے وہ زنا ہو یا بیوی کا قتل ہو مگر جب بات غیرت پہ آئی تو بغیر سوچے سمجھے کسی معصوم کی جان لے لی تو نے محبت کرتے تھے نا وہ ایک دوسرے سے کچھ غلط تو نہیں کیا تھا نا زنا جیسے کام میں تو ملوث نہیں ہوئے تھے نا۔ ایسا ہی ہے یا پھر میں جھوٹ بول رہا ہوں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ چھڑی کی نوک اس کی آنکھ کے عین نزدیک کرتے شاطرانہ لہجے میں سرد سی سرگوشی کی۔ بلال کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ وہ تو ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا اس کے پچھلے تمام کیس بھی کھلوا آیا تھا جو اس کے سارے گناہ ایک ایک کر کے گنوا رہا تھا۔ اس نے سختی سے آنکھوں کو میچا۔

"ہاں ہاں ایسا ہی تھا وہ کورٹ میں شادی کرنے جا رہے تھے اور مجھے وہ کمتر اور پنچ انسان بلکل گوارا نہیں تھا اور پھر اس کی جرأت کی سزا بھی تو دینی تھی اسی لیے میں نے اسے جان سے مار ڈالا۔"

وہ جلدی سے بولتے آخر میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگا جو شیطانی انداز میں مسکرا رہا تھا۔ اس نے سختی سے اپنا لب ہاتھ لبوں پہ جمایا کیونکہ اب وہ اپنے پیر پہ خود ہی کلہاڑی مار چکا تھا۔ سلطان اس کے اعتراف پہ گہرا سانس بھر کر مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹا اور سوالیہ انداز میں رزم کی جانب دیکھا جو اسے دیکھ کر تھمبس اپ کا اشارہ کرتے پلکیں جھپک گیا تھا۔

"اس کی خوب خاطر تواضع کرو نت نئے طریقوں سے۔ اسے بھی اندازہ ہونا چاہیے کہ یہ کسی عام بکے ہوئے افسر کی نہیں بلکہ ایس ایس پی سلطان کی حراست میں آیا ہے۔"

وہ مسکراتی نگاہوں سے ان سب کو دیکھتے تحکم بھرے لہجے میں بولتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی بلال نے زبردست قسم کا قہقہہ لگایا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کچھ نہیں کر پاؤ گے تم میرا۔ یہ حکومت بک جائے گی جیسے اس سے پہلے بکتی آئی ہے۔ میں تم سب کے سامنے کروفر سے چلتا باہر جاؤں گا اور تم سب اس وقت بے بسی کی انتہاؤں پہ ہو گے کیونکہ یہاں پیسہ بولتا ہے ابھی میرا وکیل آجائے گا اور اس کے بعد تم لوگ اپنی الٹی گنتی شروع کر دینا۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں بولتے چھت پھاڑ قہقہہ لگا اٹھا۔ معاً اپنی پشت پہ پڑنے والے زوردار بیلٹ کی صورت پہ اس کے لبوں سے دلخراش چیخ بلند ہوئی۔ اسے ایسا محسوس ہوا گویا کسی نے اس کی کھال ادھیڑ دی ہو۔ وہ اشتعال کے عالم میں درپے در اس پہ وار کر رہا تھا اور جیل میں اس کی دلخراش چیخیں گونج رہی تھی۔ وہ درد سے کراہ رہا تھا مگر رزم بغیر کوئی رحم کھائے اس کی خوش فہمیوں کے پہاڑ کو کم کرنے کی کوششوں میں تھے۔

"یہ امیدیں چھوڑ دے تو کیونکہ اب تیری موت بہت قریب ہے اب بس اللہ اللہ کر کچھ دن کیونکہ بہت جلد تو تو پھانسی کے پھندے پہ لٹکتے تجھ جیسے لوگوں کیلیے عبرت کا نشان بنے گا۔ اسی لیے اپنی قسمت پہ نازاں ہونا چھوڑ دے۔"

وہ اس کی ٹانگوں پہ ایک ہنٹر رسید کرتے سفاکی سے غرایا۔ اس کے بعد جیل کی فضا میں موت کی سی خاموشی چھا گئی تھی۔

---

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"دادا سائیں آج آپ بہت سست سست دکھائی دے رہے ہیں خیر تو ہے نا۔"

وہ اس وقت دالان میں ان کے ساتھ بیٹھی ایسے ہی فیصل کی باتوں میں مصروف تھے۔ سب اطراف میں بیٹھے دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہے تھے جس کے لہجے میں ایک حسرت بول رہی تھی۔ سردار سائیں کے علاوہ مرد حضرات اپنے کاموں پہ نکل گئے تھے۔ کچھ ہی دنوں میں برف باری شروع ہونے کا امکان تھا تبھی وہ لوگ کچھ دیر کیلیے ان ٹھنڈی ہواؤں سے لطف اندوز ہونا چاہتے تھے۔ وسط میں آتش دان رکھا ہوا تھا جس سے وقتاً فوقتاً وہ لوگ ہاتھ سینکنے لگ جاتے۔ خشک میوہ جات کا دور بھی چلا ہوا تھا۔ اسی دوران رنم کی نگاہ سردار سائیں کی جانب اٹھی جن کا رنگ نا جانے کیوں زرد پڑ رہا تھا تبھی وہ پوچھ بیٹھی۔ اس کی پریشان کن بات پہ ان سب کا تسلسل ٹوٹا اور سب کے سب سردار سائیں کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا ہمیں بس طبیعت ہلکی پھلکی خراب ہے ابھی قہوہ پیے گے تو تندرست ہو جائیں گے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولے مگر رنم کو پھر بھی انکی بات پہ تسلی نہیں ہوئی تھی۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں نا مجھے بتائیں کیا ہوا ہے اگر ہمیں ہسپتال لے کر جانا پڑا تو اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے مگر یوں تکلیف میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھنا یہ درست فیصلہ نہیں ہے دادا سائیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ان کا ہاتھ سہلاتے ہوئے بولی۔اب کی بار رقیہ بیگم نے بھی سختی سے تائیدی انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔نورے رنم کے کہنے پہ بھاگم بھاگ اندر کی جانب بڑھی اور ناچاہتے ہوئے بھی فرزام کو کال ملائی تھی کیونکہ یہاں بات اب سردار سائیں کی تھی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد دوسری جانب سے فون اٹھایا گیا۔

"جی بولیں۔"

فرزام اتنا تو جانتا تھا کہ حویلی سے فون ہے مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ کس نے کیا ہے تبھی مصروف لہجے میں بولا۔

"فرزام سائیں وہ دادا سائیں۔"

مقابل نورے کی متفکر آواز پہ اس کے تمام حسیں ایکدم بیدار ہوئی وہ حساب کتاب کا رجسٹر چھوڑتے سرعت سے اپنی جگہ پہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"کیا ہوا نورے سب ٹھیک ہے۔کیا ہوا دادا سائیں کو۔اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو۔"

اس نے ایک ہی سانس میں درپے در سوال کر ڈالے۔

"نہیں دادا سائیں کی طبیعت کچھ خراب ہے تو مجھے بھابھی نے کہا تھا کہ کسی مرد کو اطلاع دے دو کہ اگر خدانخواستہ ایمر جنسی میں کہیں لے کر جانا پڑ گیا تو عین وقت میں تو کوئی مسئلہ نا ہو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تفصیل سے بولی۔ فرزام اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھا اور ملازم سے کہتے گاڑی نکالنے کا کہا کیونکہ ابھی وہ حویلی سے کچھ فاصلے پہ تھا پیدل جاتا تو اچھا خاصہ وقت ہو جاتا۔

"ہاں تم فون رکھو میں بس پہنچ رہا ہوں اللہ حافظ۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے اس سے پہلے کال کاٹتا اس کی نرم مترنم آواز پہ فرزام ہولے سے مسکرایا۔

"اللہ کی امان میں۔"

وہ دھیمے سے بولتے کال کاٹ گئی۔ فرزام نے گہرا سانس بھرتے قدم گاڑی کی جانب بڑھائے تھے جہاں ملازم اس کا منتظر تھا۔ حویلی کے پرسکون ماحول میں بھی اچانک کھلبلی مچ چکی تھی سب حواس باختہ یہاں سے وہاں گھوم رہے تھے۔ مریم بھی اپنے بچوں سمیت رہنے دو دن پہلے ہی آ گئی تھی کیونکہ ہمیشہ کی طرح اس کا شوہر کسی باہر کے ملک دوڑے پہ گیا ہوا تھا۔

کچھ ہی دیر میں فرزام بھی پریشان سا وہی موجود تھا۔

"چلیں دادا سائیں لاپرواہی بلکل بھی نہیں برتنی چاہیے ہم اس معاملے میں۔"

فرشام اٹل لہجے میں بولتے انہیں سہارہ دینے لگا مگر وہ غصے سے اس کا ہاتھ جھٹک گئے۔

"سائیں فرزام پتر بلکل ٹھیک بولدا پیا اے۔ تسی جاؤ اک واری ڈاکٹر نوں تفصیلی معائنہ کرا آؤ۔ ساڈی وی پریشانی لتھے گی تے تواڈی بیماری وی۔"

www.zubinovelszone.com
WhatsApp : 0344-4499420

رقیہ بیگم ان کے سرہانے بیٹھتی ملتجیانہ لہجے میں بولی۔ سردار سائیں نے بے بسی و بے کسی سے خود کو اطراف میں موجود لوگوں کے گھیرے میں محسوس کرتے آنکھیں موندی تھی جن کے زبان پہ صرف ایک ہی رٹ تھی۔

"مجھے بس برشام سے ملنا ہے۔ ناجانے کیوں میرا دل اداس ہے۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتے ان سب کو پریشان کر گئے کیونکہ انہوں نے پہلے کبھی ایسی ضد نہیں کی تھی۔

"مگر بابا سائیں برشام تو مہینہ پہلے ہی گیا ہے اس طرح اچانک ویزہ کیسے لگے گا اور آپ جانتے ہیں وہ کبھی نہیں آئے گا۔"

اس بار رضوانہ بیگم برشام کی عادت کے متعلق بتاتے ہوئے بولے مگر وہ ابھی بھی اپنے موقف پہ قائم تھے۔ رنم ان کی ایک ہی تکرار پہ اکتا کر اپنی جگہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور تسلی آمیز نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا۔

"آپ سب پریشان نا ہو میں بات کر کے دیکھتی ہوں ان سے۔ کیا پتہ داداسائیں کی طبیعت کا سن کر واپس لوٹ آئیں چاہے ایک دو دنوں کیلیے ہی سہی۔"

WhatsApp : 0344-4499420

رنم ان سب کو بولتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ ان سب کی منتظر نگاہیں اب کمرے کے بند دروازے پہ ٹکی تھی جہاں سے وہ باہر گئی تھی۔

"سر۔"

وہ رزم کے ساتھ بلال کے متعلق پرانی فائلز میں سے کوئی اہم اور ٹھوس پہلو تلاش کرنے میں مگن تھا معاً اہلکار کی آواز پہ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور فائل بند کر دی صاف ظاہر تھا کہ وہ اسے بولنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"سر وہ باہر میڈیا کے نمائندوں نے ڈھیر لگایا ہوا ہے۔ اور اس کا چھوٹا بھائی فیضان چودھری بھی اپنے وکیل کے ساتھ آیا ہے اور آپ سے ملاقات چاہتا ہے۔"

اس کی بات پہ کئی لمحے اس نے پر سوچ نگاہوں سے س کی جانب دیکھا اور رزم کو آنکھوں کے ذریعے اشارہ کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ چہرے پہ ازلی سرد پن عود آیا تھا۔ کیبن سے باہر نکلتے اس نے ایک ذہر میں ڈوبی نگاہ جیل کے اس پار کھڑے وجود پہ ڈالی جو بھسم کر دینے والی نگاہوں سے سے گھورتے پھڑ پھڑا رہا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"دیکھ تو باہر جا کر ایسا ویسا کچھ نہیں کہے گا۔ میں نے اپنی عزت دوبارہ بنانے میں بہت وقت لگایا ہے تو اسے ایک منٹ میں نہیں اڑا سکتا۔"

وہ بپھر کر بولا۔ سلطان نے کاٹ دار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے جھٹکے سے اس کا جبڑا اپنے سخت گرفت میں جکڑا کہ اس کا چہرہ جیل کے دروازے سے زور سے آلگا۔ وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ کراہ کر رہ گیا۔

"جس بیوی کو تو نے مارا جس ماں کے جوان بیٹے کو تو نے جان سے مار ڈالا ان اولادوں کو بھی پروان چڑھانے میں بہت وقت درکار ہوتا ہے مگر تو نے خیال کیا نہیں نا تو پھر مجھ سے تو اچھی توقع کیسے رکھ سکتا ہے۔ اور ویسے بھی تو بس چند دنوں کا ہی مہمان ہے یہاں۔ بہت جلد تو پھانسی کے پھندے پہ ہو گا۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولتے اس کا منہ جھٹک گیا۔ وہ اس کی بات پہ بچوں کی مانند قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"کون دلوائے گا مجھے پھانسی۔ کوئی نہیں کر سکتا یہ کیونکہ میرا وکیل آگیا ہے اب تو دیکھ تیری آنکھوں کے سامنے میں یہاں سے نکلوں گا اور تو تڑپتا رہ جائے گا اپنی ہار پہ۔"

وہ بھنویں اچکاتے مذاق اڑانے والے انداز میں بولا۔ سلطان کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔

"میں پہنچاؤں گا تجھے پھانسی کے تختے میں ایس ایس پی سلطان دلوائے گا تجھے ایک عبرت ناک سزا جسے سوچ کر ہی اس دنیا کے لوگ تھر تھر کانپے گے۔ نوٹ مائی ورڈز۔"

www.zubiyasezone.com
Digital Book Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھتے کاٹ دار لب و لہجے میں بولتے اس کا وجود پتھرا گیا اور تن فن کرتے باہر کی جانب بڑھ گیا جہاں میڈیا اس کی منتظر تھی۔ وہ چہرے پہ مضبوطی لیے مضبوط قدم اٹھاتے سب سے اوپری سیڑھی پہ کھڑا ہو گیا۔

"سر کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک بار پہلے بھی یہ سب ہو چکا ہے اور اب ایک بار پھر تاریخ دہرائی جا رہی ہے کیا اس بار پھر پیسوں کے بل بوتے پہ وہ باہر نکل آئیں گے یا انہیں کڑی سزا کا مستحق ٹھہرایا جائے گا۔"

ایک صحافی نے مائک اس کے منہ کے قریب کرتے سنجیدگی سے استسفار کیا۔ اس نے دھوپ سے بچاؤ کی خاطر چشمہ اپنی آنکھوں میں لگاتے دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑسے۔

"میرا نہیں خیال کہ ایک عقل مند انسان کا اس قسم کا سوال پوچھنا بنتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ میں یہاں کا ایس ایس پی ابھی قرار پایا ہوں رہی بات مجھ سے پہلے کی تو شہید سر فیصل بلوچ سے بڑھ کر پولیس کمیونیٹی میں کوئی بھی انصاف پسند افسر نہیں آیا۔ بس سمجھ لیں میں بھی انہی کے نقشِ قدم پہ چل رہا ہوں۔"

وہ بہم سا مسکراتے ہوئے بولا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"مگر سر سننے میں آیا تھا پہلے بھی کہ ان سے پیسے لے کر کچھ رشوت خور افسروں نے انہیں رہا کر دیا تھا۔"

ایک اور صحافی بولا۔ کیمرہ مین دھر ادھر تصاویر بنا رہے تھے۔

"میں مزید کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا بس اتنا کہوں گا کہ آپ سب کے سامنے اب ایس ایس پی سلطان ہے اور میں ایسے لوگوں کیلیے بہت برا ہوں اس بات کا اندازہ آپ کو اس دن ہو گا جب یہ خبیث انسان سولی پہ لٹکے گا اس دن بھی آپ سب وقت پہ کورتج کیلیے پہنچ جایئے گا۔ بہت مکمل منظر ہو گا جب ایک گنہگار خونی کو سزا دی جا رہی ہو گی اور ماؤں کی آنکھیں اس انصاف پہ اشک بار ہو نگی۔"

وہ مصالحتی لب و لہجے میں بولتے ایک پر عزم نگاہ ان سب پہ ڈال گیا۔ سب نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کا ہر نقش اس کی بات کی سچائی کی تصدیق کر رہا تھا۔ وہ چند ایک مزید باتوں کے بعد اپنی مخصوص پر وقار چال چلتے واپس اندر آ گیا جہاں وکیل اور اس کا چھوٹا بھائی بیٹھے اس کے محو انتظار تھے۔ وہ کرسی سے پشت ٹکاتے کروفر سے اس پہ براجمان ہوا تھا۔

"ہاں جی اب بولیں کیا بات کرنی ہے آپ کو۔"

وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے ہوئے مصنوعی نرم لہجے میں بولا۔

"کیا آپ ہماری بات سنیں گے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

اس کے چھوٹے بھائی نے کسی خدشے کے تحت استسفار کیا وہ جواباً بے نیازی سے کندھے اچکا گیا۔

"جی بلکل میں یہاں تم جیسوں کی ہی تو سننے بیٹھا ہوں۔ بولو کیا بات ہے۔"

وہ شاہانہ لب و لہجے میں بولتے اسے خائف کر گیا۔

"جی وہ مجھے لگا کہ آپ نہیں سنیں گے مگر اب اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ بھی پیسوں پہ چلنے والے ہیں۔ دیکھیں ایک کام آپ ہمارا کریں ایک کام ہم آپ کا کرتے ہیں آپ بڑے بھائی کو چھوڑ دیں ہم نتیجے میں آپ کو مالامال کر دیں گے یقین کریں ہمارے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ آپ بھی خوش ہم بھی خوش۔ ویسے بھی وہ بڑھیا انصاف کی بھیک مانگنے جو آئی تھی وہ خود غریب ہے اس سے آپ کو کچھ نہیں ملنے والا۔ دوستی یاری ہم جیسوں سے بنائیں جواب میں سب کچھ ملے گا کسی چیز کی کمی نہیں ہو گی۔ ویسے بھی آپ جیسی سرکاری نوکری کرنے والوں کی کہاں آسائشیں ہوتی ہے ہمارے ساتھ مل جائیں آپ کی عیش ہی عیش ہے۔"

وہ اس کی جانب جھکتے رازداری سے بولا۔ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک نے احاطہ کیا ہوا تھا۔

"کتنے پیسے۔"

وہ پین کو انگلیوں میں گھماتے پر اسرار لہجے میں بولا جواباً وہ اپنے وکیل کی جانب دیکھتے طنزیہ مسکرایا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"میں نے کہا تھا ناپیسہ بولتا ہے جوں ہی منہ بولتی قیمت کی ڈیمانڈ رکھو گے اچھے سے اچھے ایماندار لوگ بھی بک جاتے ہیں بس تھوڑا سا ایڑھی چوٹی کا ذور لگانا پڑتا ہے۔

ہم منہ مانگی قیمت دیں گے بس آپ بنا کسی دیری کے بڑے بھائی کو رہا کر دیں۔"

وہ بھی اسے اپنے ارادوں میں ڈولتا دیکھ مزید پھیل کر مغرورانہ لہجے میں بولا۔اس دوران وکیل بلکل خاموشی سے سلطان کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔

"مگر مجھے قیمت نہیں چاہیے کچھ اور چاہیے۔"

وہ پیپر ویٹ کو گھماتے تمسخرانہ لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔

"آپ جو بھی کہیں گے وہ بنا کسی دیری کے آپ کے پاس ہوگا کیونکہ ہم کسی کا احسان نہیں رکھتے۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولتے اسے ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔سلطان کے ہاتھوں کی حرکت یکلخت تھمی۔اس نے قدرے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ایک لمحے کیلیے فیضان کا جی چاہا کی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائے مگر پھر ہمت کرتے وہی بیٹھا رہا۔

"مجھے اپنا آپ سونپ دو میں تمہارے بھائی کو آزادی کا پروانہ تھما دوں گا۔پھر جانتے ہو نا کیا ہو گا اس کی جگہ تمہیں پھانسی کے پھندے پہ لٹکایا جائے گا پھر قائم کرنا بھائی چارے کی انتہائی خوبصورت مثال۔بتاؤ راضی ہو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھ بھنویں اچکاتے مزے سے بولا جس کی حالت ایسی تھی گویا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اس نے گھبرا کر اپنے وکیل کا ہاتھ تھام لیا جیسے وہ ابھی اٹھا کر اسے جیل میں پٹخ دے گا۔ رزم اس کی تیزی پہ چہرہ جھکاتے مسکراہٹ دبا گیا۔

"تم بات کرو میں تمہیں وکیل کی حیثیت سے لے کر آیا ہوں حق کی بات کرو۔"

وہ اب اپنا غصہ اس وکیل پہ انڈیلتے دھاڑا۔

"معاف کیجیے گا سر مگر میں یہاں کچھ نہیں بول سکتا کیونکہ ان کی جانب سے سب کچھ بہت مضبوط ہے ان کے پاس نئے پرانے ہر ثبوت اور سونے پہ سہاگہ سب گواہ بھی ہیں جو ان کے ساتھ ڈٹ کر کھڑے ہیں۔"

وہ موقع پہ ہی سرینڈر کر گیا۔ فیضان نے ایک گہری نفرت بھری سلطان پہ ڈالی۔

"رزم یہ پکڑو اور اس پین میں جو بھی ریکارڈ ہوا ہے اسے بھی یو ایس بی میں کنورٹ کر لو۔"

وہ مبہم سا مسکراتے پین اس کی جانب بڑھا گیا۔ فیضان نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہے اس میں۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"قس میں تمہاری موت کا پروانہ مختصر کہوں تو تمہاری اور میری ابھی کی پوری بات چیت تفصیل سے۔ مبارک ہو وکیل ہمارا کیس مزید مضبوط ہو گیا صرف آپ کے کلائنٹ کی بدولت۔"

وہ چبھتے لہجے میں بولا۔ فیضان اڑے اڑے حواسوں سمیت گہرے گہرے سانس بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"بہت شکریہ آپ کے ساتھ کا۔"

اس کے غصے سے جاتے ہی سلطان نے اس وکیل سے ہولے سے مصافحہ کیا تو وہ مسکرا اٹھا۔

"نہیں سر شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے یہ بس میرا حق تھا آپ کی بدولت میری جان بچی ہے گناہوں کی دلدل میں پھنسے میں بہت بری راہ کا مسافر بنتا جا رہا تھا مگر بھلا ہو آپ کا جو مجھے سیدھی راہ کا مسافر بنایا۔"

وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھے گیا۔

"بس وہ ذات جسے چاہے ہدایت دے مگر جن کے دل مکمل طور پہ سیاہ ہوتے پتھر بن جاتے ہیں وہ چاہ کر بھی ہدایت حاصل نہیں کر سکتے۔"

وہ کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں جمائے بولا۔

"جی سر اب میں چلتا ہوں۔ زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ایک بار پھر اس سے مصافحہ کرتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ گرمی کا احساس بڑھتے دیکھ اس نے کھڑکی کھولی تھی جہاں سے تازہ ہوا آتے اس کے رگ وپے میں سرائیت کر گئی۔

"سر میں نے سارا ڈیٹا اس میں سٹور کر دیا ہے اینڈ آئی مسٹ سے کہ کیس ہماری جانب سے ہی زیادہ مضبوط ہے مجھے بس اسی دن کا انتظار ہے جب اس کی موت ہو گی۔"

وہ دانت پیستے ہوئے ذہر خند لہجے میں بولا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے مگر ہمیں ابھی بھی ایک گواہ کی اشد ضرورت ہے جس نے آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہو۔ ہم اس کی گواہی لے کر ہی کچھ کر سکتے ہیں اور وہ ہے وہ لڑکی جو ان دو بھائیوں کی اکلوتی بہن ہے۔ پھر وہ وکیل اماں کی جانب سے کیس لڑے گا ان کے بیٹے کے انصاف کیلیے اور اسے انصاف دلا کر ہماری جیت ہو گی میں اس جیسے خبیث انسان کو مزید جینے کا حق نہیں دے سکتا۔"

وہ میز پہ غصے سے ہاتھ مارتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رزم نے اسے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا دیکھا تھا معاً وہ پیشانی مسلتے اپنے بگڑے حواس بحال کرنے لگا۔

"خیر یہ سب ہو جائے گا مجھے سر سے ملاقات کیلیے بھی جانا ہے اور یہ سب تفصیل ان تک پہنچانی ہے اس بلال نے کچھ کرنے کی کوشش تو نہیں کی۔"

وہ وہاں سے جاتے جاتے پلٹا۔

www.zubiaqatazone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"نہیں سر اس میں اب اتنی سکت نہیں بچی۔ہم نے اس کی چلتی زبان کے تحت مار مار کر اس کا جو حال کر دیا ہے اس کے بعد وہ بلکل نڈھال ہے۔آپ تسلی سے سر سے ملاقات کریں تا کہ میں اماں کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے میں ان کے بیٹے کا مقدمہ لڑ سکوں۔"

وہ پر عزم اٹل لہجے میں بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔سلطان نے بے ساختہ اس کی پشت تھپتھپائی تھی۔اسے اس سے یہی امید تھی۔وہ ایسا ہی تھا جو رشتہ اسے مل جاتا اسے دل سے نبھانے والا۔

"اب اندازہ ہو رہا ہے کہ لیڈر نے ہمیشہ تمہیں اپنا بیٹا کیوں کہا تھا اور تمہیں ہی اپنی فیملی کی رکھوالی کیلیے کیوں چنا تھا۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا۔

"کیونکہ میں ان کا بیٹا ہی تھا اور باپ کے بعد بیٹے ہی رکھوالی کیا کرتے ہیں مگر میں نے تو انہیں کھو دیا۔"

وہ افسردگی سے بولا۔اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی تڑپ تھی۔

"تم پھر سے اس ذات سے بدگمان ہو رہے ہو۔اس کی فیصلوں کی مصلحت آج تک کوئی نہیں سمجھ پایا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ گہرے لہجے میں بولتے باہر کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ الجھی نگاہوں سے اس کی پشت کو تکتا رہ گیا۔ جس کی باتوں کا مفہوم وہ سمجھنے سے قاصر تھا معاً وہ سر جھٹکتے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"خیریت آج اس وقت فون کیا۔"

وہ جو ابھی ابھی کام سے کچھ دیر آرام کرنے کی خاطر لوٹا تھا اپنے موبائل پہ آنے والی رنم کی کال پہ حیرت سے استفسار کرنے لگا۔

"جی بس آپ کو کچھ بتانا تھا وہ دراصل دادا سائیں کی طبیعت کچھ ابتر ہے اور وہ آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کر رہے تھے سب نے انہیں بہت سمجھایا ہے کہ آپ نہیں آسکتے مگر ان کی ایک ہی رٹ ہے۔"

وہ اپنے لہجے میں بیچارگی سموئے بولی۔ اصل میں تو اس کا دل دغا دے رہا تھا۔ شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ وہ جلدی سے حامی بھر لے۔ اس کی توقع کے عین مطابق وہ کاؤچ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا انہیں جب میں آیا تھا اس وقت تو ٹھیک تھے۔"

اس کے سوال پہ رنم نے تفصیل سے سب کچھ اسے بتایا اور ہوا کے زور سے اڑتے بالوں کو کون کے پیچھے اڑسنے لگی۔ برشام نے اپنی پیشانی مسلتے پرسوچ نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا تھا۔

"میرا آنا بے حد مشکل ہے رنم۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اس کی مدھم سی سرگوشی پہ رنم کے دل میں نا جانے کیوں چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔ اسے اس سے توقع تھی کہ وہ مان جائے گا مگر اس نے تو صاف انکار کر دیا تھا۔

اس کا دل اسے دیکھنے کا خواہش مند تھا مگر آج کل اس کا دل بھی عجیب و غریب فرمائشیں کر رہا تھا۔

"چلیں کوئی مسئلہ نہیں ہے میں کوئی نا کوئی بہانہ بنا دوں گی۔"

وہ بمشکل مسکراتے بجھے لہجے میں بولی اور ایک دو مزید باتوں کے بعد فون بند کر دیا۔ دل ہر شے سے اچاٹ سا ہو گیا تھا۔ کیا تھا اگر وہ اسے کہہ دیتا کہ میں پوری کوشش کروں گا جھوٹی تسلی کے ہی دو الفاظ بول دیتا۔ وہ. دور کہیں کالی گھٹاؤں کو دیکھتے سوچ رہی تھی سیاہ آنچل ہوا کے دباؤ سے اڑتے اس کے چہرے کے گرد ہالہ بنا رہا تھا۔ وہ واپس سردار سائیں کے کمرے کی جانب آ گئی جہاں اب ان کی طبیعت قدرے بہتر تھی۔ ان کے نیند میں جاتے ہی فرزام بھی اپنی چادر درست کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی سب نے بھی باہر جانے میں ہی عافیت جانی تھی بس رقیہ بیگم ہی ان کے ساتھ کمرے میں موجود تھی۔

"کیا بولا برشام نے رنم بیٹا۔"

رضوانہ بیگم کی آواز پہ اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ ایک امید رقم تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"برشام سائیں بہت مصروف ہیں تائی وہ بول رہے تھے کہ وہ دادا سائیں کو فون کرلیں گے ان کا حال احوال دریافت کرنے کی خاطر۔"

وہ مدھم سا مسکراتے ہوئے بولی تو ان کی آنکھوں میں جل رہی جوت بجھ گئی۔ وہ اثبات میں سر ہلا کر اس کا سر تھپتھپاتی باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔ رنم نے بوجھل ہوتے دل کے ساتھ ان کی پشت کو تکا تھا۔

اور پھر نا جانے ایسا کیا ہوا تھا کہ رنم کو تو اپنی بصارتوں پہ یقین ہی نہیں آیا تھا کیونکہ وہ اگلے دو دنوں میں ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بڑی حویلی موجود تھا۔ کب سب حویلی والے اسے والہانہ محبت دے کر اندر دالان میں لائے کب وہ ان سب سے خوش گپیوں میں مصروف رہا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا وہ تو بس یک ٹک ساکت نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جہاں ازلی مسکراہٹ رقم تھی جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ اسے اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں مفلوج ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا کسی نے خوشیوں کی نوید سنا دی ہو۔ سامنے صوفے پہ رضوانہ بیگم اور نورے حورے کے جھرمٹ میں بیٹھا سیاہ شلوار قمیض پہ بھورے رنگ کی چادر اوڑھے بالوں کو شاید آج جیل سے سیٹ

WhatsApp ; 0344-4499420

نہیں کیا ہوا تھا۔ ہاتھوں میں گھڑی باندھے وہ اب مسکین سی صورت بنائے رضوانہ بیگم کی جانب دیکھ رہا تھا جو اسے اب کہی نا جانے کی تلقین کر رہی تھی۔

"چلو اب بس بھی کرو کتنا گھورو گی میرے بھتیجے کو۔ تمہارے ہی ہیں ذرا تحمل سے دیکھ لینا مگر کمرے میں جا کر۔ وہ کیا ہے نا یہاں سب موجود ہیں۔"

مریم اس کی نگاہیں اپنے پر کشش سے بھتیجے پہ محسوس کر شرارت آمیز لہجے میں بولتے اسے سٹپٹانے پہ مجبور کر گئی۔

"پھپھو بھئی۔ آپ سب سے سامنے کیسے بول رہی ہیں یہ۔"

وہ کھسیا کر دانت پیستے ہوئے بولی۔ نظریں خود بخود اس پہ سے ہٹ گئی تھی۔

"جیسے تم سب کے سامنے گھور رہی تھی۔"

وہ اس کے کندھے پہ ٹھوکا مارتے ہنستے ہوئے بولی جواباً وہ بھی نفی میں سر ہلاتے مسکرا دی تھی۔ مریم کے بچوں نے شور مچایا تو وہ اسے ایک نظر دیکھتی اندر فون پہ اپنے شوہر سے بات کرنے چل دی۔ رنم نے چونک کر ایک نظر پھر سے اس کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا وہ سرعت سے اپنے چہرے کی خوشی سنبھالتے ناراضگی سے رخ پھیرتے خاموشی سے صوفے پہ جگہ سنبھال گئی۔ برشام کی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے تھے۔ کچھ ہی دیر میں اس کی آنے کی خبر آگ کی مانند

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

پھیلی تھی تمام مرد حضرات نے بھی گھر کی راہ لی تھی۔ وہ خوشدلی سے سب سے ملا فرزام سے بھی اب کی بار وہ بغیر کی رنجش کے مسکراتے ہوئے ملا تھا اور فرزام وہ تو اس کے ملنے پہ ہی ساکت رہ گیا تھا۔ کیا سچ میں وہ اسے معاف کر چکا تھا۔

"دادا سائیں آپ جانتے ہیں میں کبھی بھی ایسے واپس گاؤں نہیں آیا۔ میں ابھی نہیں آنا چاہتا تھا مصروفیت ہی کچھ ایسی تھی۔ آپ نے کیوں ضد پکڑ لی تھی ماشاءاللہ سے ہٹے کٹے تو آپ ابھی۔"

وہ مصنوعی ناراضگی سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جواباً انہوں نے اسے سینے میں بھینچا تھا۔ وہ ان کا سب سے بڑا پوتا تھا اسی بدولت سب سے زیادہ عزیز بھی۔ اس کے کہنے پہ ہر چیز برشام نے باہر ہی تھی چاہے وہ پھر جاب ہو پڑھائی ہو یا کچھ اور۔ وہ چاہ کر بھی اس کی خواہشات کی نفی نہیں کر پائے تھے کیونکہ وہ ان کا جان سے عزیز شہزادہ تھا۔ یہ نہیں تھا کہ انہیں کسی اور بچے سے لگاؤ نہیں تھا مگر برشام ان کیلیے ایسا تھا کہ اس کیلیے انہیں کچھ بھی لٹانا پڑتا تو وہ کبھی دریغ نا کرتے۔ ایسا کہا جائے تو غلط نہیں تھا کہ فیصل کے بعد برشام نے انہوں نے بے لوث محبت کی تھی۔

"چلیں اب وہ سفر سے آیا ہے آرام کرنے دو اسے بھی۔"

رقیہ بیگم کی متفکر کی آواز پہ سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"میں اپنے بیٹے کیلیے اس کی پسند کی چیزیں بناؤں گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

رضوانہ اور سعدیہ اپنی جگہ سے اٹھتے باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔ ان کی محبت پہ تو کبھی بر شام کو کوئی شک تھا ہی نہیں۔ وہ بھی مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بس ہفتے کیلیے آیا ہوں۔ ارارہ تو تین دن کا تھا مگر ویزہ نہیں ملا مجھے۔ اس سے زیادہ دیر یہاں ٹھہرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔"

بالاخر اس نے سب کی سماعتوں پہ بم پھوڑا تھا مگر وہ لوٹ آیا تھا سب کیلیے وہی بہت تھا تبھی خاموشی اختیار کرتے دوبارہ اپنے اپنے کاموں میں جت گئے۔ وہ بھی ان سب کو ایک نظر دیکھتے تھکن سے چور ہوتے بدن کو گھسیٹتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"چل رنم پتر اٹھ اور اس کو کھانے وغیرہ کا پوچھ لے۔"

رقیہ بیگم نے سنجیدگی سے اسے حکم صادر کیا تو اس نے ناسمجھی سے اپنی جانب اشارہ کیا۔

"اب کیا میں انہیں کھانا پیش کرتی اچھی لگوں گی کیا۔"

وہ ایک ادا سے بال جھٹکتے ہوئے بولی۔ اب یہ دن بھی آنے تھے کہ اسے کھانا پیش کرنے کی بجائے وہ کسی کو کھانا پیش کرے۔ ارم نے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔

"تو یقیناً مجھ سے جوتیاں کھاتے ہوئے بھی خود کو اچھی نہیں لگے گی۔"

www.zubiiproftezone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

جواباً ان کے طنز بھرے لہجے پہ وہ منہ بسورتے تن فن کرتی مرتا کیانا کرتا کے مترادف اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے گہرا سانس بھرا شکر تھا کہ وہ نہانے گیا ہوا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ اپنے بالوں کو تولیے سے رگڑتے جوں ہی باہر نکلا رنم بے چینی سے اطراف میں دیکھتے انگلیاں چٹخانے لگی۔ برشام مسکرا کر آئینے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"کھانے میں کیا کھائیں گے۔"

وہی لٹھ مار انداز برشام کو ہنسی تو بہت آئی مگر ضبط کر گیا۔

"ویسے یہ تبدیلی کہاں سے آگئی۔"

وہ اس کے مقابل آتے اس کی جانب جھکتے مصنوعی حیرت سے بولا۔ رنم نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جہاں سے آپ آئیں ہیں۔"

وہ چیخ کر بولی مگر برشام کے قہقہے پہ اسے احساس ہوا کہ وہ غلط لفظوں کا انتخاب کر گئی ہے۔

"میں تو اپنی ماں۔"

اچھا بس بس کیا ہو گیا ہے میری زبان پھسل گئی تھی" آپ کو بے شرمی کی حدیں پھلانگنا شروع کر دیتے ہیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BAK Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سرخ چہرے سمیت میسنے پن سے بولتی سر جھٹک گئی۔ برشام نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور نرمی سے اس کے گرد بازو حائل کرتے اسے نزدیک کرتے معمولی سا فاصلہ بھی سمیٹ دیا۔

"میں نے تو ابھی کسی قسم کی بے شرمی نہیں دکھائی بیگم سائیں۔ بس دور دور سے کسی بچے کی مانند آپ کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھرتے رہتے ہیں۔"

وہ بیچارگی سے بولتے اس کی ناک سے ناک سہلا گیا۔ اس کی بے ہودہ گفتگو پہ رنم کے چہرے پہ گلال بکھر گیا۔ اس نے ایک بار پھر ناراضگی سے رخ پھیر لیا۔

"یہ کیا بات ہوئی رنم میں کچھ دیر کیلیے واپس لوٹا ہوں اور اس میں بھی یہ ناراضگی۔"

وہ پیشانی پہ شکنیں سجائے گویا ہوا۔ اس کے لہجے پہ رنم کی آنکھیں اگلے ہی پل من من آنسوؤں سے بھر گئی۔

برشام نے کوفت سے آنکھیں گھماتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

"ارے یار میں مذاق کر رہا تھا بس۔"

"جس دن میں نے آپ کو فون کیا اس دن تو آپ نے انکار کر دیا تھا کہ بہت مشکل ہے اب کیا کرنے آئے ہیں۔"

وہ اس کے ہاتھوں کا لمس اپنے چہرے پہ محسوس کر تڑپ کر اس کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"بس میری بیوی نے پہلی بار مجھے فون کر کے کوئی گزارش کی تھی میں کیسے ٹال دیتا مجھے اپنی جان پہ کھیل کر بھی آنا پڑتا تو میں ضرور آتا مگر تمہاری بات کبھی رد نا کرتا۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھکتے اس کی پیشانی پہ محبت بھرا بوسہ دیتے ہوئے بولا۔اس کے جواب پہ رنم کو ایسا محسوس ہوا گویا وہ معتبر ہو گئی ہو۔

"اتنی فرمانبرادی۔ویسے آپ کو کبھی کسی سے پیار ہوا ہے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھتے مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔برشام نے اس کے مومی ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے سہلایا۔

"کبھی کیا ہوتا ہے میری جان۔مجھے تو جب جب آپ کا دیدار ہوتا ہے میرا دل جب جب ایک نئے سرے سے آپ کی محبت میں گرفتار ہوا ہے۔"

وہ اس کے گلابی پڑتے چہرے پہ پھیلی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے مدھم سی سرگوشی کرتے اسے دلکشی سے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔برشام نے ہولے سے دونوں گالوں پہ اپنا لمس چھوڑا۔رنم کے وجود میں سرد لہریں دوڑنے لگی۔اس نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا اور کسمساتے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرانا چاہا مگر برشام نے گرفت مزید مضبوط کر دی تھی۔

"چھوڑیں بھی اب۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کے تیور سے گھبراتے ہکلاتے لہجے میں بولی۔

"اب مجھے یہاں بلایا ہے تو میری قربت بھی برداشت کرنے کی ہمت ڈالو خود میں کیونکہ اس بار میں ترس کھانے کے موڈ میں بلکل نہیں ویسے مجھے یاد کر رہی تھی نا تم۔"

وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو چھوتے بہم سا مسکراتے ہوئے بولا۔ رنم نے بے ساختہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری اور ہمت کرتے مضبوطی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ برشام نے اس کی لامبی پلکوں کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے جانے کی اجازت دی تھی۔ وہ تو اس کے چھوڑتے ہی ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ برشام اس کی حالت کا سوچتے مدھم سا قہقہہ لگا اٹھا۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"حورے ذرا ایک گلاس پانی تو پلانا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

فرزام جان بوجھ کر کچن میں آتے اونچی آواز میں بولا۔ نورے کو سبزی کاٹ رہی تھی اس کی آواز پہ لب بھینچ گئی۔ حورے نے آنکھوں کے راستے فرزام کو اشارہ کیا تو وہ اسے آنکھیں دکھاتے کرسی گھسیٹ کر وہی بیٹھ گیا۔

"یہ لیں فرزام لالہ پانی۔"

وہ بھی اپنی آواز پہ زور دیتے ہوئے بولی۔ نورے نے زور زور سے سبزیاں کاٹنا شروع کر دی۔ وہ اسے بھی تو بول سکتا تھا مگر نہیں غلطی پہ ہوتے ہوئے بھی یہ اکڑ دکھانا تو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اس دوران رنم نے بھی کچن میں جھانکا اور دبے قدموں سے چلتی ان کے قریب ہی جگہ سنبھال گئی اور آنکھوں کے ذریعے اس سے استسفار کیا جوابًا وہ مظلومیت سے کندھے اچکا گیا۔

"حورے تم چلو میرے ساتھ اور فرزام تمہارا جو بھی کام ہو اپنی بیوی سے کہا کرو نا کہ کسی اور سے۔ ہم تمہارے نوکر نہیں لگے ہوئے جو تم ہم پہ حکم چلاؤ اور ہم تمہاری سنتے جائے۔ گاؤں کے سردار ہو ہمارے سروں پہ ناچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تمہیں کچھ نہیں سمجھتے نا سمجھنا چاہتے ہیں۔"

نا جانے اچانک اسے کیا ہوا وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی شدید بدتمیزی حلق کے بل دھاڑی۔ اور چور نگاہوں سے نورے کی جانب دیکھا جس کا رخ اب سلیب کی جانب تھا۔ اس کی بات پہ نورے نے جھٹکے سے رخ موڑتے پریشانی سے فرزام کی جانب دیکھا جس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ حورے اور رنم

WhatsApp ; 0344-4499420

نے اس کے رخ موڑنے پہ ایک دوسرے کو دیکھتے آنکھ دبائی۔وہ دونوں اب اپنے پلین کے مطابق چل رہی تھی کیونکہ نورے کو باقی چیزوں سے کچھ خاص فرق نہیں پڑ رہا تھا۔حتیٰ کہ فرزام بھی اس پلیننگ سے بے خبر تھا۔

"بھابھی اب ایسی بھی بات نہیں ہے اگر انہوں نے مجھے مصروف دیکھ حورے سے مانگ لیا وہ بھی ان کی بہن ہے اتنا تو کر ہی سکتی ہے۔"

اسے رنم کا یوں بولنا بلکل بھی اچھا نہیں لگا جس کا اظہار اس کا لہجہ کر رہا تھا۔وہ بول رہی تھی مگر لہجہ ابھی بھی گستاخانہ نہیں ہوا تھا۔رنم نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"جو بھی ہے بھئی مگر آئندہ سے مجھے نا یہ کچھ بھی کہیں کیونکہ انہوں نے جو تمہارے ساتھ کیا ہے اس کے بعد مجھے یہ بلکل بھی اچھے نہیں لگتے ابھی بھی صرف تمہاری بدولت تھوڑا بہت احترام میں ان کا کر لیتی ہوں ورنہ یہ اس کے بھی لائق نہیں ہے۔میرے دل سے یہ اسی دن اتر گئے تھے جس دن ان کی بدولت تمہاری آنکھوں میں آنسو آئے تھے تم ہسپتال گئی تھی۔"

حورے بھی سر جھٹک کر مصنوعی تنفر بھرے لہجے میں بولی۔فرزام نے فق چہرے سمیت انہیں پینترا بدلتے دیکھا تھا جو کچھ دیر قبل اس کی جانب تھی مگر اب پھر اس کے خلاف ہو چکی تھی۔اس کا چہرہ

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا مگر وہ ابھی بھی کچھ نہیں بولا تھا کیونکہ ان کی باتیں سو آنے سچ ہی تو تھی۔ اس کے چہرے پہ چھایا اضطراب نورے کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔

"تو انہوں نے جو بھی کیا ہے میرے ساتھ کیا ہے تمہارے ساتھ نہیں تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا یوں ان پہ انگلی اٹھانے کا یا ان کے خلاف بات کرنے کا۔ انہیں وہی عزت دو جو ہمارے خاندان میں بہنوئی کو دی جاتی ہے کیونکہ یہ میرے شوہر ہے۔ آئندہ زبان درازی مت کرنا ان سے آئی سمجھ مجھے بلکل اچھا نہیں لگے گا۔"

وہ سرد نگاہوں سے اسے گھورتے کھردرے لہجے میں گویا ہوئی۔ رنم نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا جو ایک پل میں اس سے نفرت کی دعویدار تھی تو دوسرے ہی پل اس کی حمایت کرنے پہنچ جاتی تھی۔ رنم نے موقع دیکھتے پھر سے تیلی لگانے کا سوچا۔ اب بھلا وہ موقع سے فائدہ کیوں نا اٹھاتی۔

"شوہر تو تم کل تک مانتی ہی نہیں تھی آج کیسے ان کی بیوی ہونے کی دعویدار ہو۔ میری بات سنو نورے یہ تمہارے لائق نہیں ہے تم اسے چھوڑ دو۔ آگے بہت زندگی ہے تم آگے کچھ کرنے کا کچھ بننے کا سوچو اور اس انسان کو منہ توڑ جواب دو۔"

وہ اسے ایک دوست کی طرح سمجھانے والے انداز میں بولی۔ نورے نے لہو رنگ آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ سنجیدگی چھائی ہوئی تھی وہ اتنی بڑی بات کس قدر سکون سے کر سکتی

www.zubinovelszone.com
Digital BOOKs Library
WhatsApp ; 0344-4499420

تھی۔ فرزام کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اس نے نا سمجھی سے حورے کی جانب دیکھا تو وہ بے رخی برتتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ وہ دونوں ایسے کیوں کر رہی تھی معاً اسکی نگاہ نورے کی جانب اٹھی جو سیاہ رنگ کا ڈوپٹہ سر پہ اوڑھے لہو رنگ چہرے سمیت اسے گھور رہی تھی۔

"میں انہیں شوہر نا بھی مانو پھر بھی وہ میرے شوہر ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ میاں بیوی کی باتوں کو یوں سرے عام اچھالنا چاہیے۔میں ان کے ساتھ جو بھی کروں یا وہ میرے ساتھ جو بھی کریں میں ان کے خلاف کسی دوسرے شخص سے کچھ نہیں سنوں گی۔ یہ میری زندگی ہے میں بہتر جانتی ہوں کہ اسے کیسے گزارنا ہے۔"

وہ بنا کسی کا لحاظ کیے بولی اور فرزام کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھ کر اپنی تکلیف دباتے اس کا ہاتھ تھام کر اندر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ چل رہے تھے۔اس کے جاتے ہی حورے اور رنم نے ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا اور کھلکھلا کر ہنس دی۔

"شکل دیکھی تھی آپ نے اس کی کیسے انار جیسی سرخ ہو رہی تھی بھئی دیکھو اگر تمہارے دل میں ابھی بھی ویسے ہی جزبات ہیں تو عیاں کر دونا۔ معافی مانگی تو ہے فرزام لالہ نے مگر نہیں اب آج جب ان کے سامنے منہ کھلا ہے نا دیکھتے ہیں کیسے نگاہیں ملاتی ہیں ویسے بھابھی آپ تو ماسٹر مائنڈ نکلی۔"

وہ اس کے گلے کا ہار بنتی شریر لہجے میں بولتی اسے . بھی مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اسے چھوڑو تم بس فرزام کا سوچو وہ تو بیچارہ ہمارے بدلنے پہ ہی صدمے میں ہو گا۔ رہی بات نورے کی تو اسے احساس ایسے ہی ہونا تھا وہ ان جذبات کو اپنے دل کے نہاں خانوں میں چھپا تو رہی تھی مگر اس کا چہرہ وہ اس کی گواہی نہیں دے رہا تھا اس کی تکلیف میں تڑپتا اس کا خیال رکھنا اس کی حمایت میں بولنا یہ سب اسی کیلیے ہوتا ہے جو آپ کیلیے خاص ہوتا ہے مگر وہ اس سب کو چھپانے میں ناکام ہو رہی تھی جھلی۔"

وہ یہ بولتے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ حورے نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔ کمرے میں آتے ساتھ ہی نورے نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکتے تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی تک بے یقین سا تھا۔

"مجھے کچھ کہنا ہو میرا مزاق بنانا ہو یا میرے متعلق کچھ بھی ہو میرے خلاف تو آپ کی زبان بہت جلدی چلتی ہے تو پھر آج جب وہ دونوں آپ کو باتیں سنا رہی تھی اس وقت کیوں خاموش تھے کیوں نہیں بولے اس وقت۔"

وہ اس کے قمیض کے کالر کو مٹھیوں میں بھینچتی طیش کے عالم میں بولی۔ فرزام نے نرمی سے اس کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا جو سراپا سوال بنی اس کے سامنے تھی۔

"کیونکہ یہاں میں غلطی پہ تھا ویسے بھی تمہیں ان سب باتوں سے کیوں فرق پڑنے لگا ہے تم تو مجھ سے نفرت کرتی ہو نا پھر یہ تڑپنا کیسا تکلیف کیسی۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital BARU Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بے تاثر لہجے میں گویا ہوا۔ نورے کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو نکلتے اس کے گالوں کو بگھونے لگے۔ وہ کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

"چلو ابھی بات بھی شروع نہیں ہوئی اور یہاں ندیاں پہلے ہی بہنے لگ گئی ہیں۔"

وہ تاسف سے اس کے گالوں کو انگوٹھے سے صاف کرتے ہوئے بولا۔ نورے نے ہچکی بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

"ہوتی ہے مجھے تکلیف جب کوئی آپ کو کچھ بھی کہتا ہے بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

وہ سسکیوں سے روتے ہوئے بچوں کی مانند لب پھیلاتے ہوئے بولی۔ فرزام کی دھڑکنیں ساکت ہوئی۔

"اور جب تم بولتی ہوں جب تم مجھے دھتکارتی ہو۔"

وہ شکوہ کرنا چاہتا نہیں تھا مگر اس کے اعتراف پہ نا چاہتے ہوئے بھی وہ بول اٹھا۔

"میں آپ کو کچھ بھی بول سکتی ہوں کچھ بھی کیونکہ میں حق پہ ہو آپ صرف میرے ہیں نا۔ مجھے اب یہ حق تو حاصل ہے۔ میں آپ کو کچھ بھی کہوں مگر میں کسی اور کو یہ حق کبھی نہیں دوں گی۔"

وہ پر درد لہجے میں بولتی اس کے دل کے مقام پہ اپنا ہاتھ رکھ گئی۔ اس کی بے ساختہ حرکت پہ فرزام کا دل دھڑکنا بھول گیا۔ اس نے فرطِ جذبات سے کھینچ کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔ نورے اس کے گلے کا ہار بنتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ اتنے دنوں کا غبار تھا جو اس کے سینے پہ سر رکھتے ہی نکلنا تھا۔ کیسی

WhatsApp ; 0344-4499420

محبت تھی اس کی جس سے دن رات نفرت کا دعویٰ کرتی تھی اپنے سارے غم بھی اسی کے سینے پہ سر رکھے بہا رہی تھی۔ فرزام نے نرمی سے اس کے بالوں کو سہلاتے اس کے سر پہ ٹھوڑی ٹکائی تھی۔

"مجھے معاف کر دو نورے پلیز۔ میں مانتا ہوں کہ بہت بڑی غلطی کی ہے میں نے مگر جب تمہارا دل دکھا کر تمہیں رلایا ہے آنکھیں میری بھی بھیگی ہیں۔ بس کچھ وقت کیلیے بہک گیا تھا ورنہ تمہاری معصومیت نے تو پہلے دن ہی اپنا اسیر کر لیا تھا۔"

وہ اس کے کان میں جھکتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔ نورے جو بدحواس سی اس کے سینے سے لگی تھی تڑپ کر اس کے حصار سے باہر نکلی۔

"جھوٹ بول رہے ہیں آپ ہمیشہ کی طرح۔ لوگ کہتے ہیں محبت کرنے والے رسواں نہیں کرتے مگر آپ نے ہمیشہ مجھے رسواں کیا ہے۔"

وہ تڑخ کر بولی۔ اس کی لہجے میں محسوس کی جانے والی تڑپ تھی۔ فرزام نے نرمی سے ایک بار پھر اسے مقابل کیا اور اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

"اگر مجھے تمہیں رسواں کرنا ہوتا تو میں تم سے کبھی نہیں نکاح نہیں کرتا۔ تم کہتی ہو نا میں نے تم پہ ظلم کیا ہے تو مجھ سے پوچھو ہر روز نا جانے کہاں کہاں سے غلط باتیں سوچتا تھا کہ میں اپنی ماں کے کہے پہ عمل کر سکوں مگر چاہ کر تمہارے خلاف کوئی غلط بات ذہن میں آتی ہی نہیں تھی۔ ظلم تم پہ ہوا ہے تو

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

ظلم مجھ پہ بھی ہوا ہے۔ تم نے سوچا کبھی کہ میں ساری زندگی کیسے تم سے نگاہیں ملاتا میری ماں جو شروع سے مجھے تم لوگوں کے خلاف کرتی رہی آخر میں تمام گناہوں کو ایک جانب رکھتے مجھ سے پوچھے بغیر میرا تم سے نکاح پڑھوا دیا۔ میں چاہتا تو انکار بھی کر سکتا تھا مگر میں تمہارے چہرے پہ کالک نہیں مل پایا چاہ کر بھی تبھی تمہیں اپنی دسترس میں لیا تھا۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے مصالحتی لب و لہجے میں بولتے اسے مزید شدتوں سے رونے پہ مجبور کر گیا۔

"آپ نے مجھے رنگت کا طعنہ بھی دیا تھا۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔ اس کا رونا اس کے دل پہ قہر برسا رہا تھا۔

"تمہیں مجھ سے نفرت کرنے پہ مجبور کرنے کیلیے میں نے ایسے لفظوں کا انتخاب کیا تھا نورے مجھے رنگ اور شکل نہیں چاہیے مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے مجھے بس میری پرانی نورے چاہیے جس کے دل میں صرف محبت ہی محبت تھی۔"

وہ اس کی آنکھوں کو اپنے لمس سے مزید کرتے بوجھل لہجے میں بولتے اس کی پیشانی پہ اپنی پیشانی ٹکا گیا تا کہ اسے محسوس کر سکے۔ نورے نے اس کی چادر کو تھام کر اس پر فسوں لمحے کو محسوس کرنے کی خاطر آنکھیں موندی تھی۔ ایک خوبصورت لمحہ ان دونوں کے درمیان آکر ٹھہر گیا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"آپ میری زندگی کا وہ واحد رشتہ ہے جس سے میں جتنی بار بھی نفرت کرنے کے جتن کروں مجھے ہر بار مزید شدت سے محبت ہو جاتی ہے۔میں چاہ کر بھی اس نفرت کے احساس کو طوالت نہیں بخش پائی۔ آپ بس ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا کہ نورے نے صرف آپ کو چاہا ہے اور بے تحاشہ چاہا ہے۔"

اس نے اپنے لبوں سے نکلتے اعتراف بھرے خوبصورت لفظوں کو اس کی سماعتوں کی نذر کیا تھا۔اس کے اعتراف پہ فرزام کے جلتے سینے پہ پھوار سی برسی تھی۔ آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھی۔اس نے مزید شدت سے اسے خود میں بھینچتے اس کی ہاتھ کی پشت کو لبوں سے چھوا تھا۔نورے کو شادی کے بعد سے اب تک بے چینی کی زندگی گزار رہی تھی اس کے حصار میں آتے ہی وہ پر سکون ہوئی تھی. اس کا سکون فرزام کا حصار ہی تو تھا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ سنبھلتے اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔فرزام نے گہری مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا دل پہ پڑا بوجھ آج اتر گیا تھا۔وہ اس کے گال کو چھوتے اس کی ایک جانب سے نکلتے الماری کے پٹ کھول کر کھڑا ہو گیا اور اپنے لیے شلوار قمیض کا انتخاب کرنے لگا۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں کیا فرزام سائیں۔"

وہ اسے کپڑوں کو ٹٹولتے دیکھ نا سمجھی سے گویا ہوئی جواباً اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"شکار پہ جارہا ہوں کچھ ساتھیوں کے ساتھ۔ بس اسی لیے کپڑے نکال رہا ہوں تاکہ تازہ دم ہو کر جاسکوں۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے ایک سفید رنگ کی کلف لگی شلوار قمیض نکالتے اس کی جانب رخ کر کے کھڑا ہوا۔

"مگر آپ کا زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوا ہے سائیں۔ آپ نہیں نہائیں گے۔ زخم خراب ہو جائے گا۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتے اس کے ہاتھ سے سوٹ لیتے دوبارہ الماری میں لگا گئی۔

"آپ اس گاؤں کے سردار پہ حکم چلارہی ہیں نورے جان۔ جانتی ہیں اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے۔"

وہ اسے الماری سے لگاتے اس کے اطراف میں بازو لگاتے ہوئے اس کی فرار کی تمام راہیں مسدود کر گیا۔

"جی بلکل میں جانتی ہوں کہ میں کس پہ حکم چلارہی ہوں مگر شاید آپ یہ بات فراموش کر چکے ہیں کہ آپ کی زندگی کی سرداری میں نے سنبھالی ہوئی ہے اور مجھے پورا حق حاصل ہے۔"

وہ بھی جواباً اس کی شال کو درست کرتے اس کی آنکھوں میں اپنی مسکراتی آنکھیں گاڑھتے جتانے والے لہجے میں بولی۔ فرزام نے اس کے ڈوپٹے کے ہالے سے جلوہ افروز ہوتی آوارہ لٹوں کو سمیٹا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اور ہم یہ حق آپ کو پورے حق سے سونپتے ہیں کیونکہ فرزام بلوچ کیلیے نورے سے ضروری کچھ بھی نہیں۔"

وہ اس کی پیشانی پہ لب رکھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولتے اس کے وجود میں نئے سرے سے توانایاں سی بڑھ گئی تھی۔شادی کے ڈیڑھ ماہ بعد یہ اس کے چہرے پہ پہلی مسکراہٹ تھی۔ایک خوبصورت لمحہ ان دونوں کے درمیان حائل تھا وہ بے خود سی کیفیت میں آپس میں کھوئے ہوئے تھے معاً کمرے کا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا گیا۔اس نے نا سمجھی سے فرزام کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے فرزام نے جوں ہی دروازہ کھولا مریم رنم اور حورے مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔نورے نے تو ناراضگی سے رخ پھیر لیا البتہ فرزام خشمگین نگاہوں سے اسے گھورنے لگا۔

"کیا بھئی ایسے کیا گھور رہے ہو ہم تو بس یہ پوچھنے آئے تھے کہ اچھے سے صلح ہو گئی یا نہیں۔"

مریم اس کی گھورتی آنکھوں پہ چوٹ کرتے ہوئے بولی تو ان کی بات پہ فرزام کے چہرے پہ تحیر کے بادباں کھلے۔نورے کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

"پھپھو سائیں آپ ان کے ساتھ مطلب تم دونوں باورچی کھانے میں ڈرامہ کر رہی تھی۔"

وہ دبے دبے لہجے میں چلایا۔ان تینوں نے بنا کسی شرمندگی کے معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔نورے کو یکلخت شرمندگی نے آن گھیرا اس نے نا جانے کیسے کیسے بات کی تھی ان دونوں سے۔

www.zubiabooks.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"ہاں تو کیا تم دونوں بند کمرے میں نفرت کی بازیاں کھیلو اور ہم منہ اٹھا کر دیکھتے رہے بس۔"

وہ اس کا کان اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کٹیلے لہجے میں بولی تو وہ خجل سا ہو گیا۔

"ارے نورے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے نورے کہ تم کس طرح بولی یہ تو ہمارا پلین تھا کہ تمہیں راہِ راست پہ لانے کیلیے اور دیکھو تم دونوں کیسے پرفیکٹ ہیپیلی میرڈ کپل کے طور پہ یہاں کھڑے ہو۔"

وہ آنکھیں گھما کر اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ فرزام نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ویسے یہ پلیننگ کس دانش مند انسان کی تھی۔"

بروقت برشام کی سپاٹ آواز پہ رنم نے میسنے پن سے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا کیونکہ سب کی انگلی کا رخ اس کی جانب ہی تھا۔

"بھتیجے تمہاری زوجہ کی کرتوت ہیں یہ۔"

مریم برشام کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے مزے سے بولی۔

"آخر بیوی کس کی ہے۔ برشام بلوچ کی۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے باور کرانے والے انداز میں بولا۔رنم کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدلے۔وہ تفاخر سے گردن اکڑا کر کھڑی ہوگئی۔ برشام جھجھکتی ہوئی نورے اور فرزام کی جانب بڑھا۔سب نے دھڑکتے دل سمیت ان کی جانب دیکھا مگر ان دونوں کو سینے سے لگاتا دیکھ سب کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

"خوش رہو دونوں ایک ساتھ۔"

وہ مشفقانہ لہجے میں بولتے نورے کی پیشانی پہ بوسہ دیتے پیچھے ہوا۔

"اب تم دونوں بھی ذرا ہیپیلی میرڈ کپل کی طرح نظر آؤ مجھے۔ایسے بسوری شکلیں نا دیکھنے کو ملیں مجھے۔"

مریم تنبیہی لہجے میں بولی۔رنم نے ان کی بات پہ بروقت برشام کے بازو میں بازو حائل کرتے ان کی جانب دیکھا۔

"ہم تو آلریڈی بہت خوش ہیں الحمداللہ۔کیوں برشام سائیں۔"

وہ شریر نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سادگی سے بولتی سیدھا اس کے دل میں اتر گئی تھی۔

"اب میری بیوی نے کہہ دیا ہے تو میری کیا مجال جو میں اس کی بات رد کروں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کے شانے کے گرد بازو حائل کرتے پر تپش لہجے میں بولتے اس کی آنکھوں میں روشنیاں سی بھر گیا۔

"اچھا اب میں نے یہ نہیں کہا کہ تم دونوں کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر کہی بھی شروع ہو جاؤ یہاں ایک بچی بھی ہے ابھی۔"

مریم دل ہی دل میں ان دونوں کی نظریں اتارتے ہوئے بولی۔ وہ دونوں جو ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے خفت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئے البتہ ان کی بات پہ حورے تڑپ کر رہ گئی۔

"چھوٹی نہیں ہوں میں نورے سے پورے پانچ منٹ بڑی ہوں۔ بس شادی اس کی پہلے ہو گئی ہے۔"

وہ بچوں کی طرح منہ پھلاتے ہوئے بولی۔ سب اس کی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس دیے تھے۔

"میرے خیال میں میری دوسری گڑیا بھی شادی کیلیے تیار ہے کیوں پھپھو سائیں۔"

برشام نے دوسری جانب سے اسے اپنے حصار میں لیتے شرارت آمیز لہجے میں استسفار کیا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی شرما کر اس کے سینے سے لگی تھی۔ کچھ ہی دیر میں مزید باتوں کے بعد ان سب نے اپنے اپنے کمروں کی راہ لی تھی کیونکہ رنم کے خیال میں انہوں نے ان کے روٹھنے منانے کے سیگمنٹ کو اچھا خاصہ خراب کر دیا تھا۔ وہ ان دونوں کو اپنا کام جاری رکھنے کا کہتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

اس نے پولیس جانے سے قبل ایک نظر اماں کے کمرے میں جھانکا جہاں ہر جانب سمٹا ہوا تھا اور ان کا وجود سرے سے ہی غائب تھا۔ اس کے اعصابوں کو زبردست قسم کا جھٹکا سا لگا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اس سے پہلے کہ باہر کی جانب بڑھتا کچن سے آنے والی کھٹ پٹ کی آواز پہ اس کے قدم خود بخود اس جانب اٹھے تھے۔ وہاں پہنچتے اسے چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا لگا کیونکہ وہ پوری دلجمعی سے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔

"اماں آپ کی طبیعت پہلے ہی نہیں ٹھیک آپ یہاں کیوں آگئی ہیں۔ چلیں اپنے کمرے میں جائیں میں کرلیتا ہوں یہ سب۔"

وہ انہیں سختی سے تنبیہہ کرتے ہوئے بولا جواباً انہوں نے بنا کسی تردد کے نفی میں گردن ہلائی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے میرے ہوتے کچھ کرنے کی مجھے تو میرا بیٹا بن کر اتنے مان سے میری رکھوالی کی خاطر یہاں لے کر آیا ہے میں کیا پھر اپنے بیٹے کیلیے اتنا بھی نہیں کرسکتی۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولی۔ یہ سب بولتے ان کا لہجہ بھیگا تھا۔

"مگر میں نے یہ سب اسی لیے نہیں کیا کہ آپ یہاں آکر یہ سب کریں آپ میری ماں کی عمر کی ہیں میں کیسے آپ ہٹیں میں کرلیتا ہوں نا۔"

اسے خواہمخوہ شرمندگی سی محسوس ہونے لگی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"چل ہٹ پگلے۔ تو میرے لیے بلکل طیب جیسا ہے۔ جب تک میں یہاں ہوں تیرے جانے سے قبل ناشتہ بھی بناؤں گی اور تیرے لوٹنے سے قبل کھانا بھی۔"

وہ اس کے سر پہ مشفقانہ انداز میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی تو وہ مدھم سا مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے جیسی آپ کی مرضی۔"

وہ مزید ان کی محبت کو کیا رد کرتا تبھی سہولت سے انہیں کہتے باہر صوفے پہ بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ کچن کے سوراخ سے ان کے چہرے سے چھلکتی خوشی اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی ان کے ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ناشتے وغیرہ سے فراغت حاصل کرتے پولیس سٹیشن کیلیے نکلا تھا۔ اتنے عرصے بعد اس نے سیر ہو کر ناشتہ کیا تھا اور اماں وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔ اس کی گاڑی سڑک پہ رواں دواں تھی معاً اسے کچھ عجیب سا گمان ہوا اس نے بیک ویو مرر سے تنقیدی نگاہ دوڑائی تو گاڑی میں موجود دونوں افراد کو دیکھتے اس کی آنکھیں آخری حد تک پھیلی تھی۔ یہ تو وہی دونوں تھے جنہیں سلطان نے سسپینڈ کروایا تھا مگر وہ اس کا پیچھا کیوں کر رہے تھے۔ اس نے سرعت سے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی کیونکہ اسے ان کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ اس کی گاڑی فراٹے بھر رہی تھی مگر جوں ہی وہ رفتار بڑھاتا اگلے ہی لمحے عقب میں موجود گاڑی بھی رفتار بڑھا دیتی۔ اس نے خود میں ہمت مجتمع کرتے احتیاطاً گن لوڈ کی اور اپنی سیٹ کے

WhatsApp : 0344-4499420

درمیان میں رکھ لی معاً تقریباً دس منٹ کی مسافت کے بعد وہ پولیس سٹیشن موجود تھا۔ اسے حیرت ہوئی تھی کہ وہ لوگ اس کا پیچھا کرتے کرتے کہاں چلے گئے کیا وہ اسے ڈرا وا دینا چاہتے تھے تا کہ وہ اور سلطان اپنے موقف سے ہٹ جائیں۔ اس کا ذہن انہیں پراگندہ سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ اس نے ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں گھماتے کسی کو کال ملاتے فون کان سے لگایا تھا۔ صد شکر تھا کہ وہ اماں کو اپنے فلیٹ میں شفٹ کر چکا تھا ورنہ ان کا سب سے پہلا ٹارگٹ وہی ہوتی۔ اس نے بے قراری سے اپنی کشادہ پیشانی مسلی تھی۔

"تائی آپ کیا کرنے لگی ہیں۔"

وہ انہیں کسی چیز کا امیزا بناتے دیکھ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔ ایک ان کی نت نئی چیزوں کو لے کر وہ بہت پریشان رہتی تھی مگر وہ یقین سے کہ سکتی تھی کہ باقی چیزوں کی طرح یہ بھی لزیذ ہوگی تبھی ان کی جانب دیکھا۔ رضوانہ نے ہاتھوں کی حرکت روکتے اس کی جانب دیکھا اور سینک سے ہاتھ دھوتے ڈوپٹے سے خشک کرنے لگی۔

"منتو بنا رہی ہوں میری جان یہ بر شام کی پسندیدہ ہے۔ بچپن سے ہی بہت شوق سے کھاتا ہے تبھی اس نے مجھ سے فرمائش کی ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ چمچ کی مدد سے امیزا مکس کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی۔ کچن میں ان دونوں کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا تبھی وہ پرسکون تھی۔ ان کی بات پہ وہ مزید متجسس ہوئی کیونکہ بات برشام کی متعلق تھی۔

"اب یہ منتو کیا ہے تائی۔ پہلے پرپو اب یہ منتو یہ نام کس قدر عجیب و غریب ہیں نا۔"

وہ الجھ کر بولی تو اس کے منہ بنانے پہ وہ ہولے سے ہنس دی تھی۔

"عجیب و غریب نہیں بلکہ اپنے نام کی طرح یہ بھی خاص ہے اور بہت خاص ہے تم دیکھنا ابھی یہ میز پہ سجاؤں گی بھی پوری طرح اور سب نے چٹ کر جانے ہیں۔ یہ گلگت کا مشہور پکوان ہے۔ اسے ہم سموسے سے بھی تشبیہہ دے سکتے ہیں۔"

وہ مختلف سبزیوں اور کٹے ہوئے پیاز کو اچھی طرح مکس کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی۔ رنم پوری دلجمعی سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی جن کے ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ انہوں نے سرعت سے باریک سا آٹا گوندھا تھا۔

"مجھے بھی بتائیں اسے کیسے بناتے ہیں میں بھی کسی دن ٹرائے کروں گی یہ۔ اس کا آمیزا تو دکھنے میں بھی کتنا مزے کا لگ رہا ہے۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولی تو اسے چٹخارہ بھرتا دیکھ وہ کھل کر ہنس دی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"ب دیکھو میں نے اس میں مختلف سبزیاں پیاز اور گائے کا گوشت ڈالا ہے اس سے ذائقہ لذیذ ہو جائے گا اور پھر اب میں اس میں مصالحہ جات ڈال کر آٹے میں لپیٹوں گی اور آخر میں انہیں بھاپ پہ تیار کیا جاتا ہے۔"

وہ اسے تفصیل سے بتاتے دوبارہ سے اپنے کام میں جت گئی۔ رنم سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا گئی۔ کسی حد تک اسے سمجھ آگئی تھی یہ ڈش اسے پرپو کی بانسبت آسان لگی تھی معاً اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا وہ اس سے پہلے کہ تیز تیز قدم اٹھاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھتی اس کی نگاہ وہی رکھے بھنے ہوئے چنوں پہ پڑی جو تازے تازے بھونے گئے تھے اس نے ایک باؤل نکالتے کچھ مقدار میں اس میں انڈیلے اور رضوانہ کو بتاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ برشام جو الماری کھولے کچھ تلاش کر رہا تھا اس کی آمد پہ گڑبڑاتے چونک کر مڑا اور سرعت سے الماری کے پٹ بند کیے تھے۔ رنم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"شاید کوئی میرے لیے کھانا لینے گیا تھا باہر۔"

وہ طنز کے تیر چلاتے ہوئے تڑخ کر بولا۔ چنے اس کی بات میں حلق میں ہی کہی اڑ گئے تھے۔

"ہاں گئی تو تھی مگر آپ کے معیار کے مطابق کچھ ملا ہی نہیں اسی لیے واپس آگئی۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولی۔ بھلا زیادہ دیر شرمندہ ہو کر اس نے کرنا کیا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اپنے معیار کے مطابق مل گیا تھا کیا۔"

وہ کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کے ہاتھ میں موجود چنوں کے پاؤں پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا اور مٹھی بھر کر چنے ہاتھ میں لیے تھے۔ رنم نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں تو سب کچھ ہی کھا لیتی ہوں الحمد اللہ۔ بس آپ میرے کھانے پہ نظر مت لگائیں اب۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولی اور دوبارہ اپنی توجہ اس کی جانب مبذول کرا لی۔ کچھ سوچتے رنم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"ویسے ابھی جب میں اندر آئی تھی تو آپ گھبرا کیوں گئے تھے۔ سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ اپنا رخ مکمل طور پہ اس کی جانب کرتے سنجیدگی سے بولی۔ برشام نے دل ہی دل میں خود کو کوسا بھلا کیا ضرورت تھی اسے شک میں ڈالنے کی اور وہ تو کوئی بات جلدی بھولتی بھی نہیں تھی۔ اس کے پوچھنے پہ برشام خاموشی سے اثبات میں سر ہلا گیا۔ رنم بھی اس کے بعد خاموشی اختیار کر گئی۔ اچانک کچھ یاد آنے پہ وہ اچھل کر سیدھی ہو کر بیٹھی وہ جو بیڈ پہ نیم دراز تھا اس کے یوں اچھلنے پہ گھبرا کر سیدھا ہوا جس کی بدولت دونوں کا زبردست قسم کا تصادم ہوا تھا۔ رنم کو تو اس پہاڑ وجود سے ٹکرا کر دن میں تارے نظر آنے لگے۔ برشام نے اپنی تکلیف بھلاتے اس کا سر تھاما جسے وہ پکڑ کر بیٹھی تھی۔

"ٹھیک ہو زیادہ تو نہیں لگی۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کی پیشانی دباتے ہوئے پریشانی سے گویا ہوا جوابًا وہ جھجک کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی کیونکہ وہ دیکھنے کی خاطر مکمل طور پہ اس پہ جھکا ہوا تھا اور اس کی قربت پہ رنم کے حواس سلب ہونا شروع ہو گئے۔

"مجھے باہر جانا ہے آپ کے ساتھ۔"

وہ اس جگہ کو یاد کرتے چہک کر بولی جو اس نے دادا سائیں کے ساتھ دیکھی تھی۔

"میرے ساتھ کہاں جانا ہے تمہیں۔"

وہ اس کے ہاتھ سے باؤل لیتے ایک جانب رکھتے اس کا ہاتھ تھام کر بھاری لہجے میں بولا۔

"باہر جانا ہے بول تو رہی ہوں۔ وہ اصل میں نا میں نے دادا سائیں کے ساتھ گاؤں کے دورے پہ گئی تھی وہاں انہوں نے مجھے ایک خوبصورت باغ دکھایا تھا کس قدر دلفریب منظر تھا وہ اور وہ منظر مجھے آپ کے ساتھ دیکھنا ہے۔ ایسے تتلیاں رقص کر رہی تھی ہر طرز کے پھول ان کی مہک وہاں سب کچھ بہت خوبصورت تھا۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں محبت سے بولی۔ برشام سمجھ چکا تھا کہ وہ کس جگہ کا ذکر کر رہی تھی۔

"وہی جگہ جو دادی سائیں کے کہنے پہ تعمیر کروائی گئی ہے کیا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے چادر کو ڈھنگ سے اوڑھنے لگا۔ بالوں کو برش کرتے اس نے اپنی گھنی مونچھوں کو سنوارا اور اس کی جانب آتے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی۔

"کیا ہم ابھی جائیں گے۔"

اس نے حیرت سے گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے چھ بجا رہی تھی۔ وہ اس کے چہرے کو نرم گرم نگاہوں کے حصار میں لیتے اثبات میں سر ہلا گیا۔

" مگر آپ تو تھکے ہوئے ہیں نا کچھ دیر آرام کر لیں ہم رات کو چلیں جائیں گے۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے شرمندگی سے بولی خواہ مخواہ ہی اسے پریشان کر دیا جواباً اس نے خاموشی سے آنکھوں کے اشارے سے اسے ہاتھ تھامنے کی تلقین کی تھی۔ اس نے اپنا سرخ و سفید مومی ہاتھ اس کے سانولے ہاتھ میں تھمایا تو برشام نے جھک کر عقیدت سے اس پہ لب رکھے تھے۔ نرم اس کے سلگتے لمس پہ کپکپا کر رہ گئی۔

"تمہارے لیے میں کبھی بھی تھکا ہوا نہیں ہوں آزما کر دیکھ لینا۔"

وہ اس کی پیشانی کو اپنے پر شدت لمس سے مزین کرتے گھمبیر پر تپش لہجے میں بولتے اس کے چہرے پہ گلال بکھیر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ گھبرا کر اس کی جانب سے نکلتی برشام نے عقب سے ہی اس کے گرد بازو حمائل کرتے اس کے شانے پہ ٹھوڑی ٹکائی تھی۔ اس کی گرم سانسیں اپنی گردن پہ محسوس کر وہ

WhatsApp ; 0344-4499420

سانس روک گئی۔ دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہوا جا رہا تھا معاً اس کی بگڑتی حالت کے پیشِ نظر وہ ہنستے ہوئے پیچھے ہٹا تو رنم نے پٹ سے آنکھیں کھولتے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی برشام بروقت اس کا ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"مجھے چینج تو کرنے دیں کم از کم حلیہ دیکھیں ذرا میرا۔"

وہ مزاحمت کرتے اس کا ہاتھ چھڑوانے لگی۔ خود وہ کیسے نک سک سا تیار تھا اور اسے ذرا سا بھی کچھ کرنے نہیں دیا تھا۔

"تمہاری تیاری سے صرف مجھے غرض ہے اور مجھے تم اس حلیے میں بھی دل و جان سے قبول ہو۔ اسی لیے خاموشی سے چلو اب۔"

وہ گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ اس کی بات پہ خود میں سمٹ کر رہ گئی۔ اتنی دیر میں رضوانہ نے حیرت سے ان کے باہر جانے پہ استسفار کیا تو وہ انہیں جلد لوٹنے کا بولتے خود باہر کی جانب بڑھ گیا جہاں اس کی جیپ تیار کھڑی تھی۔ ارم نے ان دونوں کی پشت کو دیکھتے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری تھی جس کے گرد برشام کے حصار قائم کیا ہوا تھا اور وہ نا جانے کیوں ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"خود تو دیکھیں کیسے سج سنور کر جا رہے ہیں اور مجھے دیکھیں کام والی ماسی لگ رہی ہوں۔ جانتی ہوں میں آپ کے سب ہتھکنڈے۔"

وہ اس کا حصار توڑتی چیخ کر بولی اور ڈوپٹے کو خود پہ ڈھنگ سے درست کیا تھا۔ اس دوران وہ دونوں اس کی جیپ میں سوار ہو چکے تھے۔ رنم نے پریشانی نے ایک نظر آسمان پہ چھائی کالی گھٹاؤں کو دیکھا جو نہایت ہولناک منظر پیش کر رہی تھی۔ صد شکر تھا اس نے جرسی سے خود کو اچھے سے ڈھانپا ہوا تھا۔ ایکدم بجلی زور سے کڑکی تو اس نے گھبرا کر برشام کی جانب دیکھا جو موسم کی بگڑتی صورتِحال دیکھ خود بھی پریشان ہو چکا تھا۔

"کیا ایسے موسم میں ہمارا جانا ٹھیک ہے برشام سائیں۔ مجھے نا جانے کیوں بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے سہمے ہوئے لہجے میں بولی۔ چاہ کر بھی وہ اسے یہ نا بتا پائی کہ اسے ایسے موسم سے کس قدر خوف آتا ہے۔ برشام نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا اور جیپ کا موڑ کاٹا۔

"رنم ریلیکس کچھ نہیں ہوا میں تمہارے ساتھ ہوں اور ویسے بھی ایسے رومینٹک موسم میں جانے کا بھی اپنا ہی مزا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی روح میں اتر جانے والی ہوائیں، مٹی کی خوشبو، آسمان سے گرتی مدھم بوندیں لہراتے ہوئے پتے سرسراتے پھول اور سونے پہ سہاگہ اس پہ لہراتی رنگ برنگی تتلیاں کس قدر رومانوی منظر ہو گا نا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اسے اس قدر خطرناک نقشہ کھینچتا دیکھ رنم نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا اور پیشانی پہ آیا پسینہ سختی سے صاف کرتے ونڈ سکرین سے باہر جھانکنے لگی جہاں بارش کی گرتی مدھم بوندیں شیشے پہ لکیریں بنا رہی تھی۔ برشام نے ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھتے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھامتے اپنی موجودگی کا احساس بخشا تھا۔ رنم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو اب گیئر بدل رہا تھا اس کی تمام تر توجہ ڈرائیونگ کی جانب مبذول تھی۔ کیا سچ میں اس کی توجہ ڈرائیونگ پہ تھی وہ سوچ کر رہ گئی۔

کچھ دیر کی مسافت کے بعد وہ دونوں اس گاؤں کے اس خوبصورت اور آنکھوں میں جگنو بھر دینے والے حصے میں داخل ہوئے تو اس نے ایک جانب گاڑی پارک کی اور اسے لیتے باغ کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گیا۔ رنم اندر کا منظر دیکھ ایک لمحے کیلیے مبہوت رہ گئی۔ اس نے سختی سے دونوں ہاتھ لبوں پہ جمائے۔ پورا باغ رنگ برنگے پھولوں سے بھرا ہوا تھا جن کی مہک اسے اپنی روح میں اترتی محسوس ہوئی۔ ٹھنڈی ہوا کے زیر اثر اس نے شال سے اچھے سے خود کو ڈھانپا۔ سردی سے دانت کٹکٹانے لگے تھے۔ اس نے محو ہوتے قدم آگے کی جانب بڑھایا مگر اس کا سردی سے کانپتا وجود برشام کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا تبھی عقب سے اس کے گرد حصار باندھتے اس کے بازو سہلانے لگا تاکہ اسے گرمائش مل سکے۔

"یہ کس قدر خوبصورت منظر ہے نا۔ بلکل مکمل۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کھوئی کھوئی کیفیت کے زیرِ اثر بولی۔ برشام نے محبت سے اپنے لب اس کے گال پہ مس کیے تھے۔

"بہت خوبصورت منظر ہے اپنا اپنا سا۔"

وہ اس کے چہرے کو اپنی والہانہ نگاہوں کے حصار میں لیے خمار آلود لہجے میں گویا ہوا۔ وہ ایکدم جھرجھری لے اٹھی۔ وہ کیا کہتی تھی کہ یہ شخص سڑا ہوا ہے بلکل بھی رومینٹک نہیں ہے مگر اب اسے سمجھ آئی تھی کہ وہ شخص تو اس کی سوچوں کے بلکل برعکس تھا جس کا اسے گمان بھی نہیں تھا۔

"آپ کیا ہر جگہ شروع ہو جاتے ہیں۔"

وہ ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ برشام نے اس کی بات پہ جھٹکے سے اس کا رخ موڑتے اپنے مقابل کیا کہ ان کے درمیان بلکل معمولی سا فاصلہ رہ گیا۔ باغ کے اندر ایک جانب شیلٹر تھا جہاں وہ دونوں کھڑے تھے کیونکہ باہر بارش زور و شور سے برس رہی تھی۔

"اپنی ذاتی بیوی کے ساتھ ہوتا ہوں کسی غیر کے ساتھ تو نہیں اور ویسے بھی ابھی تو میں نے کچھ کیا نہیں اور تمہیں مجھ سے اس قدر شکایتیں ہیں جس دن میں تم پہ اپنا آپ آشکار کر بیٹھا اس دن بس اپنی خیر منانا بیگم سائیں۔"

وہ اس کی سرخ ہوتی ناک کو چھوتے متبسم لہجے میں بولتے اسے بیک وقت لال پیلا نیلا کر گیا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"یہ شرمانا یہ گھبرانا یہ سب ایسے تو نہیں ہے اس کے پیچھے بھی دل کے بہت سے راز پنہاں ہے تو بتاؤ پھر اس راز سے میں پردہ اٹھادوں کہ تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے۔"

اس نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر اس کے مقابل آتے گھرے لہجے میں استسفار کیا۔ رنم نے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا جو گھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا عجیب زبردستی ہے۔ آپ کسی سے بھی زبردستی محبت کا اعتراف نہیں کرواسکتے۔"

وہ اس کی گھری نگاہوں کے ارتکاز سے گھبرا کر بات کو سختی سے رد کرتے آنکھیں موندتے ٹھٹھرا دینے والی ہوا کو اپنے رگ وپے میں اترتا محسوس کر رہی تھی۔

"یہ زبردستی نہیں حقیقت ہے جس کا اعتراف آپ کے لب نہیں کر رہے مگر آپ کی آنکھیں بخوبی کر رہی ہیں۔ اب کیا آنکھیں بھی دھوکا دے سکتی ہیں۔"

وہ زیرِ لب مسکراتے ہوئے آنچ زدہ لہجے میں گویا ہوا۔ رنم نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جس میں ایک عجیب سی چمک رقصاں تھی۔

"اب یہ مت کہیے گا کہ آپ آنکھیں پڑھنے کے فن سے واقف ہیں۔"

وہ دونوں ہاتھ اٹھاتی طنزیہ لب و لہجے میں بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"جی بلکل بشرطیکہ وہ آنکھیں میری بیوی رنم برشام بلوچ کی ہو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ گہرے الفت بھرے لہجے میں بولتے اگلے ہی لمحے اسے ساکت کر گیا۔ چند ساعتوں بعد وہ کچھ سوچ کر اس کے عین مقابل آئی اور اس کے مضبوط ہاتھ کو تھاما تھا۔

"تو سنیں پھر رنم برشام بلوچ بھی اپنی آنکھیں پڑھنے کا موقع ہر کسی کو نہیں دیتی نا ہی خود کو کسی پہ عیاں کرتی ہے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے تو سمجھ لیں کہ آپ اس کیلیے بہت خاص ہیں۔ اس سے زیادہ اظہار نا میں کروں گی نا مجھ سے امید رکھیے گا۔"

وہ بھی برجستہ دوٹوک متبسم لہجے میں بولتے چہرہ جھکاتے مدھم سا مسکرا دی۔ برشام کی. آنکھوں کی چمک مزید گہری ہوئی۔ اس نے تحیر سے اس کی جانب دیکھا جو کالی گھٹاؤں سے پر آسمان پہ نظریں ٹکائے مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"اس سے زیادہ کی خواہش مجھے ہے بھی نہیں ہے۔ تم جیسی سر پھری لڑکی نے یہ ہی اعتراف کر لیا تو میرے پہ شکرانے کے دو نفل واجب ہیں اب۔"

اس کے تاسف زدہ لہجے پہ وہ بے نیازی سے کندھے اچکاتے نا چاہتے ہوئے بھی دھیما سا قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں بات کو مزید طوالت بخشتے باہر سے آنے والی عجیب سے سائرن کی آواز پہ اس نے نا سمجھی سے برشام کی جانب دیکھا۔

"آئسکریم والا ہے شاید گھر جا رہا ہو گا سردی سے بچ کر۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ نرمی سے گویا ہوا مگر کھانے کی چیز کے نام پہ رنم کی آنکھیں آخری حد تک پھیل گئی۔

"مجھے کھانی ہے آئسکریم۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر ملتجیانہ لہجے میں بولی۔

"ذہنی توازن درست ہے نا رنم۔ سردی کی حالت دیکھو بگڑتی جا رہی ہے اور تمہیں آئسکریم کھانی ہے۔"

وہ اس کی بات پہ تند لہجے میں بولا۔

"آپ نے کھلانی ہے یا نہیں وہ بات کریں بیوی پہ کچھ پیسے خرچ کرتے ہوئے آپ کے دل میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔"

وہ سر جھٹکتے ناگواری سے بولی۔ اس کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"اب تم بات کو نا جانے کونسا رخ دے رہی ہو۔"

وہ کوفت بھرے لہجے میں گویا ہوا مگر ہنوز اس کا ناراض چہرہ دیکھ وہ ٹھنڈی آہ بھرتے باہر کی جانب بڑھا اور وہ جو دور ہی چلا جا رہا تھا اسے آواز دے کر روکا۔

"تمہیں بھی اس وقت ہی یہاں سے گزرنا تھا۔"

وہ اب رنم کا غصہ اس پہ انڈیل رہا تھا۔

www.zubiinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"صاحب جی میں تو بس کمائی کرنے کی خاطر نکلا تھا مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ موسم اس حد تک خراب ہو جائے گا۔"

وہ خود بھی سردی سے کانپ رہا تھا برشام کو اس کی حالت پہ ترس سا گیا معاً اپنے ساتھ کھڑے وجود کو دیکھتے اس نے دانت پیسے تھے جو منہ اٹھا کر کہی بھی نکل پڑتی تھی۔

"میں دو کھاؤں گی ایک ایک مینگو فلیور اور ایک چاکلیٹ۔ اور ہاں اگر آپ نے کھانی ہو تو لے لیجیے گا مجھ سے مت مانگیے گا۔"

وہ مسکرا کر بولتی آئسکریم کے کپ لیتی واپس اپنے ٹھکانے پہ چلی گئی جبکہ وہ گھور کر اسے دیکھتا رہ گیا اور خود بھی ایک عدد سٹرابیری فلیور کی آئسکریم لیتے اس کے تعاقب میں چل دیا۔ اس کے قریب جگہ سنبھالتے ہی رنم جو پوری دلجمعی سے آئسکریم کھانے میں محو تھی چونک کر اس کی آئسکریم کو دیکھنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو اب۔ اپنی ہی کھا رہا ہوں تمہاری نہیں لی۔"

وہ جھنجھلا کر بولا کیونکہ وہ ہنوز آئسکریم کو دیکھ رہی تھی۔

"فلیور کونسا ہے یہ۔ رنگ سے تو سٹرابیری لگ رہا ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کے کپ پہ جھکتے آئسکریم کا معائنہ کرتے ہوئے بولی۔ برشام تاسف سے نفی میں سر ہلاتے چہرہ جھکا لیا۔

"میں بلکل بھی تمہیں ٹیسٹ نہیں کرواؤں گا رنم۔"

وہ دانت پیس کر مسکراتے جتانے والے لہجے میں بولا۔

"کس قدر بھوکے ہیں آپ کے پاس میں بیٹھی ہوں یعنی کے آپ کی بیوی اور آپ مجھے صلح بھی نہیں کر رہے۔"

وہ صدمے کی کیفیت میں گویا ہوئی۔ برشام کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

"میں بھوکا ہوں تو تم جو دو دو آئسکریمز ہاتھ میں لیے بیٹھی ہو اور پھر بھی میری آئسکریم پہ نظر ہے۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"آپ کا فلیور تو مختلف ہے نا اور ویسے بھی میں صرف ذرا سا چکھنا ہی تو چاہ رہی ہوں۔ دے دیں گے تو آپ کے خزانوں میں کمی نہیں آئے گی۔"

وہ منہ بسور کر بولی۔ اسے کھاتا دیکھ نا جانے کیوں منہ میں پانی بھر آیا تھا۔ اپنے ہاتھ میں آئسکریم ہونے کے بعد بھی اس کی نگاہ بار بار اس کی جانب اٹھ رہی تھی۔

"چلو ایک ڈیل کرتے ہیں تم مجھے دو میں تمہیں دیتا ہوں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کی جانب اپنی چوری ہتھیلی پھیلاتے ہوئے مزے سے بولا۔ رنم نے ایک جھٹکے میں آئسکریم اس کی پہنچ سے دور کی تھی۔ وہ اس کی حرکت پہ پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

"میں بلکل نہیں دوں گی آپ کو تو چاہیے کہ اپنا سب کچھ مجھ پہ لٹا دے یہ آئسکریم تو اس کے سامنے حقیر سی چیز ہے مگر آپ میرے سے ہی چھیننے کی تگ و دو میں ہیں ناٹ فیئر۔"

وہ مصنوعی روہانسے لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ برشام نے دانت پیس کر اس ڈرامے باز لڑکی کو دیکھا اور اس کی جانب اپنی آئسکریم بڑھائی تھی۔ رنم نے بروقت اپنے ہاتھ میں تھامی ایک جانب رکھی اور اس کے ہاتھ سے تھامتے پہلا چمچ کھایا تو اس کے منہ کے زاویے بگڑنے لگے۔

"یہ لیں پکڑیں بلکل مزے کی نہیں ہے۔ میں اپنی ہی کھاؤں گی۔"

وہ ناک منہ چڑھاتے ہوئے مکمل ندیدہ پن ظاہر کر رہی تھی اور وہ بس حیرت سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا کیونکہ یہ سب اس کیلیے بلکل نیا تھا۔ وہ اس سے ایسی توقع بلکل نہیں کر رہا تھا۔ وہ گہرا سانس بھرتے اپنی پیشانی مسل کر رہ گیا۔ کچھ ہی دیر میں ایک دوسرے کی سنگت میں اچھا وقت گزارنے کے بعد وہ دونوں حویلی کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ راستے میں ہی رنم کو چھینکیں آنا شروع ہو گئی تھی جس کی بدولت بار بار اسے برشام کی گھوریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ گھر پہنچتے ساتھ ان سب نے ایک ساتھ رات کے کھانے کے ساتھ انصاف کیا تھا۔ اس دوران سب آپس میں خوش گپیوں میں بھی مصروف

www.zubinovelszone.com
Digital Dar Library
WhatsApp ; 0344-4499420

تھے۔رنم کو رضوانہ کے ہاتھ کے بنائے گئے منتو بے تحاشہ پسند آئے تھے۔برشام نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

اس کی آنکھ رات میں ہونے والی غیر معمولی ہلچل سے کھلی تھی۔اس نے موندی موندی آنکھیں کھولتے اطراف کا جائزہ لینا چاہا مگر اندھیرا ہونے کی بدولت وہ دوبارہ تکیے پہ سر ٹکا گیا معاً ایکدم کسی کے کراہنے کی آواز پہ وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا اور کمرے کی لائٹ آن کی اگلے ہی لمحے پورا کمرہ اندھیرے میں نہا گیا تھا۔اس نے چونک کر رنم کی جانب دیکھا جو درد کی شدت سے کراہ رہی تھی۔برشام نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا اور اس پہ جھکتے اس کا گال تھپتھپایا۔

"رنم کیا ہو گیا آنکھیں کھولو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تفکر بھرے لہجے میں بولا تو اس نے آنکھیں واں کرتے اس کی جانب دیکھا اور اپنے دکھتے سر کو تھام گئی تھی۔ مسلسل ہوتی کھانسی کی بدولت وہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی۔

"رنم یہاں دیکھو کیا ہوا ہے کہی درد ہو رہا ہے کیا۔"

وہ محبت سے پچکارنے والے انداز میں گویا ہوا۔ جواباً اس نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔

"بابا کے پاس جانا ہے مجھے۔"

وہ سسکی بھرتے ہوئے زاروقطار رودی۔ برشام کے چہرے پہ الجھن بھرے تاثرات ابھرے۔ اس نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کی پشت تھپتھپانے لگا مگر اسے اندازہ ہوا تھا کہ اس کا وجود بخار میں تپ رہا ہے۔ یہ سب اس کی لاپرواہی کا ہی تو نتیجہ تھا جو اس نے شدید سردی ہونے کی باوجود آئسکریم کھالی تھی طبیعت تو خراب ہونی ہی تھی۔

"مجھے بابا کے پاس جانا ہے۔ بابا پلیز آجائیں آپکی رنم کو بہت درد ہو رہا ہے۔"

وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپائے پھوٹ کر رودی۔ برشام نے اس کے گرد حصار مضبوط کرتے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھے تھے۔ وہ دوبارہ ٹروما میں جا رہی تھی فیصل کو یاد کر کے۔

"بس چپ کچھ نہیں ہوا میری جان کو۔ مجھے بتاؤ کہاں درد ہو رہا ہے۔ میں ابھی پین کلر دیتا ہوں۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کی سرخ متورم آنکھوں پہ بوسہ دیتے محبت بھرے لہجے میں بولا جو اباً وہ منہ پہ ہاتھ رکھتے بھاگنے والے انداز میں واشروم کی جانب بڑھی تھی۔ برشام بھی چپل پیروں میں اڑستے اس کے پیچھے بھاگا جو اب واش بیسن پہ جھکے الٹیاں کر رہی تھی۔

"ماما۔"

وہ ڈھلک کر اس کے شانے سے آلگی اور کراہ کر بولی۔ برشام نے نرمی سے اسے بیڈ پہ بٹھاتے رومال سے اس کا پسینے سے تر چہرہ صاف کیا تو وہ اس کے ساتھ ہی سر ٹکاتے آنکھیں موند گئی۔ برشام نے اسے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بٹھایا جس کا چہرہ اچانک افتاد پہ زرد پڑنے لگ گیا تھا۔

"ماما کے پاس جانا ہے۔"

وہ بلکل بچوں کی مانند برتاؤ کر رہی تھی۔ برشام اس کی بات پہ اس کا گال تھپتھپاتے کمرے سے باہر نکلا۔ اس کا ارم کو تنگ کرنے کا بلکل بھی ارادہ نہیں تھا مگر رنم کو بھی وہ جانتا تھا کہ کس قدر ضدی ہے۔ اس سے. پہلے کہ وہ کمرے کے دروازے کی جانب بڑھتا دالان سے آنے والی مدھم سرگوشیوں کی آواز پہ وہ حیرت سے اس جانب چل دیا جہاں ارم اور رقیہ بیگم اور رضوانہ بیٹھی نا جانے کونسے راز و نیاز کر رہی تھی۔ برشام نے احتیاط سے ان کو پوری بات بتائی تو وہ تڑپ کر بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"رنم میرا بچہ کیا ہو گیا مما کی جان۔"

وہ اسے سینے میں بھینچتے ہوئے تڑپ کر بولی کیونکہ وہ بری طرح کھانس رہی تھی جس کی بدولت اس کا جی بھی متلا رہا تھا۔

"ماما بہت درد ہو رہا ہے۔ بابا کو بلائیں پلیز۔ مجھے ان کے پاس جانا ہے۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔ ارم نے بھیگی نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا۔ اس دوران نورے اور فرزام بھی اپنے کمرے سے نکلتے پریشانی سے وہی آ گئے تھے۔

"دراصل جب بھی اس کی طبیعت خراب ہوتی تھی تو فیصل ایک سیکنڈ کیلیے بھی اس کے پاس سے نہیں ہلتے تھے۔"

وہ بھی بتاتے ہوئے رو دی۔ سب نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا جو رنم کو سنبھالنے کی بجائے خود بھی رونے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ رقیہ بیگم زیرک نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی جو اب اچانک اپنی جگہ سے اٹھتے ایک بار پھر واشروم کی جانب بڑھی تھی۔ ان کی آنکھوں میں چمک کا اضافہ ہوا تھا۔

"میں ایسا کرتی ہوں دائی اماں کو فون ملاتی ہوں۔"

رضوانہ بول کر اس سے پہلے کہ کمرے سے باہر نکلتی برشام نے انہیں وہی ٹوک دیا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"ایسے فون کرنا مناسب نہیں ہے قریب ہی رہتی ہیں میں لے آتا ہوں۔"

وہ متانت سے بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب چل دیا۔ وہ ہنوز ارم کے ساتھ لگ کر بیٹھی تھی کہ رقیہ بیگم نے کچھ سوچتے اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی اور اس کی کلائی تھامتے اس کی نبض سہلانے لگی۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے رنم امید سے ہے۔"

رقیہ بیگم کی آواز پہ کمرے میں موجود تمام نفوس کو جھٹکا سا لگا۔ ان سب نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ رنم نے ان کی بات بلکل نہیں سنی تھی کیونکہ وہ خود نڈھال سی بیٹھی تھی۔ نورے اور فرزام نے مسکراتی نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ اگلے ہی لمحے سب کے چہروں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"جاؤ کچھ میٹھا وغیرہ لے کر آؤ۔"

انہوں نے کھنکتے لہجے میں حکم صادر کیا۔ اگلے ہی لمحے نورے ان کے حکم کی تعمیل کرتے مٹھائی لیے حاضر ہوئی تھی۔ برشام بھی اس وقت تک واپس لوٹ آیا تھا۔

"دائی ماں یہاں نہیں ہے وہ گاؤں سے باہر اپنی بیٹی سے ملنے گئی ہے۔ ہمیں فلحال دوائی وغیرہ سے ہی کام چلانا ہو گا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ پریشانی سے رنم کی پیشانی کو چھو کر چیک کرنے لگا۔ رنم نے بھیگی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ پریشانی صاف چھلک رہی تھی۔

"کیا ہوا آپ سب مسکرا کیوں رہے ہیں۔"

وہ الجھ کر بولا مگر اگلے ہی لمحے اپنے منہ میں گلاب جامن کا ذائقہ محسوس کر وہ حیرت سے کنگ رہ گیا جنہیں اس کی بیماری پہ میٹھا کھانے کی سوجھ رہی تھی۔

"ارے بس کر کسی قسم کی دوائی دینے کی ضرورت نہیں رنم پتر امید سے ہے ہم نہیں چاہتے اس حویلی کے سپوت کو کوئی نقصان پہنچے۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولی مگر ان کی بات پہ رنم کی حالت تو ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اور برشام اسے تو ان کی برجستہ بات پہ زوردار قسم کا پھندا سا لگا۔ وہ سکتے کی کیفیت میں رنم کی جانب دیکھتے مسلسل کھانس رہا تھا۔ رضوانہ نے بے ساختہ اس کی پشت تھپتھپائی۔

"دادی سائیں ایسا کچھ نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے رنم کو بہت تیز بخار ہے بس اور یہ سب چیزیں بخار میں نارمل سی ہیں۔ اس نے شدید سردی میں آئسکریم کھالی تھی جس کی بدولت یہ سب ہوا ہے۔"

وہ ایک غصیلی نگاہ رنم پہ ڈالتے انہیں سمجھانے والے انداز میں بولا۔ رقیہ بیگم کی آنکھوں میں جل رہی جوت بجھ گئی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"پریشان مت ہو آپ جب بھی ایسی کوئی خبر ہوئی سب سے پہلے آپ کو ہی سناؤں گا۔"

وہ ان کی پیشانی چومتے محبت سے بولا۔

"اور تم دونوں کوئی خوشخبری ہے یا بس جھک ہی مار رہے ہو تم بھی۔"

ان کی توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتا دیکھ نورے کا شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ خجالت سے چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔

"اماں سائیں اگر ایسا کچھ ہوتا تو کیا بچے ہم سے چھپاتے ویسے بھی ابھی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے۔ انشاء اللہ اگر اس ذات نے چاہا تو بہت جلد اس حویلی میں بھی بچے کی کھلکھاریاں گونجے گی۔"

رضوانہ بیگم انہیں ٹالتے ہوئے بولی۔ برشام نے ایک بار پھر اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے اس کی طبیعت کے متعلق استسفار کیا تو وہ آنکھیں موندتے اس کا ہاتھ تھام گئی۔ سب نے اس کی حالت کے پیشِ نظر باہر جانے میں ہی عافیت جانی۔

"برشام وہ ذرا بخار میں چڑچڑی ہو جاتی ہے تو تم بردباری سے کام لینا میرے بچے۔"

وہ مصالحتی لب ولہجے میں بولی۔ برشام نے ناراضگی سے ان کی جانب دیکھا۔

"بہت غلط بات چچی سائیں کیا آپ کو یہ سب کہنے کی ضرورت ہے بھلا۔ میں اچھے سے جانتا ہوں کہ اسے کیسے سنبھالنا ہے۔ آپ بے فکر ہو کر سو جائیے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ نرمی سے انہیں قائل کرنے والے انداز میں بولا۔ ارم اس کی بات پہ مسکرا کر رنم کی پیشانی چومتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے جاتے ہی برشام نے اس کے سرہانے بیٹھتے اس کے بکھرے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑسا اور محبت سے اس کی پیشانی چومی تھی۔ رنم نے ہولے سے آنکھیں واں کی اور اس کی گود میں سر رکھے لیٹ گئی۔ برشام کو حیرت تو بہت ہوئی مگر وہ اسے چھپا گیا اور ہولے ہولے اس کے سر کی مساج کرنے لگا۔ وہ مسلسل اس کے سر کو سہلا رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ چھائی معصومیت کو دیکھتے وہ بے اختیار جھکا اور اس کے گال کو چھوا تھا جس سے اسے اندازہ ہوا کہ اس کے گال یخ ہو رہے تھے۔ وہ ہلکا ہلکا کپکپا بھی رہی تھی۔ برشام نے اس کے اوپر رضائی ڈبل کر کے ڈالی تو اسے کچھ حد تک تسلی ہوئی تھی۔ وہ پھر بھی اس کی طبیعت کے پیشِ نظر اس کا ہاتھ تھامنے سہلانے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی مگر وہ اس کے ہاتھوں کو سہلا کر گرمائش پہنچاتے یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر ایسے ہی گزر جانے کے بعد رنم کی کسمساتے ہوئے آنکھ کھلی تھی مگر خود کو گھورتے برشام کو دیکھتے اس کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے تین بجا رہی تھی اور وہ صبح سے تھکا ہارا ابھی بھی اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے ایکدم فیصل کی یاد شدت سے ستائی۔ وہ اپنی شدت گریہ سے سرخ ہوتی آنکھوں کو میچ گئی تھی۔

"مجھے تو وہ بلکل تمہارے بابا کا عکس لگتا ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

"مجھے فیصل اور برشام میں کچھ بھی فرق نہیں لگتا دونوں میں صرف نین نقش ہی نہیں بلکہ عادتوں کی بھی مماثلت ہے۔"

اس کے ذہن میں سب کی باتیں گڈ مڈ ہونے لگی کبھی ارم کی آواز تو کبھی ندیم کی آواز سماعتوں میں ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھی۔ وہ ناجانے کیا سوچتے ایک جھٹکے میں اس کی گردن میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ اس کے یوں رونے پہ برشام نے اس کے گرد حصار قائم کرتے پریشانی سے س کی جانب دیکھا۔

"زنم کہی درد ہو رہا ہے کیا۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی ابھی تو ہسپتال چلیں۔"

وہ اس کا سرخ ہوتا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے پچکارتے ہوئے بولا تو وہ روتے ہوئے سختی سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"تو پھر کیا مسئلہ ہے مجھے میری جنگلی بلی ایسے بلکل بھی روتے ہوئے اچھی نہیں لگ رہی۔ وہ صرف مسکراتے ہوئے اچھی لگتی ہے۔"

وہ مصنوعی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ اس کی بات پہ ہولے سے ہنستے ایک بار پھر اس کے سینے میں دھڑکتے دل پہ سر رکھتے اس کی حرکت کو محسوس کرنے لگی۔

"آپ بہت اچھے ہیں اور سب سے اچھا آپکا یہ دل۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کے دل کے مقام کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے نم لہجے میں بولی۔ برشام نے اس کی سرگوشی پہ دلکشی سے مسکراتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا اور اس کے سر سے سر ٹکرایا تھا۔

"جانتی ہو یہ دل خوبصورت کیوں ہے۔"

اس کی بات پہ رنم نے خاموشی سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ اس کی حرکت پہ ہنستے ہوئے اس کا گال سہلانے لگا۔

"کیونکہ یہاں تم بستی ہو۔ میرے سینے میں دل کی بجائے وہ دھڑکتی ہے، میری آنکھوں میں صرف اسی کا عکس ہوتا ہے، میری سماعتیں اس کی لب کشائی کو ترستی ہیں۔ میرے لب جسے دیکھ کر مسکراتے ہیں جس کی موجودگی میرے لیے قابلِ راحت ہے جس کی قربت میں میں سرشار سا محسوس کرتا ہوں۔"

وہ اس کے چہرے پہ نقوش کو چھوتے گھمبیر پر تپش لہجے میں بولتے اسے خود میں سمٹنے پہ مجبور کر گیا۔ اس کی حرکت پہ رنم کا سرخ پڑتا چہرہ مزید سرخ ہوا۔ اس کی حرکت پہ برشام کی نگاہیں لو دینے لگی۔ وہ بے ساختہ جھکا اور اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت پہ اپنے تشنہ لب رکھے تھے۔

"میں نے کبھی تم پہ کوئی زور زبردستی نہیں کی رنم۔ نا ہی کبھی تمہیں برا کہا کیونکہ تم اس وقت حق پہ تھی مگر جب تم نے شادی کی پہلی رات مجھے ان عام مردوں سے تشبیہہ دی تھی اس دن میرا دل ٹوٹا تھا میں چاہتا تو انا میں آکر تمہارے وجود پہ برتری حاصل کرتے تمہیں نیچا دکھا سکتا تھا مگر میں ایسا چاہ کر بھی

www.zubipagezone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

نہیں کر سکتا تھا کیونکہ میری تعلیمات ہی ایسی نہیں تھی پھر میں نے تمہاری تلخ باتوں کو نظر انداز کرتے ایک نئے سرے سے ہمارے رشتے میں عزت کو پروان چڑھانے کا سوچا۔ اور دیکھو آج ہم اس سیڑھی پہ قدم رکھ چکے ہیں۔ محبت کی دوسری سیڑھی پہ بھی قدم جما لیے اب بس ایک آخری مرحلہ باقی ہے جس کیلیے مجھے تمہاری اجازت درکار ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتا رکا۔ رنم نے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اثبات میں سر ہلایا۔

"میں ہمارے رشتے کو میرے جانے سے قبل ہی کسی موڑ پہ لے جانا چاہتا ہوں۔ میں اس رشتے کو پایہ تکمیل پہ پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ہماری رنگت میں بہت فرق ہے کسی وقت میں تمہیں بلکل اچھا نہیں لگتا تھا میں مگر پھر بھی ایک گزارش تو کر ہی سکتا ہوں۔"

"گزارش نہیں آپ حکم کریں آپ سے بہتر تو میرے لیے کوئی ہو ہی نہیں سکتا برشام سائیں۔"

وہ اس کے سینے سے لگ کر ہکلاتے لہجے میں خودسپردگی کے عالم میں بولتے اسے زندگی کی ایک نئی نوید سنا گئی تھی۔ اس نے تشکرانہ انداز میں آسمان کی جانب دیکھا اور اس کے سر پہ لب مس کرتے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ رنم بھی اس کے تحفظ بھرے حصار میں پرسکون سی آنکھیں موند گئی تھی۔

---

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"قسم سے دادی سائیں کہیں بھی بات کرتے ہوئے سوچتی نہیں ہے۔لو دیکھو اب لالہ کی موجودگی میں کیسی باتیں کر رہی تھی۔"

وہ جب سے کمرے میں آئی تھی انگلیاں چٹخاتے ہوئے ٹہل کر بس اسی بات کو ذہن پہ سوار کیا ہوا تھا۔فرزام نے اس کی بات پہ تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"نورے ان سے ہم کسی بھی قسم کی توقع کر سکتے ہیں اور ویسے بھی ان کی بات میں کوئی مضائقہ تو نہیں تھا بلکل بھی۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے نرم لہجے میں بولا۔نورے نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کیا سوچ رہا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہیں آپ۔"

وہ ہلکی سی مزاحمت کرتے ہوئے بولی۔فرزام نے ہولے سے اس غصے سے پھولتی ناک دبائی تھی۔

"جو تم سوچ رہی ہو نورے جان۔خیر کیوں نا دادی سائیں کی خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ہم دونوں ایک دوسرے سے خوش اور وہ ہم سے خوش حساب برابر ہو جائے گا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ بائیں آنکھ دباتے لوفرانہ لہجے میں بولتے اسے خائف کر گیا۔وہ ایک جھٹکے میں اس کے حصار سے نکلی تھی جو اب گہری اندر تک اتر جانے والی نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔نورے کو اپنے وجود میں چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"اگر تمہیں مجھے لے کر کسی بھی قسم کی کوئی انسکیورٹی ہے فلحال تو کوئی مسئلہ نہیں ہم وقت لے لیں گے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

وہ اسے ہولے ہولے لرزتا دیکھ اسے اپنے حصار میں لیتے بیڈ تک لایا اور پانی کا گلاس بھرتے اس کے لبوں سے لگایا جو وہ ایک ہی سانس میں پی گئی تھی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے کہ اگر آپ پھر سے بدل گئے تو۔اگر پھر سے بیچ راہ میں مجھے رسواں کر دیا تو۔پھر اس سب کے بعد میں اپنا وجود لے کر کہاں جاؤں گی۔"

اس کی رندھی آواز پہ فرزام سن ہوتے اس کا رنگ پھیکا پڑنے لگا۔اس نے بے ساختہ نگاہیں چرائی۔تکلیف کا احساس بڑھا تھا اسے اس ڈر سے متعارف کروانے والا بھی تو وہی تھا۔

"تمہاری آنکھوں میں مجھے لے کر یہ خوف مجھے جیتے جی مارنے کیلیے کافی ہے نورے۔میں نے پہلے بھی تمہیں یہ بات باور کرائی تھی کہ اگر اس سارے قصے میں تم روئی ہو تو تکلیف سے میری آنکھیں بھی نم ہوئی ہے میں مانتا ہوں کہ میں قصوروار ہوں مگر میرا قصور اتنا نہیں ہے کہ یوں تمہاری نگاہوں میں خود

WhatsApp : 0344-4499420

کیلیے بے اعتباری دیکھ کر ہی مر جاؤں۔ میں نے تم سے بے رخی برتی ضرور ہے مگر میرا اللہ گواہ ہے کہ کس دل کے ساتھ۔ یاد ہے پہلی بار جب میں کچن میں آیا تھا اس دن تمہارے ڈر نے میرے دل پہ پنجے گاڑھے تھے پھر بخار کی حالت میں تمہارا آواز اٹھانا میرے اعصابوں پہ خوشگوار واقعہ تھا مجھے تم سے قطعی امید نہیں تھی کہ جو لڑکی کل تک مجھ سے سہم رہی تھی وہ آج یوں سر اٹھا کر بولے گی پھر اگلے دن تمہارا میرے لیے ناشتہ بنانا حتیٰ کہ میں جب جب تمہیں کمتر سمجھ کر تم پہ حکم چلانا چاہا جب جب میرے دل کی سلطنت پہ تم براجمان ہوئی ہو اور اس اس وقت میرے دل نے مجھے یہ سمجھایا تھا نورے یوں بے وقعت ہونے کیلیے نہیں بلکہ وہ تو بہت خاص ہے اور اس وقت مجھ پہ اس بات کا ادراک ہوا تھا کہ کہی نا کہی میں بھی تمہیں پسند کرنے لگا ہوں مگر اتنی نفرت کے باوجود بھی کیوں یہ سوالیہ نشان تھا۔"

وہ اس کے سر کے ساتھ سر جوڑے خالی خالی لہجے "میں بول رہا تھا۔ نورے کے نین کٹورے پانی سے بھر گئے۔ اس نے اپنی آنکھوں میں ہو رہی جلن کی بدولت آنکھیں میچ کر کھولی تھی۔ جب جب یہ سب باتیں کھلتی تھی اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہی ہو۔

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

میری زندگی کا بہت تاریک باب تھا وہ جب آپ نے مجھے دھتکارا تھا۔ مجھے سانس بھی رک رک کر آرہی تھی۔ میری عزتِ نفس کو کچلا گیا تھا کچھ اس طرح کہ میں خود کو موت کے منہ میں جانے سے بھی نا روک پائی۔"

وہ ویران لہجے میں بولی تو فرزام نے اس کی پیشانی کو شدت سے چومتے اس کے بالوں کو سہلایا۔

"تمہاری زندگی کے اسی تاریک باب میں ایسے رنگ بھروں گا نورے جان کے تم پھر سے ویسی ہی رنگوں سے بھری تتلی بنتے فضا میں اڑان بھرو گی۔ پھول بھی تمہاری اس کیفیت پہ سرشاری محسوس کریں گے۔ اور اس بار تمہارا شوہر ہر قدم پہ تمہارے ساتھ ہو گا۔"

وہ بوجھل لہجے میں بولتے اسے اپنے ساتھ کا یقین بخش رہا تھا۔ نورے نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں گھنی پلکوں پہ نمی ٹھہری ہوئی تھی۔ فرزام نے انگلیوں کے پوروں پہ اسے سمیٹ لیا۔

"آپ کیوں پسند کرتے ہیں مجھے۔"

وہ کسی نادیدہ نقطے پہ نظریں جمائے کھوئی کھوئی کیفیت میں گویا ہوئی۔ اس کی آنکھیں بے قراری اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

"مجھ سے آج تو وجہ پوچھ لی ہے آئندہ مت پوچھنا کیونکہ تم مجھے بے وجہ پسند ہو اور بے حد پسند ہو۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس نے نورے کے ہاتھوں پہ دباؤ بڑھاتے چھوڑا تو وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی تھی۔ فرزام نے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے جھک کر شدت سے اس کے دونوں گلابی گالوں کو چھوا تھا۔وہ سٹپٹاتے نظریں جھکاتے انگلیاں چٹخانے لگی۔

"چلیں پہلے میرے سوالات کا جواب دیں پھر ہی میں اس بابت کچھ سوچوں گی۔"

وہ اس کی گہری نگاہوں کے ارتکاز سے گھبراتے اترا کر بولی۔ فرزام اس کی بات پہ بیڈ پہ نیم دراز ہوا اور اپنی نگاہوں کا فوکس اس کے چہرے پہ رکھا۔

"اب آپ ایسے دیکھے گے تو میں کیسے بات کروں گی۔"

وہ جھنجھلا کر بولی۔ فرزام نے بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا۔

"تم نے ہاتھوں کو قابو میں رکھنے کا کہا ہے آنکھوں کو نہیں۔"

وہ اس کی بات پہ ہاتھ ہلاتے ہوئے ہوا میں اڑا گیا۔وہ اسے مصنوعی گھور کر رہ گئی۔

"نورے کیا ہے آپ کیلیے۔"

"عزت۔"

یک لفظی جواب اسے ساکت کر گیا۔

"کس کی عزت۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital BAB Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"سردار فرزام بلوچ کی۔"

"محبت کرتے ہیں مجھ سے۔"

"بے حد۔"

پھر سے وہی لہجہ۔

"کب تک کریں گے۔"

"زندگی کی آخری سانس تک۔"

"اگر بھول گئے۔"

"کوئی جینا کیسے بھول سکتا ہے نورے جان۔"

وہ گھمبیر لہجے میں بولتے اسے خاموش کروا گیا اور اسے اپنے اوپر گرایا تھا۔ نورے نے خفت سے سرخ پڑتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"سوالات بھی ہو گئے جوابات بھی مل گئے اب میرا اتنا امتحان کافی ہے۔ اب تمہارے امتحان کی باری ہے۔ اور میری ایک بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنا ہمارا سفر آخری حد تک قائم رہے گا۔"

www.zubiinovelszone.com

Digital Books Library

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے معنی خیزی سے گویا ہوا۔ نورے نے لجا کر اس کے سینے میں چہرہ چھپایا تھا۔ اب وہ اس کی سماعتوں میں میٹھی میٹھی سرگوشیاں کر رہا تھا اور آج نورے اس کے حصار میں پرسکون تھی۔ بھیگی سرد رات بیتتی جا رہی تھی۔ ایک اور کہانی اپنی منزل تک پہنچ چکی تھی۔

اگلے دن کی صبح روز کی نانسبت روشن اور ہوادار تھی۔ رات خراب موسم کے بعد اب ہلکی ہلکی دھوپ وجود میں حرارت سی پیدا کر رہی تھی۔ آسمان پہ کالے بادلوں کو نام و نشان تک نہیں تھا۔ ہواؤں کے زور سے لہراتے درخت بھی گویا ان کے ملن پہ رقصاں تھے۔ ہر جانب خوشیوں کی چہکاریں گونج رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ان سب کی زندگیاں بھی ایک نئے ڈگر پہ چل پڑی تھی۔ صبح سے ہی کوئی نا کوئی رنم کے پاس آکر بیٹھتا اور اس کا حال احوال دریافت کرتے تھوڑے بہت گپے لگاتے اس کا موڈ خوشگوار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی طبیعت کچھ حد تک بہتر ہوگئی تھی مگر مکمل طور پہ صحت یاب نہیں ہوئی تھی۔ ابھی بھی ندیم خرم اس کا پتہ کر کے جا چکے تھے اور دادا سائیں حورے اور مریم اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالے بیٹھی ہوئی تھی۔ معاً دادا سائیں اپنی جگہ سے اٹھے۔

" چلیں اب آپ نے اپنا خیال کرنا ہے رات میں ملاقات ہوگی اب۔"

وہ جھک کر اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ رنم ان کی بات پہ دھیما سا مسکرا دی۔

www.zubiinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

"ویسے ہوا کیا تھا رنم تمہیں۔"

مریم نے حیرت سے استفسار کیا کیونکہ کل تک وہ بھلی چنگی تھی۔

"پھپھو سائیں اس سے کیا پوچھ رہی ہیں۔ کل بارش ہو رہی تھی موسم انتہا کا ٹھنڈا تھا اور محترمہ نے اس موسم میں آئسکریم بہت شوق سے کھائی ہے وہ بھی ایک نہیں بلکہ دو دو۔"

برشام جو اس کی دوائیاں لینے گیا تھا اندر آتے ساتھ ہی اس کی طبیعت خرابی پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا تو رنم نے پیشانی پہ شکنیں سجائے اس کی جانب دیکھا۔

"بس کر جائیں آپ کل سے دس بار یہ بات بول چکے ہیں آپ مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کی ہی نظر لگ گئی ہے۔"

وہ بچوں کی طرح منہ بسورتے ہوئے بولی۔ بخار کی بدولت ایک عجیب سی گھٹن سے اسے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا تبھی ہر کسی کی بات پہ چڑ رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ برشام اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اپنے فون پہ آنے والی کال پہ اس نے ترچھی نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا اور فون کان سے لگاتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بھاگا۔ نورے اور فرزام نے حیرت سے اسے کسی سے بات کرتے دیکھا تھا۔

"یہ لالہ کو کیا ہوا اتنے گھبرائے ہوئے لگ رہے تھے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

نک سک سی تیار نورے رنم کے نزدیک جگہ سنبھالتے ہوئے بولی۔

"بس مجھے ویسے بھی تمہارے لالہ کی حرکات بہت مشکوک لگتی ہیں۔"

وہ پرسوچ نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جہاں سے وہ ابھی باہر نکلا تھا معاً اس نے چونک کر نورے کی جانب دیکھا جو گلابی اور گرے رنگ کے امتزاج کے سوٹ میں ہلکے ہلکے میک اپ سمیت نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

"تم اپنے لالہ کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ آج چاند کہاں سے نکلا ہے جو نورے میڈم تیار شیار ہو کر بیٹھی ہیں۔"

وہ معنی خیز لہجے میں بولتی اسے شرمندہ کر گئی۔ نورے کا جی چاہا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔ اس نے چور نگاہوں سے فرزام کی جانب دیکھا جو بظاہر تو موبائل میں مصروف تھا مگر اس کی گہری نگاہیں وہ اپنے چہرے پہ محسوس کر سکتی تھی۔ مریم اور حورے نے اس کی بات پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

"شش خاموش ہو جاؤ تمہیں بیماری میں بھی سکون نہیں ہے۔"

مریم اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے بولی۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے بیٹے کو کھانا بھی کھلا رہی تھی۔

"بھابھی یہ سب چھوڑیں آپ یہ بتائیں کہ بھائی کی کونسی حرکات مشکوک لگتی ہیں آپ کو۔"

وہ تجسس بھرے لہجے میں بولتی سب کو اپنی جانب متوجہ کر گئی۔ رنم نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Dar's Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"مجھے سمجھ نہیں آتی مگر کبھی کبھی وہ الماری کھول کر اس میں سے کچھ تلاش کریں گے مگر جوں ہی میں آؤں گی سب بند۔ کبھی موبائل پہ کسی سے باتیں کرتے ہیں مگر جیسے ہی میں آتی ہوں گھبرا جاتے ہیں اور میرے پوچھنے پہ بھی کچھ نہیں بتاتے۔"

وہ چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے بولی۔ سب نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا جو سچ مچ کی افسردہ دکھائی دے رہی تھی۔ چہرہ بخار کی تمازت سے ویسے ہی سرخ پڑ رہا تھا سونے پہ سہاگہ اب جو اشتعال کی لہریں اٹھ رہی تھی۔

"تو پھر آپ نے کسی طرح جاننے کی کوشش نہیں کی۔"

اب کی بار نورے بھی اس کا ہاتھ تھام کر متجسس ہوئی۔ فرزام نے کوفت نے اس کی جانب دیکھا نہیں مطلب وہ اسے سمجھانے کی بجائے خود بھی اس کا ساتھ دے رہی تھی۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے نورے اسے ٹالنے کی بجائے مزید اس کے شک پہ یقین کی مہر ثبت کر رہی ہو۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے گھورتے تنک کر گویا ہوا۔ نورے نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم چپ رہو آج کل کے مردوں کا کیا پتہ چلتا ہے باہر رہتا ہے حسین ہے کوئی بھی لڑکی فدا ہو سکتی ہے میں تمہیں مکمل طور پہ اجازت دیتی ہوں کہ پتہ لگواؤ۔"

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

مریم نے بھی رنم کی بات کی بھرپور تائید کی تھی۔ حورے ناسمجھی سے ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔ فرزام ان سب پہ ایک چبھتی نگاہ ڈالتے تیز تیز قدم اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔"

برشام جیسے ہی کال سنتے واپس کمرے میں آیا ان سب کو باتوں میں مصروف دیکھ بالوں کو سنوارتے انہیں مخاطب کیا۔

"بھائی پلیننگ کر رہے ہیں۔"

حورے برجستہ بولتے زبان دانتوں تلے دبا گئی۔ ان تینوں نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو میسنے پن سے مسکراتے ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کس قسم کی پلیننگ۔"

وہ اچھنبے سے بولا اور صوفے پہ جگہ سنبھالی۔ مریم اپنی روتی بیٹی کو گود میں اٹھاتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی نورے نے بھی وہاں سے اٹھنے میں ہی عافیت جانی اب ان کے پاس کوئی جواب تو تھا نہیں تو کیا کرتی۔ اس سے پہلے حورے وہاں سے اٹھتی رنم نے ایک جست میں اس کی کلائی شکنجے میں لیتے اپنے برابر بٹھایا تھا۔ اس دوران وہ ایک بار پھر پریشانی سے فون کان پہ لگاتے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

"اب وہ آئیں گے نا تو تم ہی بتاؤں گی انہیں۔"

www.zubhinovelszone.com
Digital BAKS Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ دانت کچکچا کر بولی۔ آنکھیں بخار کی حدت کی بدولت سرخ ہو رہی تھی۔

"اچھا بھابھی اب غلطی سے منہ سے پھسل گیا ہے۔ آپ میرے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی۔"

وہ اس کے گال کو چومتی مسکینیت سے بولی تو رنم نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ بھاگنے والے انداز میں وہاں سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔ اب وہ اکیلی بیٹھی آنے والے لمحات کیلیے خود کو تیار کر رہی تھی۔ سر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔ معاً وہ فریش ہونے کا سوچتے بیڈ کراؤن کا سہارہ لیتے اپنی جگہ سے اٹھی اور ڈھیلے ڈھالے قدموں سے الماری کی جانب بڑھ گئ تا کہ کپڑے نکالتے فریش ہو سکے ہو سکتا تھا کہ وہ نہا کر تر و تازہ محسوس کرے۔ کل رات سے وہ اچھا خاصہ برشام کو پریشان کر چکی تھی۔ کل پورا دن وہ اس کے سرہانے ہی بیٹھا رہا تھا اب وہ اس کی آج کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

الماری میں طائرانہ نگاہ دوڑاتے اس نے سفید اور گلابی رنگ کا ایک گھٹنوں کو چھوتا فراک نکالا مگر وہ کسی چیز سے الجھا ہوا تھا جس کی بدولت وہ باہر بھی نہیں نکل رہا تھا۔ اس نے غصے سے جھنجھلاتے وہ سوٹ کھینچ کر نکالا۔ اسی تگ و دو میں کچھ چیزیں بری طرح زمین بوس ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن در آئی۔ وہ سوٹ صوفے پہ رکھتی بے اختیار جھکی اور ان چیزوں کو اٹھایا تھا معاً الماری کے نیچے نظر پڑتے ہی اس کے دھڑکنیں ایک پل کو تھمی جبکہ آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے۔ آنکھوں کے دریچوں پہ

WhatsApp ; 0344-4499420

ماضی کے مناظع شدت سے لہرائے تھے۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے الماری کے ہاتھ لے جاتے اس چیز کو تھاما۔دل میں طرح طرح کے وسوسے جنم لینے لگے۔وہ پولیس افسر کا بیچ تھا۔

"بابا مجھے پولیس والے اچھے نہیں لگتے مگر پولیس کی وردی پہ آپ کا نام ہائے میری جان لے لیتا ہے۔"

وہ دل پہ ہاتھ رکھتے کھنکھتے لہجے میں بولتی انہیں قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔رنم کا قہقہہ بھی ان کے ساتھ ہی گونجا تھا۔بابا کا بیچ تو ارم کے پاس تھا پھر یہاں کیسے آسکتا تھا۔اور گھر میں ان کے علاوہ کوئی بھی اس شعبے میں نہیں تھا۔

"ہوسکتا ہے کہ برشام کے پاس ہو کیونکہ آخری وقت میں وہ بھی تو بابا کے ساتھ ہی تھے۔"

وہ دل ہی دل میں سوچتے خود کو تسلی دیتے بیچ الٹایا مگر اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔فضا میں آکسیجن کی کمی سی محسوس ہوئی۔اس کا ہاتھ بے یقینی کی کیفیت میں لبوں پہ آن ٹھہرا۔آنکھوں میں خوف کی لکیریں ابھری۔وہ سختی سے سر کو نفی میں جنبش دیتی الماری کا سہارہ لیتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہہ رہے تھے۔

"برشام سلطان۔"

www.zubiapearlzone.com

WhatsApp ; 0344-4499420

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی اگلے ہی لمحے اس نے سختی سے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا تھا کیونکہ فیصل کی شہادت کا منظر شدت سے آنکھوں کے دریچوں میں لہرایا تھا۔وہ اس بیچ کو مٹھی میں بھینچتے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔بب۔برشام سائیں آپ ایسا کیسے کرسکتے ہیں میرے ساتھ۔"

وہ ڈھے جانے والے انداز میں الماری سے لگ کر بیٹھتے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ کر رودی تھی۔

"بابا۔"

اس کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوتے اس حویلی کی درو دیوار کو ہلا گئی تھی۔

"آپ کے جیسا مانگا تھا آپ کے شعبے کا نہیں مانگا تھا۔"

وہ اذیت کے عالم میں بڑبڑائی اور سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے شدتوں سے رودی۔برشام اور باقی حویلی کے مکین بھی اس کے یوں چلانے پہ ہانپتے ہوئے اس کے کمرے میں داخل ہوئے مگر اسے الماری سے لگ کر بیٹھ کر روتا دیکھ برشام تڑپ کر اس کے نزدیک پہنچا اس سے پہلے کہ وہ اسے تھام کر سہارہ دیتا رنم نے بے دردی سے اسے خود سے دور جھٹکا تھا۔سب نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

دیکھا جس کی آنکھوں میں وحشتیں رقم تھی۔شاداب چہرہ پہلے ہی ذرد پڑا ہوا تھا مگر اب تو مرجھا سا گیا تھا۔ارم اشتعال کے عالم میں اس کی جانب بڑھی تھی جس کی بدتمیزیاں دن بدن بڑھتی ہی چلی جارہی تھی۔اس سے پہلے کہ غیض کے عالم میں اس پہ ہاتھ اٹھاتی برشام نے بروقت چونک کر انہیں سنبھالا تھا۔رنم نے ہچکیاں بھرتے سختی سے آنکھوں کو میچا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے چچی سائیں۔پہلے پوچھ تو لینے دیں کہ اسے ہوا کیا ہے۔اب وہ صرف آپ کی بیٹی نہیں میری بیوی بھی ہے مجھے بلکل اچھا نہیں لگے گا اگر آپ اس پہ ہاتھ اٹھائیں گی۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولتے نرمی سے انہیں اس کام سے ٹوک گیا تھا۔اس نے نرمی سے اس کی کلائی تھامی مگر وہ غصے سے اسے دور جھٹکتے اس سے فاصلہ قائم کر گئی تھی۔

"کس کس کو دھوکا دیا ہے آپ نے۔کس کس کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے آپ نے اور کب سے سب کی زندگیوں کے ساتھ کھیلتے آئے ہیں آپ ایس ایس پی برشام سلطان۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی غرائی۔سب جو حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے اب بے یقینی کی کیفیت میں برشام کی جانب دیکھ رہے تھے جس کا رنگ اس اچانک ہوئی افتاد پہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا تھا۔اس نے اڑے اڑے حواسوں سمیت سب کی جانب دیکھا جو ہنوز بے یقین سے تھے۔رنم اس کی شکل دیکھتے تمسخر سے مسکرائی۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"پریشان ہوگئے ہیں نا آپ۔ یہ مقسط میں نہیں بلکہ اسلام آباد میں ہی ہوتے ہیں داداسائیں۔ انہوں نے جھوٹ بولا ہے یہ جھوٹے ہیں فریبی ہیں یہ بہت برے ہیں یہ۔"

وہ بھاگتے ہوئے سردار سائیں کے وجود کا حصہ بنی تھی۔ رضوانہ قدم بقدم چلتے اس کے نزدیک آئی تھی جو دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے سپاٹ چہرہ لیے کھڑا تھا۔

"رنم سچ بول رہی ہیں کیا برشام۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔ برشام نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ بے دم سی ہوتی صوفے پہ بیٹھتی پھوٹ کر رودی تھی۔ رنم بخاد کی تمازت سے سرخ ہوتا چہرہ لیے ارم کے نزدیک آئی جو کھوئی کھوئی سی کیفیت میں اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"ماما چلیں یہاں سے مجھے یہاں نہیں رہنا۔"

وہ ارم کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے بولی مگر وہ یک ٹک برشام کی جانب دیکھ رہی تھی۔ رنم نے ہاتھ میں تھاما ہوا اس کا پیچ غصے سے اس کے پیروں پہ پھینکا تھا۔ اگلے ہی لمحے برشام کے وجود میں غصے کی شدید لہریں کوندی وہ تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچا اور جھٹکے سے اس کا بازو اپنی آہنی گرفت میں لیا۔

"آج یہ حرکت کرلی مگر میں آئندہ ایسا کچھ برداشت نہیں کروں گا اس وردی کیلیے میں نے اپنا خون پسینہ ایک کیا ہے کبھی برداشت نہیں کروں گا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کے وجود کو جھٹکا دیتے ہوئے دھیمے لہجے میں گرجا۔ رنم کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ گرا تھا۔ اس کے چھوڑنے سے وہ اس سے پہلے کہ لڑھک کر ایک جانب ہوتی بروقت ارم نے اسے تھاما تھا۔

"برشام یہ سب کب سے چل رہا ہے۔"

سردار سائیں کی سپاٹ آواز کمرے کی فضا میں گونجی تو اس نے اپنی بے اختیاری پہ خود کو کوستے پیشانی مسلتے ان کی جانب دیکھا۔

"دس سال سے۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے سب کو ساکت کر گیا۔

"مگر تم تو مسقط گئے تھے نا۔"

سعدیہ بیگم نا سمجھی سے گویا ہوئی۔ اس دوران بس ندیم ہی تھے جو خاموش تھے۔

"انہی دنوں میں اپنے کسی دوست کی توسط سے اسلام آباد گیا تھا وہاں میری ملاقات چچا سائیں سے ہوئی تھی۔ میری ذہن میں تو ان کا عکس دھندلا تھا مگر وہ مجھے پہچان گئے تھے۔ وہ کسی مجرم کی تلاش میں تھے اور میری بدولت وہ پکڑا گیا تھا۔ یہ تھی ہماری پہلی ملاقات پھر انہیں پولیس کی وردی میں دیکھ میرا بھی ایمان ڈگمگایا تھا۔ میں نے ان حوالے سے ان سے بات کی تھی اور اگلے ہی دن میں نے مسقط کو ہمیشہ

WhatsApp ; 0344-4499420

کیلیے الوداع کہتے اسلام آباد میں رہائش لی تھی۔ پچھلے دس سالوں سے میں ان کے ساتھ تھا ان کے پاس تھا اور ان کے دل کے انتہائی نزدیک تھا۔ لیڈر تھے وہ میرے مگر زندگی کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا وہ بہت جلدی چلے گئے۔ میں مناسب وقت دیکھتے آپ سب کو بتانے کا ارادہ رکھتا تھا مگر۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے آخر میں تھما۔ دادی سائیں مسکراتے ہوئے اس کے نزدیک آئی تھی۔

"تو سچ میں فیصل کے ساتھ تھا تو ہمیں کیوں نہیں بتایا برشام۔ ہم تھوڑا زیادہ وقت اس کے ساتھ گزار لیتے اس کے ساتھ۔ اپنی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ تو نے اکیلے ہی کیوں لے لیا۔"

وہ اس کا بازو جھنجھوڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ سب بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہے تھے بس ایک رنم تھی جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ مطلب اس کی زندگی عجیب تماشہ بن کر رہ گئی تھی۔ جس چیز سے اسے خوف تھا جس چیز سے وہ سہم جاتی تھی آج وہی سب سے بڑی دیوار بنتے اس کے عین سامنے حائل تھی۔

"فیصل تمہیں جانتے تھے مگر انہوں نے کبھی بتایا نہیں۔"

ارم نے لب کشائی کی۔

"جی یہ ان کا فیصلہ تھا اور میں نے آج تک ان کا کوئی بھی فیصلہ رد نہیں کیا ہے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital BAR's Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ گہرا سانس بھرتے مدھم لہجے میں بولتے ان کی آنکھیں اشک بار کر گیا۔ زندگی کبھی کبھی کیسے امتحان لیتی ہے ناوہ یہ بات بس سوچ کر رہ گئی۔ برشام کو ان سب کے جھرمٹ میں ایسا محسوس ہوا کہ وہ جیسے وہ کٹہرے میں کھڑا ہے۔

"ماما چلیں یہاں سے پلیز۔ مجھے نہیں رہنا یہاں۔"

وہ سرخ چہرے سمیت بولی۔ ارم نے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بارہا بار فیصل کو بھی یہ نوکری چھوڑنے کا کہ چکی تھی کیونکہ وہ ڈرتی تھی۔ وہ شروع سے ہی ایسی حساس تھی مگر اپنی حساس تربیت کو اس نے کسی پہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا بلکہ خود کو مضبوط ظاہر کیا تھا تاکہ کوئی اس کا فائدہ نا اٹھا سکے۔

"کہاں جانا ہے آپکو۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔ رنم نے لہو رنگ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"ان وعدہ خلاف اور دھوکے باز لوگوں سے بہت دور جہاں کسی بھی قسم کے دھوکے کا نام ونشان تک نا ہو۔ میں کہتی تھی نا آپ کو یہ پولیس والے ہوتے ہی وعدہ خلاف ہے یہ اپنا وعدہ کبھی نہیں نبھاتے۔"

وہ ذہر خند لہجے میں بولتی برشام کو بری طرح سلگا گئی۔ اس نے ایک تنقیدی نگاہ سب پہ ڈالی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ سب یہاں سے جائیں میں بات کرتا ہوں اس سے۔"

وہ مصالحتی لب و لہجے میں بولا۔ سب نے کافی حد تک اس کی بات کو سمجھا تھا تبھی اپنے کمرے کی راہ لی تھی۔

"کیا میری ذات اتنی بے وقعت ہے کہ مجھے بھی بتانا گوارا نہیں کیا تم نے برشام۔"

رضوانہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھتے افسردگی سے بولتی اس کا وجود لہولہان کر گئی۔ اس نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا معاً ندیم کے اشارے پہ وہ اپنے قدم واپس پیچھے لے گیا۔

"چلیں آپ میرے ساتھ۔ چلو حورے آپ بھی۔"

وہ نرمی سے انہیں ٹوکتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ اس کی نگاہ ایک جگہ پہ ساکت کھڑے سردار سائیں پہ پڑی تھی اس سے پہلے کہ وہ ان کی جانب بڑھتا وہ ہاتھ کے اشارے سے ہی انہیں روک گئے اور ایک خالی خالی نگاہ اس پہ ڈالتے ڈھلکے شانوں سمیت باہر نکل گئے۔ رنم بھی ارم کو باہر جاتا دیکھ ان کے پیچھے بھاگی۔

"مما مجھے نہیں رہنا ان کے ساتھ۔ میں رک رک کر آتی سانسیں نہیں لے سکتی آپ کی طرح۔ پلیز ماما ہم واپس اسلام آباد چلتے ہیں میں ان سے طلاق۔"

WhatsApp : 0344-4499420

اس کی بات ابھی لبوں پہ ہی تھی کہ اسی وقت برشام نے غصے سے اس کا رخ اپنی جانب کرتے ارم کو جانے کا اشارہ کیا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تسلی دی تھی۔

"چھوڑیں مجھے۔ چھوڑیں۔"

وہ بے دردی سے اس کے سینے پہ ہاتھ مارتے ہوئے چیخ کر بولی۔ برشام نے اشتعال کے عالم میں اس کے وجود کو دروازے سے لگایا تھا جس کا وجود بخار سے تپ رہا تھا۔

"کس قدر آرام سے اتنا بڑا لفظ اپنے لبوں سے نکال بھی کیسے لیا تم نے رنم۔ دماغ ٹھکانے پہ ہے تمہارا۔"

وہ غیض کے عالم میں غرایا۔ اس نے جلتی ہوئی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں جو بھی بول رہی ہوں اپنے پورے ہوش و حواس میں بول رہی ہوں۔ نہیں رہنا مجھے آپ جیسے دھوکے باز اور وعدہ خلاف انسان کے ساتھ۔"

وہ اپنے لہجے میں ناگواری سموئے بولی۔ مسلسل چیخنے کی بدولت گلے میں خراشیں سی پڑنے لگی تھی۔

"کیا وعدہ خلافی کی ہے میں نے۔"

اس نے اس کی حالت کی پیشِ نظر نرمی سے اسے قائل کرنے کا سوچا تبھی ہموار لہجے میں بولتے اس کے بال سنوارنے لگا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"ایسے شعبوں سے تعلق رکھنے والے سب وعدہ خلاف ہوتے ہیں۔ایک وجود کے ساتھ زندگی بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کرتے شہید ہو جاتے ہیں انہیں یہ سوچ کیوں نہیں آتی کہ ان کے انتظار میں گھر میں بیٹھی ان کی بیوی یا بیٹی ان کے جانے پہ پاگل ہو جائے گی ختم ہو جائے گی۔وہ بس اپنے فرض کے آگے سب کچھ فراموش کر جاتے ہیں۔کیوں آخر کیوں۔"

وہ اس کے ہاتھوں کو جھٹکتی اس کے کالر کو مٹھیوں میں جکڑتے بول کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔برشام نے اذیت سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیونکہ اس شعبے میں جانے کے بعد ان کیلیے یہ فرض اس سے بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔"

وہ اس کے سر کے ساتھ سر ٹکراتے ویران لہجے میں بولا۔

"تو پھر دعا کریں کہ میں مر جاؤں۔میں مر جاؤں۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہذیانی کیفیت میں چلائی۔

"رنم میں تم سے اس پاگل پن کی توقع قطعی نہیں کر رہا تھا۔کس چیز کا خوف ہے تمہیں میری موت کا۔مگر موت تو کبھی نا کبھی آنی ہے نا یہ ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کوئی منہ نہیں پھیر سکتا۔"

وہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"موت آتی ہے مگر آپ لوگ موت کو خود دعوت دیتے ہیں۔ میں بابا کے بعد کسی کو کھونے کی ہمت نہیں رکھتی ساری زندگی تڑپتے کیلیے یہ زخم گہرا اور کافی ہے۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔

"تم میرے لیے دعا کرتی رہنا میں تا عمر تم سے بندھا رہوں گا۔"

وہ نرم مسکراہٹ سمیت بولتے اسے قائل کرنے لگا۔ سنہری آنکھوں میں جل رہی جوت بجھ گئی۔

"اس دعا کا تو پتہ نہیں مگر میں ایک دعا شدت سے کروں گی کہ کاش آپ کی موت سے پہلے مجھے موت آجائے کیونکہ بابا کے بعد آپ کو کھونے کا حوصلہ مجھ میں نہیں ہے میں بہت ڈرپوک ہو اس معاملے میں۔"

وہ سسکی بھرتے ہوئے آرزدگی سے گویا ہوئی۔ برشام اس کے لب ولہجے پہ وہ جہاں کا تہاں رہ گیا جس کی آنکھوں میں کرب ہی کرب تھا۔ اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے اسے سینے میں بھینچا تو وہ ضبط ہارتی مزید شدتوں سے رو دی تھی۔ برشام نے محبت سے اس کے بالوں کو سہلاتے اس کے سر پہ بوسہ دیا تھا۔

"تم نے الماری کیوں کھولی تھی سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ۔"

ایکدم یاد آنے پہ وہ اسے خود سے الگ کرتے سرد مہری سے گویا ہوا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"وہ میں فریش ہونے جارہی تھی تو کپڑے نکالے تھے مگر یہ ملا مجھے ورنہ آپ کو شاید کبھی نا بتاتے۔"

رونے کی بدولت اس کی آواز بھی بھاری ہوگئی تھی۔

"میں ابھی خود مناسب وقت کا انتظار کر رہا تھا اور ساتھ الفاظ کا چناؤ بھی کہ کیسے سب گھر والوں کے سامنے اس حقیقت سے پردہ اٹھاؤں گا مگر شاید یہی مناسب وقت تھا۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے تھکے تھکے لہجے میں گویا ہوا۔

رنم نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

"آپ نے سب کو بتایا کہ آپ شروع سے بابا کے ساتھ تھے مگر کبھی ان کے ساتھ دکھے ہی نہیں اور نا ہی بابا نے ذکر کیا کبھی آپکا۔"

وہ اس کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھتی بے قراری سے گویا ہوئی۔ برشام نے اس کی سوجھی آنکھوں کو بغور دیکھا۔

"بس ہم دونوں یہی چاہتے تھے فلحال۔ اسی لیے ہر جانب سے خاموشی تھی تم مجھے نہیں جانتی تھی مگر میں تمہیں بچپن سے جانتا ہوں جب تم گیارہ بارہ سال کی تھی تقریباً۔ اور اچھی خاصی نک چڑھی بھی۔"

وہ اس کی ناک دباتے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولا۔ رنم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

www.zubinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"جب آپ بابا کے ساتھ تھے تو پھر ان کی شہادت پہ روئے کیوں نہیں۔"

وہ الجھ کر بولی۔

"میں رو کر کس کو دکھاتا رنم۔ نہیں دکھا سکتا تھا بس اندر ہی اندر گھل رہا تھا دل پھٹ رہا تھا مگر آنسوؤں کو بہنے سے روکا تھا۔ وہ رو کر انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا رنم۔ انہوں نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ تم جانتی ہو میں نے کبھی انہیں چچا سائیں نہیں کیا وہ ہمیشہ سے میرے لیڈر تھے ہیں اور رہیں گے جنہوں نے ہمہ وقت میری رہنمائی کی ہے اور اب اپنی بیٹی کو مجھ سے باندھ دیا تاکہ ان کے بعد وہ میری رہنمائی کر سکے۔ زندگی کسی کے جانے سے ختم نہیں ہوتی۔ کارواں جوں کا توں چلتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں درد نہیں ہوتا ہوتا ہے کبھی کبھی تو شدت بھی اختیار کر جاتا ہے مگر ہم آہستہ آہستہ اس درد کے ساتھ جینا سیکھ جاتے ہیں اور لوگ ہمارے ہنستے چہروں کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہمیں کسی کے مرنے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ زندگی نام ہی اسی کا ہے۔"

وہ تلخ لہجے میں بولتے اسے خاموش کروا گیا۔ رنم نے کسی سوچ کے تحت اس کی جانب دیکھا۔

"کاش بابا نا جاتے تو آج وہ بھی ہمارے ساتھ ہوتے۔ میں کوشش کرتی ہوں کہ میں انہیں یاد کر کے نا روؤں مگر آنسو خود بخود آ جاتے ہیں کبھی کبھی تو جی چاہتا ہے کہ وہ آئیں اور میرا ہاتھ تھام کر اپنے سنگ اس دنیا میں لے جائیں جہاں صرف میں اور بابا ہو بس۔ وہ اپنی بانہیں پھیلا کر مجھے خوش آمدید کہے میرا

www.zubnovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ماتھا چومے۔ میرے آنسو پونچھے اور میرے رونے پہ مجھے خوب سارا ڈانٹیں میری خواہشات پوری کرنے سے قبل ایک منٹ کیلیے نا سوچیں مگر کاش یہ سب باتیں سچ ہو سکتی۔ یہ کاش لفظ کبھی کبھی جسم سے روح تک کھینچ لیتا ہے۔ بہت اذیت دیتا ہے یہ لفظ۔"

وہ پر درد لہجے میں بولتی اپنے آنسوؤں پہ پل باندھنے لگی۔ برشام کے مضبوط بازوؤں نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کی ماتھا چوما تھا۔

"سب کہتے ہیں کہ آپ بابا جیسے ہیں۔"

وہ اس کے سینے پہ سر رکھے کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

"یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے رنم کہ میں ان جیسا ہوں۔ وہ تھے ہی ایسے کہ ان کے جیسا بننے کی خواہش کی جائے۔"

وہ محبت سے لبریز لہجے میں بولا۔ رنم نے نم مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا تو برشام نے اس کی متورم آنکھوں پہ محبت کا لمس چھوڑتے اس کا سر اپنے شانے پہ ٹکایا تھا۔

"کیا آپ یہ سب چھوڑ نہیں سکتے۔"

اس کے لڑکھڑاتے سوال نے اسے بے تحاشہ دکھ دیا تھا۔ اس کی سنہری آنکھوں میں ایک آس سی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"رنم آج یہ بات کرلی آئندہ مت کرنا پلیز۔ یہ جس مقام پہ میں کھڑا ہوں نا یہ ایسے ہی نہیں مل جاتا۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولا۔ رنم نے حلق تر کرتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ وہ کیسے بھول گئی تھی کہ وہ اپنی بات سے کبھی نہیں مکڑے گا مگر ایک چیز جو ایسے منجمد کر گئی تھی وہ اس کا جواب تھا اسے اچھے سے ازبر تھا کہ فیصل سے جب اس نے اس متعلق بات کی تھی تو انہوں نے سختی سے اسے ٹوک دیا تھا اور آج اس نے بھی تو یہی کیا تھا۔ وہ چپل پیڑوں میں اڑستے غائب دماغی کی کیفیت میں اپنا سوٹ لیتے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ برشام نے اس کی پشت کو دیکھ کر صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے تھکن سے بھاری ہوتی آنکھوں کو موندتے انگوٹھوں سے آنکھوں کو دبایا تھا۔

"لالہ اور وہ بھی پولیس آفیسر۔ مطلب ہمارے لالہ پولیس کی وردی پہنتے ہونگے اور کس قدر حسین لگتے ہونگے نا۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولتے فرزام کو مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ حورے اس کے کمرے میں ہی بیٹھی اس سے حیرت کا اظہار کر رہی تھی جبکہ وہ کپڑے الماری میں لٹکانے کے ساتھ ساتھ اس کی باتوں کا بھی جواب دے رہی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"تو مطلب لالہ نے اسی وجہ سے سرداری سے انکار کیا تھا ظاہر سی بات ہے لالہ کا آدھا وقت یہاں اور آدھا وقت وہاں تو گزرنے سے رہا۔ ایک ہی کام پہ دھیان دے سکتے ہیں وہ۔"

نورے ایک جانب رکھے لکڑی کے میز کے اوپر رکھی ٹوکری کی جانب متوجہ ہوئی اور اس میں سے ایک سیب نکالتے دانتوں سے کترنے لگی۔ نورے اس کی بات پہ ناجانے کس سوچ کے تحت خفت سے سرخ پڑ گئی۔ دروازے پہ ایستادہ فرزام نے گلہ کھنکھارتے توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔

"اور یہ بات میں تمہاری اس جھلی بہن کو سمجھانا چاہتا تھا کہ یہ سردار انہوں نے مجھے بھیک میں نہیں دی بلکہ اس کے پیچھے ان کا اپنا مقصد پنہاں تھا مگر تمہاری بہن کو کوئی بات سمجھ میں آئے تو پھر نا۔"

وہ مصنوعی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے صوفے پہ جگہ سنبھال گیا۔ حورے اور اب اپنا وہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نا لگا تو مریم کے پاس جانے کا کہتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے جاتے ہی نورے نے الماری کے دونوں پٹ بند کیے اور اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی۔

"میں نے تو وہ سب غصے میں کہا تھا کیا آپ ابھی بھی وہ باتیں دل پہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ لالہ نے تو ہم سب کو شاک دے دیا ہے اور اس سب سے سب سے بڑا جھٹکا بھابھی کو لگا ہے آپ نے ان کی شکل دیکھی تھی۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ شش و پنج کی کیفیت میں مبتلا بولی۔ فرزام نے صوفے سے پشت ٹکاتے اپنا بازو پھیلایا تھا کہ وہ اب مکمل طور پہ اس کے حصار میں مقید ہو گئی تھی۔

"ہاں بس وہ چچا سائیں کی موت کی بدولت اداس ہے نا مگر انشاءاللہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ اب چچا سائیں کے بعد کسی کو بھی پولیس میں دیکھنے کی خواہش مند نہیں تھی اور اب جب اس کا سب سے قریبی رشتہ ہی اس شعبے میں ہے تو جھٹکا لگنا تو بہت عام سی چیز ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولتے انگوٹھے کی مدد سے اس کا گال سہلانے لگا۔ اس کی نگاہوں کے ارتکاز سے نورے نے مسکراتے ہوئے چہرہ جھکایا تھا۔ وہ شرمائی گھبرائی نہیں تھی بلکہ بے تحاشہ خوش تھی۔ بے تحاشہ زور لگانے کے باوجود بھی نفرت اس شخص سے وہ کر نہیں پائی تھی۔ بس ایک محبت کا الوہی جزبہ ہی تھا جو ان دونوں کو مضبوطی سے باندھے ہوئے تھا۔

"فرزام سائیں آپ سے ایک بات کہوں۔"

وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی توڑ مڑور کرتے جھجک کر بولی۔

"سو باتیں کہو نورے جان۔"

محبت سے پر لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا۔

"میری خواہش پوری کریں گے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"جان بھی دینے سے گریز نہیں کروں گا۔"

اس کی بات کے جواب میں وہ پر تپش لہجے میں بولتے اسے دل دھڑکا گیا۔

"مجھے یہ پوری دنیا دیکھنی ہے۔"

وہ آنکھیں موندتے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں دکھاؤں گا تمہیں مگر پہلے میں تو دیکھ لوں۔"

وہ اس کے چہرے پہ نظریں جمائے گھمبیر لہجے میں بولا۔

"آپ مجھے ہی کیوں گھورے جارہے ہیں۔"

وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔

"اپنی دنیا کو ہی تو دیکھ رہا ہوں۔"

وہ اس کی پیشانی پہ شدت بھرا بوسہ دیتے ایک لمحے میں اسے معتبر کر گیا تھا۔

"مجھے آپ کی سنگت میں سب کچھ دیکھنا ہے نت نئی جگہیں گھومنی ہے طرح طرح کی چیزیں دیکھنی ہے۔"

وہ کھنکھتے لہجے میں بولی۔

"میں تمہیں اس دنیا کو دیکھنے سے نہیں روکوں گا اور تم مجھے میری دنیا دیکھنے سے نہیں روک سکتی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔ نورے نے چونک کر اسکی جانب دیکھا جس کا لہجہ واضح تنبیہی تھا۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی جھینپ کر چہرہ جھکا گئی۔

"پھر ہم کب جائیں گے فرزام سائیں۔"

وہ اس کا مضبوط ہاتھ تھامتے بے تابی سے بولی۔ فرزام نے اپنے ہاتھ پہ موجود اس کے سانولے ہاتھ کو تھام کر اس پہ اپنے لب رکھے۔

"بہت جلد میری جان۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔ نورے بھی مسکراتے ہوئے اس کے وجود کا حصہ بنی اور اس کے سینے سے لگتے آسودگی سے آنکھیں موند گئی۔

"سر آپ کو جتنی جلدی ہوسکے واپس لوٹنا ہو گا کیونکہ بلال کے بھائی کی بدولت پولیس سٹیشن پہ جان لیوا حملہ ہوا ہے جس کی بدولت ہمارے کچھ اہلکار زخمی ہو گئے ہیں۔ آپ بس جلدی لوٹ آئیں ان کی ہمت بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔"

شام کے وقت وہ دالان میں چہل قدمی کرنے میں مصروف تھا سوچ کے سارے دھاگے اپنی کیس میں ہی الجھے ہوئے تھے معاًرزم کی کال آتے دیکھ اس نے بنا کسی دیری کے فون اٹھایا تھا مگر مقابل کی

www.zubinovelszone.com
Digital BAR Library
WhatsApp ; 0344-4499420

جانب سے جو خبر اسے سننے کو ملی وہ اس کا دل جلانے کیلیے کافی تھی۔اس کی آنکھوں سے نفرت کے شرارے پھوٹنے لگے۔ضبط سے مٹھیاں بھینچتے اس نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

"مگر میری فلائیٹ میں تو ابھی پانچ دن باقی ہیں رزم میں کیا کروں ابھی تو میرے خیال میں کوئی ٹکٹ بھی نہیں ملے گی ایر جنسی میں۔سب سے جلدی کی ٹکٹ ہی یہی تھی جو میں لے کر آیا ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"سر اس مسئلے کا حل آپ کو ہی تلاش کرنا ہے اس سے قبل کے صورتِحال بری طرح بگڑ جائے میں دادا سائیں کی طبعیت خرابی کی بدولت آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا مگر یہ شاید اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔"

وہ چہرے جھکاتے دھیمے لہجے میں بولا۔اس وقت وہ اپنے فلیٹ میں صوفے پہ بیٹھا اس کی ہتھی کو ہلکے ہاتھوں سے بجا رہا تھا۔اماں پریشانی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی جس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔برشام کی پیشانی پہ رگیں ابھر کر نمایاں ہونے لگی۔

"میں نے اس کے بھائی کو اس وجہ سے جانے دیا کہ ابھی کم عمر ہے کند ذہن کا مالک ہے سنبھل جائے گا مگر کہتے ہیں نا کتے کی دم کبھی سیدھی نہیں ہوتی اور لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔اب تم دیکھو کہ میں کرتا کیا ہوں۔تم پریشان مت ہو بس باقاعدگی سے پولیس سٹیشن جاتے اس بلال کی

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

خاطر داری کرتے رہو اور سر سے بھی میں بات کرلیتا ہوں میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ کسی طرح وہاں پہنچوں۔"

وہ تحمل سے بولتے کال کاٹ گیا۔ایک بار پھر سے زہن بری طرح الجھ چکا تھا۔اس نے اپنے دکھتے سر کو انگلیوں کے پوروں سے دباتے کسی فیصلے پہ پہنچتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔شام کی چائے کا وقت تھا تو سب ہی گھر پہ موجود تھے بہتر یہی تھا کہ وہ سب کی موجودگی میں یہ بات کرلیتا۔سب کو چائے پینے کے ساتھ ساتھ خوشگپیوں میں مصروف دیکھ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا اور ایک نظر ارم کی گود میں سکڑی سمٹی لیٹی اپنی متاعِ حیات پہ ڈالی جس کی حالت اس بات کے بعد سنبھلنے کی بجائے مزید بگڑ گئی تھی۔

"میں کچھ دیر میں اسلام آباد کیلیے نکل رہا ہوں داداسائیں۔"

وہ سپاٹ لب ولہجے میں بولتے سب کو اپنی جانب متوجہ کراگیا۔سب نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔رنم کی آنکھیں اسکی بات پہ پٹ سے کھلی تھی۔وہ دھڑکتے دل سمیت اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ سب اچانک کیوں برشام سائیں۔آپ تو ہفتے کیلیے آئے تھے نا اور اچانک ٹکٹس کا کیا ہوگا۔"

وہ الجھے لہجے میں بولے۔ندیم اور خرم نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"داداسائیں کچھ اہم ہے۔میں ایک کیس میں الجھا ہوا ہوں اور میرا وہاں ہونا بے حد ضروری ہے۔میں صرف آپ کی طبیعت خرابی کی بدولت بھاگا بھاگا یہاں آیا تھا مگر اب خیر سے آپ بھی ٹھیک ہے اور میرے جانے میں ابھی پانچ دن باقی میں اسے ضائع نہیں کر سکتا رہی بات ٹکٹ کی تو وہ ملنا تو ناممکنات میں سے ایک ہے میں بائے روڈ ہی جاؤں گا مجھے جلد از جلد وہاں جوائننگ دینی ہے۔"

وہ چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے سنجیدگی سے بولتے رنم کی سانسیں رکوا گیا۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سے ارم کی جانب دیکھا تھا۔

"مگر وہاں رہو گے کہاں۔"

رضوانہ نے عجیب سے لہجے میں استفسار کیا۔

"وہاں میرا اپنا گھر ہے اماں سائیں۔کک چوکیدار گاڑی سب کچھ۔آپ پریشان مت ہو۔میں اتنے عرصے سے وہی رہتا آیا ہوں۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔حورے اور نورے کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔سردار سائیں نے کسی سوچ کے تحت سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے۔

"تو ٹھیک ہے پھر رنم بھی تمہارے ساتھ ہی جائے گی۔اس کا تمہارے بغیر یہاں تنہا رہنا ٹھیک نہیں ہے اور تمہاری بیوی کے ہوتے ہوئے یوں اکیلا رہنا بھی ویسے بھی سہولیات تو سب میسر ہے ہی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

ان کا لہجہ قطعی تھا۔ برشام نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا جبکہ باقی سب نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"مگر دادا سائیں۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا رنم ان کے عین مقابل آتے بول اٹھی تھی۔

"دادا سائیں مجھے نہیں جانا وہاں۔ جس جگہ اتنا بڑا زخم ملا ہے اس جگہ دوبارہ نہیں جانا چاہتی میں۔ مجھے ان کے ساتھ نہیں جانا مجھے. یہی رہنا ہے۔"

وہ رندھے لہجے میں بولتی برشام کو سیخ پا کر گئی۔ وہ ابھی اس حقیقت کو تسلیم کیوں نہیں کر پا رہی تھی۔

"آپ نے بجا فرمایا دادا سائیں۔ میں نے اس سے پہلے آپ کو کوئی حکم ٹالا ہے جو اب ٹالوں گا۔ میں کہنے ہی والا تھا کہ میں رنم کو ساتھ لے کر جانے والا ہوں۔"

وہ مسکرا کر اطمینان سے بولتے اس کا اطمینان غارت کر گیا۔ اس نے سختی سے اپنے گالوں کو رگڑتے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ وہاں بس۔"

وہ سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر غصے سے بولی۔ ارم نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"جاؤ حورے نورے اپنی بھابھی سائیں کی سامان باندھنے میں مدد کرو تا کہ یہ اپنا سفر شروع کر سکیں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

سردار سائیں کو جو بہتر لگا انہوں نے وہ فیصلہ سنا دیا۔ رنم نے ناراض نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے آج ان کی ایک بھی نہیں سنی تھی۔

"مما مجھے نہیں جانا۔"

وہ ارم کے سینے میں چہرہ چھپاتے کسی خوفزدہ بچے کی مانند بولی تو انہوں نے بیچارگی سے برشام کی جانب دیکھا تھا جو اسے دیکھتے ہی تسلی سے پلکیں جھپک گیا تھا۔

"جا میری دھی رانی۔ یہی دن ہوندے نے جو میاں بیوی اک دوجے نے نال بیتاندے نے۔ فیر اوس تو بعد جدوں بچے ہو جاندے تھے فیر اے دن کدی وی لوٹ کر نہیں آنے۔"

رقیہ بیگم اس کی پیشانی چومتے ممتا بھرے لہجے میں بولی۔ ارم نے نرمی سے اسے پچکارتے خود سے علیحدہ کیا اور نورے حورے اسے اپنے ساتھ لیتے اندر کمرے میں بڑھ گئی۔ کمرے میں آکر بھی وہ کسی کٹھ پتلی کی طرح ہاتھ ہلا رہی تھی جس کے اندر سے تمام احساسات مر گئے ہو۔ برشام جوں ہی کمرے میں داخل ہوا اسے خاموشی سے اپنے کام میں مصروف دیکھ سنجیدگی سے اپنا کام کرنے لگا۔ رنم نے ایک خالی نگاہ اس پہ ڈالی جو پوری دلجمعی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔

"اگر ہم وہاں جا ہی رہے ہیں تو ہم ماما کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں نا۔ میں نے ایک آپ کی مانی ہے ایک آپ میری مان لیں پلیز۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ برشام نے اسے بیڈ پہ بٹھاتے خود دوزانوں اس کے قریب جگہ سنبھالی تھی۔

"رنم میری زندگی یہاں دیکھو۔ میری بات غور سے سنو۔ چچی سائیں یہاں پہ خوش ہیں نا اب۔ یہاں کتنے لوگ ہے ان کے درمیان وہ جی رہی ہیں چچا سائیں کا غم بھلا رہی ہیں۔ جیون ساتھی کے جانے کا غم کوئی نہیں سمجھ سکتا سوائے اس عورت کے جس نے اپنا شوہر کھویا ہے۔ وہ ذرا سا سنبھلی ہیں تو کیا ہم انہیں واپس اس دنیا کا باسی بنا دیں جہاں وہ وحشتیں چھوڑ آئی ہیں۔ ہم نے ان کے درد میں کمی کرنی ہے نا کہ انہیں وہاں لے کر ان کے زخم تازہ۔"

وہ اس کا ہاتھ دباتے اہستہ آہستہ اپنے الفاظوں کو اس کی سماعتوں کی نذر کر رہا تھا۔

"تو میں بھی تو جا رہی ہوں جہاں میرے بابا۔

بابا رنم بابا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمہارا غم کم ہے اور انکا ذیادہ مگر تمہیں سنبھالنے کیلیے ابھی تمہارا شوہر ہے میں ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہوں مگر انہیں وہاں رہ کر ہمہ وقت ان کی کمی محسوس ہوگی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں انہیں سنبھال لیں گے مگر پھر وہ کیا کریں گی۔ یہاں اماں سائیں ہیں دادی سائیں ہیں چچی سائیں ہے سب کی سنگت میں وہ خوش رہیں گی۔ ان سے ملنے کبھی ہم یہاں آجایا کریں گے کبھی انہیں بلا لیا کریں گے مگر ہمیشہ کیلیے وہاں جانا یہ درست فیصلہ نہیں ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کے گال تھپتھپاتے محبت بھرے لہجے میں بولتے کافی حد تک اسے سمجھانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

"برشام سائیں ہم وہاں بابا والے گھر چلیں۔"

وہ بچوں کی مانند آنکھوں کو ملتے ہوئے بولی۔

"رہ لو گی وہاں۔ روؤ گی تو نہیں۔"

وہ اس کے ہاتھ پیچھے کرتے نرمی سے اس کا نم چہرہ صاف کرنے لگا۔ رنم کے نفی میں سر ہلاتے ہی اس نے شاباشی دینے والے انداز میں اس کا گال تھپتھپایا۔

"ملکہ عالیہ کا حکم سر آنکھوں پہ۔"

وہ اس کی پیشانی پہ لب رکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رنم نے بھیگی آنکھوں میں ڈھیروں تشکر لیے اس کی جانب دیکھا جو اس کی ماں کے متعلق کتنا اچھا سوچ چکا تھا جو باتیں اس کے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی۔ پیکنگ مکمل ہوتے ہی وہ جلدی جلدی میں فریش ہوئے۔ ہلکی پھلکی تیاری کے بعد وہ دونوں باہر دالان میں موجود تھے اور سب انہیں الوداع کرنے کو کھڑے تھے۔ حورے اور نورے تو باقاعدہ رو رہی تھی کیونکہ ان کے ساتھ رنم بھی جا رہی تھی۔ رنم ان سے ملتے ارم کی جانب بڑھی۔

"آپ اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا ماما۔ میں آپ کو بہت یاد کروں گی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ ان کے دونوں گالوں کو باری باری چومتی نم لہجے میں بولی۔ ارم نے ممتا نے ہاتھوں مجبور ہوتے اسے سینے سے لگاتے اس کا سر چوما۔

"ہو سکے تو اپنے بابا کے گھر بھی جانا ہمارے گھر میں بھی جانا جہاں ہمارا سب کچھ تھا فیصل کے ساتھ۔ انہیں خوشی ہوگی۔"

وہ مدھم شکست خوردہ لہجے میں بولی۔

"ہم وہی جا رہے ہیں ماما۔ میں اپنے گھر کو پھر سے آباد کروں گی۔ ویسی ہی رونقیں روشنیاں سب کچھ ویسا ہی ہو گا مگر صرف بابا نہیں ہونگے۔"

وہ اذیت بھرے لہجے میں بولتی انہیں زندگی کی نوید سنا گئی۔ اس کے بعد سب سے ملتے وہ دونوں گاڑی میں سوار ہوئے تھے۔ رات کے نو بج رہے تھے۔ صد شکر تھا کہ آج بارش نہیں ہوئی تھی ورنہ کام بہت خراب ہو جاتا۔ اگلے ہی لمحے ایک الوداعی نگاہ اس نے اس حویلی پہ ڈالی تھی جہاں وہ کیا کیا عزم لے کر آئی تھی اور کتنا کچھ بدل بھی گیا تھا۔ وہ اپنے اس سفر کو یہی بیچ راہ میں چھوڑتے اب اپنے شوہر کے ساتھ نئے راہ کی مسافر بن گئی تھی جہاں بے دریغ پنے ماضی کے بھی تھے۔ اب اسے ہی ان ماضی کے پنوں کو حال میں پڑوتے ایک خوشنما رنگ دینا تھا۔ وہ اب مزید اپنے بابا کو اپنے رونے سے افسردہ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ تو ان کی جان سے پیاری رنم تھی وہ کیونکر ان کیلیے تکلیف کا باعث بنتی۔ اسے اب اپنے

WhatsApp ; 0344-4499420

بابا کے لیے خوش رہنا تھا۔اس نے ایک نظر ونڈ سکرین سے باہر دوڑتے مناظر کو دیکھتے ڈرائیونگ میں مصروف برشام کے شانے پہ سر ٹکاتے اس کے بازو کے گرد بازو حائل کیا تھا۔

"طبیعت ٹھیک ہے رنم۔"

اس کے وجود میں حرارت محسوس کرتے برشام نے محبت سے استسفار کیا۔

"بس سردی لگ رہی ہے تھوڑی سی۔"

وہ اس کے وجود میں ہی گھسنے کی کوششوں میں تھی جیسے۔برشام نے ایک جانب گاڑی روکتے ہیٹر کی سپیڈ بڑھائی اور اپنی شال اتارتے اس کے اوپر ڈالتے اس کا ماتھا چوما تھا۔وہ اس میں سمٹتے آنکھیں موند گئی تھی۔برشام نے ایک بار پھر گاڑی آگے کی جانب دوڑائی تھی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

www.zubinovelszone.com

WhatsApp ; 0344-4499420

تقریباً نو گھنٹوں کی لمبی مسافت کے بعد گاڑی ایک بار پھر انہی سڑکوں پہ دوڑ رہی تھی جہاں اس کا سارا بچپن جوانی سب کچھ بیتی تھی۔ راستے میں دو جگہ رک کر انہوں نے کچھ دیر کیلیے قیام بھی کیا تھا کیونکہ رنم کی طبیعت خرابی میں لگاتار سفر درست نہیں تھا۔ وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں ونڈ سکرین کے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر کو تک رہی تھی۔ پورے دس ماہ بعد وہ یہاں واپس لوٹی تھی۔ شیشہ نیچے کرتے ساتھ ہی ایک سرد ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا تو وہ آنکھیں موند گئی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ہواؤں نے بھی اسے خوش آمدید کہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مزید مسافت کے بعد گاڑی ایک چھوٹے سے بنگلو کی جانب رکی تھی۔ رنم کے دل کی دھڑکن یکلخت تھمی۔ اس گھر کو دیکھ کر آنکھوں کے دریچوں پہ کیا کیا نا لہرایا تھا۔ فیصل اور ارم کے ساتھ بیتائے پل، اس کے بعد سب سے تلخ حقیقت فیصل کی موت جب پولیس اہلکار اطراف میں کھڑے تھے۔ کس قدر بے بسی و بے کسی تھی۔ وہ اپنے آنسو کو نکلنے سے پہلے ہی اندر اتار گئی تھی۔ اسے اب رونا نہیں تھا۔ گھر کے باہر تو ایک چوکیدار بھی ہوا کرتا تھا جسے فیصل نے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا گھر لے کر دیا ہوا تھا۔ اس نے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے جوں ہی نگاہ اس جانب اٹھائی تو وہ ہانپتا ہانپتا انہی کی جانب آ رہا تھا۔

"رنم بی بی۔ آپ کیسی ہیں کہاں چلی گئی تھی آپ اچانک۔ صاحب کیا گئے آپ نے تو منہ ہی پھیر لیا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ گاڑی کے شیشے پہ کھڑا ہوا اس سے شکوہ کر رہا تھا۔ رنم اس کے سلام کا جواب دیتے بمشکل مسکرائی تھی۔ چوکیدار نے اس کے ساتھ موجود برشام کو دیکھتے سرعت سے گیٹ کھولا تو وہ گاڑی اندر پورچ میں لے آیا تھا۔ وہ گھر پہ ایک طائرانہ نگاہ دوڑاتی گاڑی سے نیچے اتری تھی۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت غائب دماغی سمیت اندر کی جانب بڑھی جہاں دروازے کے باہر بڑی سی تختی لگی ہوئی تھی جس پہ ایس ایس پی فیصل بلوچ بڑے بڑے حروف میں کندہ تھا۔ اس نے مٹی سے اٹے ہوئے حروف پہ اپنی کپکپاتی انگلیاں رکھی تو آنکھوں سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے گال پہ گرا تھا۔ برشام نے چابی کی مدد سے دروازہ ہلکا سا واں کیا تو وہ چرڑ کی آواز سے کھلتا چلا گیا۔ وہ ادھر ادھر نگاہ دوڑاتی خالی خالی آنکھوں سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔ سب کچھ بلکل ویسا ہی تھا مگر صرف ایک انسان کی کمی تھی اور اس ایک انسان کی کمی ہی تو پوری دنیا کی کمی تھی۔

"صاحب جی آپ یہی رہیں میں ابھی اپنی بیوی سے کہہ کر یہ کمرہ صاف کروا دیتا ہوں وہ کیا ہے نا گھر کافی دیر سے بند تھا تو دھول مٹی ہے۔"

وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ رنم جو آگے کی جانب بڑھ رہی تھی اس کے پیروں تلے کچھ افسوس ہوا تو وہ اپنے قدم وہی روک گئی۔ اس نے قدم واپس کھینچتے زمین سے وہ چیز

WhatsApp : 0344-4499420

اٹھائی تھی۔ وہ سیاہ رنگ کا بریسلیٹ تھا جس کے وسط میں سلور کی چیز پہ buddy لفظ تراشا گیا تھا۔ ماضی کا کونسا کونسا لمحہ نہیں آنکھوں کے سامنے نہیں لہرایا تھا۔

"بابا آج آپ کی برتھ ڈے ہے نا تو میں نے آپ کیلیے ایک سپیشل گفٹ تیار کروایا ہے۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولی۔ فیصل نے ٹی وی پہ چل رہی خبروں سے نگاہیں اٹھاتے بغور اس کی جانب دیکھا جو اب ان کی چوڑی کلائی پہ کچھ باندھ رہی تھی۔

"یہ دیکھیں آپ کا اور میرا بلکل سیم ٹو سیم۔ آپ میرے سب سے بہترین buddy ہیں۔ میرے سب سے پیارے بابا میری جان، میرے سپورٹر۔ میرا ہیلپ سسٹم۔ مائی ون اینڈ اونلی اینڈ آئی لو یو سو مچ۔ اب آپ جہاں بھی جائیں گے یہ بریسلیٹ ہمہ وقت آپ کے ساتھ رہے گا اور یہ والا میرے ساتھ۔"

وہ ان کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتی چہکتے ہوئے بولتے انہیں مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"مگر میں چاہوں گا کہ آپ ایک ایسا ہی بریسلیٹ اپنے شوہر کو بھی دینا۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولے۔

"شوہر کی قسمت بعد میں طے کریں گے۔ ابھی تو میرے لیے میرا سب کچھ آپ ہی ہیں۔"

وہ محبت سے بولی۔ فیصل نے آسودگی سے اس کی پیشانی چومی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital BAKS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"بابا چلیں اب کہی باہر لے کر چلیں ماما اور مجھے۔ٹریٹ بھی تو بچتی ہے آپ کی طرف۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اصل مدعے کی جانب آتے انہیں قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔اس کی ہنسی بھی ان کے قہقہے میں ہی کہی دب کر رہ گئی تھی۔

"بابا۔"

وہ بے دم سی ہوتی وہی زمین پہ بیٹھتے سسکی بھر اٹھی۔اس نے شدت سے اس بریسلیٹ کو ایک نظر دیکھتے اپنے سینے میں بھینچا تھا جو شاید اسی سے وہاں گر ارہ گیا تھا جاتے وقت۔بروقت دو مضبوط بازوؤں نے اسے اپنے حصار میں لیتے کھڑا کیا تھا۔

"دیکھیں میں نہیں رو رہی۔بلکل خاموش ہوں۔"

وہ روتے روتے اسے اپنے نارونے کا یقین کروا رہی تھی۔

"کیا ہے یہ۔"

اس نے اسے صوفے پہ بٹھاتے اس کے ہاتھ سے وہ بریسلیٹ لیا۔

"یہ میں نے بابا کو دیا تھا ان کی سالگرہ پہ۔انہوں نے جانتے ہیں مجھے جواب میں کیا کہا تھا۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔برشام نے سرزنشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی آنکھیں چومی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"کیا کہا تھا۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

"انہوں نے کہا تھا کہ یہ آپ اپنے شوہر کو دینا اسے اپنا سب سے اچھا دوست بنانا مگر میرے تو سب سے اچھے دوست وہ ہی تھے نایا ان کے بعد آپ۔ تو یہ پھر میں آپ کو پہنا دوں۔"

وہ بھاری لہجے میں بولتی شاید اس سے اجازت طلب کر رہی تھی۔ برشام نے اس کے سامنے اپنی چوڑی کلائی کرتے اسے یہ حق بھی بخشا تھا۔ رنم نے نم مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے لرزتے ہاتھوں سے اس کی کلائی میں وہ باندھا تھا۔

"میں کبھی تمہیں نہیں ٹوکتا رنم مگر اب میں تمہاری آنکھوں میں مزید آنسو نہیں دیکھوں۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولا تو وہ خاموشی سے سر جھکاتے اس کی کلائی کو دیکھنے لگی جہاں وہ بریسلیٹ بندھا ہوا تھا۔ نا جانے کیا سوچ کر اس نے اس کی چوڑی کلائی کو تھامتے اس مقام پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ اس اچانک لمس پہ برشام نے ساکت نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی توجہ کا مرکز ابھی وہ وہی چیز تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ابھی وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے تبھی ایسا برتاؤ کر رہی ہے مگر برشام نے بھی اسے مزید چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"سر عدالت نے بیس تاریخ دی ہے اب ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ ثبوت ہمارے پاس اتنے ہیں کہ ہم ان کے خلاف کھڑے ہو جائیں مگر گواہوں کا ہونا بھی لازم ہے۔ ایک تو اماں جی ہو جائے گی اور باقی کس کو رکھیں گے ہمارے پاس صرف ہفتے کا وقت ہے عدالت نے وقت پیچھے کیا ہے کیونکہ ان چودھریوں کی ہمت بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔"

آج پھر وہ وکیل اس کے سامنے والی کرسی پہ براجمان اس کے سامنے اپنا مسئلہ رکھے ہوئے تھا۔ اسے یہاں آئے پانچ دن بیت چکے تھے۔ روٹین آہستہ آہستہ سیٹ ہو گئی تھی۔ رنم بھی کافی حد تک اب ٹھیک تھی۔ وہ بھی اب مکمل طور پہ ڈیوٹی پہ آنا شروع ہو گیا تھا۔ بلال اور فیضان کی بڑھتی کوششوں کے زیرِ اثر عدالت کی تاریخ ذرا پہلے کی کر دی گئی تھی تا کہ وہ کچھ غلط قدم نا اٹھالیں۔ برشام کو کسی بھی صورت اسے پھانسی کے پھندے تک پہنچانا تھا۔

"میں دوں گی گواہی۔"

برشام کے کچھ بولنے سے قبل ہی اپنی پشت سے آنے والی آواز پہ وکیل نے چونک کر نگاہوں کا رخ پیچھے کی جانب کیا جہاں ویران سے حلیے میں ایک لڑکی کھڑی تھی جس کے چہرے سے ہی وحشتیں ناچ

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

رہی تھی۔اس کے ساتھ ایک اور لڑکی موجود تھی۔اس نے الجھ کر برشام کی جانب دیکھا جو اس لڑکی کو پہچان چکا تھا تبھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔وہ دونوں اب ان کے نزدیک ائی تھی۔

"نیں دوں گی گواہی اس شخص کے خلاف عدالت میں۔پھانسی دلوانی ہے مجھے اسے۔یہ بھی دے گی گواہی۔دو گی نا نمرہ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر پاگلوں کی طرح بولی تو وہ سرعت سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"آپ دونوں۔"

وکیل نے ناسمجھی سے انہیں مخاطب کیا۔

"میں بلال چودھری کی بہن اور یہ ان کی دوسری بیوی جس سے انہوں نے زبردستی نکاح کیا تھا۔ان دونوں کی عمر میں پورے انیس سال کا فرق ہے۔"

بتاتے بتاتے اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

"آپ طیب کے متعلق گواہی دے دے گی محترمہ اپنے بھائی کے خلاف جا کر۔"

برشام نا جانے کیوں اسے آزمانا چاہتا تھا کیونکہ اس سے بھی کوئی بعید نہیں تھا کہ کام خراب کر دیتی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"ایس ایس پی سلطان جب یہاں تک آنے کی ہمت کرلی ہے نا تو آگے کا کام تو بہت آسان ہے۔ آپ پریشان مت ہو میں کچھ بھی کر جاؤں گی مگر طیب کے مجرموں کو سزا ضرور دلواؤں گی۔ ایسی سزا دلوائیے گا انہیں کہ یہ ہر ایسے شخص کیلیے عبرت کا نشان بن جائیں۔"

وہ قہر برساتے لہجے میں بولتے وہاں موجود ہر نفوس کو ٹھٹھکا گئی تھی۔ برشام کا رخ اب نمرہ کی جانب تھا۔ آپ کے "تو شوہر ہے وہ تو آپ کرلیں گی یہ کام۔ گواہی دیں گی ان کے خلاف کٹہرے میں کھڑی ہو کر۔"

وکیل نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"شوہر ایسے نہیں ہوتے جو اپنی بیوی کو مار پیٹ کر ادھ موا کر دیں۔ماں باپ نے پیسوں کے لالچ میں زبردستی نکاح پڑھا کر میری زندگی اجیرن کر دی اور مجھے اس ظالم شخص کو سونپ دیا کوئی ایک ایسی رات نہیں گزری ہو گی جس دن اس نے مجھے مارا نا ہو۔ اپنی پہلی بیوی کو قتل کر کے مجھے بھی اس نے جیتے جی مار دیا ہے۔"

وہ اپنا دکھ ان اب کے سامنے کھولتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ انہوں نے اشتعال سے مٹھیاں بھینچی تھی۔ برشام کے جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔ ابھی وہ سب انہی باتوں میں مصروف تھے کہ

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

برشام کا موبائل بجا تھا۔اس نے چونک کر موبائل کی سکرین میں دیکھا جہاں رنم کالنگ جگمگا رہا تھا۔اس نے سرعت سے فون اٹھاتے کان سے لگایا۔

"آپ کہاں رہ گئے ہیں میں اتنی دیر سے فون ملا رہی ہوں۔وقت دیکھیں ذرا۔"

اس کا نروٹھا لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا تھا۔

"رنم میں بس کچھ دیر میں نکل رہا ہوں۔تم پریشان نا ہو میں بیک کال کرتا ہوں۔"

اس نے نرمی سے اسے قائل کرتے کال کاٹ دی۔وہ دونوں اب وکیل کی چند ایک باتوں کا جواب دے رہی تھی۔

"اب ہمیں نکلنا چاہیے اس سے قبل فیضی بھائی گھر لوٹ آئیں۔کیونکہ اگر وہ لوٹ آئے تو بہت مصیبت ہو جائے گی ہم عدالت میں کبھی نہیں پہنچ پائیں گے۔"

وکیل نے جوں ہی کچھ کاغذات پہ دستخط لیے وہ عجلت میں اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے گھبراہٹ سے بولی۔برشام نے فقط سر ہلانے پہ اکتفا کیا تو وہ دونوں تیز تیز قدموں سے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔جاتے جاتے وہ دونوں نقاب سے اپنا چہرہ ڈھکنا نہیں بھولی تھی۔ان کے نکلتے ہی چہرے پہ ناقابلِ ف تاثرات سجائے رزم اندر داخل ہوا اور اپنے سر سے کیپ اتارتے میز پہ رکھی تھی جہاں برشام کسی سوچ میں گم پیپر ویٹ گھمانے میں مصروف تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"یہ کیا تھا کون تھا یہ۔"

وہ حیرت زدہ لہجے میں بولا۔

"وہی بلال چودھری کی بہن اور زبردستی کی بیوی۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں دھاڑا۔ ان کی بات پہ رزم ساکن رہ گیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ سچ بول رہی تھی۔"

وہ وکیل کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"جی سر وہ سچ بول رہی تھی اندازہ تو یہی ہوا ہے۔ تمام باتیں میں نے نوٹ ڈاؤن کرلی ہیں اب آپ سے عدالت کے کمرے میں ہی ملاقات ہوگی تین دنوں بعد۔ امید ہے کہ فیصلہ اماں جی کے حق میں ہی سنایا جائے گا۔"

وہ ٹھوس لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"انشاآللہ۔"

ان دونوں کی بیک وقت آواز کیبن کی فضا میں گونجی تو وہ ان سے مصافحہ کرتے اپنا بیگ اور فائلز اٹھاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی بنا کسی وقت کی دیری کیے برشام نے رنم کو کال ملائی تھی۔

"جی اب بولیں کیوں فون کیا تھا سب ٹھیک ہے نا اور ملازمہ وہی ہے نا۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اپنی چیزیں سمیٹتے پوچھ رہا تھا۔رزم نے پیشانی پہ شکنیں سجائے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وقت دیکھ لیں آپ کیا ہو گیا ہے آپ کو میرا ذرا بھی خیال نہیں ہے بس آدھی رات کو لوٹتے ہیں اور اس دوران میری جان ہلکان ہوئی رہتی ہے۔"

وہ ناراضگی بھرے لہجے میں بولتی کال کاٹ گئی۔دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہوتے ہی اس نے چونک کر اوپر نگاہیں اٹھائی تو رزم کو خود کو گھورتا پایا۔وہ اس کی گھورتی نگاہوں کو دیکھتے مخصوص انداز میں بھنویں اچکا گیا۔

"ارمیں دراصل آپ سے تفتیش ہی کرنے آیا تھا مجھے سینئر آفیسر ز سے ملاقات کے بعد علم ہوا ہے کہ آپ اپنی وائف کے ساتھ رہ رہے ہیں اور مجھے ہی بتانا گوارا نہیں کیا۔فیصل سر بھی مجھے سب کچھ بتاتے تھے مگر آپ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے خفا خفا سے رہتے ہیں۔"

وہ اس سے شکوہ کرنا نہیں چاہتا تھا مگر نا چاہتے ہوئے بھی لبوں سے پھسل گیا تھا۔

"تمہیں میں نے اسی لیے نہیں بتایا کیونکہ میں تمہیں اس سے پرسنلی ملواؤں گا بس ایک بار یہ کیس حل ہو جائے پھر اس متعلق بات کریں گے اور آئندہ کبھی ایسا مت سوچنا کہ میں تم سے خفا خفا سا رہتا ہوں کیونکہ تم میرے چھوٹے بھائیوں کی طرح ہو۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اسے سینے میں بھینچتا اس کی پشت تھپتھپاتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گیا تھا۔ اس سے مل کر وہ تھانے سے نکلتے سیدھا گھر کی جانب روانہ ہوا تھا۔ بلال چودھری کو اس کی بڑھتی حرکتوں کی بدولت بڑی جیل بھجوا دیا گیا تھا ویسے بھی چند دنوں بعد کیس کی سنوائی تھی۔ رنم کے پاس بھی ہمہ وقت چوکیدار کی بیوی موجود ہوتی تھی وہ اسے کسی قسم کی مصیبت میں نہیں ڈال سکتا تھا اپنی بدولت۔ تقریباً بیس منٹ کی مسافت طے کرتے اس کی گاڑی پورچ میں رکی تھی۔ وہ گاڑی کی چابی چوکیدار کے حوالے کرتے خود ناک کی سیدھ میں اندر کی جانب بڑھا تھا۔ جہاں وہ لاؤنج میں ہی صوفے پہ بیٹھی ملازمہ سے باتوں میں مصروف تھی۔ عقب میں ہی فیصل کی ایک بڑی سی تصویر اس نے دوبارہ وہاں لگوا دی تھی اور اس سب سے بھلا برشام کو بھی کیا مسئلہ ہو سکتا تھا۔

"صاحب جی میں نے سارے کام کر دیے ہیں مگر بی بی جی نے میرے کہنے پہ دوا نہیں لی۔ اب میں چلتی ہوں بی بی جی۔"

وہ ان دونوں کو ایک نظر دیکھتی اپنے گھر کی جانب بڑھ گئی۔ برشام نے اس کے ساتھ جگہ سنبھالتے اس کے کندھے سے کندھا ٹکرایا تو وہ منہ بسور کر رہ گئی تھی۔ اس کی ناراضگی پہ وہ دھیما سا مسکرایا۔

"میری جان مجھ سے ناراض ہے کیا۔"

اس کی پشت سے ہی ٹھوڑی شانے پہ ٹکاتے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"نہیں پیار آرہا ہے آپ پہ۔"

جواباً وہ اپنا سر اس کے سینے سے ٹکاتی نروٹھے لہجے میں بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"تو جتاؤ نا پھر ہم تو نا جانے کب سے راہ تک رہے ہیں۔"

وہ اپنے لہجے میں بیچار گی سموئے بولا تو رنم اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"اپنی دوسری بیوی سے کروائیں جا کر اظہار محبت مجھ سے کسی قسم کی توقع مت رکھیے گا۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے بولی۔ برشام نے اس کی بات پہ بونچھکا ہوتے اس کی جانب دیکھا۔

"دوسری بیوی۔"

وہ ناسمجھی سے بڑبڑایا۔

"پولیس سٹیشن جہاں روز تیار شیار ہو کر جاتے ہیں وہی سارا وقت بیتاتے ہیں اور رات کو ایسے تھکے ہارے ہوتے ہیں کہ آپ کے پاس اپنی بیوی کیلیے بھی وقت نہیں ہوتا۔"

وہ اس کی گرفت میں کسمساتے تڑخ کر بولتی اسے چھت پھاڑ قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔ برشام نے محبت سے اس کی پیشانی چومی تھی جس کی ناراضگی جتانے کا انداز ہی انوکھا تھا۔ ایسے ہی وہ اسے نک چڑھی سمجھتا تھا وہ بظاہر جتنی تلخ تھی اندر سے اس قدر ہی معصوم تھی یہ برشام سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"مجھے بہت زیادہ بھوک لگ رہی ہے۔ آپ اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں۔"

وہ اب کی بار ناراضگی بھلاتے اصل مدعے کی جانب آئی۔ برشام نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو کچھ کھانے کو بنا لیتی رنم میرا انتظار کر کے بھوکا رہنے کی کیا ضرورت تھی۔"

وہ نرم گرم نگاہوں سے اسے دیکھتے نا سمجھی سے بولا۔

"تو آپ کا انتظار کر بھی کون رہا تھا۔"

اس نے ایک سکینڈ میں اس کی خوش فہمیوں پہ پانی کی ندیاں بہا دی تھی۔ وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔

"تو پھر کیا مسئلہ ہے کھانا کیوں نہیں کھایا اب تک۔"

اب کی بار وہ بھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے چیخ کر بولا۔

"وہ مجھے کچھ بنانا ہی نہیں آتا بس اسی لیے۔ اور رحمت کے ہاتھ میں چھری لگ گئی تھی۔"

وہ کندھے اچکا کر بولتی اسے مزید سلگا گئی۔ مطلب غلطی خود کی ہے اور محترمہ اس پہ چڑھائی کر رہی تھی۔

"اچھا! اب اس میں کس کی غلطی ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے طنزیہ مسکراہٹ سمیت گویا ہوا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"ظاہر سی بات ہے آپکی ہے چلیں اب اٹھیں اور مجھے لذیذ سا کھانا بنا کر دیں یا باہر ہی چلتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں بھوک سے مر جاؤں یقین کریں شام چھ بجے سے بھوکی ہوں اور اب آٹھ بج رہے ہیں۔"

بولتے بولتے آخر میں وہ پیٹ پہ ہاتھ رکھے روہانسی ہوگئی۔ برشام نے صدماتی کیفیت میں اسکی جانب دیکھا۔

"صرف دو گھنٹے رنم۔ دو گھنٹے بھوکا رہنے سے کوئی نہیں مرتا محترمہ۔ توبہ ہے اتنا ٹھونستی ہو مگر مجال ہے ذرا سا بھی لگ جائے۔ بندہ موٹا ہونے کا طعنہ دے کر تمہارے کھانے سے ہاتھ بھی نہیں روک سکتا۔"

وہ خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھتے تنک کر بولا۔ رنم نے اس کی بات پہ کوفت سے آنکھیں گھمائی۔

"میری پہلی محبت کھانا ہے پھر اس کے بعد آپ کہی جا کر آتے ہیں۔ میری ایک بات سن لیں مجھے صبح بھی کھانا چاہیے، سنیک ٹائم میں بھی کچھ مزے کا چاہیے۔ دوپہر میں ہیوی سا کھانا پھر شام میں بھی کچھ مصالحے دار اور رات میں کھائے بغیر تو نیند ہی نہیں آئے گی مجھے۔ بھئی پوری رات بھی تو گزارنی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ آپ کبھی باہر سے کچھ لائیں گے تو میں کھانے سے کبھی انکار نہیں کروں گی آزما

WhatsApp : 0344-4499420

کر دیکھ لیجیے گا۔ کوز فوڈ از جسٹ لووو۔ اس کے بغیر کیا زندگی ہے بدمزہ بے ذائقہ۔ بھلا اس کے بغیر بھی جینے کا کوئی مزا ہے۔

وہ معصومیت سے آنکھیں مٹکا کر بولتی اسے کنگ کر گئی۔ وہ بے یقینی کی کیفیت میں سر تا پا اسے دیکھنے لگا جو اتنا کھاتی تھی مگر پھر بھی بلکل نہیں لگتا تھی شاید وہ بہت خوش قسمت تھی۔ شاید نہیں یقیناً وہ اپنی جیب کا سوچتے جھرجھری لے کر رہ گیا۔

"اب کیا ارادہ ہے آپ کا ملکہ عالیہ۔"

وہ گہرا سانس بھرتے بمشکل اپنے لہجے کو نرم رکھ پایا۔ ایک تھکن سے اس کی جان جا رہی تھی مگر اس کا خیال بھی تو تھا پھر۔

"کہی باہر چلتے ہیں نا۔ یہاں قریب ہی کے ایف سی ہے وہاں جاتے ہیں۔"

وہ چہک کر بولتی اس کا ہاتھ تھام گئی۔ برشام نے ایک افسوس بھری نگاہ اس پہ ڈالتے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

"چلو پھر سے جلدی سے تیاری پکڑو چلیں باہر۔"

وہ فوراً سے پلین ترتیب دیتے ہوئے بولا تو اس نے بے یقینی سی اس کی جانب دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کمرے کی جانب بڑھتی برشام نے کھینچ کر اسے اپنے مقابل کیا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"اس سے پہلے کچھ حق میرا ابھی بنتا ہے محترمہ۔"

وہ اس کے الجھے بالوں کو سہلاتے گھرے پر تپش لہجے میں بولتے اس کا حلق خشک کر گیا۔ اس نے خوفزدہ ہرنی کی مانند سہمی ہوئی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب نرمی سے اس کے دونوں گالوں کو چھو رہا تھا۔ اس کی ٹھوڑی کو شدت سے چھوتے وہ دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کر گیا۔ رنم نے اپنے گالوں کو سختی سے رگڑتے ہانپتے ہوئے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ اس کی ہشت کو دیکھتے وہ زیرِ لب مسکرا دیا۔ کچھ ہی دیر میں ان کی گاڑی گھر کی حدود سے نکلتی چلی گئی۔ رنم نے تفاخر بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اتنی تھکن کے باوجود اس کے ایک بار کہنے پہ جانے پہ رضامند ہو گیا تھا۔ کیا اس سے بہتر اس کیلیے کوئی ہو سکتا تھا۔ وہ خود میں ہمت مجتمع کرتے اپنی سیٹ سے اٹھتے اس کے گال کو چومتے اس کے شانے پہ چہرہ چھپا گئی تھی۔ دل اپنی بے ساختہ حرکت پہ گویا کانوں میں دھڑک رہا تھا اور برشام وہ سن سا اپنے گال پہ ہاتھ رکھتے اس کے سر کو دیکھ رہا تھا۔

"سامنے دیکھ کر گاڑی چلائیں نا۔ مجھے ابھی بہت سارا کھانا ہے مطلب کہ جینا ہے۔"

وہ ہڑبڑاہٹ میں بولتی آخر میں کھسیا کر جملے کی درستگی کر گئی۔ اس کی برخستہ بات پہ برشام کا فلک شگاف قہقہہ گاڑی کے خاموش ماحول میں گونجتے اعصابوں میں رنگ سے بکھیر گیا تھا۔ اس کے دل میں

www.zubiinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp ; 0344-4499420

جلترنگ سی بجی تھی۔ وہ ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے دلکشی سے مسکرادی تھی۔ اور زندگی ان دونوں کو ایک دوسرے کی ہمراہی میں دیکھتے کھل کر مسکرادی تھی۔

وہ سوئے ہوئے فرزام کو ایک نظر دیکھتے ادھ کھلی ہوئی کھڑکی کو دیکھنے لگی جس سے آتی ہوا کی بدولت پردے بری طرح فضا میں لہرا رہے تھے۔ یہ اسی کی کوتاہی کی بدولت تھا کیونکہ فرزام کے کھیتوں سے لوٹنے سے قبل وہ یوں ہی کھڑکی کے پٹ کھولے وہاں کھڑی تھی اور اس کی آمد کے بعد وہ عجلت میں کھول کر ہی باہر سب کے ساتھ کھانا کھانے چل دی تھی۔ ابھی بھی کھڑکی سے آتی شائیں شائیں ہوا، سونے پہ سہاگہ گھپ اندھیرا ہونے کی بدولت کتوں کے بھونکنے کی. آوازیں ماحول میں ہولناکی میں اضافہ کر رہی تھی۔ اس نے ایک نظر سہم کر فرزام کی جانب دیکھا جو اوندھے منہ لیٹا تھا اور چہرہ دوسری جانب تھا۔ تھکاوٹ کی بدولت ہلکی ہلکی خراٹوں کی آواز کمرے کی فضا میں گونج رہی تھی۔ وہ اس کو چھوڑ کر کس قدر سکون سے سو رہا تھا۔

"ایسے کون سوتا ہے بیوی یہاں ڈر سے مر رہی ہے اور خود کس قدر سکون سے سو رہے ہیں یہ۔"

وہ غصے سے تکیے کو زور سے خود میں بھینچتی غصے سے بڑبڑائی تھی۔ اس بات کے سمجھے بغیر کہ غصے میں وہ کچھ ذیادہ ہی اونچا بولنے کی کوتاہی کر چکی ہے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں مرنے دوں گا۔"

اس کی اچانک بھاری آواز پہ وہ جی بھر کر چوکنا ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں تحیر سے پھیلی مطلب وہ گہری نیند میں نہیں تھا۔ اس نے حلق تر کرتے اس کی پشت کو تکا۔

"آپ کا کیا ہے ڈر کے مارے آدھی رات کو جان نکل گئی تو آپ کیا کر سکتے ہیں پھر۔ آپ سکون سے سوئے رہیے گا۔ ویسے بھی کونسا خیال ہے۔"

وہ کھسک کر اس کے نزدیک ہوتے اس کا بازو سختی سے تھام گئی۔ فرزام نے اپنا چہرہ اس کی جانب موڑتے نیند سے بوجھل آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کیا چاہتی ہوں نورے۔ آدھی رات کو کونسے ڈر سامنے آرہے ہیں تمہارے۔"""

وہ موندی موندی آنکھوں کو کھولتے تنک کر بولا۔ نورے نے دانت پیس کر اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے یہاں نہیں سونا ہے فرزام سائیں۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی اور ایک نظر اپنی پشت پہ کھلی کھڑکی کو دیکھا جہاں دیکھتے اسے محسوس ہوا دیا کوئی کھڑا اسے ہی دیکھ رہا ہے۔

"آجاؤ تمہیں بانہوں میں لے کر سلاتا ہوں۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ نیند میں ہی اس کی جانب باہیں پھیلا کر بولتے اسے خفت سے سرخ کر گیا۔ نورے نے سٹپٹاتے اس کا چہرہ دیکھا جو بلکل سنجیدہ تھا۔ اس کے وجود کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا تھا۔

"میرا کہنے کا مطلب ہے کہ بیڈ کی اس جانب نہیں سو نا وہ میرے پیچھے کھڑکی کھلی۔"

اس سے پہلے کہ وہ روہانسی ہوتی سرگوشی میں اپنی بات مکمل کرتی کتوں کے بھونکنے کی آوازوں پہ وہ چیخ مارتے فرزام کے سینے سے لگتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ فرزام کی آنکھیں بھی اس اچانک افتاد پہ کھلی کی کھلی رہ گئی۔

"کتے۔ کتے۔"

وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔ فرزام کی آنکھیں اسکی بات اور جرأت پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی مطلب کیا اب وہ اتنا گیا گزرا تھا جو وہ اسے ایسے ناموں سے مخاطب کر رہی تھی۔

"اپنی زبان کو لگام دو نورے۔".

وہ اس کی بات پہ آنکھوں میں ناگواری لیے سرد مہری سے گویا ہوا۔ نورے کی آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے معاً اس کی بات کا مفہوم سمجھتے وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی تھی۔

"باہر کتے ہیں اور وہ بھونک رہے ہیں فرزام سائیں۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے بولی تو وہ اپنی بے اختیاری پہ کھسیا سا گیا۔ جانتا تھا کہ بچپن سے ہی وہ کتوں سے خوف کھاتی ہے کیونکہ ایک بار وہ ان کا نشانہ بھی بن چکی تھی۔ وہ ایک افسوس بھری نگاہ دبک کر لیٹی نورے پہ ڈالتے اپنی جگہ سے اٹھا اور کھڑکی کے پٹ کو بند کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلتے واپس اپنی جگہ پہ آیا تھا۔ بستر سے نکلتے ہی ٹھنڈ سے اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔ کھڑکی بند ہونے کی بدولت آوازیں کسی حد تک کم ہوگئی تھی۔ وہ گہرا سانس بھرتے اس سے پہلے فاصلہ قائم کرتی فرزام نے لیٹتے ساتھ ہی اسے اپنی جانب کھینچا تھا وہ اگلے ہی لمحے اس کے وجود کو حصہ بنی تھی۔ دل پسلیوں سے نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔ فرزام نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کا گال سہلایا۔

"کدھر چلی اب۔"

وہ اسے خود سے دور کھسکتا دیکھ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا۔

"سونے۔"

وہ بمشکل مسکراتے یک لفظی جواب دیتے پھر سے مزاحمت کرنے لگی۔

"میری نیند خراب کرنے کا خمیازہ کون بھگتے گا محترمہ۔"

وہ اس کے گالوں پہ اپنا سلگتا لمس چھوڑتے پیچھے ہوا تو وہ اپنی بے ترتیب دھڑکنیں سنبھالنے لگی۔

"مم۔ مجھے نیند آرہی ہے فرزام سائیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔ فرزام نے اس کا سرخ لہو چھلکاتا چہرہ دیکھتے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا نورے جان۔ میری نیند تو مکمل طور پہ خراب ہو چکی ہے اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ نیند خراب کرنا کہتے کسے ہیں۔ بول رہا تھا کہ سو جاؤ مگر نہیں تم نے میرے اندر کے شیر کو جگا دیا ہے اب۔"

وہ گھمبیر لہجے میں بولتے اس کی پیشانی پہ جھکا تو نورے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس کی آواز نورے کے اندر تک اتری تھی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

"کیسی ہو رنم۔ وہاں سب ٹھیک ہے نا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس وقت ایک دوسرے کے ساتھ لیپ ٹاپ پہ ویڈیو کال پہ مصروف تھے جب ارم نے اس کا مسکراتا چہرہ دیکھ سنجیدگی سے استسفار کیا۔وہ لوگ فجر کی نماز کے بعد سے جاگے ہوئے تھے۔اب صبح کے آٹھ بج رہے تھے تو رنم بھی برشام کے ساتھ ہی نیند سے جاگی تھی تبھی ارم اور باقی گھر والوں کو یاد کرتے اس نے پہلی فرصت میں ارم کو کال ملائی تھی۔پورے دس دن ہو چکے تھے اور وہ زندگی میں پہلی بار ان سے دور تھی۔

"ماما یہاں تو سب ٹھیک ہے الحمد اللہ۔وہاں سب ٹھیک ہے۔کیسی ہے دادی سائیں۔"

وہ محبت سے بولتی رقیہ بیگم کو مخاطب کر بیٹھی۔کچھ ہی دیر میں وہ گھر کا ایک ایک کونہ ارم کو دکھا رہی تھی اور وہ بھیگی مسکراہٹ دیکھ اپنے اس اشیانے کو دیکھ رہی تھی جس نے انہیں بہت کچھ دیا تھا۔رنم نے انہیں روتا دیکھ مصنوعی سا ناراض ہوتے نفی میں سر ہلایا تھا۔رضوانہ اور سعدیہ سے بات کرتے وہ اب حورے اور نورے سے باتوں میں مصروف تھی۔

"بھابھی ہم آپ کو بہت یاد کر رہے ہیں۔"

حورے افسردگی سے گویا ہوئی۔

"تو تم لوگ یہاں آجاؤ نا ملنے۔گھومنے کا گھومنا ہو جائے گا اور ہم لوگ مل بھی لیں گے۔"

وہ کھنکتے لہجے میں بولتی پلین ترتیب دینے لگی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

اس سے پہلے کہ وہ جواب میں کچھ بولتی نک سک سا برشام چہرے پہ اضطراب لیے اس کی جانب آیا اور اس کے ہاتھوں سے لیپ ٹاپ کھینچا تھا۔

"حورے نورے آپ سے بعد میں بات ہوتی ہے ابھی آپ کی بھابھی کی مجھے بہت ضرورت ہے۔"

وہ مسکرا کر بولتا سرعت سے کال کاٹ گیا تھا۔وہاں موجود سب افراد اس کی بات پہ ہنس دیے تھے۔رنم نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ کیا بات ہوئی شام۔میں نے ابھی تو کال ملائی تھی۔"

وہ غصے سے بولی۔برشام نے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

"یار تم جانتی ہو کہ میری چیزیں روز تم نکالتی ہو۔"

وہ پلکیں جھپکتے معصومیت سے بولا تو وہ ہولے سے ہنستی اس کی چیزیں نکالنے لگی۔اس سے پہلے کہ وہ اس کے جوتوں کو ہاتھ لگاتی برشام نے سختی سے اسے ٹوک دیا تھا۔

"مجھے پسند ہے کہ تم میرے کام کرو مگر آئندہ میرے جوتوں کو ہاتھ مت لگانا۔مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سختی سے تنبیہی لہجے میں بولا تو وہ کندھے اچکاتے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔ ایک بار پھر فیصل کا عکس اس کی آنکھوں میں جھلملایا تھا۔ پہلے وہ ارم کو نہیں ہاتھ لگاتے دیتے تھے اس کے بعد اسے بھی تو فیصل نے ایسے ہی ٹوکا تھا۔ آج پھر برشام کی اس بات پہ اس کے دل میں میٹھی سی گدگدی ہوئی تھی۔

"شام مجھے بھی جانا ہے اپنی دوست کے گھر کیا آپ مجھے ڈراپ کر دیں گے دراصل کافی وقت بعد ملنا ہے اب تو اس کی بھی شادی ہو گئی ہے۔ تھانے کے راستے میں ہی آتا ہے میں بابا کے ساتھ بھی جایا کرتی تھی۔ پھر شاپنگ پہ بھی جانا ہے۔"

وہ مصروف سے انداز میں بولتی اس سے جواب طلب کرنے لگی۔ برشام نے ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھی کیپ اٹھاتے اس کے سر پہ پہنائی تھی اور یہی وہ لمحہ تھا جب رنم اپنی جگہ پہ جم کر رہ گئی۔ دل کی حالت غیر ہوئی تھی۔

"تھانیدارنی صاحبہ جب آپ ہمیں حراست میں لے ہی چکی ہیں تو بس آپ حکم کیا کریں گزارش نہیں۔ آپ جانتی ہیں آپ کی خدمت میں یہ خادم ہمہ وقت پیش ہے۔"

وہ اس کے سامنے سر خم کرتے محبت سے بولا۔ اس کی آنکھیں پل بھر میں آنسوؤں سے لبریز ہوئی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"آپ جانتے ہیں بابا کے جانے کے بعد میں بہت ڈر ڈر کر جیتی تھی کہ کیا مجھے سچ میں بابا جیسا کوئی ملے گا کیونکہ میری لا ابالی سی حرکتوں پہ ماما ہمیشہ مجھے ڈانٹتی تھی مگر بابا کہتے تھے کہ اگر اسے میں نے بگاڑا ہے تو سنوارنے والا بھی میں ہی تلاش کروں گا۔

مگر مجھے لگتا ہے بابا شاید آپ کو اپنے جانے سے پہلے ہی نام لکھ گئے تھے۔"

وہ رندھے لہجے میں گویا ہوئی۔ چہرے پہ درد کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

"بابا جانتے تھے کہ اس جھلی کو میرے علاوہ کوئی نہیں سنبھال سکتا۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ ان کی رنم کسی کے آگے زیر نا ہو۔"

وہ اس کے سر پہ پہنی پولیس کیپ کو درست کرتے نرم لہجے میں بولا۔

"بابا کے جانے کے بعد آپ ہیں وہ جس نے اتنے حق سے مجھے یہ کیپ پہنائی ہے۔"

وہ تشکر سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جو اس کی زندگی کی وہ اکلوتی مہربانی تھی جس کا شکر اس پہ فرض کر دیا گیا تھا۔

"بابا کے بعد آپ پہ حق بھی تو صرف میرا ہے نا۔"

اس نے اپنائیت بھرے لہجے میں بولتے اس کے گرد حصار باندھتے اس کی صبیح پیشانی کو اپنے لمس سے مزین کیا۔ رنم نے بھیگی پلکوں کی چلمن گراتے اس لمس کو اپنے رگ وپے میں اترتا محسوس کیا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"چلواب جلدی کرو میرے پاس وقت کی بہت کمی ہے۔ ہمیشہ خود میں الجھالیتی ہو۔"

وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے کچن کی جانب بڑھ گیا۔ رنم نے بھی ہولے سے مسکراتے واشروم کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ وہ جوں ہی فریش ہو کر باہر آئی میز پہ اس کیلیے ناشتہ تیار رکھا ہوا تھا ساتھ ہی ملک شیک کا گلاس رکھتے وہ اب کسی ماہر کی طرح کچن صاف کر رہا تھا۔ وہ حیرت سے گنگ اسے دیکھ کر رہ گئی جواب ایپرن اتارتے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھتے کھانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"آپ نے کیوں کیا یہ رحمت کیوں نہیں آئی۔"

وہ حیرانگی سے بولتے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"اس کی بیٹی کی طبیعت کچھ خراب ہے اور میں جانتا تھا کہ میری بیگم کا کھانے کے بغیر بلکل بھی گزارا نہیں ہے اسی لیے جلدی سے اسے فنش کر و یو ہیو اونلی ٹین منٹس رنم۔"

وہ تنبیہی لہجے میں بول کر اس کا ماتھا چومتے بدحواسی کے عالم میں اندر کمرے کی جانب بڑھا تا کہ تمام کام کی چیزیں وغیرہ ایک بیگ میں رکھ سکے۔ کل کورٹ کی ہیئرنگ تھی اور آج انہیں سب کام نپٹانے تھے۔ یا یو کہا جائے کہ کل اس کی زندگی کے اتنے بڑے کیس کا فیصلہ سنایا جانا تھا۔ ناجانے جیت کس کا مقدر ٹھہرنی تھی۔ چند ساعتوں بعد وہ جوں ہی باہر لوٹا رنم ناشتے سے فراغت حاصل کرتے سب کچھ سمیٹ چکی تھی۔ وہ اسے باہر آنے کی تلقین کرتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ رنم بھی شال کو اچھے سے

WhatsApp : 0344-4499420

اوڑھتے اپنا بیگ تھام کر اس کی تقلید میں بھاگی۔ اگلے پانچ منٹ میں ان کی گاڑی وہاں سے نکلتے کشادہ سڑک پہ رواں دواں تھی۔ وہ اسے راستہ بتاتی جارہی تھی۔ اچھی طرح گھما پھرا کر وہ برشام کے بیس منٹ ضائع کرچکی تھی۔

"آپ اندر نہیں آئیں گے کیا۔"

وہ اسے گاڑی موڑتا دیکھ بجھے بجھے لہجے میں بولی۔

"نہیں رنم ایم رئیلی سوری۔ واپسی پہ پکا میری جان۔ آپ خوب انجوائے کریں اور خدارا وہاں دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر میرے لیے پریشان مت ہوئیے گا میں انشاءاللہ رات میں آپ کو جوائن کروں گا۔"

اس نے مسکراتے لہجے میں بولتے اس کی ناک کو دبایا تھا۔ رنم سر جھٹکتی آگے کی جانب بڑھی تھی۔ برشام کی آواز پہ اس نے چونک کر گردن گھمائی تو وہ اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ وہ حواس باختہ سی اس کے نزدیک آئی۔

"یہ کریڈٹ کارڈ رکھو۔ شاپنگ پہ جانا ہے نا تمہیں اور وہاں جا کر ضرور مجھ سے رابطے میں رہنا۔"

وہ باور کرانے والے انداز میں بولا۔ رنم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"واہ کیا خوب کہی ہے جب میں آپ کے کہی جانے کے بعد پریشان ہوں تو وہ درست نہیں اور جب آپ میرے کہی جانے کے بعد پریشان ہو تو اسے کیا کہے گے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ دونوں ہاتھ کمر پہ رکھتے لڑاکا عورتوں کی مانند بولی۔ لہجے میں غصیلا پن جھلک رہا تھا۔

"مجھے اپنا تحفظ نہیں چاہیے مجھے آپ کا تحفظ چاہیے کیونکہ میں آپکا محافظ بنا کر بھیجا گیا ہوں میری جھلی۔"

وہ اس کے سر پہ ہاتھ مارتے افسوس بھرے لہجے میں بولا۔

"اور جب محافظ ہی نا ہو تو تحفظ کون کرے گا اسی لیے پہلے ہمیشہ محافظ ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ ہمیشہ اپنوں کا تحفظ کر سکے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے اسے نرمی سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ اس نے ایک بار پھر اس کی بات پہ سر کو خم دیا تھا۔

"جیسا آپ کہے محترمہ۔ اب پہلے آپ مجھے کال کیجیے گا پھر ہی میں آپ سے کوئی رابطہ قائم کروں گا کیونکہ رنم کے تحفظ کیلیے برشام کا ہونا ضروری ہے۔"

وہ اچھی طرح اس کی بات کا مفہوم سمجھ گیا تھا۔

"بے شک۔"

وہ برجستہ بولی اور محبت بھری نگاہ اس پہ ڈالتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی برشام نے گاڑی کا گئیر بدلا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"سر حالات بہت بگڑ گئے ہیں۔ مجھے ناجانے کیوں آنے والے لمحات سے بہت خوف آرہا ہے۔ فیضان چودھری نے بڑی جیل کے باہر حملہ کروایا ہے اور بلال کو وہاں سے روپوش کروانے کی کوشش کی ہے۔ مگر صد شکر کہ بروقت ہماری ٹیم نے عمل میں آتے سب کام بخوبی نبھایا ہے. مگر ابھی بھی خطرہ پوری طرح بلکل نہیں ٹلا ہے۔ یہ. ہمارے لیے ایک پریشانی کی بات ہے۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ اس کی بات پہ برشام کی کنپٹی کی رگیں پھولنے لگی۔ وہ سختی سے لبوں پہ ہاتھ کی مٹھی رکھے بیٹھا تھا۔

"ان لوگوں نے مجھے بہت ہلکا لے لیا تھا مگر یہ لوگ ابھی اس بات سے ناواقف ہیں کہ ایس ایس پی برشام سلطان اتنا آسان ہدف بلکل نہیں ہے۔ بس کل کا دن پھر ان جیسے کتے اپنے آپ ایک ایسی موت مریں گے کہ پوری دنیا یاد رکھے گی۔ یہ لوگ بار بار حملہ کروا کر ہمیں ہمارے موقف سے نہیں ہٹوا سکتے۔"

وہ پتھریلے لہجے میں دھاڑا۔ رزم نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

"سر آپ اپنے گھر میں بھی سکیورٹی کا خیال کریں۔ ہمیں کسی جانب سے رسک نہیں لینا چاہیے۔"

اس نے کچھ توقف کے بعد اپنی رائے کا اظہار کیا تو برشام نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"وہ لوگ ابھی میری فیملی سے واقف نہیں ہے۔"

وہ کسی صورت بھی اس کی بات کا یقین کرتے خوف کو ہوا نہیں دینا چاہتا تھا تبھی جھٹلا گیا۔

"سر ان لوگوں سے کچھ بھی توقع کی جاسکتی ہے وہ سب سے پہلے کمزوری کو ٹارگٹ کرتے ہیں اور آپ کی کمزوری آپ کی فیملی ہے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے اسے بہت کچھ باور کروا گیا۔ برشام کا چہرہ اس کی بات پہ سپید پڑا۔ وہ ایک جھٹکے میں کرسی کھسکاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رزم اس کی بے ساختہ حرکت پہ پریشان ہو گیا۔

"رزم فیضان چودھری کے اریسٹ وارنٹ جاری کرواؤ بہت کر لیا ضبط۔ اب اس جیسے خبیث انسان کیلیے سزا میں منتخب کروں گا مگر اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹوں گا چاہے اس کیلیے مجھے اپنی جان ہی کیوں نا دینی پڑے۔"

وہ سرد مہری سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے گاڑی کی چابی اٹھاتے باہر کی جانب بھاگا تھا۔ رزم کی باتوں سے اس کا دل نا جانے کیوں کسی خوف کے تحت رنم کیلیے دھڑکا تھا۔ ریش ڈرائیونگ کرتے اس نے بیس منٹ کا سفر دس منٹ میں طے کیا تھا۔ گھر کے دروازے کے باہر پہنچتے اس نے رنم کو کال ملائی

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

مگر دوسری جانب سے موبائل بند جا رہا تھا۔اس نے غصے سے مکہ سٹئیرنگ پہ مارتے دانت پہ دانت جمائے اور گاڑی سے نکلتے ایک بار پھر اسے کال ملائی تھی جو چوتھی بیل پہ بالآخر اٹھا لی گئی۔

"رنم جلدی سے باہر پہنچو میں باہر انتظار کر رہا ہوں تمہارا۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولا۔رنم نے حیرت سے گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے ساڑھے چھ بجا رہی تھی۔

"مگر شام ابھی تو۔"

"نو مور آرگیومنٹس رنم۔کم آؤٹ سائڈ۔"

وہ پتھریلے لہجے میں بولتے کال کاٹ گیا اور گاڑی سے پشت ٹکاتے بالوں کو سنوارنے لگا۔چوکیدار بھی حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔اگلے پانچ منٹ میں وہ پھولے منہ سمیت اسے باہر آتے ہوئے دکھائی دی تھی۔برشام نے اس کے بیٹھتے ہی اس کی جانب کا دروازہ بند کیا اور خود اپنی جگہ سنبھالی تھی۔

"آپ اتنی جلدی کیوں آ گئے شام۔میں ابھی شاپنگ پہ جانے والی تھی بس۔"

گاڑی کی خاموش فضا میں اس کا نروٹھا لہجہ گونجا۔وہ جواب میں کچھ دیر تو خاموش رہا کیونکہ اصل صورتِحال سے وہ اسے آگاہ نہیں کر سکتا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp : 0344-4499420

"جلدی کہاں ہے رنم ساڑھے چھ ہو گئے ہیں اور اس وقت شاپنگ پہ جانا بلکل ٹھیک نہیں ہے۔ ویسے بھی میرا آج میری بیوی کے بغیر دل نہیں لگ رہا تھا۔"

وہ مسکراتی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتا ہوا بولا جو پیلے اور گلابی رنگ کے امتزاج کے سوٹ میں ملبوس اسے ایک خشگوار احساس سے روشناس کروا گئی تھی۔ اس کی بات پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی دھیما سا مسکرادی۔

"آپ مشعل اور کشف سے بھی نہیں ملے حالانکہ وہ اس قدر متجسس تھی آپ سے ملنے کیلیے۔ اصل میں وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ جس رنم کو گاؤں کے لوگوں سے اس قدر نفرت تھی اصل میں اس کا دل چرانے والا کون ہے۔"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

"ہم ان سے بہت جلد ایک میٹ اپ رکھ لیں گے پھر میں انہیں تفصیل سے اپنی رودار سناؤں گا۔"

وہ مصروف سے لہجے میں بولتے گاڑی کی رفتار بڑھا گیا۔ وہ باتوں ب س مصروف گھر کی جانب بڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک جانب سے کچھ مصلح لوگ سامنے آئے تھے۔ چہروں پہ نقاب بھی موجود تھا۔ برشام نے اس اچانک ہوئی افتاد پہ جھٹکے سے گاڑی کو بریک لگائی تھی۔ اس سے پہلے کہ رنم کا سر بری طرح ڈیش بورڈ سے ٹکراتا وہ اس کے فق پڑتے چہرے کو دیکھتے اس کے کانپتے وجود کو سختی سے

WhatsApp ; 0344-4499420

خود میں بھینچ گیا تھا۔ رنم نے خوف سے کانپتے اس کی جانب دیکھا جو اس گھمبیر ہوتی صورتِحال میں بھی اسے تسلی دے رہا تھا۔

"ایس ایس پی باہر نکل۔ تیرا بھیجا تو اڑانا پڑے گا۔ تو جانتا نہیں ہے کہ تو نے پنگا کس سے لیا ہے۔"

ان میں سے ایک آدمی شیشے پہ زور زور سے پستول مارتے ہوئے بولا۔ رنم نے خوف سے زرد پڑتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں شام۔ آپ کو میری قسم۔ نن۔ نہیں شام۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے تڑپ کو بولی۔ برشام نے اسے بازوؤں کے حلقے میں لیتے اسے ریلیکس کیا اور اپنے حواسوں پہ قابو پایا تھا۔ وہ چاہتا تو ابھی نکل کر ان غلیظ لوگوں کا صفایا کر سکتا تھا مگر اس کے ساتھ فلحال رنم موجود تھی وہ اس کی ذات پہ کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ اس نے کچھ سوچتے نیچے سے ہی اپنی گن لوڈ کی اور اس کہ آنکھوں میں دیکھا جو اس کے شانے سے چپکی ہوئی تھی۔

"باہر نکل جلدی ورنہ تجھے تیری عورت سمیت بھون کر رکھ دیں گے۔ پھر تو کچھ نہیں کر پائے گا۔"

وہ مزید غصے سے گرجا۔ ایک آدمی اب رنم کی جانب آگیا تھا۔ وہ اس کی بدولت اگلے ہی لمحے فیصلہ کر گیا تھا اور سرینڈر کر دینے والے انداز میں ہاتھ اٹھائے تھے۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلا تو ایک آدمی نے جست میں اس کے سر پہ بندوق کی نال رکھی تھی۔

WhatsApp : 0344-4499420

"تجھے نرمی سے سمجھایا تو نہیں مانا۔پیسوں کا لالچ دیا تو نہیں مانا میرے خیال میں اب تیری بیوی کا کچھ کرنا پڑے گا تبھی تو مانے گا۔"

وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے اپنی جانب آتی بدحواس سی رنم کو دیکھتے ہوئے سلگتے لہجے میں بولتے اسے سن کر گیا۔اس نے اشتعال سے مٹھیاں بھینچی تھی۔رات ڈھلنے کی بدولت سڑک سنسان تھی۔

"مت کرو ایسا خدارا مت کرو۔تم لوگوں کی بدولت کتنوں کے گھر اجڑ جاتے ہیں رحم کیوں نہیں آتا تمہیں۔"

وہ اس کا بندوق والا ہاتھ قابو کرتے ہذیانی کیفیت میں چلائی۔اس کے دونوں ہاتھوں کو برشام نے اپنے مضبوط ہاتھوں میں قید کیا تھا۔

"اتنی ہمت ہے تو اکیلا آکر مل یوں عورتوں کی موجودگی میں اپنی مردانگی مت دکھا تجھ سے زیادہ بزدل کوئی نہیں لگ رہا مجھے۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتے اسے مزید غضبناک کر گیا۔اس نے اس کے سر پہ گن لوڈ کی تھی۔رنم اس کے حصار میں تڑپی تھی۔ذہن میں طرح طرح کے وسوسے آتے اس کی جان ہلکان کرنے لگے۔وہ برشام کی جانب دیکھتے ہوئے شدتوں سے رو دی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کل عدالت میں اگر کچھ ایسا ویسا ہوا تو پھر تیرا بہت برا حال ہو گا۔ واپس مڑ جا اس راہ سے۔ اس میں سوائے بے درد موت کے کچھ نہیں رکھا۔ دیکھ اپنی عورت کو اور کچھ سوچ۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں بولتے ایک نظر روتی بلکتی رنم پہ ڈالتے گاڑی میں بیٹھتے وہاں سے فرار ہوئے تھے۔ برشام نے سنجیدگی سے اس گاڑی کا نمبر نوٹ کیا تھا۔ لبوں پہ ایک وحشت رقم تھی۔ اس نے نرمی سے رنم کو خود سے الگ کیا مگر اگلے لمحے وہ برے طریقے سے اس کے بازوؤں میں ہی جھول گئی تھی۔ برشام نے گھبرا کر اسے اپنی مضبوط بازوؤں میں بھرا اور گاڑی زن سے گھر کی جانب دوڑائی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ فیصل کے بعد وہ ان چیزوں کو دیکھ کر گھبرا جاتی ہے۔ وہ ابھی تک اس ٹروما سے نہیں نکلی تو اس پہ ایک نیا جھٹکا شاید اسکا ذہن اس بات کو برداشت نہیں کر پایا تھا۔ گھر پہنچتے پہنچتے بھی اس کا ذہن مختلف سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ کسی سوچ کے تحت اس نے رزم کال ملائی اور مختصر تمام صورتحال سے آگاہ کرتے اس گاڑی کا نمبر نوٹ کروایا تھا۔ باقی کے راستے بھی وہ اس سے رابطے میں رہا تھا۔

"دشمن جتنا مرضی مضبوط کیوں نا ہو پھر بھی کسی نا کسی مقام پہ غلطی کرتے اپنی موت کو خود ہی بلاوا دے دیتا ہے۔"

گھر لاتے ساتھ ہی اسے بیڈ پہ لٹاتے برشام نے نرمی سے اس کے پاؤں جوتے کی گرفت سے آزاد کرواتے ہولے سے سہلائے تھے اور ان کا ہلکا ہلکا مساج کرتے وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"شش۔ شام۔ بابا۔"

وہ غنودگی کے عالم میں بڑبڑا رہی تھی۔ برشام نے بیڈ کراؤن سے ٹیک چھوڑتے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔ وہ اس کے چہرے پہ جھکا اس کے گال تھپتھپانے لگا۔ وہ ایک جھٹکے سے ہانپتی ہانپتی اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی تھی اور بے تابی سے اس کے ایک ایک نقش کو چھو کر محسوس کر رہی تھی۔ معاً ایکدم وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"مت کریں شام۔ مت کریں مجھ پہ یہ ظلم۔ میں سچ میں مر جاؤں گی اس بار۔ مر جاؤں گی میں۔"

وہ اس کی شرٹ کو مضبوطی سے تھامتے روتے ہوئے بولی۔ برشام نے نرمی سے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

"میری بات سنو رنم۔ یہاں دیکھو میری طرف۔"

وہ اسے سمجھانے کی کوششوں میں تھا مگر وہ بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکتے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"ترس نہیں آتا نا آپ کو مجھ پہ۔ یتیم تو ہو چکی ہوں اب آپ چاہتے ہیں بیوہ بھی ہو جاؤں ہے نا۔ کچھ نا بچے میرے پاس۔ ایسے ہی مار دیں نا۔ پھر اپنے اس فرض کو نبھالیجیے گا۔ ایک بار شادی سے پہلے مجھے بتاتے اپ میں کبھی اس شادی کیلیے رضامندی ظاہر نا کرتی۔ پہلے بابا اور اب آپ میں اپنی زندگی سہم

WhatsApp ; 0344-4499420

سہم کر گزار دوں کیا۔انہوں نے اج میرے سامنے آپ پہ بندوق تانی تھی شام۔پلیز یہ سب چھوڑ دیں نا۔"

وہ تڑپ کر منت کرنے والے انداز میں بولی۔برشام نے اسے سینے سے لگاتے اپنی ٹھوڑی اس کے سر پہ ٹکائی تھی۔

"آپ کو آج مجھ میں سے یا اس میں سے کسی چیز کو چننا ہو گا شام۔کسی ایک کو یا تو میں یا پھر آپ کی افسری۔اگر اسے چننا ہے تو مجھے طلاق۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولی۔برشام اس کی بات پہ بھونچکارہ گیا۔نہیں مطلب کیا یہ سب اس کیلیے اتنا آسان تھا۔اس کی آنکھوں میں پنہاں ضد دیکھتے اس کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔اس کی آنکھوں میں اسے خود کو کھونے کا ڈر صاف نظر آیا تھا۔

"شٹ اپ رنم جسٹ شٹ۔سٹوپ دس نون سینس۔"

زندگی میں پہلی بار وہ اپنا ضبط کھوتے اشتعال کے عالم میں دھاڑا تھا۔رنم اس کے لب و لہجے پہ حیران ہوتے ساکت ہوئی تھی۔وہ کہاں عادی تھی ان سب چیزوں کی ان لہجوں کی۔

"طلاق کیا یہ لفظ بہت معمولی سمجھا ہوا ہے کیا۔اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ لفظ ہے یہ اور آسمان تک کانپ اٹھتا ہے یہ لفظ سن کر۔تم کیسے اتنی آسانی سے اس رشتے کو ختم کرنے کی بات کر سکتی ہو۔کیا

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

چاہتی ہو تم اس ڈیوٹی کو چھوڑ کر کہی روپوش ہو جاؤں اور وہاں کو بوڑھی ماں اپنے جوان بیٹے کو انصاف دلانے کی خاطر میرے آگے گڑگڑائی تھی بھیک مانگی تھی۔ جنہیں میں نے امید دلائی تھی کہ ان کے گنہگاروں کو سرے عام میں پھانسی کے پھندے پہ لٹکاؤں گا اس سے منہ پھیڑ لوں ان کی امیدیں توڑ دوں اور اپنے نام پہ دھبا بن جاؤں۔ سلطان کے نام سے جانتی ہے دنیا مجھے خدارا اس سلطان کو ڈرپوک یا بھگوڑا مت بناؤ کہ میں خود سے بھی نظریں نا ملا پاؤں۔ اگر کچھ بننا ہے تو میری ہمت بنو کمزوری نہیں۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتے اس کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ گیا۔ وہ اس کی باتوں پہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے خاموش رہی۔

"کسی کی پستول سے نکلی گئی گولیوں کے بعد جو موت آنی ہے اس سے خوف نہیں آتا اصل خوف اس وقت آتا ہے جب میری بدولت کسی کی امیدیں ٹوٹ جائے وہ مجھے ایک بے ایمان آفیسر کہے اس لمحے سے خوفزدہ ہوں میں۔ یہ موت اس موت سے بھی دردناک ہے رنم۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولتے اس کی سماعتوں میں سب باتیں انڈیل رہا تھا اور وہ ساکت بیٹھی تھی۔ اس کا دل بے دردی سے جیسے کوئی مسل رہا تھا۔

WhatsApp : 0344-4499420

"تمہیں مجھ میں اپنے بابا دکھتے ہیں نا تو مجھے اپنے بابا اور میرے لیڈر کے نقشِ قدم پہ چلنے سے مت روکو۔ مجھے ہمت دو۔ میری طاقت بنو تا کہ میں دنیا کو بتا سکوں کہ ہاں میری پشت پہ میری ماں بہن بیوی سب کے ہاتھ اٹھتے ہیں تبھی میں اس مقام پہ کھڑا ہوں اور اپنے عہدے کا کریڈٹ مجھے اپنی زندگی سے جڑی ہر عورت کو دینے میں کوئی عار نہیں ہے۔"

وہ اس کی سماعتوں میں سور پھونک رہا تھا۔ اس نے ساکت بیٹھی رنم کو بازوؤں کے حلقے میں لیتے اس کی پیشانی چومی تو اس کا نرم گرم لمس اپنی پیشانی پہ محسوس کرتے وہ ہچکیوں سے رو دی تھی۔ برشام نے نرمی سے اسے سمیٹا تھا۔ وہ جوں جوں بکھرتی جاتی برشام اسے سمیٹتا جا رہا تھا۔

"کیوں اللہ پاک ایسے لوگوں کو ہمارے پاس بھیجتا ہے جنہوں نے تا عمر ہمارے ساتھ ٹھہرنا نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہمیں پوری زندگی کا روگ دے جاتے ہیں۔ ہمارے حلق کا وہ کانٹا بن جاتے ہیں جسے نا اندر نگلا جاتا ہے اور نا باہر اگلا جا سکتا یے۔ بیچ راہ کے حصے میں ہی کہی پھنس جاتے ہیں تکلیف تو پھر ہوتی ہے نا۔"

وہ الجھے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی۔ برشام نے جواب میں خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ زندگی اس سے فیصل کو لیتے اس سے بہت بڑا امتحان لے چکی ہے اب اس میں اتنی ہمت نہیں

WhatsApp : 0344-4499420

تھی کہ وہ مزید امتحانات میں سرخرو ہوتی۔ وہ بار بار اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھتے اس کی پشت کو سہلا رہا تھا۔

"یہ آپ آج کل کہاں گھومتے رہتے ہیں کسی کو کان و کان خبر نہیں ہوتی ہے۔"

وہ آج پھر معمول کی بانسبت گھر پہنچنے میں تاخیر کر گیا تھا مگر صد شکر تھا کہ کھانے سے پہلے آگیا تھا تبھی کمرے میں اس کے انتظار میں ٹہلتی نورے نے غصے سے استفسار کیا جواباً وہ اس کی فکر پہ ہولے سے ہنس دیا تھا۔

"فکر نا کروں تو کیا کروں آپ اتنی اتنی رات گئے گھر لوٹتے ہیں۔ میں مانتی ہوں کہ اب آپ پہ ذمہداریاں بڑھ گئی ہیں مگر داداسائیں کبھی اتنا لیٹ نہیں آئے تھے۔"

وہ ناراضگی اور اداسی کے ملے جلے تاثرات سمیت بولی۔ فرزام نے اس کی کنپٹی پہ پھول کھلائے تھے۔

"کھانے کی میز پہ سب بتاؤں گا میری جان۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے نرمی سے بول کر غسل خانے کی جانب بڑھ گیا۔ نورے اس کے رویے پہ الجھتی گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔ قدم خود بخود باورچی خانے کی جانب بڑھے تھے جہاں ارم روٹیاں سینک رہی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital BAAS Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"ارے چچی سائیں آپ کیوں روٹیاں بنا رہی ہیں اٹھیں میں کر لیتی ہوں۔"

وہ انہیں روٹیاں بیلتا دیکھ حیرت سے بولی۔

"تم کہنا چاہ رہی ہو کہ یہ گھر میرا نہیں ہے۔"

وہ مصنوعی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ارے نہیں نہیں چچی سائیں۔یہ گھر بلاشبہ مجھ سے پہلے آپ کا ہے مگر مجھے بھابھی سے بہت ڈر لگتا ہے بھلا جب یہاں لوٹیں تو آپ کو دیکھ کر بولیں کہ تم لوگوں نے میری مما سے بہت کام کروایا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولتی انہیں بھی مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

وہ بھی اب چولہے کے پاس کھڑی سالن گرم کرنے میں مصروف تھی۔کچھ ہی دیر میں حورے کے ساتھ مل کر اس نے برتن ترتیب دیے اور کھانا لگایا تھا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد سردار سائیں کے جگہ سنبھالتے ہی سب نے اپنی توجہ کھانے کی جانب مبذول کرائی تھی۔

"فرزام سائیں آپ کل بھی اتنی دیری کر دی تھی اور آج بھی سب خیریت ہے نا میرا اتنے دنوں سے کھیتوں میں چکر نہیں لگا بس نا جانے کیوں اعصابوں پہ تھکن سوار رہتی ہے۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے اپنے سر پہ پہنی پگڑی اتارتے ایک جانب رکھ گئے تھے۔فرزام نے ان کی برخستہ بات پہ نورے کی جانب دیکھا جو ہنوز اسی کو گھور رہی تھی۔وہ گلہ کھنکھارتے ان کی جانب متوجہ ہوا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"آپ بلکل بھی فکر مت کریں دادا سائیں ہر کام بہت اچھے سے چل رہا ہے اور اس عورت نے خلع بھی لے لیا ہے صرف اس دن کی رنم کی باتوں کی بدولت۔ کھیتوں کا کام بھی بہت اچھا جا رہا ہے آپ بابا سائیں یا تایا سائیں سے پوچھ سکتے ہیں اور رہی بات میرے دیر سے آنے کی تو دادا سائیں معذرت مگر میں نے آپ سے پوچھے بغیر گاؤں میں چھوٹی سی جامعہ کھولنے کا سوچا ہے تاکہ لڑکے لڑکیاں بارویں سے اوپر بھی تعلیم بغیر کسی روک ٹوک کے حاصل کر سکیں۔ لڑکے تو باہر شہروں میں چلے جاتے ہیں اعلیٰ تعلیم کیلیے مگر لڑکیاں ان کی حسرت رہ جاتی ہے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کی۔ میں ان سب کی آنکھوں میں مزید حسرت نہیں دیکھ سکتا دادا سائیں۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے ان کے سامنے اپنا موقف رکھنے لگا۔ سب نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جبکہ حورے اور نورے کی حالت ایسی تھی کہ خوشی کے مارے ابھی گر جائے گی۔ نورے نے کسی کی بھی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر محبت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ حورے نے کھینچ کر اپنا پاؤں اس کے پاؤں پہ دے مارا جس کی بدولت وہ کراہ اٹھی تھی۔

"یہ جو تم اتنی محبت سے لالہ کو دیکھ رہی ہو نا کسی نے تمہیں دیکھ لیا نا تو پھر تم شرمندگی کے مارے کسی کو دیکھنے کے قابل نہیں رہو گی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ کہنی اس کے پیٹ پہ مارتی دانت کچکچاتے ہوئے بولی تو وہ خفت سے سرخ پڑ گئی۔ نورے خاموشی سے اپنی پلیٹ پہ جھک گئی۔ باقی سب تو اس کے فیصلے سے خوش دکھائی دے رہے تھے مگر اسے شدت سے سردار سائیں کے جواب کا انتظار تھا کہ اس معاملے میں ان کی کیا رائے ہے۔

"جب آپ نے سوچ ہی لیا ہے تو ہمارا درمیان میں بولنا نہیں بنتا ویسے بھی اس گاؤں کے سردار اب آپ ہیں آپ بہتر جانتے ہیں کہ اسے کیسے چلانا ہے۔ ہم اب ان ذمہداریوں سے آزاد ہو چکے ہیں۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اس کے وجود میں نئے سرے سے روشنیاں سی بھر گئے۔ صد شکر تھا کہ انہوں نے کسی قسم کا سرد ردِ عمل نہیں ظاہر کیا تھا۔

"جی دادا سائیں کام کا آغاز کل سے ہو جائے گا۔ جو باغیچہ ہم نے تعمیر کروایا تھا اس سے کچھ فاصلے پہ ہی اس کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہو گا اور انشاآللہ کل سے ہی اس کام میں دیری بلکل نہیں کرنا چاہتا میں۔"

وہ اپنے لہجے میں نرمی سموئے بولا تو سب اس کے صدقے واری جانے لگے۔ سردار سائیں کا سینہ بھی فخر سے چوڑا ہوا تھا انہوں نے تفاخر سے فرزام کی جانب دیکھا جس نے اپنی ذمہداری نبھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"اور مزید ایک بات کرنی تھی مجھے آپ سب سے۔"

وہ کھانے سے ہاتھ پیچھے کرتے اپنا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ سب نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"وہ دراصل تین دنوں بعد کی فلائٹ سے ہم لوگ اسلام آباد جا رہے ہیں اس کے بعد لاہور کراچی وغیرہ بھی گھومنے کا ارادہ ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے ان سب کے اعصابوں پہ بم گرا چکا تھا۔ نورے نے گہرا سانس بھرتے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مطلب وہ یہ کام بھی کر چکا تھا۔ حورے اور نورے نے خاموش نگاہوں کا تبادلہ کرتے اپنا حلق تر کیا۔

"مگر ابھی تو آپ جامعہ کی بات کر رہے تھے اور ابھی گھومنے پھرنے کی بات۔"

ندیم سائیں حیرت زدہ لہجے میں بولے۔

"تایا سائیں کام تو شروع ہو ہی جانا ہے کل اور ویسے بھی ابھی تین دن میں یہی ہوں اس کے بعد آپ اور بابا سائیں ہمارے لیے کیا اتنا نہیں کر سکتے۔ وہاں جا کر برشام لالہ اور رنم سے بھی ملاقات ہو جائے گی اور میں اپنی بیگم کو پہلی بار وہ سب جگہات بھی دکھادوں گا جس کی وہ خواہشمند ہے۔"

وہ متانت سے ان سب کو قائل کرتے آخر میں چاہت بھری نگاہوں سے نورے کو دیکھتے ہوئے بولا۔ سب اس کی بات پہ مسکرا دیے تھے۔ سردار سائیں کو بھلا کیا مسئلہ ہونا تھا انہوں نے نہایت آرام سے اسے اجازت دے دی تھی۔ صرف رنم کی بدولت وہ مکمل طور پہ خود کو بدل چکے تھے۔ کبھی کبھی تو انہیں حیرت ہوتی تھی کہ کیا وہ وہی سردار رحمان بلوچ ہیں جن کے کہے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہلتا تھا

WhatsApp : 0344-4499420

اس گاؤں گا اور آج سب آزادی سے ہنستے مسکراتے زندگی بسر کر رہے تھے بنا کسی روک ٹوک کے اور کسی نے بھی انہیں شکایت کا موقع نہیں دیا تھا۔ وہ رنم کے متعلق سوچتے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے۔ ابھی تو اس لڑکی کے ساتھ تعلقات خوشگوار ہوئے تھے اور ابھی ہی وہ یہاں سے جا چکی تھی۔

"جیسا آپ کا دل چاہے وہ کریں فرزام سائیں۔ جہاز سے جائیں گے یا گاڑی میں۔"

ان کی بات پہ وہ کرسی کھینچ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نورے کی ساکت نگاہیں اسی پہ جمی تھی۔

"ف

دادا سائیں خراب موسم کی صورتِحال کی بدولت جہاز سے جانا تو سراسر نادانی ہے اسی لیے میں نے بائے روڈ ہی جانے کو ترجیح دی ہے۔'

وہ انہیں اطلاع دیتے فون پہ آنے والی کال کو سننے کی خاطر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی سب کھانے سے ہاتھ روک گئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں سب کام سمیٹتے حورے اور نورے باہر دالان میں ہی آتش دان کے نزدیک بیٹھی باتوں میں مصروف تھی۔ جب سے فرزام نے جانے کی متعلق بات کی تھی اس کا چہرہ اترا ہوا تھا جو کہ اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔ وہ اس وقت کا گیا ابھی تک نہیں لوٹا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"بھابھی اور لالہ بھی چلے گئے تم اور فرزام لالہ بھی چلے جاؤ گے تو پھر میرا کیا ہوگا یہاں۔ تم سب میں سے کسی نے بھی میرے متعلق نہیں سوچا۔"

وہ بوجھل لہجے میں بولتی ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کی بات پہ کچھ بولتی عقب سے دکھائی دیتے فرزام کے عکس کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی جو اسے لبوں پہ ہاتھ رکھتے خاموش رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"سوچا تو تھا میں نے کہ تمہیں بھی ساتھ لے جاؤں مگر پھر یہاں سب کا خیال آگیا کہ ان کا کیا ہوگا ان کے پاس کون ٹھہرے گا اب کسی جوان جان کا یہاں ٹھہرنا بھی تو ضروری ہے۔"

مصنوعی افسوس سے بولتے سر کھجانے لگا۔ نورے نے اس کی بات پہ چہرہ جھکاتے مسکراہٹ دبائی تھی کیونکہ حورے کا چہرہ ایک بار پھر بری طرح اتر چکا تھا۔

"جائیں آپ بھی اور اب آپ سب میں سے کوئی بھی مجھ سے بات کریں یہاں سب کو اپنی ہی پڑی ہے کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا ہے۔ جائیں سیر سپاٹے کریں آپ۔"

وہ نروٹھے لہجے میں بولتے آنسو صاف کرتی اندر کی جانب بڑھتی اس سے پہلے کہ نورے نے کھینچ کر اسے اپنے مقابل کیا تھا۔ وہ ان کی باتوں سے اچھی خاصی عاجز آچکی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"مذاق کر رہا ہوں میری ماں۔ بھلا تمہیں چھوڑ کر جا کوئی جا سکتا ہے۔ ہم تینوں جا رہے ہیں پرسوں پاگل لڑکی جاؤ تیاریاں شروع کرو۔ ہم بھی ذرا اپنی بیگم کے ساتھ تیاریوں میں مدد کروا دیں۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں بولتے اس کے شانے کے گرد بازو حائل کر گیا۔

"سچ میں لالہ کیا ہم پہلی بار وہاں جا رہے ہیں۔ میں تو ڈھیر ساری تیاریاں کروں گی۔ تھینکیو لالہ۔"

وہ چہک کر بولتی اندر کی جانب بھاگی تھی۔ اس کے جاتے ہی فرزام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو مسکراتی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"پ کی ان آنکھوں میں موجود جو ہمارے لیے محبت کا دریا موجزن ہے اس کا جواب ہم کمرے میں جا کر دیں گے نورے جان۔"

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتے بوجھل لہجے میں بولا۔ نورے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ انگلیاں چٹخاتے اندر جاتی فرزام نے اس کی ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

"آپ نے مجھے زرا بھی بھنک نہیں پڑنے دی فرزام سائیں۔"

وہ خوشی سے دمکتے چہرے سمیت کھنکتے لہجے میں بولی۔

www.zubiapkzone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"اگر بھنک لگ جاتی جانِ فرزام تو پھر آپ کے چہرے پہ یہ الوہی چمک، آنکھوں میں یہ خوشی، لبوں پہ یہ مسکراہٹ کیسے دیکھنے کو ملتی جو ہمارے دل کے نہاں خانوں میں گھستے اندر ہی کہی ڈیرہ جما چکی ہے۔"

وہ اس کی ناک سے ناک سہلاتے مدھم پر تپش لہجے میں بولا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اتنی جلدی میری تمام خواہشات پوری ہو جائیں گی۔"

وہ نم لہجے میں بولی۔ فرزام نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھتے اس کے گالوں پہ بہنے والے آنسو پونچھے۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ تمہاری فرمائش ابھی لبوں پہ ہی ہو گی اور فرزام اسے پورا کرنے کے بھرپور جتن کرے گا۔"

وہ اس کی آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کراتے اس کے دل میں اپنی محبت کے پنجے مزید مضبوط کر گیا تھا۔

"اور یونیورسٹی۔"

وہ چونک کر بولی۔ فرزام نے اپنے حصار میں موجود متاعِ حیات کی پیشانی کو ہولے سے چھوا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"وپنی بیوی کی آنکھوں میں جامعہ جانے کی حسرت دیکھ کر میں مزید خود پہ ضبط نہیں رکھ پایا تبھی اس فیصلے پہ پہنچا ہوں تا کہ تمہاری ہی طرح کسی بھی لڑکی کی آنکھوں میں پڑھائی کی جلتی جوت بجھ نا جائے۔"

وہ مدھم لہجے میں بولتے اسے نم نگاہوں سمیت مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔وہ پاؤں کی انگلیوں کے بل اونچی ہوتے اس کی پیشانی پہ لب رکھ گئی تھی۔اس کی حرکت پہ فرزام دم بخود رہ گیا۔اس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو اب اس کی گھنی مونچھوں کو تاؤ دے رہی تھی معاً اس نے پیشانی پہ شکنیں سجائے اپنی بے ساختہ حرکت پہ خود کو کوسا تھا۔وہ دلچسپی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"نہیں کمرے میں میرے سامنے آپ اسے تاؤ نہیں دیں گے اتنے خوفناک لگ رہے ہیں۔باہر جا کر آپ تاؤ دیا کریں تا کہ سب کو پتہ لگ جائے کہ آپ سردار فرزام بلوچ ہیں۔"

وہ ایک ادا سے بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"اور حویلی میں۔"

"حویلی میں سب کو پتہ لگنا چاہیے کہ نورے فرزام بلوچ کے شوہر ہیں آپ۔باہر آپ سردار کی حیثیت سے اپنا تعارف کروائیں گے اور اندر میری حیثیت سے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اترا کر بولی۔ فرزام نے ایک ادا سے اس کی بات پہ سر خم کیا تھا۔ وہ اس کی حرکت پہ نا چاہتے ہوئے بھی کھکھلا کر ہنس دی تھی۔ فرزام نے فرطِ جذبات سے اسے سینے میں بھینچتے اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوا تھا۔

"تھینکیو سو مچ میری اتنے سالوں کی خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلیے۔"

وہ آسودگی سے آنکھیں موندتے ہوئے بولی۔

"مجھ پہ واجب ہے اب۔"

جواباً اس نے نورے کی سماعتوں میں مدھم سی سرگوشی کی تھی۔ وہ اس کے حصار میں موجود مسکرا دی تھی۔

اور پھر اتنے عرصے کی ان تھک محنت اور اپنی جان پہ کھیل کر بے انتہا کوششوں کے بعد عدالت نے اس ماں کے حق میں فیصلہ سنا دیا تھا جس نے اپنی دنیا اپنا بیٹا واحد سہارہ کھویا تھا۔ وہ وکیل ہمیشہ کی طرح جیت کر یہ کیس بھی اپنے نام کرا چکا تھا۔ اماں کی آنکھیں مسلسل اشک بار تھی۔ بلال چودھری کو پھانسی کی سزا اور فیضان چودھری کو دس سال قید کی سزا سنا دی گئی تھی۔ اپنی بہن اور بیوی کو کٹھرے پہ کھڑے ہو کر خود کے خلاف ہی گواہی دیتا دیکھ وہ آگ بگولہ ہوا تھا جس کی بدولت وہ خود ہی اپنے منہ

WhatsApp ; 0344-4499420

سے اس اس بات کا اقرار چکا تھا جس کا اسے کرتے ہوئے بھی ڈرنا چاہیے تھا مگر جذبات میں کیے گئے فیصلے اور بولی گئی باتیں ہی کبھی کبھی انسان کو مروا دیتی ہیں اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

اماں تو برشام کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی کیونکہ آج اس کی بدولت ہی تو وہ طیب کو انصاف دلانے میں کامیاب ہوئی تھی۔

"مجھے تم سے یہی امید تھی کہ تم یہ کیس بھی ہمیشہ کی طرح اپنے نام کروالو گے۔"

وہ اسد (وکیل) سے مصافحہ کرتے بھاری لہجے میں گویا ہوا۔ اس نے برشام کی بات پہ سر جھکایا تھا۔

"سر کچھ بھی آپ کے بغیر ممکن نہیں تھا۔"

وہ عاجزانہ لہجے میں بولتے ہولے سے مسکرادیا۔

"تجھے میں کبھی معاف نہیں کروں گا مجھے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ ہم آستین کا سانپ پال رہے ہیں نمک حرام کہی کا۔"

فیضان جاتے جاتے بھی آپے سے باہر ہوتے مغلظات بک رہا تھا۔ ان سب نے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"آج میرا بیٹا بہت خوش ہو گا یقیناً۔اس ملک میں جہاں انصاف ملنا ایک انوکھی بات ہے وہاں اسے انصاف ملا ہے۔مجھے کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس ذات نے طیب کو مجھ سے چھین کر مجھے تم سب کی صورت میں بیٹے عطا کیے ہیں۔"

وہ ممتا بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔وہ سب ان کی بات پہ مسکرا دیے تھے۔برشام کی نگاہ ایک کونے میں سیاہ چادر میں کھڑی لائبہ کو دیکھتے وہ نا جانے کیا سوچتے اسکی جانب آیا تھا۔

"کیوں اداس ہو بچے۔"

وہ اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔وہ اس کے اتنے محبت سے پکارنے پہ وہ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"پتہ نہیں بس بہت خالی خالی سا محسوس ہو رہا ہے دل چاہ رہا ہے کہ بس مر جاؤں۔"

وہ خالی خالی لہجے میں آزردگی سموئے بولی۔

"کیا اس فیصلے سے ناخوش ہو یا اداس ہو۔"

وہ شاید اسے جاننا چاہ رہا تھا۔اسے دیکھ کر نا جانے کیوں اسے نورے کی حالت یاد آئی تھی۔وہ بھی تو ایسے ہی ٹوٹی بکھری تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"نہیں نہیں اس فیصلے سے تو میں بہت خوش ہوں۔ جانتے ہیں ہمارے معاشرے کا المیہ کیا ہے امیروں کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھاتا۔ اس سے پہلے بھی میری ماں میرے باپ کی کمپلین لے کر اسی تھانے میں آئی تھی کہ وہ بہت مار پیٹ کرتا ہے مگر اس افسر نے کچھ نہیں کیا تھا یہاں تک کہ میرے باپ نے میری ماں کے پاؤں جلا دیے تھے۔ ان کی چیخیں آج بھی میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔ بہت تکلیف ہوتی ہے۔ دل مٹھی میں جکڑتا ہے کوئی۔ پھر جب اس باپ کی حادثے میں وفات ہوئی تھی نا اس کے بعد بھائیوں نے جینا حرام کر دیا۔ مجھے مارنا ماں کو مارنا میں جامعہ بھی اپنی ماں کے بل بوتے پہ ہی گئی تھی مگر وہاں جا کر اس شخص سے محبت کر بیٹھی امیری میں تو مجھے کچھ حاصل ہوا نہیں تھا سوچا کہ کسی غریب سے ہی محبت کر لیتی ہوں وہ بلکل سچائی سے پاک صاف محبت کرے گا۔ اس نے کی بھی بہت شدت سے کی مگر میری وجہ سے وہ اپنی ہی ماں سے بچھڑ گیا جان کی بازی ہار گیا۔ باپ بھائی کسی نے سکھ نہیں دیا تھا شوہر سے چاہتی تھی مگر اسے میرا بننے سے قبل ہی جان ہی مار دیا میرے بھائیوں نے۔"

وہ اپنے دل کا غبار نکالتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ برشام نے زرد پڑتے چہرے کے ساتھ اس کا سر تھپتھپایا تھا۔

"یہ پولیس یہاں کیوں بیٹھتی ہے میں یہ سوچتی تھی جب یہ کسی کا حق نہیں دلوا سکتی مگر آج کو دیکھ کر میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ کاش آپ میری ماں کت وقت بھی یہاں ہوتے تو ان سب کو سخت سزائیں مل

WhatsApp ; 0344-4499420

سکتی۔ ہماری زندگی ساری نا سہی تھوڑی تو پر سکون ہوتی۔ اوپر سے ہنستی ہوں بس اندر وحشتیں ہیں صرف وحشتیں۔ آپ بہت اچھے ہیں جو اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر آخری دم تک ڈٹے رہیں۔ میں دعا کروں گی کہ وہ ذات اس بات کا صلہ آپ کو اسی دنیا میں دیں۔"

وہ اسے سلیوٹ کرتے ہوئے نم نگاہوں سمیت مسکرائی۔ برشام نے مسکراتے ہوئے چہرہ جھکایا تھا۔ سب نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔ لائبہ اسے ایک نظر دیکھتی اماں کی جانب بڑھی اور بے ساختہ ان کے قدموں میں جھکی تھی مگر بروقت اماں نے اسے تھام لیا تھا۔

"مجھے معاف کر دیں میں بہت بری ہوں۔ آپ نے خوشحال گھرانے کو جہنم میں بدل دیا میں نے۔ اپنے لیے جنت تلاش کرنے نکلی تھی اپنے سے جڑے لوگوں کو بھی جہنم کی جانب دھکیل دیا۔"

وہ پر درد لہجے میں بولتی شدتوں سے روتے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔ اماں نے نفی میں سر ہلاتے اسے سینے میں لگایا تھا۔

"ضرور تیرے میں کوئی بات ہو گی کہ طیب نے تجھ سے محبت کی مگر میں تو یہ بات جانتی ہی نہیں تھی کہ تو تو محبتوں کو ہی ترسی ہوئی ہے۔ کاش آج طیب میرے پاس ہوتا تو میں تجھے اس کی دلہن بناتی اور تیرے سارے چاہ اتارتی۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھ کے پیالوں میں بھرتی اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولی۔وہ نم نگاہوں سمیت مسکرادی تھی۔

"اگر آپ سب کو کوئی مسئلہ نا ہو تو میں ان سے ایک بار مل سکتی ہوں۔"

اس کی برجستہ بات پہ برشام نے سر ہلاتے اسے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔وہ چہرہ پونچھتی اس کی تقلید میں چلتے بڑی جیل کے نزدیک آئی تھی۔کل بلال کو پھانسی ہونی تھی اور وہ اس کے چہرے پہ بے بسی دیکھنا چاہتی تھی۔

"تو نے میرے خلاف گواہی دی سالی"**

وہ اس کو اپنے مقابل دیکھ غصے سے بپھر اٹھا۔لائبہ نے ویران نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"رسی جل گئی مگر ابھی تک بل نہیں گیا۔آج تک آپکی ہر بات کو برداشت کیا اپنے کردار پہ حتیٰ کہ آپ کی مار پیٹ بھی۔اپنی ماں کو اپنی آنکھوں کے سامنے آپ کے قدموں میں رلتا دیکھا تھا۔کہا تھا میں نے ماں کے ساتھ برا کرنے والے کبھی کچھ حاصل نہیں کر پاؤ گے۔آج میں بہت خوش ہو بلال چودھری بہت ذیادہ خوش۔بالاخر آج سچ کی جیت ہوئی ہے آج انصاف حاصل ہوا ہے۔آج میرے طیب کی جیت ہوئی ہے تجھ جیسے فراڈیا کی نہیں۔میری ماں بھی یقیناً بہت خوش ہو گی۔کل بھی آؤں گی جب تجھے پھانسی دی جا رہی ہو گی آؤں گی میں تیری بے بسی کا تماشہ دیکھنے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے بے خوفی سے بولی۔اس کی آنکھوں کے سامنے بے ساختہ اندھیرا سا چھایا۔برشام فون پہ کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔اسد جو برشام سے ایک ضروری بات کرنے کی خاطر مصروف سا اسی کی جانب آرہا تھا لائبہ کو ہوش و حواس سے بیگانہ زمین بوس ہوتا دیکھ تیز تیز قدموں سے اسی کی جانب آرہا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہاں اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو چکا تھا۔اسے لے کر ہسپتال جایا گیا۔

"سر باہر میڈیا کے نمائندے آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

رزم نے اس کے نزدیک آتے سرگوشی کی تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا تھا اور ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالتے مغرورانہ انداز میں ناک کی سیدھ میں چلتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔دھوپ کی شدت سے بچاؤ کی خاطر وہ آنکھوں پہ چشمہ لگانا نہیں بھولا تھا۔اس کے باہر آتے ہی بھاگم بھاگ میڈیا والے اس کے نزدیک آئے تھے۔

"سر اتنے بڑے بزنس ٹائکون کے بیٹوں کو ان کے کیے کی سزا دلوانے کے بعد آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں۔"

ایک صحافی نے سوال کیا۔

"جیسا اس دنیا میں سے گناہوں کا صفایا کرنے کے بعد محسوس ہوتا ہے بلکل ویسا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ تحمل مزاجی سے گویا ہوا۔

"سر آپ نے اپنا کہا پورا کیا ہے۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے بھی فخر محسوس ہو رہا ہے کہ آپ جیسے ایماندار لوگ بھی اس عہدے کو یوں نبھا سکتے ہیں سننے میں آیا تھا کہ اس سے پہلے آپ پہ خودکش حملے بھی کروائیں گئے ہیں مگر آپ نے اس بات کا بھی خیال نہیں کیا۔"

ایک اور سوال بھیڑ میں سے آیا۔

"بات بس اتنی سی ہے کہ میں جتانا نہیں چاہتا کہ کیا ہوا اور کیوں ہوا کیونکہ میں دکھاوے کیلیے یہ سب نہیں کرتا۔ میں آج یہاں بھی نا آتا کچھ بولنے مگر مجھے مجھے دیکھ رہے تمام والدین کو یہ تعلیم دینی تھی کہ اپنے بچوں کی بے جا ضدوں کو پورا کرتے انہیں غلط راہ کا مسافر مت بنائیں کہ وہ ماں کی تعظیم اور بہنوں کی عزت ہی بھول جائیں۔ خدارا بیٹا بیٹا کرنا بند کریں آج کل بیٹیاں وہ کچھ کر جاتی ہیں جو بیٹے تک نہیں کر پاتے۔ اپنے بچوں کو جھوٹ سے بچائیں انہیں ایمان دار اور سب کی عزت کرنے والا بنائیں۔ بعد میں ایسی اولادوں کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے جو آج بلال اور فیضان چودھری کا ہوا ہے۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بول رہا تھا اور ہجوم میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"اور مزید ایک اور بات میں بھی اس بات کا کریڈٹ خود کو نہیں دونگا۔سب سے پہلے اپنے لیڈر شہید آفیسر فیصل بلوچ جن کی بدولت آج میں یہاں کھڑا حق سے کچھ بول رہا ہوں اور دوسرا اس کیس میں میرے ساتھ موجود میرے ساتھی۔"

اس نے بولتے ساتھ ہی پیچھے کھڑے اسد اور رزم کو اپنے ساتھ کھڑا کیا تو وہ بوکھلا گئے۔معاً کچھ ہی دیر میں ان سب کے چھوٹے موٹے سوالات کے جوابات دیتے انہوں نے وہ سیشن وہی برخاست کیا تھا۔

"لائبہ کہاں ہے۔"

وہ گاڑی کے پاس کھڑا ہوا نا سمجھی سے گویا ہوا۔

اماں اسے اپنے ساتھ لے گئی ہیں۔ڈرائیور کے ساتھ ہی انہیں "گھر بجھوا دیا گیا ہے۔"

رزم نے دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑستے جواب دیا۔وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

"اوکے سراب میں نکلتا ہوں میری والدہ انتظار کر رہی ہونگی۔زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی۔"

وہ ان دونوں کے سینے سے لگتا مسکراتے لہجے میں بولا۔

"انشاللہ۔"

دونوں بیک وقت بولے تھے۔اس کے جاتے ہی برشام نے ایک نظر کلائی میں بندھی گھڑی پہ ڈالی جو سہ پہر کے چار بجا رہی تھی۔وہ بے چینی سے اپنی کشادہ پیشانی مسلنے لگا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"میرے خیال میں مجھے فلحال گھر جانا چاہیے اس سے پہلے کہ وہ مجھے گھر میں گھسنے نا دے۔ میری بیوی انتظار کر رہی ہو گی۔"

وہ گڑبڑاتے ہوئے بڑبڑایا اور گاڑی کا دروازہ کھولنے لگا۔

س"سٹرینج سر جس سے پوری دنیا ڈرتی ہے وہ بیوی نامی مخلوق سے ڈر رہا ہے۔"

وہ طنزیہ لب ولہجے میں بولا۔ برشام نے مخصوص انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔

"یہ جو پوری دنیا مجھ سے ڈرتی ہے نا یہ بیوی نامی شخصیت سے مجھ سے زیادہ ڈرتی ہے۔ میں تو ٹھہرا مظلوم سا شوہر ایس ایس پی برشام سلطان۔"

وہ مظلومیت سے بولتے اسے تحیر میں مبتلا کر گیا۔ وہ حقیقت میں اس سے اس بات کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

"سر ایسی بھی کیا ہٹلر ہے آپ کی بیوی۔ اب ملوا بھی دیں۔"

وہ متجسس سا بولا۔ برشام نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کچھ سوچا۔

"چلو بیٹھو پھر کوئیک۔"

www.zubinovelezone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ چشمہ اتارتے ڈیش بورڈ پہ رکھتے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔کچھ ہی دیر میں ان کی گاڑی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

وہ تقریباً گھنٹے سے کچن میں گھسی برشام کیلیے کچھ بنانے میں مصروف تھی۔جب سے وہ یہاں آئے تھے صبح کا ناشتہ اور رات کا کھانا بھی وہی تیار کرتا تھا اور وہ اس کی مہارت پہ عش عش کر اٹھتی تھی۔کبھی بھی اسے بھوک لگتی تو اسے برشام کو کہنے کی دیر ہوتی تھی وہ بنا وقت دیکھے اس کیلیے کچھ بھی کرنے کو تیار رہتا تھا۔ابھی بھی وہ جانتی تھی برشام کا آج ایک بہت ضروری کیس ہے تبھی صبح سے اٹھ کر نئے نئے طرز کی ریسیپیز دیکھ رہی تھی مگر سمجھ پھر بھی کچھ نہیں آرہی تھی رحمت کو بھی اس نے کچن میں گھسنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ آج وہ صرف اکیلی ہی محبت سے اس کیلیے کچھ بنانے والی تھی۔موبائل

WhatsApp : 0344-4499420

میں دیکھ دیکھ کر وہ مطلوبہ چیزیں چمچ سے چولہے پہ ہلانے میں مصروف تھی۔ٹی پنک اور پستہ رنگ کا لباس پہنے ڈوپٹہ لاپرواہی سے کرسی پہ رکھا ہوا تھا۔بالوں کا میسی ساجوڑا بنائے وہ چہرے پہ عجیب سے تاثرات لیے موبائل میں دیکھ رہی تھی جہاں ناجانے وہ عورت کونسے مصالحے کا نام لے رہی تھی۔اس نے ناک منہ چڑھاتے تمام جاڑ کو الٹ پلٹ کرکے دیکھا تھا۔آنکھوں میں الجھن سی در آئی۔

"پتہ نہیں کیا کیا چیزیں ہیں کاش ماما سے ان چیزوں کے نام ہی سیکھ لیتی۔"

وہ سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

"بی بی جی۔صاحب جی ٹی وی پہ آرہے ہیں تم نے دیکھا کیا۔"

معاً رحمت کی غیر متوقع آمد پہ اس نے کوفت سے نفی میں سر ہلایا تو وہ اسے کھینچتے کھانچتے باہر لاؤنج میں لاتے اس کے ہاتھ میں ریموٹ تھمایا تھا۔اس کے کہنے پہ وہ تمام پریشانی بھلائے نیوز چینل لگا کر بیٹھ گئی۔ہر نیوز چینل پہ ایک ہی نیوز چل رہی تھی۔اسے مائیک کے آگے کھڑے ہو کر بولتا ہوا دیکھ وہ جی جان سے مسکرائی تھی۔توجہ کا محور صرف برشام کی ذات تھی جو کسی کی بات پہ شاید مسکرایا تھا۔

"میرا شہزادہ۔"

وہ دل ہی دل میں محبت سے بولی۔معاً باہر گاڑی رکنے کی آواز پہ اس نے سرعت سے ٹی وی بند کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔کچھ ہی دیر میں وہ اپنی مخصوص چال چلتے اسے اندر آتا ہوا دکھائی دیا

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

تھا۔ مگر اس سے زیادہ سن وہ اس کے عقب میں آتی شخصیت کو دیکھ کر ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں کو دیکھ وہ جی جان سے ٹھٹھکی یہاں تک کہ برشام کو بھی دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ ذہن کے پردوں پہ ماضی کت لمحات دوڑے تھے۔

"رزم۔"

اس کے لبوں پہ نکلتی سرسراتی آواز پہ جہاں رزم کے قدم ساکت ہوئے وہی اپنی آنکھوں کے سامنے کھڑی رنم کو دیکھ وہ بھونچکا رہ گیا۔ وہ دونوں حیرت کی زیادتی سے کنگ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ رنم اس کی آنکھوں سے اسے پہچان گئی تھی۔ اس کے برعکس برشام بلکل پرسکون تھا کیونکہ یہ بات اسے پہلے سے ازبر تھی کہ ان دونوں کا ردِ عمل یہی ہونے والا ہے۔

" سر آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ جن کی تلاش میں میں اتنے عرصے سے خوار ہو رہا ہوں وہ اس گھر میں آپ کی بیوی کی حیثیت سے موجود ہے۔ راستے میں بھی جب آپ سے میں نے یہاں آنے کی وجہ ہوچھی تو آپ نے یہ کہ کر ٹال دیا کہ آپ کا اپنے چاچو کے گھر جانے کو جی چاہ رہا ہے مطلب آپ مجھے پاگل بناتے رہیں ہیں۔"

وہ صدماتی کیفیت میں بولا۔ مطلب اس کی اور رنم کی شادی ہو چکی تھی۔ رنم اس کی بات پہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹتے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"بہت اچھا ہوا تمہارے ساتھ اور بنے بنائے کو بھلا پاگل بنانے کی کیا ضرورت بھائی صاحب۔ بہت اچھا کیا آپ نے شام تم نے مجھے اپنی شکل نہیں دکھائی تھی نا تمہیں اسی بات کی سزا ملی ہے مگر ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی شام کہ یہ ڈرائیور آپ کے ساتھ کیسے۔"

وہ کٹیلے لہجے میں بولتی آخر میں برشام سے مخاطب ہوئی۔

"محترمہ یہ ڈرائیور نہیں بلکہ ایس پی رزم ہے جسے چچا سائیں نے آپ کیلیے بطور ڈرائیور چنا تھا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔ رنم کے لب گولائی کی صورت میں کھلے تھے۔ مطلب اتنا سب کچھ اس سے چھپا ہوا تھا۔ وہ اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں گرا گئی۔

"آپ سب چیزوں سے واقف تھے سر مطلب جس دن میں یہاں آیا تھا سر کی شہادت کے بعد تو آپ یہی موجود تھے بس میں آپ کو نہیں دیکھ پایا۔"

وہ اب اپنی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے بولا۔ رنم اس کی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔ اسے سچ میں مزا آ گیا تھا۔ وہ بات بات پہ بے عزتی کرتا تھا اب اس کے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جوابی کاروائی کرتا فون پہ آنے والی کال کی جانب متوجہ ہوا۔

"میں باقی باتیں بعد میں کرتا ہوں ابھی کچھ ضروری کام ہے۔ پھر ملاقات ہو گی تمام حساب بے باک کرنے ہیں مجھے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولا۔ رنم نے مسکراہٹ دبائی۔

"کچھ کھاتے تو جاؤ ڈرائیور۔"

اس کا دل جلانے والا لہجہ باہر تک اس کی سماعتوں میں گونجتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

"آج میں بہت خوش ہوں آپ کیس جو جیت گئے۔ اسی لیے میں نے آپ کیلیے کچھ بنایا ہے جائیں آپ فریش ہو جائیں میں جلدی سے وہ مکمل طور پہ تیار کرتی ہوں۔"

وہ اس کے چہرے کو دیکھتی محبت سے بولی تو وہ تھکاوٹ کی بدولت بند ہوتی آنکھوں کو مشکل کھولتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بھی سر پہ ہاتھ مارتی کچن کی جانب بھاگی تھی۔ جہاں سے کراہی ایک جانب سے لگ رہی تھی۔ وہ پریشانی کے عالم میں انگلیاں دانتوں میں دے گئی معاً اس نے ہڑبڑاہٹ میں گرم گرم کراہی کو ہاتھوں میں اٹھایا مگر اگلے ہی لمحے اس کی دلخراش چیخیں پورے گھر میں گونجتے گھر کی درو دیوار کو ہلا گئی تھی۔ برشام جو الماری کے پٹ بند کرتے فریش ہونے جا رہا تھا اس کی چیخوں پہ اس کی نیند بھک سے اڑی۔ وہ کپڑے وہی پھینکتے بھاگنے والے انداز میں کچن کی جانب بڑھا جہاں وہ زمین پہ بیٹھی اپنے جھلسے ہوئے ہاتھوں کو دیکھتے کراہ رہی تھی۔ برشام نے ڈوبتے دل سمیت اسے اٹھاتے کرسی پہ بٹھایا تھا جو اپنا ہاتھ جلا چکی تھی۔

"یہ کیسے ہوا رنم۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اس کے زخم کا معائنہ کرتے ناسمجھی سے بولا۔ چہرے سے پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔

"وہ جل رہا تھا میں نے ایسے ہی کراہی اٹھالی مجھے سمجھ ہی نہیں آئی۔"

وہ جلن کی شدت سے سرخ ہوتے چہرے سمیت لبوں کو کچلتے ہوئے بولی۔ آنکھوں سے تواتر آنسو بہہ رہے تھے۔ برشام نے اس کی ہتھیلی کو دیکھا جہاں انگوٹھے کے پاس آبلے بن گئے تھے۔

"کس نے کہا تھا یہ سب کرنے کو رنم۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے سرد مہری سے گویا ہوا۔ اسے روتا دیکھ کسی نے اس کا دل پیروں تلے مسلا تھا۔ رنم اس کے اچانک غصہ کرنے پہ سہم گئی۔

"میں وہ بس آپ کیلیے۔"

نہیں چاہیے مجھے کچھ آئندہ کچن میں مت گھسنا ورنہ "مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا زخم دیکھو ذرا سب۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے تنبیہی لہجہ اپناتے ہوئے بولا۔

"آپ بھی تو مجھے بنا کر کھلاتے ہیں آپ میرا ابھی دل تھا مگر سب خراب ہوگیا ہے۔ میں سچ میں کچھ نہیں کر سکتی۔"

وہ روتے ہوئے تکلیف سے بولی۔ کس قدر خوش تھی کہ آج پہلی بار وہ اسے اپنے ہاتھوں سے بنا کچھ کھلائے گی مگر اب سب کچھ ملیا میٹ ہو چکا تھا۔ برشام نے اس کی بات پہ ایک کینہ توز نگاہ اس پہ ڈالتے

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

نرم ہاتھوں سے زخم پہ جلے کی ٹیوب لگاتے پھونک ماری تا کہ جلن کی شدت کم ہو سکے۔ رنم کی آنکھیں شدت گریہ سے سرخ پڑ رہی تھی۔ معاًوہ کچھ ڈھیلا پڑا۔

"کچھ بھی خراب نہیں ہوا میری جان میں دیکھتا ہوں ابھی۔"

وہ اس کا گال سہلاتے مسکرا کر بولتے اپنی جگہ سے اٹھا اور اس چیز کا معائنہ کرنے لگا شاید اس نے کرسپی چکن بنانے کی کوشش کی تھی۔ جو کہ ایک جانب سے ہلکا ہلکا جلا ہوا تھا حالت اتنی بھی بری نہیں ہوئی تھی کہ کھایا نا جا سکے۔ وہ پلیٹ میں رکھتے اس کے نزدیک آیا اور کرسی کھینچ کر اس کے مقابل بیٹھا۔

"یہ سب تو جل گئے تھے برشام۔ رہنے دیں طبیعت خراب ہو جائے گی۔"

وہ بجھے بجھے لہجے میں بولی۔

"جلا ہوا میں باہر نکال آیا ہوں اب چپ کر کے بیٹھو۔ میں کھلاتا ہوں۔ اب ان ہاتھوں نے میرے لیے کچھ بنایا ہے اور میں اسے ضائع کر دوں۔"

وہ جھوٹ کا سہارہ لیتے ڈپٹنے والے انداز میں بولا۔ رنم اس کی بات پہ خاموشی اختیار کر گئی تھی۔ اس نے ایک الفت بھری نگاہ اس پہ ڈالی جو اسے نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہا تھا۔ اس کی سانولی رنگت میں بھی سرخیاں سی گھلی ہوئی تھی۔ برشام نے کچھ اس طرح کھایا کہ تھوڑا بہت جلے والے

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

سائڈ وہ کھا رہا تھا البتہ دوسری جانب سے وہ رنم کو کھلا رہا تھا تاکہ اسے پتہ نا چلے۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی محنت ضائع نا ہوتی دیکھ وہ ایک بار پھر مسکرائی تھی اور اس کی مسکراہٹ دیکھ وہ تو فدا ہی ہوا تھا۔

"میں بول رہا تھا نا۔ ایسے ہی میں تمہارے ہاتھوں کی محنت کو یوں ضائع ہونے دیتا۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے محبت سے گویا ہوا۔ اس نے گہرا سانس بھرتے اس کی پشت کو دیکھا جو اب اپنا لباس تبدیل کیے بغیر کچن سمیٹ رہا تھا۔ اسے یکایک شرمندگی نے آن گھیرا۔ سارا پھیلاوا کرتے اب وہ اپنے جلے ہوئے ہاتھوں کو لیے بیٹھی تھی۔ کچھ ساعتوں بعد وہ اس کام سے فراغت حاصل کرتے اس کے نزدیک آیا اور اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

"تم لاؤنج میں بیٹھو میں فریش ہو کر آتا ہوں اوکے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپا کر بولتے اندر کی جانب بڑھا تھا۔

"مگر آپ کو تو نیند آئی ہو گی نا کیونکہ کل رات سے جاگے ہیں آپ۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی۔

نہیں نیند تو نہیں آ رہی بلکل بھی۔ فلحال میں اپنا سارا وقت "قا پنی پہلی بیوی کے ساتھ بیتانے کا خواہش مند ہوں۔ اتنے دنوں سے جو توجہ اور محبت تمہیں نہیں ملی آج وہ سب آج میں پوری شدت سے تم پہ نچھاور کروں گا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ متبسم لہجے میں بولا اسکی گہری نگاہوں کے ارتکاز پہ اس کے وجود کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا۔

برشام نے ریموٹ اٹھاتے اس کے پسندیدہ ڈوریمون لگائے تھے۔

"اس وقت تک آپ اپنا پسندیدہ مشغلہ پورا کیجیے محترمہ۔ خادم کچھ ہی دیر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گا۔"

وہ اس کے دونوں گالوں کو شدت سے چوم کر اسے بدحواس کرتے ہنس کر ایک معنی خیز نگاہ اس پہ ڈالتے اس کی توجہ ٹی وی کی جانب مبذول کرا گیا۔ وہ اس کی باتوں کو سوچتے سرخ پڑنے لگی جو نا جانے کیا سوچے ہوئے تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ صوفے پہ آڑھی ترچھی لیٹی مکمل طور پہ کارٹون میں مگن تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ خوشبوؤں میں گھرا نک سک سا تیار لاؤنج میں آیا تو اس کی مخصوص کلون کی خوشبو محسوس کرتے رنم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو بھورے رنگ کی شلوار قمیض زیب تن کیے کف فولڈ کر رہا تھا۔ اسے دیکھتے رنم کی آنکھیں چمکی تھی۔ وہ جوں ہی صوفے پہ اس کے نزدیک آ کر بیٹھا رنم نے بنا کسی وقت کا ضیاع کیے اس کی گود میں سر رکھا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اپنے گرد حصار باندھا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہی تھی۔ جواب ہلکی ہلکی نیند میں جا رہی تھی۔ اس نے ہولے سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تو حرارت محسوس ہوئی تھی۔ یہ لڑکی ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ بیمار کیوں پڑ جاتی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"بس رنم اور اس کی خدمتیں۔ اتنے لاڈ تو آج تک میری بہنوں نے مجھ سے نہیں اٹھوائے۔"

وہ مصنوعی شکایتی لہجے میں بولا۔

"تو بہنوں اور بیوی میں فرق بھی ہوتا ہے نا پھر۔"

وہ بھی نیند میں جاتے جاتے بولنے سے باز نہیں آئی تھی۔

"نم یہ کیا بات ہوئی میرا آج تمہارے ساتھ وقت گزارنے کا پلین تھا اور تم سو رہی ہو۔"

وہ تھکے تھکے لہجے میں گویا ہوا۔

"رات کو پکا ہم لانگ ڈرائیو پہ جائیں گے مگر ابھی مجھے بہت نیند آ رہی ہے۔"

وہ نیند میں بولتے مزید اس میں ہی سمٹی تھی۔ برشام نے افسوس بھری نگاہ اس پہ ڈالتے ٹی وی بند کیا اور اس کے بالوں کو ہولے سے سنوارا۔ کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند میں اتر چکی تھی۔ کسی نے بلکل سچ کہا ہے کہ محبتیں سب اجازتیں دلوا دیتی ہیں۔

وہ رنم کے معصوم چہرے کو دیکھ کر سوچ کر رہ گیا جس کی باتوں حرکتوں عادتوں نے اس کی زندگی میں گہرا اثر ڈالا تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

دن اسی طرح سبق رفتاری سے گزر رہے تھے۔ تین دن اسی مصروفیت کی نذر ہوئے تھے۔ بلال چودھری کو پھانسی ہو چکی تھی۔ اس کی موت کے بعد نمرہ تو اپنے مائیکے جا چکی تھی مگر لائبہ اب تنہا رہ گئی تھی جس کی بدولت اماں اسے اپنے ساتھ رزم کے فلیٹ پہ لے آئی تھی۔ رزم نے برشام کا سامنے اس بات کا بہت احتجاج کیا تھا کیونکہ وہ کسی بھی لڑکی کے ساتھ یوں ایک ہی چھت کے نیچے کیسے رہ سکتا تھا مگر اس کے جواب میں برشام نے اسے سہولت سے یہ کہتے ٹال دیا تھا کہ جب اماں وہاں موجود ہیں تو پھر خوف کس بات کا۔ اس کے بعد سے اب تک رزم نے اس متعلق کوئی بات نہیں کی تھی مگر کبھی کبھی اسے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کا گھر گھر کم شیلٹر ہوم زیادہ بن چکا تھا۔ وہ تو صرف اماں کو لایا تھا مگر وہ آگے سے اپنے رشتے نبھاتے سب کو اکٹھا کر رہی تھی۔ برشام بھی کیس سے کچھ حد تک پر سکون ہو چکا تھا۔

"رنم تم باہر نکلو رحمت خود ہی کر لے گی سب کچھ۔"

وہ اسے بار بار اپنے موقف پہ ڈٹا دیکھ کچن میں جاتا دیکھ چیخ کر گویا ہوا۔ رنم نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ آج رزم اور اسد کھانے پہ آرہے تھے تو اس کی ساری ذمہداری برشام نے رحمت کو سونپی تھی مگر رنم کا کہنا تھا کہ اسے بھی اس کی مدد کرنی ہے۔ اس کے ہاتھ کا ذخم قدرے بہتر تھا مگر ابھی مکمل طور پہ ٹھیک نہیں ہوا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"مگر مجھے اس کی مدد کرنی ہے۔اب آپ ان کو یہ کہتے اچھے لگے گے کہ سارا کھانا رحمت نے بنایا ہے۔وہ سمجھیں گے میں اچھی خاصی ناکارہ ہوں اور پھر اس ڈرائیور کو میرا مذاق اڑانے کا موقع مل جائے گا۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی چیخ کر گویا ہوئی۔ برشام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"کوئی مذاق نہیں اڑاتا بول رہاہوں نا میں پریشان مت ہو۔ جاؤ جا کر حلیہ درست کرو اپنا۔"

وہ اس کا گال سہلاتے پچکارنے والے لہجے میں بولا تو وہ منہ بسور کر سر جھٹکتے کچن سے باہر نکلی تھی مگر اگلے ہی لمحے ڈور بیل کی آواز پہ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا جو خود حیرت سے گھڑی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ کے دوست اتنی جلدی کیوں آگئے ہیں ابھی تو پورے دو گھنٹے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی شام۔"

وہ جھنجھلاتے ہوئے دانت پیس کر بولی۔ ضرور یہ حرکت رزم کی ہی ہوگی کیونکہ جب وہ دوبارہ ملا تھا اسے زچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔

"میں دیکھتا ہوں اتنی جلدی نا جانے کیوں آگئے۔ ابھی تو اچھا خاصہ وقت ہے۔"

وہ متانت سے بولتے اس سے پہلے باہر کی جانب بڑھتا رنم نے اس کی کلائی کو سختی سے تھاما تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"رکیں آپ میں جاتی ہوں ذرا۔ اور آج آپ مجھے بلکل نہیں ٹوکیں گے یہ نقاب پوش ڈرائیور پہلے دن سے میرا خون کھولا کر رکھ دیتا ہے۔"

وہ سلگتے لہجے میں بولتے اسے وہی رکنے کا اشارہ کرتی تیز تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھی تھی مگر باہر کا دروازہ غصے سے کھولتے ہی سامنے جو چہرے نمودار ہوئے انہیں دیکھ اس کا غصہ سرعت سے جھاگ کی مانند بیٹھا تھا۔ اس نے پلکیں جھپکتے بے یقینی سے ان تینوں کی جانب دیکھا جو مسکراتے ہوئے انہی کی جانب دیکھ رہے تھے معاً شعور کی منزل طے کرتے ہی وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی تھی۔

"حورے نورے تم دونوں فرزام تم سب یہاں کیسے۔"

وہ خوشی سے دمکتے چہرے سمیت کھلکھلا کر بولی۔ انہیں یہاں دیکھ کہاں کا غصہ کونسا غصہ وہ تو الوہی سی خوشی میں تبدیل ہو چکا تھا۔

"بھابھی کیسا لگا سرپرائز۔"

حورے اس کے سینے سے لگتے محبت سے بولی تو رنم نے سختی سے اس کے گرد بازو حائل کیا تھا اور کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ برشام جو اندر اس کے غصے کی آوازوں کا منتظر تھا اس کی کھنکتی ہنسی سن بھونچکارہ گیا تبھی تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے جوں ہی باہر آیا اس کا حال بھی رنم سے مختلف نہیں تھا۔ وہ فرزام

WhatsApp : 0344-4499420

کے سینے سے لگا تو نورے نے سرعت سے اس کے سینے میں پناہ تلاش کی تھی۔ حورے بھی دوسری جانب سے اس کے سینے سے لگ گئی۔ برشام نے باری باری ان دونوں کے سر پہ بوسہ دیا۔

"واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔ کسی کو بتایا بھی نہیں تم لوگوں نے۔"

وہ صوفے پہ جگہ سنبھالتے ہوئے بولی۔

"دراصل یہ میرا پلین تھا کہ کسی کو نا بتایا جائے تاکہ آپ کے چہروں پہ خوشی ہم سامنے سے دیکھ سکیں۔ ورنہ نورے اور فرزام لالہ نے تو بے تحاشہ کوشش کی تھی بتانے کی۔"

وہ مسکراتے ہوئے اپنا کارنامہ بتا رہی تھی۔

"مما کیسی ہیں وہاں دادی سائیں تائی اور باقی سب بھی۔"

رنم نم لہجے میں نے قراری سے بولی جواباً نورے کے تسلی بخش جواب پہ وہ کسی حد تک مطمئن ہوئی تھی۔

"لالہ یہاں سب کتنا پیارا ہے نا جیسا ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں بڑی بڑی عمارتیں اور نت نئی چیزیں بھی۔ مجھے ایک ایک چیز دیکھنی ہے کچھ بھی نہیں چھوڑنا۔ نا جانے گاڑی میں بیٹھ کر میں نے خود پہ کیسے ضبط کیا ہے۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی آخر میں افسردہ ہوئی تھی۔ رنم نے اگلے ہی لمحے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"تم پریشان مت ہو اس شہر کا چپا چپا میں تمہیں گھماؤں گی۔"

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تاکہ جوس وغیرہ کا انتظام کر سکے۔ کچھ ہی دیر میں اس کے کہے کے مطابق رحمت ہاتھوں میں ٹرے لیے باہر آئی اور ان سب کو سرو کرتی مسکرا کر دانتوں میں ڈوپٹہ دبائے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ سب نے اس کی حرکت پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔ کافی دیر تک خوش گپیوں میں مصروف رہنے کے بعد حورے اپنی اکڑی ہوئی کمر کو سیدھا کرنے کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مسلسل سفر کرنے کی بدولت ان کی حالت ہی خراب ہوئی پڑی تھی۔ رنم نے رحمت سے کہتے کمرے صاف کروائے اور ان کا سامان کمروں میں بھجوایا تھا۔ معاً کمرے کے دروازے پہ بیل کی آواز پہ سب نے ناسمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"میں دیکھتی ہوں تم سب اندر جا کر آرام کرو۔"

وہ انہیں تاکید کرتے ہوئے بولی۔

"میں جاتی ہوں نا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

حورے مسکرا کر بولتی ڈھنگ سے چادر اوڑھنے لگی جس پہ بلوچی کڑھائی ہوئی تھی۔ڈھنگ سے چادر لیتے ہی وہ ناک کی سیدھ میں چلتے دروازے کی جانب بڑھی۔چہرے کو چادر سے اچھے سے ڈھکا ہوا تھا۔دروازے کھولتے ساتھ ہی سامنے کھڑے دو تنگڑے نوجوانوں کو دیکھتے اس نے آنکھیں گھمائی تھی۔ان دونوں نے اس لڑکی کو دیکھتے نا سمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"جی بولیں۔"

"جی۔"

رزم نا سمجھی سے گویا ہوا۔حورے کی تیوریاں چڑھی تھی۔اس کی ہیزل آنکھوں میں ناگواری کی لہر دوڑی جو رزم کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی۔

"کون ہو بھئی یہاں کیا کر رہے ہو۔"

اب کی بار وہ ذرا اونچے لہجے میں بولی۔اس سے پہلے کہ اسد نرمی سے کچھ بولتا رزم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹوکا تھا۔

"اگر میں بھی سیم ڈٹو کاپی یہی سوال آپ سے پوچھوں تو۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے غصے سے بولا۔وہ ہولے سے اس کی بات پہ مسکرائی تھی مگر چہرے پہ نقاب ہونے کی بدولت وہ دونوں دیکھ نا پائے۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"گھر کے اندر کون ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے چبھتے لہجے مین بولی۔

"ظاہر کی بات ہے آپ ہیں۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولا۔ بھلا اس وقت یہ سب باتیں کر کے وقت کا ضیاع کیوں کر رہی تھی۔

"اور گھر کے اندر ہوتا کون ہے۔"

اب کی بار وہ نہایت چبھتے لہجے میں بولی۔

"جس کا گھر ہوتا ہے وہی ہوتا ہے مگر آپ سب یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہیں۔"

رزم ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔

"تاکہ آپ کو یہ بات پتہ چل جائے کہ یہ گھر میرا ہے۔ نا جانے کہاں کہاں سے آجاتے ہیں۔"

وہ پیچ و تاب کھا کر بولی۔ ان دونوں نے ایک ساتھ تختی پہ لکھا نام پڑھا تھا۔ نام تو وہی تھا مطلب وہ ٹھیک گھر میں آئے تھے۔

"حورے بیٹا کون ہے باہر۔"

برشام کی بھاری آواز پہ اس نے چونک کر گردن پیچھے گھمائی البتہ اس کا چہرہ نمودار ہوتا دیکھ وہ دونوں تشکر بھرا سانس خارج کر کے رہ گئے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"لالہ نا جانے کون سی مخلوقات ہیں۔ آپ ہی دیکھیں۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی ان دونوں کی جانب اشارہ کرنے لگی۔ اگلے ہی لمحے اسے ان دونوں کے گلے لگتا دیکھ اسکی آنکھیں تحیر سے پھیلی مطلب وہ برشام کو جانتے تھے۔

"حورے بچے یہ میرے دوست ہیں اور یہ میری چھوٹی بیٹی حورے بلوچ ہے۔"

اس نے مسکرا کر تعارف کروایا تو پہلے پہل تو وہ اپنی بے اختیاری پہ شرمندہ سی ہو گئی مگر پھر مارے باندھے اسے سلام کیا جس کا جواب ان دونوں نے بظاہر نہایت شائستگی سے دیا تھا مگر آنکھیں کچھ اور ہی بول رہی تھی۔ حورے جو اندر ہی اندر شرمندہ ہو رہی تھی وہ زیادہ دیر تک نہیں تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ خود کو نارمل کر چکی تھی کیونکہ اس کے مطابق انہیں خود بتانا چاہیے تھا کہ وہ برشام سے ملاقات کو آئیں ہیں۔ کھانے کی میز پہ بھی سب سے تعارف کے بعد وہ مسلسل خود پہ کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر رہی تھی مگر وہ دیکھنے کی خاطر جوں ہی چہرہ اٹھاتی سب اپنے اپنے کھانے میں مصروف ہوتے تھے۔ وہ سختی سے جبڑے بھینچ گئی۔ آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگی تھی۔ اس نے طائرانہ نگاہیں ڈائننگ ٹیبل کی جانب دوڑائی مگر وہاں تو سب خوش گپیوں میں مصروف تھے تبھی لب بھینچتے خود بھی دھیان دوسری جانب مبزول کرا گئی۔

"لالہ ہم باہر کب جائیں گے۔:

WhatsApp ; 0344-4499420

کھانے سے فراغت حاصل کرتے وہ سب لاؤنج میں بیٹھے ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف تھے۔نورے رنم اور حورے ایک جانب بیٹھی تھی جبکہ باقی مرد حضرات اپنی باتوں میں محو تھے کہ اچانک حورے نے برشام کو مخاطب کیا۔

"آپ سب آج تو آئے ہو اتنا لمبا سفر کر کے ابھی کچھ دیر آرام کرو انشاآللہ کل سے شروع کرتے ہیں۔"

وہ مدھم سا مسکراتے نرمی سے گویا ہوا تو حورے بھی اس کی بات سے متفق ہوتے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"ایسا کریں گے دو گاڑیاں کرلیں گے۔ایک میں فرزام نورے اور جو بیٹھنا چاہے اور ایک میں رنم میں اور ہمارے ساتھ بھی جو بیٹھنا چاہے۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولتے صوفے سے پشت ٹکا گیا۔اسی طرح چند ایک باتوں کے بعد رزم اور اسد کل وقت پہ آنے کا وعدہ لیتے وہاں سے نکلے تھے۔ان دونوں کو بھی پیشکش کی گئی تھی جسے انہوں نے نہایت آسانی سے مان بھی لیا تھا۔ان کے جاتے ہی تھکن کے ہاتھوں مجبور ہوتے حورے مطلوبہ کمرے کی جانب بڑھی تو فرزام نے بھی کمرے کی راہ لی تھی۔ مسلسل اتنے گھنٹوں کی ڈرائیونگ کے بعد اس کی حالت اب بدتر تھی۔نورے فلحال رنم کے ساتھ کچن میں ہی موجود تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"تم جانتی ہو تمہیں فرزام کے ساتھ خوش دیکھ کر میں کس قدر خوش ہوں۔"

وہ چائے کے نیچے آنچ دھیمی کرتے مصروف سے لہجے میں مسکراتے ہوئے بولی۔نورے کے لبوں کی تراش پہ ایک خوشکن مسکراہٹ آن ٹھہری۔

"بھلا مجھ سے بہتر بھی کوئی جان سکتا ہو گا جس نے مجھے ان کی جانب ایک بار پھر مائل کرنے کیلیے اپنی پرواہ نہیں کی اس کی نیت میں کوئی کھوٹ نہیں ہو سکتا۔"

وہ اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے محبت سے گویا ہوئی۔چائے کو کپوں میں انڈیلتے وہ اب ٹرے میں بسکٹ وغیرہ رکھ رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ سب کے ساتھ برشام نے چائے نہیں پی تھی وہ رات کے وقت چائے پینے کا عادی تھا۔

"رنم تم پھر کچن میں گھسی ہوئی ہو۔"

برشام تن فن کرتا اس کے سر پہ پہنچا اور سرد لہجے میں استسفار کیا۔رنم نے گھبرا کر نورے کی جانب دیکھا تھا۔اسے اب اپنا یہاں ذرا سا بھی ٹھہرنا مناسب نہیں لگا تبھی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"شام بس آپ کیلیے چائے بنا رہی تھی۔یہ دیکھیں بنا ہی لی۔"

وہ محتاط لہجے میں گویا ہوئی۔برشام کی تیوریاں چڑھی تھی مطلب یہ لڑکی بھی اپنے نام کی ایک تھی۔

"کیوں نہیں سنتی ہو میری۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا۔

"ایک ہی تو شوہر ہے میرا اب اس کی خدمت کر کے جنت نہیں بناؤں گی تو پھر جنت میں کیسے جاؤں گی۔"

وہ دونوں ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتی مصنوعی افسوس سے گویا ہوئی۔ برشام نے مسکراتی نگاہوں سے اس کا یہ جان لیوا انداز دیکھا۔

"م بس ایک کام کرنا۔ میرا ہاتھ تھام لینا پھر میرے ساتھ جنت کی سیر میں تمہیں کرواؤں گا۔"

وہ اس کی ناک سے ناک سہلاتے بوجھل لہجے میں بولا۔ رنم کی لامبی گھنی پلکیں سرخ عارض پہ سجدہ ریز ہوئی تھی۔ معاً ٹھنڈی ہوتی چائے کا خیال آتے ہی وہ اچھل کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی تھی۔ اور ایک تند نگاہ اس پہ ڈالتے چائے کی ٹرے اس کے ہاتھ میں تھماتے خود اس کی بازو میں بازو حائل کرتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی سرد ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا تو اس نے حیرت سے اطراف کا جائزہ لیا تھا کیونکہ باہر تو اس قدر گرمی تھی پھر یہ سرد ہوائیں کہاں سے آرہی تھی۔ معاً وہ سر جھٹکتے بیڈ کی جانب بڑھی جہاں وہ بغیر شرٹ کے منہ کے بل لیٹا شاید سو چکا تھا۔ اس کے بغیر شرٹ کے وجود کو

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

دیکھتے نورے کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ وہ نگاہوں کا زاویہ بدلتی بیڈ کی دوسری جانب بیٹھی اس ٹھنڈے ہوئے کمرے کی بابت سوچنے لگی معاً اسے نیند میں بے چین دیکھ نورے نے ناسمجھی سے رخ اس کی جانب پھیرا تو وہ نیند میں ہی ہلکا ہلکا کسمسا رہا تھا۔ وہ الجھ کر سیدھی ہو کر بیٹھی اور اپنا ہاتھ نا جانے کیا سوچ کر اس کی پیشانی پہ رکھتے دبایا تھا۔ اسے سکون میں اترتا دیکھ وہ اس کا سر پوری دلجمعی سے دبانے لگی جو شاید شدید تھکن کا شکار تھا۔

"مجھے لگا تھا میری بیوی یہاں آکر مجھے بھول چکی ہے۔"

وہ اس کی گود میں سر رکھتے بھاری لہجے میں بولا۔ نورے کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

"مجھے حیرت ہے کہ آپ کو ایسا لگ بھی سکتا ہے حالانکہ آپ اس کا جواب بخوبی جانتے ہیں۔"

وہ ناراضگی اور دکھ کے ملے جلے عنصر سمیت بولی تو فرزام نے مندی مندی آنکھوں سمیت اس کے مومی ہاتھ کو تھام کر اپنے دل پہ مقام پہ رکھا۔ اس کا چوڑا سینہ دیکھ نورے کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہوا تھا۔

"مذاق کر رہا ہوں یار۔"

وہ گہرا سانس بھر کر بولا تھا۔ اپنے ہاتھ کے نیچے اس کے دل کو تیز رفتاری میں دھڑکتا دیکھ نورے کا دل بھی دھڑکا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"فرزام سائیں آپ سے ایک بات پوچھو۔"

وہ کمرے کے اطراف میں نگاہیں دوڑاتے جھجک کر گویا ہوئی۔ فرزام کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"ہاں بولو۔"

وہ ہنوز آنکھیں موندے سنجیدگی سے بولا۔

"وہ باہر تو اتنی گرمی تھی ناتو اندر کمرے میں آکر اتنا ٹھنڈا کیسے ہو گیا یہاں پہ تو وہ جو ہم نے پڑھا تھا اے سی وہ بھی اتنے بڑے ہوتے ہیں وہ بھی نہیں ہے۔"

وہ حیرت کے مارے بولی۔ اس کی معصومیت بھری بات پہ فرزام کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھری تھی۔

"میری معصوم زندگی یہاں پہ منی اے سی لگے ہوئے ہیں وہ دیکھو۔"

وہ اس کے چہرے کا رخ دائیں جانب کرتا ہوا دیوار کی جانب مبذول کرا گیا۔ وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی جس کا اندازہ اسے اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر ہوا تھا۔

"کیا ہو گیا نورے جان۔"

وہ بالوں کو سنوارتے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھتے اسے کھینچ کر اپنے نزدیک کیا کہ وہ اس کے چوڑے وجود کا حصہ بنی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"آپ سوچ رہے ہونگے ناکہ میں کتنی پاگل ہوں۔"

وہ آرزدگی سے گویا ہوئی۔ بھلا اتنے عقل مند شخص کی بیوی اتنی پاگل کیسے ہو سکتی تھی۔

"ہاں پاگل تو تم ہو اس میں کوئی شک نہیں۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھکتے آنکھوں میں جھانک کر معنی خیز لہجے میں گویا ہوا۔ نورے کی آنکھیں پل بھر میں بھیگی تھی۔

"مگر میری محبت میں۔"

اس نے اس کی تصحیح کرتے شدت سے اس کی آنکھوں کو چوما تھا۔ وہ اس کی بدلے بدلے لہجے پہ سٹپٹا گئی۔

"آپ کو تو نیند نہیں آرہی تھی فرزام سائیں۔"

وہ اسے خود سے دور کرتی مسکین سے لہجے میں بولی۔

"تم پاس ہوتی ہو تو نیند کس کافر کو آنی ہے اور میری نیند اڑانے کی سزا تمہارا حق ہے جو میں تمہیں ضرور دوں گا۔"

وہ اس پہ سایہ کرتے ہوئے بولا۔ نورے کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اگلے دن دو گاڑیاں گھر کی حدود پار کرتے آگے پیچھے روانہ ہوئی تھی۔ سب سے پہلے ان کا ارادہ فیصل مسجد جانے کا تھا۔ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف اپنی راہ کی جانب گامزن تھے۔ایک گاڑی میں رنم برشام حورے اور نورے بیٹھی تھی جبکہ دوسری میں رزم فرزام اور اسد۔

"اففف ماشاللہ لالہ آپ کس قدر حسین لگ رہے ہیں پولیس کی وردی میں۔"

رنم جو مشعل سے میسج پہ باتوں میں مصروف تھی۔بات کا اختتام کرتے اس نے موبائل ایک جانب رکھا تو سکرین پہ رنم اور برشام کی سیلفی نمودار ہوئی جسے دیکھتے حورے اشتیاق سے گویا ہوئی۔ برشام اس کی بات کا جواب دیے بغیر بس مسکرا دیا تھا۔

"شام لگتا ہے حورے کا کرش ہے پولیس والوں پہ۔"

وہ آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔ نورے اس کی چوری پکڑی جانے پہ زیرِلب مسکرائی۔

"بلکل صحیح پہچانا بھابھی آپ نے۔ مگر افسوس اپنے ہی لالہ کا نہیں معلوم تھا کہ وہ بھی پولیس والے ہیں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ لہجہ صاف مزاق اڑاتا ہوا تھا۔ حورے اس کی بات پہ جلتے بھنتے ونڈ سکرین کے پار دیکھنے لگی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"شام میں کیا سوچ رہی ہوں جب ہماری حورے کو پولیس والے اتنے ہی پسند ہے تو اسے کسی پولیس والے کے حوالے نا کر دیں۔"

رنم اب اپنی تمام تر توجہ برشام کی جانب مبذول کرتے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے مزے سے بولی۔ نورے نے اس کی بات پہ زور و شور سے تائیدی نداز میں سر ہلایا تھا۔

" بلکل سوچا جا سکتا ہے۔"

برشام احتیاط سے موڑ کاٹتا ہوا اپنی محبوب بیوی کو دیکھتے ہوئے دلفریبی سے بولا جو سفید رنگ کا کرتا شلوار پہنے جس کے ساتھ آرگینزا کا ڈوپٹہ ڈھنگ سے اوڑھا ہوا تھا بالوں کو کیچ کر کے چہرے پہ ہلکے گلابی رنگ کی لپ سٹک کے سوا کچھ موجود نہیں تھا۔

"ویسے بھابھی اس میں مضائقہ بلکل بھی نہیں ہے۔ ہائے مجھے سچ میں بہت اچھے لگتے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں ایک انوکھا ہی غصہ ہوتا ہے۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولتی خود ہی اپنی بات پہ ہنس دی تھی۔ اس دوران ان کی گاڑی فیصل مسجد کی حدود میں داخل ہوئی تھی۔ مارگلہ کے خوبصورت پہاڑوں کے عین وسط میں واقع یہ مسجد انتہائی دلکش محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سب اس کی خوبصورتی دیکھ مبہوت رہ گئے۔ معاً نورے کو اپنے ہاتھ پہ کسی کی گرفت کا گمان ہوا تھا اس نے چونک کر دائیں جانب دیکھا جہاں فرزام کھڑا مسکراتی نگاہوں سے اسی کی

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

جانب دیکھ رہا تھا۔ وہاں کچھ دیر اچھا وقت گزار کر وہ لوگ اسلام آباد کی دیگر جگہات پہ سیاحت کیلیے گئے تھے۔ حورے اور نورے وہ دونوں تو پہلی بار یہ سب چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک رقصاں تھی۔ جہاں جہاں وہ لوگ جاتے اسد انہیں ہر چیز کے متعلق معلومات تفصیل سے دیتا جارہا تھا۔ پہلے پہل تو وہ ضبط کر کے کڑھتی رہی مگر ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹتے ہی وہ چیخ اٹھی تھی۔

"بس کردیں نہیں سننے آپکے لیکچر۔ اردو کے استاد ہی بن گئے ہیں آپ تو۔ بس ہمیں یہ جگہات دیکھنی ہے کچھ جاننا نہیں ہے۔"

وہ اس کی آواز سے تنگ آتے تنک کر بولی تو وہ اپنی بے عزتی پہ ضبط کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔ برشام نے تنبیہی نگاہوں سے حورے کی جانب دیکھا جو کسی کو بھی کچھ بھی بولنے سے قبل کچھ سوچتی نہیں تھی۔

اس کے بعد وہ سب لیک ویو پارک اور لوک ورسا میوزم گئے تھے۔ ایک اچھا وقت ایک ساتھ گزارنے کے بعد وہ سب ہنستے مسکراتے رات کے نو بجے تقریباً گھر واپس لوٹے تھے۔ ان سب نے واپس وقت پہ آنے کو ترجیح دی تھی کیونکہ اگلے دن ان سب کا لاہور جانے کا ارادہ تھا۔ برشام نے تو ان سب کو تاکید کی تھی کہ چند روز ٹھہر جائے ٹکٹس کا انتظام ہوتے ہی وہ بس بائے پلین جائیں گے مگر سب نے یہ کہ کر

WhatsApp : 0344-4499420

ٹال دیا تھا کہ بائے روڈ جانے میں زیادہ مزا آئے گا تبھی برشام کِ زریعے انہوں نے ایک ہی گاڑی کروالی تھی جس میں وہ سب سکون سے لاہور کا سفر کر سکتے تھے۔

"فرزام سائیں میں اس میں سے کیا پہنوں۔"

اگلی صبح بھی وہ سب لاہور جانے کیلیے بلکل تیار تھے فرزام بھی کسی سے فون پہ بات کرتے مصروف سا نک سک سا تیار اندر داخل ہوا تو نورے نے دو سوٹ اس کے سامنے رکھتے نا سمجھی سے استسفار کیا۔اس نے فون کاٹ کر اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب کی۔

"نورے جان آپ کچھ بھی پہن لیں آپ پہ جچے گا۔مگر خدارا ہاتھ جلدی چلائیں۔"

وہ محبت سے بولتے آخر میں ڈپٹنے والے لہجے میں گویا ہوا۔نورے نے نفی میں سر ہلاتے اس کی جانب دیکھا تو وہ بے بسی سے آگے کی جانب بڑھا اور بیڈ سے ایک سیاہ رنگ کا گھٹنوں کو چھوتا فراک اٹھایا تھا جس کے گلے گھیرے پہ شیشے کا کام انتہائی خوبصورت لگ رہا تھا۔وہ اس کی چوائس پہ کھل کر ہنس دی تھی کیونکہ اس کا زاتی طور پہ دل بھی اسی پہ آیا ہوا تھا۔وہ اس سے پہلے کہ واشروم کی جانب بڑھتی کچھ یاد آنے پہ واپس مڑی تھی۔

"بھابھی کی طبیعت کیسی ہے اب۔"

WhatsApp : 0344-4499420

اس نے تفکر سے رنم کی متعلق استفسار کیا جو کل اسلام آباد گھوم کر ہی شاید تھک گئی تھی اور باہر کی چیزیں کھانے کی بدولت اسے فوڈ پوائزننگ بھی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی الٹیاں نہیں تھم رہی تھی حالانکہ نورے نے قہوہ بھی بنا کر دیا تھا۔

"اب تو وہ کافی حد تک بہتر ہے۔ تم پریشان مت ہو اور جاؤ باقی سب بلکل تیار ہیں اور ایک وہ تمہاری بہن جس نے پورے گھر میں ادھم مچایا ہوا ہے۔"

وہ اسے تسلی دیتے واشروم کی جانب دھکیل گیا اور خود ہینڈ کیری اٹھاتے باہر کی جانب بڑھا تاکہ اسے بھی سامان کے ساتھ رکھوا سکے۔ بیس منٹ تک وہ بھی ہلکا پھلکا تیار ہوتے چادر سے اچھے سے خود کو کور کرتے سب کے درمیان موجود تھی۔

"یہ رنم ناجانے کہاں رہ گئی ہے۔ میں دیکھتا ہوں تم سب باہر پہنچو۔"

برشام ان سب کو سختی سے تاکید کرتے اندر کمرے کی جانب بڑھا جہاں وہ بیڈ پہ بیٹھی گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔ برشام نے اس کے نزدیک جگہ سنبھالی اور اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ سہلایا تھا۔

"رنم از ایوری تھنگ اوکے۔ اف یو آر ناٹ اوکے ہم اپنا پلین کینسل کر دیں گے۔ تمہارے سے بڑھ کر کچھ نہیں۔"

www.zubmoretazone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اسے باور کرانے والے انداز میں بولا۔ چہرے پہ سختی عود آئی تھی۔ اس نے ڈھیلے ڈھالے انداز میں اس کے شانے پہ چہرہ چھپایا تھا۔ تکلیف کی شدت سے آنکھوں سے سیل رواں تھا۔

"شام مجھے نہیں جانا کہی مجھ میں بلکل بھی ہمت نہیں ہے۔ کل رات سے میری کمر میں بہت شدید تکلیف ہے۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولتے اسے مزید پریشان کر گئی۔ اس نے نہایت نرمی سے اس کے گرد بازو حمائل کرتے اس کی پیشانی چومی تھی اور اس کے بال سہلائے تھے۔

"تو ہم نہیں جائیں گے رنم۔ میں تو کل سے تم سے پوچھ رہا ہوں تم ایزی ہو کر بیٹھو۔ پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے میری جان۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اس کے پیچھے نرم سا تکیہ رکھتے اس کی پشت اس سے ٹکا گیا تاکہ وہ ایزی ہو جائے۔

"مگر وہ ناراض ہو جائیں گی۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے متفکر سی بولی۔ برشام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جسے اپنی صحت سے زیادہ ان کی پڑی تھی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کوئی ناراض نہیں ہو گا رنم۔ میں ان سب کو اطلاع دے دیتا ہوں اور ان سب کو بھی اپنا پلین کینسل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سب سے زیادہ اہم صحت ہے پھر ہی خوشی خوشی سیر سپاٹے کیے جاتے ہیں۔ طبیعت خراب ہو تو سفر دشوار ہو جاتا ہے۔"

وہ اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگاتے تنبیہی لہجے میں بولتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کی چوڑی پشت کو دیکھتے تکلیف سے آنکھیں موندتے اس نے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائی تھی۔ شدت سے ارم کی کمی محسوس ہو رہی تھی کاش وہ یہاں ہوتی اور وہ ان کی آغوش میں چھپ جاتی۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پہ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ چہرہ مسلسل رونے کی بدولت سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی توقع کے عین مطابق اگلے ہی لمحے دروازہ کھلا تھا اور حورے اور نورے پریشان سی اندر داخل ہوئی۔

"کیا ہوا ابھی طبیعت زیادہ خراب ہے تو ہم اپنا جانا کینسل کر دیتے ہیں۔ اس طرح ہم بھی سکون میں نہیں رہیں گے وہاں۔"

نورے اس کا ہاتھ تھامتی لجاجت سے بولی۔ رنم نے مسکرا کر ان دونوں کی جانب دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

www.zubinovelszone.com
Digital BARS Library
WhatsApp : 0344-4499420

"کوئی ضرورت نہیں ہے پلین کینسل کرنے کی تم سب جاؤ اور خوب سارا انجوائے کرو۔ شام میرے پاس ہی ہیں۔ تم لوگ میری بدولت اپنا پلین خراب مت کرو۔"

وہ ان دونوں کو بازوؤں کے حصار میں لیتی ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ ان دونوں نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا جو کچھ بھی سننے کو تیار نہیں تھی۔ کچھ ہی دیر میں فرزام اندر داخل ہوا اور اس سے حال احوال پوچھتے اس کا سر تھپتھپاتے ان دونوں کو لے کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"بھابھی آپ کو کوئی بھی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں کوشش کروں گی کہ ایک ہی دن میں واپس لوٹ آؤں ایسے میرا دل بھی نہیں لگے گا۔"

پریشان حال نورے جاتے جاتے ہی سختی سے اسے تنبیہ کرنا نہیں بھولی تھی۔

"اچھا میری ماں جو تمہارا دل چاہے وہ کرنا مگر فلحال تم جاؤ باہر سب منتظر ہے۔"

وہ اس کی ایک ہی بات سے عاجز آتے مدھم سا ہنستے ہوئے تھک ہار کر بولی۔ اس نے تو اپنے موقف سے ہٹنا نہیں تھا اسی لیے وہ ہی ہٹ گئی تھی۔ اس کے جانے کے تقریباً دس منٹ بعد ہی وہ ہاتھ میں ٹرے تھامے اندر داخل ہوا جس میں گرم گرم چائے کے ساتھ کچھ سنیکس رکھے ہوئے تھے۔ رنم نے ناگواری سے اس ٹرے کی جانب دیکھا جس کی مہک سے اسے کوفت محسوس ہوئی تھی۔

"چلو رنم جلدی سے یہ ختم کرو اینڈ نو مور آرگیومنٹس۔ ناشتہ بھی ڈھنگ سے نہیں کیا تھا۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سخت لہجے میں باور کرانے والے انداز میں گویا ہوا۔ اس نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا معاً چائے کی مہک اس حد تک سر پہ چڑھی کہ وہ منہ پہ ہاتھ رکھے بھاگنے والے انداز میں واش بیسن کی جانب بڑھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ نڈھال سی چہرہ ہاتھوں سے تھپتھپاتے بیڈ پہ آکر بیٹھی تھی مگر سامنے رکھی چائے کو دیکھ اس کا دل ایک بار پھر سے خراب ہوا تھا۔

"شام اسے یہاں سے اٹھالیں پلیز۔ اس کی سمیل میرے سر چڑھ رہی ہے۔"

وہ ڈھیلے ڈھالے لہجے میں بولی تو برشام نے حیرت سے چائے کی ٹرے تھامی تھی کیونکہ چائے تو اس کیلیے بہت ضروری تھی وہ تو پورے دن میں تین کپ پی جاتی تھی بغیر کسی تردد کے۔

"رنم اٹھو ہم ابھی ڈاکٹر پہ چلیں گے۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا آپ کے ساتھ کے طبیعت خرابی میں کسی چیز سے دل اٹھ جائے۔"

وہ پریشانی سے گویا ہوا اور اسے اٹھنے کا اشارہ کرنے لگا مگر وہ آنکھیں موندتے اکتا کر نفی میں سر ہلا گئی تھی۔ برشام ٹرے اٹھاتے کچن کی جانب بڑھ گیا۔

"صاحب جی بی بی جی کہاں ہیں آج صبح سے دکھائی نہیں دی مجھے۔"

وہ واپس کمرے کی جانب آرہا تھا کہ عقب سے آنے والی رحمت کی آواز پہ وہ چونک کر مڑا۔

"ہاں اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420
www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتے رخ پھیرتے واپس مڑا۔

"ہائے ہائے صاحب جی کیا ہو گیا بی بی جی کو۔"

"آپ خود ہی دیکھ لو۔"

وہ گہرا سانس بھر کر پیشانی مسلتے بولا۔رحمت اس کی بات پہ تیز تیز قدموں سے اس کے کمرے کی جانب بڑھی تھی اور اس سے ایسے ملی جیسے صدیوں کی بچھڑی ہوئی ہو۔

"بی بی جی کیا حالت کرلی ہے ایک ہی دن میں اپنی۔ دیکھیں ذرا کیسا سرخ و سفید شاداب چہرہ ذردی مائل ہو رہا ہے۔"

وہ تاسف سے اس کا جائزہ لیتے ہوئے بولی جو ملگجے سے حلیے میں موجود تھی۔اس سے تو انہیں ہمیشہ نک سک سا تیار دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں رحمت بس کل سے الٹیاں آرہی ہیں اور کمر میں بھی بے تحاشہ درد ہے۔شاید کل بہت ذیادہ تھکان ہو گئی تھی۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتے بمشکل مسکرادی مگر جواب میں اس کی آنکھوں میں پھیلتی الجھن اور لبوں پہ معنی خیز مسکراہٹ دیکھ وہ جی جان سے ٹھٹھکی تھی۔وہ اس کی خراب طبیعت پہ مسکرا کیوں رہی تھی معاً

www.zubinovelszone.com
Digital BARs Library
WhatsApp ; 0344-4499420

اس نے اپنا پیلا ڈوپٹہ دانتوں میں دیتے شرمیلی سی مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا۔اس کی حرکتوں پہ برشام اور رنم نے ناسمجھی سے خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔

"تم ایسے مشکوک ہنسی کیوں ہنس رہی ہو۔"

وہ غصے کی کیفیت میں چڑ کر بولی۔

"صاحب جی بی بی جی امید سے ہیں مجھ سے آپ لکھوالیں یہ جو سب کچھ انہوں نے بتایا ناوہ اس وقت ہی ہوتا ہے جب ایک عورت ماں بننے والی ہوتی ہے۔"

اس نے بالاخر کھل کر ہنستے ان دونوں کے اعصابوں پہ بم پھوڑا تھا۔رنم کا چہرہ اس کی بات پہ لٹھے کی مانند سپید پڑا جبکہ برشام اس کی آنکھوں میں پہلے تو تحیر کے بادباں کھلے مگر اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں پوری شدت سے مسکرائی تھی۔رنم کا چہرہ خفت سے سرخ پڑنے لگا۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے خود سے ڈاکٹر کیوں بن رہی ہو اور آپ ہنسیں مت فضول میں گمراہ کر رہی ہے یہ آپکو۔"

وہ تند نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھتے تنک کر بولی۔ان کی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا تھا۔نہیں نہیں ایسا نہیں ہو گا ابھی۔وہ دل ہی دل میں خود کو تسلی دینے لگی۔

"رنم تم خاموش رہو وہ کچھ سوچ کر ہی بول رہی ہے۔"

WhatsApp : 0344-4499420

برشام تو اس کی بات پہ شاید کچھ زیادہ ہی سنجیدہ ہو گیا تھا تبھی رنم کو ڈپٹ کر خاموش کروا دیا۔ وہ اسے دیکھتے دانت کچکچا کر رہ گئی۔

"بی بی جی تجربہ ہے مجھے خیر میرے پہ یقین نا سہی ڈاکٹرنی پہ تو ہو گا نا۔ جائیں آپ خود ہی پتہ چل جائے گا مگر پھر سب سے پہلے میں مٹھائی کھاؤں گی۔ ہاں نہیں تو۔"

وہ منہ بناتے ایک ادا سے بولی اور اپنے ڈوپٹے کو انگلی میں توڑ مڑوڑ کرتے باہر کی جانب چل دی۔ اس کے جاتے ہی برشام نے چپل پیروں میں اڑسی تھی۔ اس کی جلد بازی پہ رنم کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"ہم کہی نہیں جا رہے ہیں شام۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ برشام نے بغیر پیشانی پہ شکنیں سجائے نرمی سے اسے اپنے مقابل کیا تو وہ بے بسی سے دانت پیس کر رہ گئی۔

"دو منٹ ہیں تمہارے پاس حلیہ درست کرو ورنہ میں ایسے ہی لے جاؤں گا۔"

اس کے دھمکی آمیز لہجے پہ وہ تھکی سی سانس خارج کرتے دو منٹ میں اپنا حلیہ درست کرتے گاڑی میں پہنچی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"مجھ سے لکھوالیں ایسا کچھ نہیں ہے شام۔ میری طبیعت خرابی میں جو آپ مجھ پہ ظلم کر رہے ہیں نا میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

وہ بھرائے لہجے میں بول کر سیٹ سے ٹیک لگاتے ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگی۔ اس کی کمر درد کی بدولر وہ گاڑی بھی آہستہ چلا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ہسپتال میں موجود تھے۔ چیک اپ وغیرہ کراتے ہی جو بات ڈاکٹر نے بتائی اس پہ رنم کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں برشام کی جانب دیکھا جو اب دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔ رنم کی حالت تو ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

دوائیوں وغیرہ کی سلپ لیتے وہ غائب دماغی کی کیفیت میں گاڑی تک آئی تھی۔ گاڑی میں بھی بلکل خاموشی کا راج تھا۔ وہ ابھی بھی بے یقین سی تھی اور برشام اس کی خوشی تو ساتویں آسمان کو چھو رہی تھی۔ گھر پہنچ کر برشام تو گاڑی کو کھڑے کرنے لگا مگر رنم بغیر اسے مخاطب کیے اندر کمرے میں آتے اپنا سر دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر گئی۔ برشام جوں ہی چہرے پہ الوہی چمک لیے اندر داخل ہوا اسے ہنوز سکتے میں دیکھ اب کی بار اس کی مسکراہٹ بھی سمٹی تھی مگر وہ سر جھٹکتے مسکرا کر دوزانوں اس کے نزدیک بیٹھا۔

"رنم اتنی بڑی خوشی دینے کے بعد مجھے مکمل محسوس کروانے کے بعد یہ اداسی کیسی۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر نا سمجھی سے بولا۔ لہجے میں بلا کی نرمی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"میں ابھی شاید اس ذمہداری کیلیے تیار نہیں تھی شام۔ مم۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آرہا میں کیسا محسوس کروں۔"

وہ اپنی ہتھیلیوں کو دیکھتے خالی خالی لہجے میں بولی۔

"رنم! میں حیران ہوں کہ یہ سب تم بول رہی ہو یہ اس ذات کی جانب سے اتنا خوبصورت تحفہ تمہارے وجود کا حصہ۔ ماری محبت سے سینچا ہوا وہ پھول ہے جو ہر عورت مانگتی ہے۔ تو پھر یہ ناشکری۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ وہ اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ اس کے لبوں پہ ہاتھ جما گئی تھی۔

"نہیں میں ناشکری نہیں کر رہی۔ وہ بس اچانک کچھ سمجھ نہیں آیا۔"

وہ اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔ برشام نے گہری سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"محسوس کرو جب ہماری بیٹی ہوگی میں اسے اپنے ہاتھوں میں تھاموں گا اور دیکھنا وہ بلکل اپنی ماما جیسے نڈر ہوگی۔ بے خوف حق کیلیے آواز اٹھانے والی ایک مضبوط عورت۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے محبت بھرے لہجے میں بولا۔ اس کی بات پہ خوش ہونے کی بجائے ایک بار پھر رنم کا چہرہ پھیکا پڑنے لگا جو برشام کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"بیٹی نہیں برشام مجھے بیٹا چاہیے۔ بیٹی نہیں مانگوں گی کبھی بھی میں ہمارے لیے۔"

اس کے سفاک لہجے پہ برشام کا ایک رنگ آرہا تھا ایک جارہا تھا۔ وہ اس قدر سنگدل کیسے ہو سکتی تھی۔ اسنے الجھ کر اس کی جانب دیکھا جس کا رویہ کچھ الجھا الجھا سا تھا۔ اس کے ہاتھ دبانے پہ رنم نے بھیگی ویران نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بیٹی نہیں چاہیے شام۔ میں نہیں چاہتی کہ جیسے میں بابا کے قریب تھی ان کی محبت میں ڈوبی ہوئی جن کے بغیر میرا کوئی وجود نہیں تھا وہ آپ کے قریب ہو میں نہیں چاہتی بابا کے جانے کے بعد آج تک میں بظاہر مضبوط دکھنے والی اندر سے بہت ٹوٹی ہوئی ہوں اود اس ٹوٹے وجود کو آج تک کوئی جوڑ نہیں پایا میں دوسری رنم وجود میں نہیں لانا چاہتی۔"

وہ اذیت سے بولتی پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔ اس کی اس قدر گہری بات کا مفہوم سمجھتے ساکت رہ گیا معاً اپنے حواس بحال کرتے اس نے دھیرے سے اسے اپنے نزدیک کیا تھا۔

"مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جب سے میں یہاں آیا ہوں زیادہ وقت تمہارے آنسو ہی صاف کرتا رہا ہو۔ کتنا روتی ہوں رنم۔ اب اس حالت میں مجھے تمہاری آنکھوں میں ایک بھی آنسو نظر نا آئے ایک بھی مطلب ایک بھی نہیں سمجھ آرہی ہے میری بات۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ اسے ڈپٹنے والے لہجے میں گویا ہوا۔رنم نے بنا کسی تردد کے ہولے سے سر ہلایا جو کس قدر خوبصورتی سے اس کی بات کو ٹال کر نئی بات کر گیا تھا۔

"بہت بہت شکریہ مجھے اتنی بڑی خوشی سے نوازنے کیلیے۔"

وہ اس کے دونوں گالوں پہ اپنا لمس چھوڑتے پر شدت لہجے میں بولا اور اس کی دونوں آنکھوں کو چھوا تھا۔رنم نے اس کی پیشِ رفت پہ اس کے وجود میں پناہ تلاش کی تھی۔برشام نے بھی آسودگی سے اسے خود میں سمیٹ لیا تھا۔اس کے بعد وہ رحمت کو اس کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا خود کسی کام کی بدولت تھانے گیا تھا۔جاتے جاتے وہ جلد لوٹ آنے کا وعدہ کرنا نہیں بھولا تھا۔اس کے جاتے ہی رحمت نے تھوڑا بہت کھانا زبردستی اسے کھلاتے دوائی کھلائی اور اسے سلا دیا تھا۔لیٹتے ساتھ ہی نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔تقریباً دو گھنٹے بعد وہ اپنے تمام تر کام نپٹاتے گھر میں داخل ہوا تو ہر جانب خاموشی کا راج تھا بس باہر لاؤنج میں بڑے سے بلب نے چاروں اطراف میں بسیرا کیا ہوا تھا۔اس نے ایک نظر کچن میں جھانکا شاید رحمت واپس جا چکی تھی۔وہ اپنی آنکھیں مسلتے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں بھی اندھیرے کا راج تھا مگر ایک کونے پہ بس زیرو سائز کا بلب جل رہا تھا اے سی کی بدولت کمرہ ہلکا ہلکا ٹھنڈا تھا۔بیڈ پہ موجود وجود سکون سے نیند کی وادیوں میں گم تھا۔اس نے اپنی کلائی

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

سے گھڑی اتارتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور اس پہ جھکتے اس کے گال تھپتھپائے تھے۔ کسی کو خود پہ جھکا دیکھ رنم نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی تو برشام کو وہاں دیکھ اس کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھی۔

"آپ گئے نہیں ابھی تک۔"

وہ نیند کے خمار سے بوجھل ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولتے اس کے شانے پہ سر رکھ گئی۔

"محترمہ میں واپس بھی آگیا ہوں آپ اب سو کر اٹھی ہیں۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا تو اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔ اس نے سرعت سے لائٹ آن کرتے گھڑی میں وقت دیکھا جو رات کے سات بجا رہی تھی۔ اسی جلد بازی میں اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ ناجانے کب سے اس کے سامنے بغیر ڈوپٹے کے بیٹھی تھی۔ بالوں کو جوڑے کی شکل میں مقید کرتے وہ چپل پیروں میں اڑستے جوں ہی کھڑی ہوئی سامنے مختلف طرز کی چیزوں سے لدے پڑے صوفے کو دیکھتے اس کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔ اس کے قدم خود بخود صوفے کی جانب بڑھے جہاں نئے نئے طرز کے چپس کے پیکٹس سنیکس چاکلیٹس بسکٹس حتی کہ ہر چیز موجود تھی۔ ان سب چیزوں کو دیکھتے اس کی سنہری آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا تھا۔ اس نے کھلکھلاتے ہوئے واپس برشام کی جانب رخ کیا۔

"یہ سب آپ لائے ہیں کیا۔ شام یہ اب تک کا میرا سب سے بیسٹ سرپرائز ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ فرطِ جذبات سے اس کے دونوں گالوں کو کھینچتے ہوئے اس کے گلے کا ہار بنی۔

"بلکل جانتا تھا میں کیونکہ یہ کھانے سے متعلق جو ہے۔"

وہ طنزیہ لب و لہجے میں بولتے اسے کھلکھلانے پہ مجبور کر گیا۔

"خیال کیا کرو سرکاری ملازم ہوں کہی تمہاری ان چیزوں کے پیچھے میری جیب ہی خالی نا ہو جائے۔"

وہ دہائی دینے والے انداز میں بولا تو اس نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں جانتی ہوں آپ میرے لیے اپنی جیب بھی خالی کر لیں گے۔"

وہ اس کے سینے سے لگتی مغرورانہ لہجے میں بولتی اس کے اندر نئے سرے سے توانایاں سی بڑھ گئی۔ اس نے نرمی سے اس کے گرد بازو حمائل کرتے اس کی پیشانی کو چوما اور لیپ ٹاپ سامنے رکھتے حویلی میں کال ملائی تھی تاکہ سب کو ایک ساتھ ہی اس خوشخبری سے آگاہ کر سکیں۔ کچھ ہی دیر میں لیپ ٹاپ کی سکرین پہ سب خواتین کے چہرے نمودار ہوئے تھے۔ حال احوال پوچھتے ساتھ ہی برشام مدعے کی بات پہ آیا تھا۔

"دادی سائیں آپ کیلیے ایک خوشخبری ہے۔"

برشام نے انہیں اپنی باتوں میں الجھانا چاہا تھا۔ وہ ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

"کیا تیرا عہدہ بڑھ گیا ہے برشام۔"

www.zubiabookszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

رضوانہ کی آواز پہ وہ نفی میں سر ہلایا کھل کر ہنسا تھا۔

"وہ بھی بڑھ جائے گا اماں سائیں اگر آپ کی دعائیں ساتھ ہوئی تو مگر فلحال کچھ الگ سا ہے بہت خوبصورت سا جو آپ سب کا خواب ہے اور دادی سائیں کی تو دلی تمنا جو آج بر آئی ہے۔"

وہ دلکش لب و لہجے میں بولتے رنم کو اپنی جانب دیکھنے پہ مجبور کر گیا۔اس نے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ کس قدر خوشی جھلک رہی تھی۔

"رنم میری جان چہرہ کیوں اس قدر اترا ہوا ہے۔"

ارم نے کچھ نوٹ کیا ہو یا نا کیا ہو ممتا کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس کا پھیکا پڑتا چہرہ ضرور محسوس کیا تھا۔رنم نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔ارم کو ابھی بھی تسلی نہیں ہوئی تھی مگر ارم کی بات پہ رقیہ بیگم کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

"برشام پتر کہی چھوٹا سائیں تو نہیں آنے والا۔"

ان کی بے ساختہ بات پہ برشام کا بلند بانگ قہقہہ بے ساختہ تھا۔اس کے اثبات میں سر ہلاتے ہی کئی لمحے تو وہ تمام خواتین اس کے صدقے واری جاتی ریی۔اس کے برعکس رنم کے چہرے پہ گلال سا بکھرا تھا۔وہ شرمگین مسکراہٹ سمیت انگلیاں چٹخانے لگی۔یہ خوشخبری سنتے ہی پوری حویلی میں خوشیاں کی کھلکھلاہٹیں گونج اٹھی تھی۔وہ تمام خواتین یکے بعد دیگرے اسے ہدایات کر رہی تھی اور وہ بیچاری گی

WhatsApp ; 0344-4499420

سے بر شام کی جانب دیکھ رہی تھی جو اسے آنکھوں کے راستے تسلی دے رہا تھا۔ کیسا شخص تھا وہ جو کیسے بھی صورتِحال کو اس کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا ہمیشہ نرمی سے سب کچھ ٹال دیتا تھا۔ سچ میں وہ ایک مکمل اور نہایت خوبصورت مرد تھا جو اللہ نے اس کے ماں باپ کے دعاؤں کے عوض اس کے نصیب میں لکھ دیا تھا۔ وہ اس کے مضبوط بازو کے گرد اپنا بازو حائل کرتے تشکر سے سوچ رہی تھی۔

Whatsapp: 03357500595

Email: knofficial9@gmail.com

https://www.facebook.com/kitabnagri

وہ دونوں اس وقت حویلی ریسٹورینٹ کی روف ٹاپ پہ موجود تھے۔ دن کے اجالے میں بلکل سامنے دکھائی دیتی بادشاہی مسجد دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ حورے ہوٹل میں ہی تھی کیونکہ رات کو اچھا خاصہ پھرنے کی بدولت وہ تھک چکی تھی۔ اسد اور رزم ریس کورس کی جانب نکلے ہوئے تھے۔ تبھی فرزام نے اچانک حویلی جانے کا پلین ترتیب دیا تھا۔

www.zubinovelszone.com

WhatsApp : 0344-4499420

" یہ کس قدر خوبصورت ہے نا فرزام سائیں۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔ وہ اس کے بلکل ساتھ لگ کر کھڑی تھی۔ آنکھوں میں اپنی خواہشات پوری ہو جانے کی خوشی موجود تھی۔

"بہت زیادہ بے انتہا۔"

وہ بھی دوبدو کھوئے ہوئے لہجے میں گویا ہوا۔ اپنی سماعتوں میں اسکی بھاری آواز محسوس کرتے اس نے چونک کر فرزام کی جانب دیکھا جو خمار آلود نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر اطراف کا جائزہ لیا تھا مگر صد شکر سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ وہ ایک غصیلی نگاہ اس پہ ڈال کر رہ گئی۔

"آپ مجھے ہی کیوں گھورتے رہتے ہیں سامنے والا منظر دیکھیں نا۔ وہ خوبصورت ہے۔"

وہ جھنجھلاتے ہوئے اس کے چہرے کا رخ سامنے کی جانب کرتے ہوئے بولی۔ فرزام نے ڈوپٹے کے ہالے میں جلوہ افروز ہوتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے پر تپش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میرا اس خوبصورت منظر سے ہی دل نہیں بھرتا باقی نظاروں کو کیسے دیکھوں۔"

وہ مسکراتی نگاہوں سمیت اس کی ٹھوڑی جکڑتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا۔

"ایکسکیوز می! وڈیو پلیز ٹیک اوور پکچرز؟"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ متناسب سے سراپے والی لڑکی آنکھوں میں بے پناہ اشتیاق لیے اپنا موبائل فرزام کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔ سرخ وسفید رنگت کی حامل وہ لڑکی نورے کی آنکھوں میں بے تحاشہ چبھی تھی۔ اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"اوکے شیور نو پرابلم۔"

اس نے کچھ اس طرح اس لڑکی کے ہاتھ سے موبائل تھاما کہ ذرا سا بھی ٹچ نا ہو۔ وہ لڑکی تو اس کی اس ادا پہ عش عش کر اٹھی۔ سیاہ رنگ کی شلوار قمیض پہنے آنکھوں میں سیاہ رنگ کا ہی چشمہ لگایا ہوا تھا گھنی مونچھوں تلے کٹاؤ دار لب مسکرا رہے تھے۔ وہ تو جیسے فدا ہی ہوئی تھی۔ ان کی پانچ چھ تصاویر لینے کے بعد بھی اس لڑکی کو کچھ خاص تسلی نہیں ہوئی تھی جو کہ اس کے چہرے سے صاف عیاں تھا۔

"اوہو اٹس ناٹ ٹو گڈ۔ کین یو پلیز ٹیک اگین۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتی فرزام کی آنکھوں میں ناگواری پھیلا گئی۔

"ایم سوری۔ آپ کسی اور سے بول دیں انہیں تصویریں لینی نہیں آتی۔ اور اپنی یہ ادائیں کسی اور کو جا کر دکھائیے گا میرے شوہر آپ کی ان گھٹاؤں میں نہیں الجھنے والے کیونکہ میرے بال آپ سے بھی زیادہ لمبے ہیں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ اشتعال کے عالم میں نتھنے پھلا کر بولتی آخر میں معصومیت بھرے لہجے میں بولتی فرزام کو بلند بانگ قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔اس لڑکی نے خشمگین نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ بے تحاشہ سرخ پڑ رہا تھا۔

"مس لیڈی ڈیانا سن لیا میری بیوی کی بات کو غور سے اس کی یہ گھٹائیں آپ سے بھی زیادہ لمبی ہیں اور میں مکمل طور پہ اسی میں الجھا ہوا ہوں اسی لیے کہی اور ٹرائے کیجیے۔"

وہ آنکھوں میں سرد سا تاثر لیے کھردرے لہجے میں بولتا اس لڑکی کو ذہر سے بھی زیادہ برا لگا تھا۔

وہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑتے چہرے سمیت تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کے جاتے ہی فرزام نے حیرت سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا جو ناراضگی سے رخ پھیرے کھڑی تھی۔

"ویسے ابھی کوئی جیلس ہوا تھا۔"

وہ اس کے کندھے پہ ٹھوکا مارتے مصنوعی حیرانگی سے بولتے اسے مزید اشتعال میں مبتلا کر گیا۔

"ہاں تو وہ لڑکی دیکھا تھا کیسے کیسے انداز سے تصویریں کھنچوا رہی تھی۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

www.zubinovelszone.com
Digital Library
WhatsApp : 0344-4499420

"تو تمہیں کس بات کا ڈر وہ چاہے جو بھی ادائیں دکھائیں میں تو اپنی بیوی کا ہی دیوانہ ہوں نا۔ ویسے بھی میں اسے دیکھ ہی کہا رہا تھا ایسی مصنوعی خوبصورتی مجھے اپنی جانب مائل نہیں کرتی بلکہ یہ سادہ سا چہرہ میرے ذہن میں میری آنکھوں میں میرے دل حتیٰ کہ فرزام بلوچ پہ چھایا ہوا ہے کسی نشے کی مانند۔ اور اس نشے کی لت گہری ہوتی جا رہی ہے۔"

وہ دیوانگی کے عالم میں بولتے اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑا گیا۔ وہ جھجک کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔ فرزام نے اس کے لہو چھلکاتے چہرے کو دیکھ اپنا موبائل نکالا اور اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے دھڑا دھڑ سیلفی کھینچ لی تھی تا کہ اسے اپنی ایک خوبصورت یاد کے طور پہ محفوظ کر سکیں۔

"میرے خیال میں ہمیں واپس ہوٹل چلنا چاہیے حورے اکیلی ہے۔"

وہ انگلیاں مسلتے ہوئے گھبراہٹ سے بولی۔ فرزام نے اس کی حالت کے پیشِ نظر اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے قدم پارکنگ کی جانب بڑھائے تھے۔ نورے نے اس شاندار وجیہہ شخص کی گرفت میں اپنا بازو دیکھ خود پہ بے تحاشہ فخر محسوس کیا تھا جو اس پہ کوئی بھی مصیبت آنے سے قبل ایک مضبوط دیوار کی مانند درمیان میں حائل ہو جاتا تھا۔ اسی سے ہی تو ثابت ہوتا تھا کہ وہ نورے کا فرزام ہے صرف نورے کا فرزام۔ وہ اپنی ہی سوچ پہ چہرہ جھکائے مسکرا دی تھی۔

WhatsApp ; 0344-4499420

"کسوا میری جان ادھر دیکھ میری طرف ماں باپ سے ناراضگی ہے دادی کو تو معاف کر۔"

سعدیہ بیگم اپنی تین سالہ پوتی کا ماتھا چومتے محبت سے پچکارنے والے انداز میں بولی جو ابا وہ غصے سے ان کا ہاتھ جھٹکتی پوری حویلی میں بین کر رہی تھی۔

"نابا نندے ہے۔ مما بھی نندی اے۔ کسوا کو توئی سات نئ لے تر دیا۔"

)بابا گندے ہیں ماما بھی گندی ہیں کسوا کو کوئی ساتھ نہیں لے کر گیا۔(

وہ نروٹھے لہجے میں بولتی دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر کھڑی ہوئی۔ دادا سائیں نے اس کی ناراضگی پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگایا تھا جو انہیں ضد میں چھوٹی رنم لگتی تھی۔

"کسوا۔"

معاً رنم کی محبت بھری سرگوشی اپنے کان کے نزدیک محسوس کرتے وہ مسکراتے ہوئے چھک کر اس کے گلے کا ہار بنی تھی۔ ارم نے بوکھلا کر اسے تھاما کیونکہ وہ ایک بار پھر سے امید سے تھی۔ رنم نے آنکھوں کے اشارے سے انہیں تسلی دی تھی۔

"کس بات پہ ماما بابا سے ناراضگی جتائی جا رہی ہے۔"

وہ رضوانہ کے ہاتھ سے کیلا لیتے اسے چھیلتے ہوئے بولی۔ اس نے منہ بسورا تھا۔

"مما بابا دونوں کسوا کو توڑ کر تلے دئے۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

)ماما بابا دونوں کسوا کو چھوڑ کر چلے گئے۔(

وہ کھاتے کھاتے ساتھ شکوہ بھی کر رہی تھی۔ سب نے شکر ادا کیا کہ وہ سنبھلی تو۔ فرزام کے بعد وہ رنم سے ہی اس حد تک جڑی تھی تبھی تو سب اسے رنم کا عکس کہتے تھے۔ وہ سب حویلی حورے کی شادی کیلیے اکٹھے ہوئے تھے۔ اس کی شادی حویلی میں دھوم دھام سے رزم کے ساتھ طے پائی تھی۔ حورے نے برشام اور رنم کے پاس ٹھہرتے ہی میڈیکل کی پڑھائی کرنے کا سوچا تھا کیونکہ بچپن سے ہی ڈاکٹر بننا اس کا خواب تھا پہلے پہل تو وہ داداسائیں کی سخت طبیعت کی بدولت اپنی خواہشات مار گئی تھی مگر اب اجازت ملتے ہی اس نے بنا کسی دیری کے برشام سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا تبھی اس دن کے بعد نورے اور فرزام حویلی واپس لوٹ آئے تھے مگر حورے وہی ٹھہر گئی تھی اس طرح حورے کی ڈاکٹری کی پڑھائی مکمل ہوتے ہی رزم نے سہولت سے برشام سے اس متعلق بات کرتے گلگت آتے ان کی باقاعدہ منگنی کی گئی تھی کیونکہ برشام تو ویسے بھی اسے ذاتی طور پہ جانتا تھا اسے اپنی بہن کیلیے اس سے اچھا ہمسفر کہی نہیں مل سکتا تھا۔ ابھی بھی اس کی شادی کی خاطر سب انہی تیاریوں میں مصروف تھے اور نورے اور فرزام اسی بدولت گئے تھے۔ گاؤں کے حالات فرزام کی سربراہی میں بہت حد تک بدل گئے تھے۔ چھوٹی سی جامعہ بھی وجود میں آچکی تھی۔ جس میں گاؤں کی لڑکیاں لڑکے بغیر کسی روک ٹوک کے پڑھنے جاتے تھے۔ سب فرزام سے بے تحاشہ خوش تھے۔

WhatsApp : 0344-4499420

"عالم کہاں ہے رنم۔"

رقیہ بیگم کی مصروف سی آواز پہ اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔ چھ سالہ عالم برشام اور رنم کا بیٹا گھر بھر کی آنکھوں کا تارا تھا۔

"دادی سائیں آپ جانتی ہیں برشام سائیں جہاں جاتے ہیں وہ ان کے ساتھ ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے میں اسے نہیں ٹوکتی کیونکہ کرنا تو اس نے وہی ہے جو اس کی مرضی ہے۔"

وہ اسے کیلا کھلا کر رومال سے اس کا چہرہ صاف کرتی اپنی جگہ سے اٹھی تو اتنی دیر میں فرزام نورے اور حورے بھی لوٹ آئے تھے۔ کسوا نے تو انہیں دیکھتے ساتھ ہی ناراضگی سے شکل بگاڑ لی۔ فرزام اور نورے نے مسکراتی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔

"میرے بچے کی شادی کی تیاریاں مکمل ہو گئی کیا۔"

فرزام نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے عقب سے ہی اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

"ارے کیسی تیاریاں ماں باپ تو بیٹی کو چھوڑ کر اکیلے نکل گئے۔"

سعدیہ ایک بار پھر اس کا منہ چومتے ہوئے بولی۔

"تو چچی سائیں آپ کا ہی گوٹے والا ڈوپٹہ لانا تھا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

حورے قہقہہ لگاتے ہوئے گوٹے پہ ذور دیتے ہوئے بولی وہاں موجود سب قہقہہ لگا کر ہنس دیے اس کے برعکس سعدیہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔ کسوا بھاگنے والے انداز میں کمرے میں گئی تھی۔ گلابی رنگ کے فراک میں وہ دو پونیوں کو جھلاتے سب کو چھوٹی سی گڑیا محسوس ہوئی تھی۔

"لگتا ہے ناراضگی سیریس ہے فرزام سائیں۔"

نورے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولی تو دونوں نے اس کی عقب میں ہی قدم بڑھائے تھے۔

وہ کرسی پہ چڑھ کر بیٹھی پاؤں جھلا رہی تھی۔

"نورے ایسا کرتے ہیں وہ جو ہم کسوا کیلیے پنز اور چوڑیاں لائے تھے نا وہ ہم کسی اور کو دے دیتے ہیں اب کسوا تو ہم سے ناراض ہے نا۔"

وہ مصنوعی افسوس کرنے والے انداز میں بولا۔

"بابا کسوا ناراض ہے۔"

وہ نا جانے کیوں جتا رہی تھی۔

"تو بابا کسوا کی ناراضگی ابھی ختم کر دیتے ہیں۔"

وہ چوڑیاں نورے کے ہاتھ سے تھام کر اس کی ننھی منھی کلائیوں کی زینت بناتے ہوئے بولا تو اس کی آنکھیں سرعت سے چمک اٹھی۔ وہ کرسی پہ چڑھ کر اس کے گلے کا ہار بنی تھی۔

www.zubinovelzone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کسوا مما کے پاس آؤ۔"

نورے نے اس کی جانب ہاتھ بڑھائے تو وہ سختی سے نو کہہ گئی۔

"مما نندی اے۔"

وہ غصے سے ناک پھلا کر بولی۔ اس کی بات پہ نورے کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ فرزام کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ چڑ کر سر جھٹک گئی۔

"ماما بابا کیلیے تو بلکل بھی گندی نہیں ہے بلکہ ماما سے پوچھو کہ ماما کتنی اچھی ہیں۔"

وہ کسوا کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر اس کی پیشانی چومتا ہوا بولا۔

"مما اچھی اے۔"

وہ اس سے تصدیق چاہتی تھی۔ فرزام نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ہاں ماما بہت اچھی ہے۔ ماما اچھی ہے تبھی تو کسوا اچھی ہے کیونکہ کسوا ماما کے وجود کا ہی تو حصہ ہے۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں بولتے نورے کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جن میں آج تک اسے صرف محبت کا جذبہ ہی دکھا تھا۔ کسوا کو اس کی بات کی سمجھ تو بلکل بھی نہیں لگی مگر بابا کے کہنے پہ وہ اچھی ہے تبھی

WhatsApp ; 0344-4499420

جھک کر اس کا گال چوما تھا۔ فرزام نے مسکرا کر ان دونوں کی جانب دیکھا جو ان کی زندگی کا قیمتی سرمایہ تھے۔

"ماما آئے ایم آ بگ بوائے ناؤ۔ پلیز میں خود سے تیار ہو جاؤنگا۔"

وہ رنم کی گرفت میں مسلسل مزاحمت کر رہا تھا تاکہ کسی طرح وہ اسے آزاد کر دے۔ رنم نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا سفید رنگ کا کرتا شلوار پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیا گیا تھا۔ سرخ و سفید رنگت کا حامل آنکھیں اس کی برشام کی طرح بلکل گہری سیاہ تھی۔ انہی آنکھوں میں الجھن لیے وہ رنم سے مسلسل التجا کر رہا تھا۔

"بلکل خاموش ہو جاؤ عالم میرے پاس بلکل وقت نہیں ہے۔"

وہ غصے سے بڑبڑائی مگر وہ اب دونوں پشت پہ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ رنم کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گئی تھی اتنی دیر میں باہر سے انتظامات دیکھ کر برشام جوں ہی اندر داخل ہوا بیڈ کے نزدیک عالم میں الجھی اپنی زندگی کو دیکھ کر اس کی آنکھیں جی جان سے مسکرائی تھی۔ اس میں محبتوں کا ایک جہاں آباد تھا۔ پستہ اور پیچ رنگ کے امتزاج کی لمبی قمیض اور چوڑی دار پاجامہ پہنے بالوں کو ہلکا سا کیچ کرتے کھلا

www.zubimoveizone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

چھوڑا تھا۔ کانوں میں بڑے بڑے آویزے پہنے اس نے ڈوپٹے کو ڈھنگ سے خود پہ پھیلاتے اپنے وجود کو ڈھکا ہوا تھا اور خود عالم میں الجھی ہوئی تھی۔

"ارے کیا ہو گیا ہے میرے شیر کو کیوں مما کو تنگ کر رہے ہو۔ کیا کہا رنم تم نے۔"

اس کے خوبصورت چہرے کو آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے وہ اس کے بالوں کو ٹھیک کرتے محبت سے گویا ہوا۔

" آپ خاموش ہو جائیں شام۔ اس لڑکے کی ہٹ دھر میاں بڑھتی ہی جا رہی ہے آئی ایم بگ بوائے ناؤ میرے کندھے کو چھونے لگا ہے کیا۔"

وہ غصے کی کیفیت میں چیخ کر بولی۔ عالم اور برشام نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"بری بات عالم۔ اٹس ناٹ گڈ فور یو اینڈ آلسو فور یور ماما۔"

وہ اب کی بار مکمل سنجیدگی سے اسے باور کرا رہا تھا۔

"میں نے آپ کو کیا سمجھایا تھا کہ جب تک آپ اپنی ماما کو پریشان کریں گے اس وقت تک پوری دنیا کرے گی مگر جوں ہی آپ ماما کی ڈھال بنیں گی انہیں ایک خراش بھی نہیں لگ سکتی۔"

وہ محبت سے اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا تو ہمیشہ کی طرح اس نے تابعداری سے اثبات میں سر ہلایا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"جاؤ باہر رزم چاچو آ گئے ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولا تو رزم کا نام سن کر وہ فوراً سے بیشتر باہر کی جانب بھاگا تھا۔

"آپ نے کتنی بار اسے یہ بات سمجھائی ہے مگر ہر بار یہ مجھے ایسے ہی تنگ کرتا ہے۔"

وہ اپنی طبیعت خرابی کی بدولت کچھ زیادہ ہی چڑچڑی ہو رہی تھی تبھی غیض کے عالم میں بولی اور ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی۔ برشام نے ایک جست میں اس کے نزدیک پہنچتے اس کا رخ اپنی جانب کرتے اس کے حسین روپ کو نظر بھر کر دیکھا تھا۔

"تم ہمیشہ مجھ سے لڑنے سے قبل موڈ بنا کر آتی ہو کیا کیونکہ ہمیشہ لڑنے کے وقت تم ایسی ہی نک سک تیار ملتی ہو جیسے تمہیں پتا ہو کہ تمہارے اس روپ کو دیکھ کر میں اپنا غصہ ترک کر دوں گا۔"

وہ ٹھنڈی آہ بھرتے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ نے تو ویسے بھی مجھ پہ کبھی غصہ نہیں کیا نا لڑے ہیں تو اب کیا خاک غصہ کریں گے مجھے تو آپ کے غصے میں بھی پیار والی وائبز آتی ہیں۔"

وہ مدھم سا قہقہہ لگاتے ہوئے بولی۔

"جانتی ہو نا شوہر بری طرح لٹو ہے تو تڑپاتی بھی خوب ہو اور موقع سے فائدہ بھی اٹھاتی ہو۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ مصنوعی ناراضگی سے بولا۔ رنم اس کی باتوں پہ ہنوز مسکرا رہی تھی۔ برشام نے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے جھک کر اس کی پیشانی پہ شدت سے لب رکھے تھے۔

"اب یہ کیا تھا۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی تڑخ کر بولی۔

"یہ میں نے غصے میں تمہارا ماتھا چوما ہے۔"

وہ جان چھڑوانے والے انداز میں بولتے اسے ایک بار پھر مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔ رنم نے آگے بڑھتے الماری میں ہینگ شدہ سفید رنگ کا سوٹ نکالتے اس کے حوالے کیا اور اسے واشروم کی جانب دھکیلا تھا۔

"تم نے پیکنگ کیوں کی رنم۔ میں نے کہا تھا کہ میں خود کر لوں گا۔"

وہ الماری کے ایک جانب رکھے بیگز کو ایک نظر دیکھتے غصے سے بولا کیونکہ زیادہ دیر جھکنے کی بدولت اس کی کمر میں درد نکل آتی تھی اور ابھی تو اس کی حالت بھی ایسی تھی۔

"ماما نے ساتھ کروائی ہے ویسے بھی کل ہمیں نکلنا ہے صبح صبح واپسی کیلیے۔ آپ رات کو تھکے ہارے کیا کیا کرتے چلیں اب جلدی جائیں نکاح کا وقت ہو چلا ہے۔"

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے ہوئے بولی تو وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ڈیوٹی کی بدولت بر شام کو زیادی دیر کی چھٹی نہیں ملی تھی اسی بدولت انہیں جلد از جلد واپس لوٹنا تھا وہ ابھی بھی صرف حورے کی شادی اٹینڈ کرنے گاؤں واپس آئے تھے ابھی انہیں کل فجر کی بعد کی فکائٹ سے واپس اسلام آباد روانہ ہونا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ خوشبوؤں میں گھرا باہر نکلا اور بالوں کو سنوار کر خود پہ پرفیوم سپرے کرتے اس نے رزم کو لیتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے جہاں سب ان کے منتظر تھے۔کچھ ہی دیر میں تمام مہمانوں کی آمد اور نکاح کی رسومات کے بعد حورے کو لاتے رزم کے پہلو میں بٹھایا گیا تھا۔رزم نے ایک ترچھی نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھی لڑکی پہ ڈالی تھی جو اسے پہلی نظر میں بلکل بھی اچھی نہیں لگی تھی مگر آہستہ آہستہ یہ ناپسندیدگی کب محبت میں بدلی اسے خود بھی اندازہ نہیں ہوا تھا۔

"نکاح مبارک محترمہ۔"

اس نے سب کو اپنی باتوں میں مصروف دیکھ اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی جواباً وہ کچھ لمحے کیلیے خود میں سمٹ کر بیٹھی مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنے خول میں سمٹ آئی تھی۔

"فاصلہ قائم رکھو مجھ سے تم۔پہلے منگنی کروالی اس وقت خاموش رہی اب نکاح بھی جلدبازی میں پڑھوالیا۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

وہ دانت کچکچاتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔ رزم منہ بناتے اس سے فاصلہ قائم کر گیا۔

"یار اب تو تمہاری پڑھائی بھی مکمل ہو گئی ہے اب تو میرا بھی حق تھا۔ اتنے عرصے سے منتظر ہی تھا تمہارا۔ اخر کو محبت کرتا ہوں تم سے۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں گویا ہوا۔ حورے نے جتاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"محبت اور وہ بھی تم ذرا بتانا پسند کرو گے کہ یہ محبت کب ہوئی تمہیں مجھ سے۔"

وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہٹیلے لہجے میں بولی۔ رزم نے اس کی بات پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

"یاد ہے اسلام آباد میں جب ہم مونال گئے تھے وہاں تمہاری چادر ہوا کے زور سے سر سے کھسکی تھی اور تمہارا یہ روشن چہرہ میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ جانتی ہو کتنے ہی لمحے تمہاری خوبصورتی دیکھتے میں مبہوت کھڑا رہا تھا۔ اس وقت سے سوچ چکا تھا میں کہ اگر کسی کو اپنی زندگی میں شامل کروں گا تو وہ صرف تم ہی ہو گی۔"

وہ چاہت بھرے لہجے میں بولتے اسے بیک وقت لال پیلا نیلا کر گیا۔ اس نے گھبرا کر چہرہ جھکاتے اپنی نم ہتھیلیاں مسلی تھی۔

"مم۔ مگر میں تمہیں ناپسند کرتی ہوں اور نا ہی تم سے محبت۔"

WhatsApp : 0344-4499420

وہ تلخ لہجے میں بولتی ارد گرد نگاہ دوڑاتے ناجانے اسے کیا باور کروانا چاہ رہی تھی۔

"ارے ارے جانے دو پولیس والوں پہ تم ویسے ہی فدا ہو۔ میں بھی پولیس والا ہی ہوں حور ے ذرا سی نظرِ کرم ہم پہ بھی کر دیں۔"

وہ اب کی بار ملتجیانہ لہجہ اپنا چکا تھا۔ اس کی حالت پہ وہ دل ہی دل میں مسکرائی۔

"ویسے اس بارے میں سوچا جاسکتا ہے ڈرائیور۔ کیونکہ اب تو تم سے نکاح ہو چکا ہے تو کوئی اور آپشن بھی نہیں ہے میرے پاس۔"

وہ ایک ادا سے بولتی آخر میں اس کے وجود جلا کر راکھ کر گئی کیا یہ ڈرائیور بولنا ضروری تھا۔ ایک زخم کم تھی جو ایک اور ساتھ چمٹ گئی تھی۔ لاہور اسلام آباد گھومنے کے دوران گاڑی کافی بار اس نے بھی ڈرائیو کی تھی جس کی بدولت وہ اسے کبھی کبھی اس نام سے پکارتی تھی۔

"چاچو آپ کیا باتیں کر رہے ہیں اپھو کے پاس ہو کر۔"

عین اسی لمحے عالم کی غیر متوقع آمد پہ وہ ایک جھٹکے سے اس سے فاصلہ قائم کر گیا۔

"ایک منٹ ذرا ادھر آؤ زرا تم یہ چاچو اپھو کیا ہوتا ہے تو مجھے انکل پھپھا کچھ بھی بلا لے مگر کم از کم میرا اپنی اپھو سے رشتہ نا خراب کر۔"

www.zubiinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ منت سماجت پہ اتر آیا کیونکہ وہ کوئی لاکھوں بار اسے یہ بات سمجھا چکا تھا۔ارم نے بروقت نزدیک آتے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"عالم آپ چلیں یہاں سے۔"

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔

"ویٹ آ سیکنڈ نانو۔مجھے جاننا ہے کہ چاچو اپھو سے کیا کہہ رہے تھے۔اٹس آ بیڈ ہیبٹ کہ آپ محفل میں بیٹھ کر کانوں میں بات کریں۔"

وہ اکھڑ لہجے میں بولا تو سردار سائیں اس کی بات سونے پہ سہاگہ اسکے لہجے پہ عش عش کر اٹھے۔

"بلکل بجا فرمایا آپ نے چھوٹے سردار۔"

وہ تفاخر سے بولتے اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کر گئے۔عالم میں سنجیدگی سے سب کی جانب دیکھا تھا۔رنم ایک جانب بیٹھی بیچارگی سے برشام کی جانب دیکھ رہی تھی کیونکہ وہ بھری محفل میں حورے اور رزم کو اچھا خاصہ شرمندہ کروا چکا تھا۔

"عام لالہ۔"

معاً کسوا بھاگتے بھاگتے اس کے نزدیک آئی تھی۔عالم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔

www.zubiapetezone.com
Digital Books Library
WhatsApp : 0344-4499420

"مائی نیم از عالم ناٹ عام۔ فرسٹ سے دس کریکٹلی۔"

وہ تنبیہی لہجے میں غصے سے بولا۔ کسوا نے اپنا ننھا سا ہاتھ پیشانی پہ مارا تھا۔ سب اس کی ادا پہ فدا ہی تو ہوئے تھے۔ فرزام نے آگے بڑھتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔

"چاچو پلیز اسے سمجھائیں کہ میرا نام عالم لیا کریں۔"

وہ اب سر جھٹکتے ہوئے فرزام سے گویا ہوا۔ برشام نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے رنگ ڈھنگ ہی نرالے تھے۔ ہاں وہ اپنے ماں باپ کا ہی پرتو تھا نڈر، سچی کھری بات کرنے والا۔

"بھابھی آج آپ کچھ نہیں بولیں گی کیا۔"

نورے اس کے نزدیک آتے ہوئے بولی اور پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا تھا جسے اس نے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

"نہیں بھئی آج میرے میں بلکل ہمت نہیں ہے۔"

وہ ہاتھ فضا میں بلند کرتے وہی سرینڈر کر گئی تھی۔

"ہاں بھئی بتاؤ کیوں میرے بیٹے کو عام کہتی ہو بلکہ وہ بہت خاص ہے۔"

برشام نے اس کا گال کھینچتے ہوئے مصنوعی غصے سے پوچھا تو کسوا ناک منہ چڑھا گئی۔ فرزام نے محبت سے اس کی چھوٹی سی پیشانی چومی۔

www.zubinovelszone.com
Digital BAB Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"کسوازاق کلتی اے۔"

(کسوامذاق کرتی ہے۔)

وہ کھنکھتے لہجے میں بولتی عالم کو غصے سے سلگا کر راکھ کر گئی۔اس نے چھوٹی سی ناک غصے سے چڑھائی تھی۔

"خاچھ لالہ"

(خاص لالہ۔)

اس کی چہکتی آواز پہ عالم نے روہانسی نگاہوں سے رنم کی جانب دیکھا جس نے اس کی۔ صورت دیکھتے باہیں واں کی تو وہ دلکشی سے مسکراتے اس کے سینے سے آلگا۔رنم نے اس کی پیشانی کو چومتے اسکے بالوں کو سنوارا تھا۔

"یہ میرا خاص شہزادہ ہی ہے۔"

وہ محبت سے اس کے دونوں ہاتھوں کو چومتے ہوئے بولی جواباً اس نے بھی رنم کے دونوں گالوں کو چوما تھا۔

"اور میں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

معاً اپنے کان کے نزدیک ہونے والی سرگوشی پہ اس نے ٹھٹھک کر اپنے شانے کے قریب دیکھا جہاں سے برشام جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے سوال کر رہا تھا۔

"آپ کے ساتھ ہی تو سب کچھ ہے شام۔ میری زندگی کا سب سے حسین تحفہ۔"

وہ آسودگی سے مسکراتے ہوئے بولی۔ برشام نے اس کے شانے کے گرد بازو حائل کیا تھا۔

"ویسے اگر ایسی ہی پیشِ رفت میرے ساتھ کی جائے تو میں تمہارے بیٹے سے زیادہ محبت نچھاور کروں گا۔"

وہ ذومعنی لب و لہجے میں بولتے اس کی دھڑکنوں میں طلاطم برپا کر گیا۔

"جانتی ہوں اسی لیے ایسی پیشِ رفت کبھی نہیں کرتی۔"

وہ کندھے اچکا کر اعتراف کرتے ہوئے بولی۔ برشام نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے عقب سے ہی اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھے تھے اور محبت سے اس کے بلکی وجود کو دیکھا جہاں ان کی محبت کی نشانی سانسیں لے رہی تھی۔ ہر جانب خوشیوں کی چہکاریں گونج رہی تھی۔

رنم کی ڈلیوری کے پورے ایک ہفتے بعد سے آج وہ پورے دوبارہ ڈیوٹی جوائن کر چکا تھا۔ حورے کے نکاح کی تقریب کے بعد وہ لوگ اسلام آباد میں ہی اپنے فلیٹ پہ شفٹ ہو چکے تھے۔ اماں کی وفات

www.zubnovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

ہو چکی تھی جس کی بدولت لائبہ بھی اپنے گھر واپس لوٹ چکی تھی۔ اس کے خیال میں اب اماں نہیں رہی تھی تو اس کا اس فلیٹ میں رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس کی شام ڈھلے تھانے سے واپس ہوئی۔ وہ ایک نظر کچن میں کام کرتی رحمت پہ ڈالتے خود کمرے کی جانب بڑھا جہاں سے رنم کی جھنجھلائی آواز اس کی سماعتوں میں پڑی جو ہمیشہ کی طرح عالم کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کر رہی تھی۔

"عالم ویسے تو تم بہت بڑے ہو چکے ہو مگر یہ حرکتیں کرتے ہوئے تم بچے بن جاتے ہو۔"

وہ سامنے ایل ای ڈی میں لگی پوئم کا والیوم بڑھا چکا تھا جس کی بدولت سوئی ہوئی ہانم کی نیند میں بری طرح خلل پڑا تھا تبھی وہ گلہ پھاڑ کر رو دی تھی۔

"ماما اٹس ناٹ مائن مسٹیک۔ یہ بے بی گندی ہے۔"

وہ صفائی دینے والے انداز میں بولا۔ رنم نے کمر پہ ہاتھ رکھتے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ برشام نے اندر قدم رکھا۔ گرے رنگ کی گھٹنوں کو چھوتی قمیض ساتھ پیلے رنگ کا ٹراؤذر پہنے بالوں کو لاپرواہی سے جوڑے میں قید کیا ہوا تھا۔ وہ اس کا بازو تھام کر اب نرمی سے سمجھانے کی کوششوں میں تھی مگر وہ جواب میں کھل کر ہنس دیا اور رنم اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیتی۔

"میں یہاں سے جا رہی ہوں مجھے نہیں رہنا یہاں۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ بھرائے لہجے میں بولتے ہانم کو گود میں لیتے جھلانے لگی جو اس کے سینے کی گرمی محسوس کرتے کچھ ہی دیر میں سکون کی نیند سو چکی تھی۔

"ماما وائے آر یو کرائنگ۔"

وہ اس کے ڈوپٹے کا پلو کھینچتے بیڈ پہ بٹھاتے ہوئے بولا جوابًا وہ سر جھٹک گئی تھی۔ برشام دروازے پہ کھڑا خاموش نگاہوں سے ان کی حرکات و سکنات کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"اور کیا تمہاری ایسی حرکتوں پہ ہنسوں۔ کس قدر ضدی ہو تم۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے تم نے مجھے بھی بہت کہیں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔"

وہ نروٹھے لہجے میں گویا ہوئی۔

"او کے سوری ماما۔ اب میں بہنا کو نہیں رلاؤں گا۔"

بھلا ماں کی آنکھوں میں آنسو کہاں برداشت تھے اسے۔

"پرامس۔"

رنم نے ہتھیلی پھیلائی جس پہ اس نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھا۔

"""پرامس اور اب جب فیری روئے گی تو میں اسے ہنساؤں گا بھی۔"

وہ اس سے عہد و پیمان باندھ رہا تھا۔ رنم نے سوئی ہوئی ہانم کو بیڈ پہ لٹاتے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"چلو پھر اسی خوشی میں ہم ڈریس چینج کرتے ہیں تاکہ جیسے ہی بابا آئے آپ ان کے ساتھ جاکر پیزا لے آنا اوکے۔ مگر میرا نام مت لینا آپ نے کہنا ہے کہ میں نے کھانا ہے اوکے۔ ایک تمہارے بابا نے جان ہی میری سولی پہ لٹکائی ہوتی ہے وقت دیکھو اور وہ ابھی تک نہیں آئے۔"

وہ اس کی شرٹ اتارتے اسے سمجھا رہی تھی۔ برشام نے بڑی مشکلوں سے اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔ معاً وہ گلہ کھنکھارتے پولیس وردی میں ملبوس اندر داخل ہوا تو عالم نے چمکتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ عنم بھی اس کی جانب متوجہ ہو چکی تھی جو اب ہانم کے ساتھ نیم دراز ہوتے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو چوم رہا تھا۔ کبھی اس کی آنکھوں کو چومتا تو کبھی اس کی پیشانی۔

"رنم یہ مجھے اتنی پیاری کیوں لگتی ہے۔جی چاہتا ہے اسے کھا جاؤں۔"

وہ محبت بھری نگاہوں سے اس کے وجود کو دیکھتا ہوا بولا۔

"کیونکہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔"

جواباً وہ دھیمے سے بولی کیونکہ تھانے سے لوٹ کر وہ زیادہ وقت ہانم کے ساتھ ہی گزار رہا تھا۔

"میں بھی بڑا ہو کر ایک ایماندار پولیس آفیسر بنوں گا نانوں اور بابا کی طرح اور کوئی بھی میرے ملک سے غداری کرے گا اسے فوراً گن سے فائر کر دوں گا۔"

www.zubinovelszone.com
WhatsApp ; 0344-4499420

اسی دوران عالم کے منہ سے نکلنے والے سلگتے الفاظوں نے ان دونوں کو اپنی اپنی جگہ منجمد کیا تھا۔ رنم اس کی بات پہ حق دق رہی تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اپنے باپ کے نقشِ قدم پہ چلنے کی تم ایک عام شہری ہی ٹھیک ہو۔ یہ تو اپنی ماں کو دھوکے میں رکھ کر یہ سب کرتے رہے مگر میں تمہاری ماں ہو اور میں جانتی ہوں کہ تمہیں سیدھا کیسے کرنا ہے۔"

وہ سختی سے اس کی بات کا اثر زائل کرتے گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔ برشام بھی اب کی بار سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔ اسے اس چھ سال کے بچے سے ایسی بات کی قطعی امید نہیں تھی مگر اتنا تو اسے اندازہ تھا کہ وہ اپنی عمر کے بچوں سے زیادہ سمجھدار ہے۔

"ممابٹ اٹس مائی ڈریم۔ آپ مجھے اسے پورا کرنے سے نہیں روک سکتی۔"

رنم کی سماعتوں میں اس کا اٹل لہجہ گونجا تو اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"رمہارے ڈریم کی ایسی کی تیسی۔ کیا چاہتے ہو تم سب کہ میری ساری زندگی ڈر ڈر کر گزر جائے۔ میں اب مزید اس سیڑھی کو دراز نہیں ہونے دوں گی یہ بس صرف تمہارے بابا پہ فل سٹاپ ہے۔"

وہ غیض کے عالم میں ہانپتی ہانپتی چلائی۔ آنکھوں سے غصے کے شرارے سے نکل رہے تھے۔ برشام اس دوران بلکل خاموش تھا۔

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

"بابا"

وہ برشام کی جانب دیکھتے احتجاجاً چلایا تبھی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے مقابل آیا۔

"رنم تم میرے شیر کو اس کے عزائم سے پیچھے ہٹنے کا کہ تو رہی ہو اس بات سے انجان کہ اس روک ٹوک سے اس کے ارادے مزید پختہ ہوتے جارہے ہیں کیونکہ ایک بچہ سب کچھ ٹھان لیتا ہے اور اس بات کا اقرار اپنے منہ سے کرتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے وہ کام کرنے سے نہیں روک سکتی اور میرا شیر تو پھر اپنے عزیز و جان وطن کیلیے اپنے باپ کے نقشِ قدم پہ چلنا چاہتا ہے۔میں تو خوشی فخر سے اس کا ہاتھ تھام کر اس راہ پہ چلاؤں گا۔"

وہ تفاخر سے عالم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو وہ اس کے گلے کا ہار بنا تھا۔رنم نے کٹیلی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جسے صرف اپنی ہی پرواہ تھی اس کا خیال کسی کو بھی نہیں تھا۔

"اوکے سیز فائر کریں ابھی تو بہت وقت ہے جب کی جب دیکھی جائے گی ابھی تم بیٹھو سکون سے۔گھاؤ ابھی تازہ ہے۔"

وہ اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے اسے بیڈ پہ بٹھاتے ہوئے بولا۔برشام نے بھی اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"تم جانتی ہو اگلے مہینے اسد اور لائبہ کا نکاح ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

اس کی بات پہ رنم نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔ اسے اس بات کی قطعی توقع نہیں تھی۔ اس کے پوچھنے پہ برشام نے تفصیل اس کے گوش گزار دی کہ کیسے اسد نے اس سے اس متعلق بات کی تھی اور اس نے آگے سے لائبہ سے کیونکہ وہ کسی انٹر نیشنل کمپنی میں جاب کر رہی تھی اود برشام کے ساتھ اس کا رابطہ بھی تھا۔ رنم تو اس کی بات پہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔ اس نے پانی بھری آنکھوں سے برشام کی جانب دیکھا جو اب عالم کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"بابا پیزا۔"

وہ اس کا بازو کھینچتے ہوئے بولا۔

"کس نے پیزا کھانا ہے میرے شیر۔"

وہ مصنوعی اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

"ماما نے کھانا ہے بابا۔"

اس کے معصومیت سے بم پھوڑنے پہ رنم مٹھیاں بھینچ کر پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔ اس نے نہایت سکون سے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا تھا۔

"مگر میں تو لے کر آیا ہوں محترم کیونکہ آپ سے پہلے آپ کی ماما کی تمام خواہشات پوری کرنا میرا فرض ہے۔"

WhatsApp ; 0344-4499420

وہ اس کی ناک دباتے محبت سے بولا تو وہ آنکھوں میں نمی لیے ہنس دی تھی۔

"آج میں ایک ایک کی بات پہ یقین لے آئی ہوں کہ سچ میں برشام جیسا کوئی نہیں۔ آپ جیسا سچ میں کوئی نہیں ہے۔ پتہ نہیں اس ذات نے میرے کس فعل کو دیکھتے آپ کو مجھے سونپا تھا۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال پہ رکھا۔ وہ ابھی بھی پولیس کی وردی میں ہی تھا۔ اس نے شہزادوں جیسی آن بان رکھنے والے اس بے پناہ وجیہہ مرد کو دیکھا جس کو ایک بار دیکھ کر ہی کبھی اس کا حلق تک کڑوا ہو جاتا تھا مگر آج اس کا برشام کے بغیر کچھ پل رہنا بھی سوہان روح تھا کجا کہ دور رہنا۔

"اچھا ذرا اسی خوشی میں اظہار تو کر دو۔"

وہ مسکین سی صورت بناتے ہوئے بولا۔ رنم بے ساختہ ہنسی تھی۔

آئی لو یو آلاٹ مائن ڈئیر ہسبینڈ۔

اس نے برشام کی پیشانی پہ لب رکھتے سرگوشی کی۔

"ذرا سا والیوم تو بڑھاؤ۔"

وہ اسے تنگ کرنے کی خاطر بولا۔

"آئی رئیلی لو یو۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ حلق کے بل چلائی تو ہانم ڈر کر چیخ چیخ کر رو دی۔ برشام سرعت سے اس کی جانب جھکا اور اسے گود میں بھرتے جھلانے لگا۔ اس کے ایک ایک نقش کو چھوتے وہ اطراف میں سب کچھ فراموش کر چکا تھا۔ کیا تاریخ ایک بار پھر خود کو دہرائے گی۔

اس کی سانسیں تھم گئی یہ سوچتے ہی۔ رنم نے ایک نگاہ برشام پہ ڈالتے ایک نگاہ دیوار پہ لٹکی فیصل کی تصویر پہ ڈالی۔

"بہت شکریہ بابا۔ اپنا عکس مجھے سونپنے کیلیے۔"

وہ مسکرا کر ان کی تصویر کو دیکھتے گویا ہوئی۔ برشام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کس کی جانب دیکھ کر مسکرا رہی ہو۔"

وہ اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔

"آپ کی جانب۔ آپ کے علاوہ میری زندگی میں ایسا کچھ بھی نہیں جسے دیکھ کر میں مسکراؤں۔ یو آر دی اونلی ریزن بیہائنڈ مائی سمائل شام۔"

وہ اس کے شانے پہ سر رکھتے ہوئے آسودگی سے بولی۔ برشام نے محبت سے اس کے شانے کے گرد بازو حائل کیا تھا۔ وہ بن کہے ہی اس کی آنکھوں میں دیکھتے سمجھ گیا تھا کہ اسے لیڈر کی یاد آ رہی ہے۔

"یہ دیکھو رنم یہ ہنسی۔"

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420

وہ سرشاری کی کیفیت میں چلایا۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے عالم اور رنم دونوں ہانم پہ جھکے تھے عین اسی لمحے ہانم کی مسکراہٹ کے ساتھ ان تینوں کا قہقہہ بھی فضا میں بلند ہوتے ماحول کو خوشگوار بنا گیا تھا۔رنم نے چپکے سے آنکھ سے نکلنے والا اکلوتا آنسو صاف کیا اور مسکرا دی۔

THE _END

www.zubinovelszone.com
Digital Books Library
WhatsApp ; 0344-4499420